

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

فتاوى قاسميه

منتخب فتاوى

حضرت مولانا مفتي شبير احمد القاسمي

خادم الافتاء و الحديث جامعه قاسميه

مدرسہ شاہی مراد آباد، الہند

(جلد ۶)

المجلد السادس

بقية الصلوة، السترة الجماعة

المساجد، الامامه

۱۹۳۶ ————— ۳۳۵۷

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند

01336-223082

فتاویٰ قاسمیہ

صاحب فتاویٰ
حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بجق صاحب فتاویٰ شبیر احمد القاسمی 094 125 52 294

بجق مالک مکتبہ اشرفیہ دیوبند 093 580 01 571

088 103 83 186 01336-223082

محرم الحرام ۱۴۳۷ھ پہلا ایڈیشن

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ضلع سہارنپور، الہند

01336-223082

ASHRAFI BOOK DEPOT

DEOBAND, SAHARANPUR, INDIA

Phone: 01336-223082

Mob. : 09358001571-08810383186

مكمل اجمالى فهرست ايك نظر ميں

رقم المسأله	عنوانات	
المجلد الأول	١ ١٧٢	مقدمة التحقيق، الإيمان والعقائد إلى باب ما يتعلق بالارواح.
المجلد الثاني	١٧٣ ٥٥٧	بقية الإيمان والعقائد من باب الحشر إلى باب ما يتعلق بأهل الكتاب، التاريخ والسير، البدعات والرسوم.
المجلد الثالث	٥٥٨ ١٠٠٥	بقية البدعات والرسوم من باب رسومات جنائز إلى رسومات نكاح، كتاب العلم إلى باب ما يتعلق بالكتابة.
المجلد الرابع	١٠٠٦ ١٤١٥	بقية كتاب العلم من كتابة القرآن إلى باب الوعظ والنصيحة، الدعوة والتبليغ، السلوك والاحسان، الأدعية والأذكار.
المجلد الخامس	١٤١٦ ١٩٣٥	الطهارة بتمام أبوابها، الصلوة من أوقات الصلوة إلى صفة الصلوة.
المجلد السادس	١٩٣٦ ٢٤٥٧	الجماعة، المساجد، الإمامة.
المجلد السابع	٢٤٥٨ ٢٩٦٤	بقية الصلوة من تسوية الصفوف إلى سجود التلاوة.
المجلد الثامن	٢٩٦٥ ٣٤٢٣	بقية الصلوة من الذكر والدعاء بعد الصلوة، الوتر، ادراك الفريضة، السنن والنوافل، التراويح، صلوة المسافر.

المجلد التاسع	٣٤٢٤	٣٨٩٣	بقية الصلوة، صلوة المريض، الجمعة، العيدين، الجنائز إلي حمل الجنازة.
المجلد العاشر	٣٨٩٤	٤٤٠٤	بقية الجنائز من صلوة الجنائز إلي باب الشهيد، كتاب الزكوة.
المجلد الحادي عشر	٤٤٠٥	٤٨٧٣	بقية الزكوة، كتاب الصدقات، الصوم، بتمام أبوابها إلي صدقة الفطر.
المجلد الثاني عشر	٤٨٧٤	٥٣٤٨	كتاب الحج بتمام أبوابها، النكاح إلي باب نكاح المكره.
المجلد الثالث عشر	٥٣٤٩	٥٩٤٣	بقية النكاح إلي باب المهر.
المجلد الرابع عشر	٥٩٤٤	٦٤٦٢	الرضاع، الطلاق إلي باب الكناية.
المجلد الخامس عشر	٦٤٦٣	٦٩٠٢	بقية الطلاق، الرجعة، البائن، الطلاق بالكتابة، الطلاق الثلاث، الشهادة في الطلاق، الحلالة.
المجلد السادس عشر	٦٩٠٣	٧٤٠٢	بقية الطلاق، تعليق الطلاق، التفويض، الفسخ والتفريق، الظهار، الإيلاء، الخلع، الطلاق على المال، العدة، النفقة، ثبوت النسب، الحضانة.
المجلد السابع عشر	٧٤٠٣	٧٨٦٧	الأيمان والنذور، الحدود، الجهاد، اللقطة، الامارة والسياسة، القضاء، الوقف إلي باب المساجد.
المجلد الثامن عشر	٧٨٦٨	٨٤٠٨	بقية الوقف من الفصل الثالث، المسجد القديم إلي مصلى العيد، والمقبرة. (قبرستان)

المجلد ٨٤٠٩	٨٨٥٦	بقية الوقف، باب المدارس، كتاب اليسوع، البيع الصحيح، الفاسد، المرايحة، الصرف، السلم، الوفاء، الشفعة، المزارعة.
المجلد العشرون ٨٨٥٧	٩٣٥٠	الشركة، المضاربة، الربوا بتمام أنواعها.
المجلد الحادي والعشرون ٩٣٥١	٩٧٣٥	الديون، الوديعة، الأمانة، الضمان، الهيئة، الإجارة.
المجلد الثاني والعشرون ٩٧٣٦	١٠٢٤٥	الغصب، الرهن، الصيد، الذبائح بتمام أنواعها، الأضحية بتمام أنواعها، العقيقة، الحقوق، بأكثر أبوابها إلي باب حقوق الأقارب.
المجلد الثالث والعشرون ١٠٢٤٦	١٠٧٠٥	بقية الحقوق، الرؤيا، الطب والرقي بتمام أنواعها، كتاب الحظر والإباحة إلي باب السابع، ما يتعلق باللحية.
المجلد الرابع والعشرون ١٠٧٠٦	١١٢٠٥	بقية الحظر والإباحة، باب الأكل والشرب، الانتفاع بالحيوانات، الخمر، الدخان، الهدايا، الموالاة مع الكفار، المال الحرام، الأدب، اللهو، استعمال الذهب والفضة، كسب الحلال، الغناء، التصاوير.
المجلد الخامس والعشرون ١١٢٠٦	١١٦٠٠	الوصية، الفرائض بتمام أبوابها.
المجلد السادس والعشرون ١	١١٦٠٠	فهارس المسائل ❖❖❖

۹ / بقیۃ کتاب الصلوٰۃ

صفحہ نمبر	۶ / باب السترۃ	مسئلہ نمبر:
۳۲	سترہ کی شرعی حیثیت اور شرائط.....	۱۹۳۶
۳۴	سترہ کی مقدار.....	۱۹۳۷
۳۵	نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ.....	۱۹۳۸
۳۷	نمازی کے آگے سے گزر کر خالی صف کو پر کرنا.....	۱۹۳۹
۳۸	نمازی کے سامنے سے گزرنے اور اس کو پریشان کرنے کا حکم.....	۱۹۴۰
۳۹	نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد.....	۱۹۴۱
۴۰	مسجد کبیر میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد.....	۱۹۴۲
۴۲	نمازی کے سامنے سے گزرنے.....	۱۹۴۳
۴۳	نمازی کے آگے کتنے فاصلہ سے گزرنے کی گنجائش ہے؟.....	۱۹۴۴
۴۴	نمازی کے سامنے والے چبوترہ کے اوپر سے گزرنے کا حکم.....	۱۹۴۵
۴۶	نمازی کے سامنے بیٹھے شخص کا ہٹ کر جانا.....	۱۹۴۶
۴۷	چٹائی سترہ کے قائم مقام ہے یا نہیں؟.....	۱۹۴۷
۴۹	نمازی کے سامنے سے گزرنے.....	۱۹۴۸

۷ / باب صلوٰۃ المساجد

۵۱	مسجد صغیر، مسجد کبیر.....	۱۹۴۹
۵۲	مسجد کبیر.....	۱۹۵۰
۵۳	احاطہ مسجد کی حد.....	۱۹۵۱

۱۹۵۲	تحیۃ المسجد.....	۵۳
۱۹۵۳	منبر کی سیڑھیوں کی مسنون تعداد.....	۵۴
۱۹۵۴	منبر مسنون.....	۵۵
۱۹۵۵	کیا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام ہی کے ساتھ مخصوص ہے؟	۵۸
۱۹۵۶	مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب کہاں تک ملے گا.....	۵۹
۱۹۵۷	کیا بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا ثواب صرف مردوں کیلئے ہے.....	۶۲
۱۹۵۸	حرم شریف کی قضاء نماز کے ثواب کا بیان.....	۶۳
۱۹۵۹	تعمیر مسجد کے دوران دوسری مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنا	۶۴
۱۹۶۰	دوران تعمیر مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنا ضروری نہیں.....	۶۵
۱۹۶۱	منقش مصلی.....	۶۶
۱۹۶۲	مساجد سے روکنے کا حکم.....	۶۷
۱۹۶۳	شہید کردہ مسجد میں نماز کا شرعی حکم.....	۶۹
۱۹۶۴	عبید گاہ کے دروازہ پر تعمیر شدہ مسجد میں نماز.....	۷۰
۱۹۶۵	امام صاحب کے حجرہ کا دروازہ مسجد میں کھولنے کا حکم.....	۷۲
۱۹۶۶	احاطہ مسجد میں بنے ہوئے حجرہ میں مؤذن کی رہائش.....	۷۳
۱۹۶۷	وضو کی جگہ پر امام کا کپڑے دھونا.....	۷۴
۱۹۶۸	مسجد کی چھت سے اونچی عمارت بنانا.....	۷۵
۱۹۶۹	جمعہ کے علاوہ مسجد کی دوسری تیسری منزل بند رکھنا.....	۷۶
۱۹۷۰	مسجد کی دوکانوں پر امام صاحب کا کھڑے ہو کر نماز پڑھانا.....	۷۸
۱۹۷۱	مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنا.....	۸۰
۱۹۷۲	کارخانوں میں نماز عشاء و تراویح ادا کرنے سے مسجد کا	
	ثواب حاصل نہ ہوگا.....	۸۲

۱۹۷۳	ہندو کی شادی ہونے والے مکان میں نماز تراویح پڑھنا.....	۸۳
۱۹۷۴	قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟.....	۸۴
۱۹۷۵	قبروں کو برابر کر کے ان پر نماز پڑھنا.....	۸۵
۱۹۷۶	بوسیدہ قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم.....	۸۶
۱۹۷۷	قبروں پر بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا.....	۸۷
۱۹۷۸	مزار پر قبر کے متصل مصلے پر نماز پڑھنا.....	۸۸
۱۹۷۹	زکوٰۃ کی رقم سے بنائی گئی مسجد میں نماز کا حکم.....	۹۰
۱۹۸۰	حرام کمائی سے بنائی گئی مسجد میں نماز.....	۹۱
۱۹۸۱	چوری کے ریت سے بھرائی گئی مسجد میں نماز پڑھنے کا شرعی حکم.....	۹۲
۱۹۸۲	مساجد میں قالین وغیرہ بچھانا.....	۹۳
۱۹۸۳	قالین کے گدے پر نماز.....	۹۵
۱۹۸۴	اندرون مسجد خراب ہونے کی وجہ سے باہر نماز پڑھنا.....	۹۶
۱۹۸۵	مسجد کا پانی گھریلجا کر وضو کرنا.....	۹۷
۱۹۸۶	ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کر کے دیگر مسجد میں جا کر نماز پڑھنا.....	۹۸
۱۹۸۷	صفوں کو پیروں کی ٹھوکروں سے بچھانا اور سمیٹنا.....	۹۹
۱۹۸۸	کارپوریشن کی زمین میں نماز کا شرعی حکم.....	۱۰۰
۱۹۸۹	مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنا.....	۱۰۱
۱۹۹۰	گرمی کی بناء پر صحن مسجد میں نماز ادا کرنا.....	۱۰۳
۱۹۹۱	موسم گرمی میں صحن مسجد میں جماعت.....	۱۰۴
۱۹۹۲	صحن مسجد یا دالان مسجد میں نماز پڑھنا.....	۱۰۴
۱۹۹۳	موسم گرمی میں مسجد کی چھت پر جماعت قائم کرنا.....	۱۰۶
۱۹۹۴	گرمی کی وجہ سے دوسری منزل میں جماعت کرنا.....	۱۰۷

۱۰۸	شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا	۱۹۹۵
۱۰۹	شدت گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت	۱۹۹۶
۱۱۰	مساجد میں ناک کان اور بغیر سروالی تصاویر لٹکانا	۱۹۹۷
۱۱۴	چھوٹے بچوں کو مسجد میں نماز کی عملی مشق کرانا	۱۹۹۸
۱۱۴	مسجد میں نماز کے بعد حلقہ بنا کر دنیاوی باتیں کرنا	۱۹۹۹
۱۱۶	مسجد میں دینی باتیں سنانے کے لئے روک کر سوال کرنا	۲۰۰۰
۱۱۷	نماز کے بعد مسجد میں سوال اور مسائل کی مدد	۲۰۰۱
۱۱۸	مسجد میں کسی شخص کے فساد مچانے سے متعلق چند سوالات	۲۰۰۲
	کئی منزلہ مسجد کی کسی بھی منزل کو جماعت خانہ بنالینا اور	۲۰۰۳
۱۲۲	چھت پر نماز پڑھنا	۲۰۰۴
۱۲۴	سودی قرض کی رقم سے بنائے گئے اسکول میں نماز	۲۰۰۵
۱۲۶	سودی میلوں میں مجمع کے ساتھ نماز باجماعت	۲۰۰۶
۱۲۷	ہوائی جہاز میں نماز کا جواز	۲۰۰۷
۱۲۸	کیا مساجد میں نماز کی ترکیب والی تصاویر ٹانگنا جائز ہے؟	۲۰۰۸
۱۳۰	مظاہر العلوم کا فتویٰ	۲۰۰۹
۱۳۱	اسفتاء	۲۰۱۰
۱۳۲	ماہنامہ مظاہر العلوم میں شائع ہونے والا فتویٰ	۲۰۱۱
۱۳۳	مظاہر العلوم وقف کا فتویٰ	۲۰۱۲
۱۳۴	جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کا فتویٰ	۲۰۱۳
۱۳۸	محاکمہ متعلقہ مسئلہ تصویر ارمولانا غلیل احمد صاحب	

۸ / باب الجماعۃ



۱۴۴	باجماعت نماز واجب ہے یا سنت؟	۲۰۱۴
-----	-------	------------------------------	------

۲۰۱۵	تارک جماعت مردود الشہادہ ہے.....	۱۴۵
۲۰۱۶	تارک جماعت کا حکم.....	۱۴۶
۲۰۱۷	کسی کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا.....	۱۴۷
۲۰۱۸	راستہ خراب ہونے کی وجہ سے ترک جماعت.....	۱۴۸
۲۰۱۹	کیا نابینا پر باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے.....	۱۵۰
۲۰۲۰	مدرسہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ کر مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنا.....	۱۵۰
۲۰۲۱	کیا لوگوں کے طعنہ کے سبب تنہا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے.....	۱۵۲
۲۰۲۲	ملا کہنے کی وجہ سے نماز باجماعت ترک کر دینا.....	۱۵۳
۲۰۲۳	مسجد میں دوران نماز الگ نماز پڑھنا.....	۱۵۵
۲۰۲۴	مسجد میں جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھنا.....	۱۵۶
۲۰۲۵	مال کی حفاظت کی وجہ سے مسجد نہ جا کر تنہا نماز پڑھنا.....	۱۵۷
۲۰۲۶	اجرت لے کر نماز تراویح پڑھانے والے کی اقتداء کرے یا تنہا نماز پڑھے.....	۱۵۸
۲۰۲۷	معدور شخص کا گھر پر نماز پڑھنا.....	۱۵۹
۲۰۲۸	برص کی بیماری میں گھر پر نماز پڑھنا.....	۱۶۱
۲۰۲۹	کوڑھی کے لئے جماعت کا سقوط.....	۱۶۲
۲۰۳۰	کوڑھ کے مریض کا جماعت میں شریک ہونا.....	۱۶۳
۲۰۳۱	کھانسی کے مریض کا مسجد میں نماز کے لئے جانا.....	۱۶۴
۲۰۳۲	جماعت کے وقت سنت و نفل پڑھنے کا حکم.....	۱۶۵
۲۰۳۳	جماعت شروع ہونے کے بعد نوافل کی نیت باندھنا.....	۱۶۷
۲۰۳۴	جماعت کھڑی ہونے کے بعد اگلی صف میں سنن و نوافل پڑھنا.....	۱۶۸

۲۰۳۵	جماعت کے وقت تنہا صف میں نماز پڑھنا.....	۱۶۹
۲۰۳۶	جماعت کے قعدہ اخیرہ میں شمولیت افضل ہے یا الگ سے	
	دوسری جماعت کرنا.....	۱۷۱
۲۰۳۷	دس تا پندرہ سال تک کے بچوں کو لے کر جماعت کرنا.....	۱۷۲
۲۰۳۸	عید گاہ میں پختہ نماز ادا کرنا.....	۱۷۳
۲۰۳۹	ایک ہی باؤنڈری میں مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنے کا حکم؟	۱۷۴
۲۰۴۰	دوسری منزل پر جماعت کرنا.....	۱۷۵
۲۰۴۱	مسجد کی چھت پر نماز باجماعت ادا کرنا.....	۱۷۷
۲۰۴۲	شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا.....	۱۷۸
۲۰۴۳	رمضان میں نماز عشاء کی جماعت محلہ میں ادا کرنا.....	۱۷۹
۲۰۴۴	خارج از مسجد جماعت ادا کرنا.....	۱۸۲
۲۰۴۵	مسجد کے علاوہ جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنا.....	۱۸۳
۲۰۴۶	دوران نماز کسی مقتدی کا الگ سے زور سے تلاوت کرنا.....	۱۸۵
۲۰۴۷	قیام اللیل کی جماعت.....	۱۸۶
۲۰۴۸	تہجد کی جماعت.....	۱۸۸
۲۰۴۹	نوافل کی جماعت.....	۱۸۹
۲۰۵۰	رمضان المبارک میں باجماعت تہجد پڑھنا.....	۱۹۰
۲۰۵۱	مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا.....	۱۹۱
۲۰۵۲	متعدد اعدا کی بنا پر نماز کے تکرار کا حکم.....	۱۹۲
۲۰۵۳	دارالحدیث میں جماعت ثانیہ.....	۱۹۵
۲۰۵۴	جماعت ثانیہ کرنے والوں کی نماز مع انکراہت ادا ہوتی ہے.....	۱۹۷
۲۰۵۵	جس ہال میں پنجگانہ نماز ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ کرنا.....	۱۹۹

۲۰۵۶	محلّہ کے لوگوں کے لئے جماعت ثانیہ.....	۲۰۰
۲۰۵۷	ایک مسجد میں تکرار جماعت کا حکم.....	۲۰۱
۲۰۵۸	مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے جماعت ثانیہ قائم کرنا.....	۲۰۲
۲۰۵۹	ایک ہی مسجد میں متعدد بار نماز جمعہ قائم کرنا.....	۲۰۴
۲۰۶۰	مسجد کی سہ دری یا حجرہ میں جماعت ثانیہ کرنے کا حکم.....	۲۰۶
۲۰۶۱	مسجد یا اس سے متصل دوسری جگہ میں دوسری جماعت کرنا.....	۲۰۷
۲۰۶۲	کیا دوسری صف میں جماعت ثانیہ کی جاسکتی ہے؟.....	۲۱۰
۲۰۶۳	مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا.....	۲۱۱
۲۰۶۴	محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ.....	۲۱۳
۲۰۶۵	ایک مسجد میں جمعہ کی جماعت ثانیہ کرنا.....	۲۱۴
۲۰۶۶	دو منزلہ مسجد میں بیک وقت دو جماعت کا قائم کرنا.....	۲۱۵
۲۰۶۷	اختلاف کی وجہ سے دو جماعتیں کرنا.....	۲۱۶
۲۰۶۸	محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے.....	۲۱۷
۲۰۶۹	مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم.....	۲۱۸
۲۰۷۰	اہل محلّہ کا مسجد سے متصل حجرہ میں جماعت ثانیہ کرنا.....	۲۱۹
۲۰۷۱	جہاں امام اور مؤذن متعین نہ ہوں وہاں جماعت ثانیہ کرنا.....	۲۲۱
۲۰۷۲	محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے.....	۲۲۲
۲۰۷۳	جماعت خانہ میں جماعت ثانیہ.....	۲۲۳
۲۰۷۴	جماعت ثانیہ سے متعلق ایک جامع فتویٰ.....	۲۲۵
۲۰۷۵	ایسی مسجد میں تکرار جماعت جائز ہے.....	۲۲۹
۲۰۷۶	مسافر کا محلّہ کی مسجد میں متعینہ جماعت سے قبل اپنی جماعت کرنا.....	۲۳۱
۲۰۷۷	بازار کی مسجد میں متعدد جماعت کرنا.....	۲۳۲

۲۳۴	کن صورتوں میں جماعت ثانیہ جائز اور کن صورتوں میں ممنوع	۲۰۷۸۰
۲۳۵	جماعت ثانیہ کہاں جائز اور کہاں مکروہ ہے.....	۲۰۷۹
۲۳۷	چار صورتوں میں جماعت ثانیہ جائز ہے.....	۲۰۸۰
۲۳۸	بارش کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں متعدد بار نماز جمعہ یا نماز عید ادا کرنا	۲۰۸۱

۹ / باب الإمامة



(۱) فصل: فی أوصاف الإمام

۲۴۰	شریعت اسلامی میں امام کا مرتبہ.....	۲۰۸۲
۲۴۲	امام کیسا ہونا چاہئے؟.....	۲۰۸۳
۲۴۴	امامت کا زیادہ حق دار کون؟.....	۲۰۸۴
۲۴۶	کیا اسلام میں امام کا اعلیٰ نسب والا ہونا مطلوب ہے؟.....	۲۰۸۵
۲۴۸	حافظ اور عالم میں امامت کا حقدار کون؟.....	۲۰۸۶
۲۴۹	افضل کے ہوتے ہوئے مفضل کو مستقل امام متعین کرنا.....	۲۰۸۷
۲۵۰	اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کی امامت.....	۲۰۸۸
۲۵۱	امام و مؤذن کے فرائض و ذمہ داریاں.....	۲۰۸۹
۲۵۲	امام صاحب و مؤذن نماز سے کتنی در قبل مسجد میں آئیں.....	۲۰۹۰
۲۵۳	امام کا تکبیر سے قبل یا تکبیر ہوتے ہوئے مصلے پر بیٹھنا.....	۲۰۹۱
۲۵۴	بوقت اقامت امام صاحب کا سیدھے مصلے پر جانا.....	۲۰۹۲
۲۵۵	امام رکوع و سجود کی تسبیحات کے درجات میں سے کس پر عمل کرے.....	۲۰۹۳
۲۵۶	امام کا دو تین منٹ تاخیر کر کے نماز پڑھانا.....	۲۰۹۴
۲۵۷	متعینہ شخص کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا.....	۲۰۹۵

۲۵۸ کیا امام پر مقتدیوں کی رعایت کرنا لازم ہے؟	۲۰۹۶
۲۶۰ امام کو مقتدیوں کی کس قدر رعایت کرنی چاہئے	۲۰۹۷
۲۶۳ کسی کی آہٹ پر امام کا رکوع کو لمبا کرنا	۲۰۹۸
۲۶۵ نماز میں بٹن کھلا رکھنے والے امام کی امامت	۲۰۹۹
۲۶۶ گریبان کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھانا	۲۱۰۰
۲۶۷ صاحب عمامہ کی بلا عمامہ والے امام کے پیچھے نماز	۲۱۰۱
۲۶۹ چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھانا	۲۱۰۲
۲۷۰ تہبند اور بنیان پہن کر امامت کرنا	۲۱۰۳
۲۷۱ پٹھانی سوٹ پہن کر نماز پڑھانا	۲۱۰۴
۲۷۲ لقطہ کی قمیص پہن کر نماز پڑھانے کا حکم	۲۱۰۵
۲۷۴ شخص واحد کا دو جگہ نماز جمعہ کی امامت کرنا	۲۱۰۶
۲۷۵ غیر شادی شدہ کی امامت	۲۱۰۷
۲۷۶ قاری و عالم اگر انگریزی ڈاکٹر ہوں تو ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟	۲۱۰۸
۲۷۸ امامت کے ساتھ تجارت کا حکم	۲۱۰۹
۲۷۸ ثوب جازب سے استنجاء کرنے والے شخص کی امامت	۲۱۱۰
۲۷۹ سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت	۲۱۱۱
۲۸۱ بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت	۲۱۱۲
۲۸۲ سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت	۲۱۱۳
۲۸۳ امامت کی اجرت مقرر کرنا	۲۱۱۴
۲۸۴ باتخوہ امام کی امامت	۲۱۱۵
۲۸۵ مسجد کی دوکان کے کرایہ سے تنخواہ پانے والے کی امامت	۲۱۱۶
۲۸۶ جمعہ کی نماز پڑھا کر سرکار سے پورے ماہ کی تنخواہ لینے والے کی امامت	۲۱۱۷

۲۸۷ کیا امام کو ملنے والا کھانا امام کے اہل خانہ کھا سکتے ہیں؟	۲۱۱۸
۲۸۸ طلبہ کے نام پر سرکاری وظیفہ لے کر اس کو نہ دینے والے کی امامت	۲۱۱۹
۲۸۹ چندہ کی رقم سے ۲۵ فیصد رقم لینے والے معلم کی امامت	۲۱۲۰
۲۹۱ زکوٰۃ و صدقات کھا کر تعلیم حاصل کرنے والے کی امامت	۲۱۲۱
۲۹۲ حلال و حرام پیشہ والے کے یہاں کھانا کھانے والے کی امامت	۲۱۲۲
 حضرت حسینؓ مع رفقاء شہید نہ ہوتے تو دین ٹھوکریں کھاتا	۲۱۲۳
۲۹۵ کہنے والے کی امامت	
۲۹۶ ایکشن میں کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم	۲۱۲۴
۲۹۷ کیا طبیب امامت کر سکتا ہے؟	۲۱۲۵
۲۹۸ ڈاکٹر عالم کی امامت	۲۱۲۶
۲۹۹ پیشاب کی نالی بنے ہوئے غسل خانہ میں غسل کرنے والے کی امامت	۲۱۲۷
۳۰۰ مسائل نماز سے ناواقف شخص کی امامت	۲۱۲۸
۳۰۱ فجر کی نماز ازل وقت میں پڑھ کر دوسری جگہ امامت کرنا	۲۱۲۹
۳۰۲ امام کو حدیث لاحق ہونے پر دوسرے شخص کو خلیفہ بنانے کی ایک شکل	۲۱۳۰
۳۰۳ دوران نماز ڈراؤنی آواز سے برابر ڈکار لینے والے امام کی امامت	۲۱۳۱
 بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے	۲۱۳۲
۳۰۴ والوں کی اقتداء	
۳۰۶ ایک نماز فوت ہونے والے صاحب ترتیب کی امامت کا حکم	۲۱۳۳
۳۰۷ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کا بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی اقتداء کرنا	۲۱۳۴
۳۰۹ ایک وضو سے کئی وقتوں کی نماز پڑھانا	۲۱۳۵
۳۱۰ تیمم کرنے والے کے پیچھے با وضو پڑھنے والوں کی اقتداء	۲۱۳۶
۳۱۲ نصف عضو پر وضو نصف پر مسح کرنے والے کی امامت	۲۱۳۷

۲۱۳۸	بیٹھ کر اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے رکوع سجدہ کرنے والوں کی نماز کا حکم.....	۳۱۳
۲۱۳۹	امام مسجد سے مسئلہ دریافت کرنا.....	۳۱۴
۲۱۴۰	تعویذات کی اجرت لینے والے کی امامت.....	۳۱۵
۲۱۴۱	تعویذات پر اجرت لینے والے کے پیچھے نماز.....	۳۱۶
۲۱۴۲	تعویذ گنڈہ کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا.....	۳۱۷
۲۱۴۳	گھر کی عورتوں کی امامت کرنا.....	۳۱۸
۲۱۴۴	محرم اور غیر محرم عورتوں کو نماز پڑھانا.....	۳۱۹
۲۱۴۵	طلاق دینے والے کی امامت.....	۳۲۰
۲۱۴۶	مجبور اُپرہ کا انتظام نہ کر پانے والے کی امامت.....	۳۲۰
۲۱۴۷	کمیشن پر چندہ کرنے والے کی امامت.....	۳۲۱

۲ / فصل: فی النیابة عن الإمام

۲۱۴۸	شاہی امام کی تاخیر کی بناء پر نائب امام کے نماز پڑھانے پر تئازع.....	۳۲۳
۲۱۴۹	امام کے ہوتے ہوئے بضرورت اس کے نائب امام کو رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟.....	۳۲۴
۲۱۵۰	مقررہ امام کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے دوسرے کا امامت کرنا.....	۳۲۶
۲۱۵۱	امام کی موجودگی میں دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حق نہیں.....	۳۲۷
۲۱۵۲	متعینہ امام کا بغیر کسی عذر کے وقتیہ اور نماز جمعہ دوسروں سے پڑھوانا.....	۳۲۸
۲۱۵۳	کیا اجازت شدہ شاگرد امامت کر سکتا ہے؟.....	۳۳۰
۲۱۵۴	امام صاحب کی عدم موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانا.....	۳۳۱

۳/ فصل : فی إمامة الصبي



۳۳۳ بارہ سال کے طالب علم کی امامت	۲۱۵۵
۳۳۴ عالم وقاری کے ہوتے ہوئے تیرہ سال لڑکے کی امامت	۲۱۵۶
۳۳۵ کتنی عمر میں لڑکا امامت کے قابل بن سکتا ہے؟	۲۱۵۷
۳۳۶ باشعور نابالغ کی امامت	۲۱۵۸
۳۳۷ بالغ کا نابالغوں کی امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟	۲۱۵۹
۳۳۸ اٹھارہ سال لڑکے کی امامت	۲۱۶۰
۳۳۹ نابالغ بچوں کی امامت	۲۱۶۱
۳۴۰ ناظرہ خواں کی امامت	۲۱۶۲
۳۴۱ امرد کی امامت	۲۱۶۳
۳۴۲ بے ریش امرد کی امامت	۲۱۶۴
۳۴۳ بے ریش امام کے پیچھے نماز کا حکم	۲۱۶۵

۴/ فصل : فی إمامة تارک الصلاة



۳۴۵ امام صاحب کو فجر کی نماز پڑھانا یا نہیں رہا	۲۱۶۶
۳۴۶ آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے فجر کی نماز قضا کرنے والے کی امامت	۲۱۶۷
۳۴۷ فجر کی نماز باجماعت نہ پڑھنے والے مؤذن کی امامت	۲۱۶۸
۳۴۸ جماعت سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت	۲۱۶۹
۳۴۹ تارک جماعت کی امامت	۲۱۷۰
۳۵۱ تارک صلوٰۃ کی امامت	۲۱۷۱
۳۵۲ ایک دو نماز ترک کرنے والے کا جمعہ وعیدین کی امامت کرنا	۲۱۷۲

۳۵۳ عہد نماز پنجگانہ چھوڑنے والا امامت کا اہل نہیں	۲۱۷۳
۳۵۴ مہینہ میں صرف ۷ یا ۸ دن نماز پڑھنے والے کی امامت	۲۱۷۴
۳۵۶ دو وقت کی نماز پڑھنے والے کی امامت	۲۱۷۵
۳۵۷ جمعہ کے دن تارکِ فجر کا نماز جمعہ کی امامت کرنا	۲۱۷۶
۳۵۸ سنتوں کا اہتمام نہ کرنے والے کی امامت	۲۱۷۷
۳۵۹ نوافل کی پابندی نہ کرنے والے کی امامت	۲۱۷۸
۳۶۱ سنت کی رعایت کرنے والے امام پر زبانِ طعن دراز کرنا	۲۱۷۹

۵ / فصل: فی إمامة الفاسق



۳۶۴ فاسق کی تعریف اور اس کے پیچھے نماز کا حکم	۲۱۸۰
۳۶۵ فاسق کی امامت کا حکم	۲۱۸۱
۳۶۷ فاسق کی امامت کا حکم	۲۱۸۲
۳۶۸ فاسق کی امامت کا حکم	۲۱۸۳
۳۷۰ مرتکب کبائر کی امامت	۲۱۸۴
۳۷۱ خلاف شرع امور کے مرتکب کی امامت	۲۱۸۵
۳۷۴ مختلف محرمات کے مرتکب امام کا حکم	۲۱۸۶
۳۷۵ مختلف منہیات کے مرتکب کی امامت	۲۱۸۷
۳۷۷ خلاف سنت افعال کے مرتکب کی امامت	۲۱۸۸
۳۷۸ کیا امور شیعہ کا مرتکب امامت نہیں کر سکتا؟	۲۱۸۹
۳۸۱ مختلف منکرات سے متصف شخص کی امامت	۲۱۹۰
۳۸۲ بد اخلاق و بد کردار امام کی امامت	۲۱۹۱
۳۸۳ والدین کو برا بھلا کہنے والے کی امامت	۲۱۹۲

۳۸۵	اسباب کے منکر کی امامت.....	۲۱۹۳
۳۸۸	موبائل کی دوکان اور مینڈھے لڑوانے والے کی امامت.....	۲۱۹۴
۳۹۰	مندرجہ تعمیر کرنے والے کی امامت.....	۲۱۹۵
۳۹۱	نسبندی کرائے ہوئے شخص کا جماعت میں شریک ہونا اور امامت کرنا	۲۱۹۶
۳۹۲	نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟.....	۲۱۹۷
۳۹۳	نسبندی کرانے والے کی امامت اور ناجائز و حرام میں فرق.....	۲۱۹۸
۳۹۵	نسبندی شدہ شخص کی امامت کا حکم.....	۲۱۹۹
۳۹۶	نسبندی کرانے والے کی امامت.....	۲۲۰۰
۳۹۷	نسبندی کرانے والے کی امامت.....	۲۲۰۱
۳۹۸	اپنی نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز.....	۲۲۰۲
۳۹۹	نسبندی کرانے اور ٹخنوں سے نیچے پاؤں جامہ پہننے والے کی امامت	۲۲۰۳
۴۰۰	چوری کرنے والے اور سود لینے والے کی امامت.....	۲۲۰۴
۴۰۱	سودی کا روبرو سے وابستگی رکھنے والے کی امامت.....	۲۲۰۵
۴۰۲	رشوت دے کر زمین حاصل کرنے والے کی امامت.....	۲۲۰۶
۴۰۴	لاٹری کی خرید و فروخت کرنے والے کی امامت.....	۲۲۰۷
۴۰۵	مسلم فنڈ میں ملازم شخص کی امامت.....	۲۲۰۸
۴۰۶	سود خور کی امامت.....	۲۲۰۹
۴۰۸	مسلم فنڈ میں ملازمت کرنے والے کی امامت.....	۲۲۱۰
۴۰۹	لون پر سود لینے والے کی امامت.....	۲۲۱۱
۴۱۱	زانی کی امامت.....	۲۲۱۲
۴۱۲	زانی امام کے پیچھے نماز.....	۲۲۱۳
۴۱۳	لوٹی کی امامت کا حکم.....	۲۲۱۴

۲۲۱۵	بدفعی کے مرتکب کی امامت	۴۱۵
۲۲۱۶	لواطت کرنے والے شخص کی امامت	۴۱۶
۲۲۱۷	بدفعی کرانے والے کی امامت	۴۱۷
۲۲۱۸	متہم باللواطت کی امامت کا حکم	۴۱۸
۲۲۱۹	مسجد کا موقوفہ مکان اپنے نام کرانے والے کی امامت	۴۱۹
۲۲۲۰	غیر مسلم کی دوکان پر قبضہ کرنے والے شخص کی امامت	۴۲۰
۲۲۲۱	پڑوسی کی دیوار پر ناجائز قبضہ کرنے والے کی امامت	۴۲۱
۲۲۲۲	غاصب و ظالم کی امامت	۴۲۳
۲۲۲۳	شراب پینے والے کی امامت	۴۲۵
۲۲۲۴	سالن میں خنزیر کا گوشت ملانے والے کی امامت	۴۲۶
۲۲۲۵	جاندار کی تصویر بنانے والے کی امامت	۴۲۸
۲۲۲۶	ہاتھ پر ٹیٹو (تصویر) بنوانے والے کی امامت، اذان و اقامت	۴۲۹
۲۲۲۷	بیڑی سگریٹ پینے والے کی امامت	۴۳۰
۲۲۲۸	تمباکو نوش اور کفریہ کلمات کہنے والے کی امامت	۴۳۲
۲۲۲۹	گٹکا کھانے والے کی امامت	۴۳۴
۲۲۳۰	متکبر کی امامت	۴۳۴
۲۲۳۱	قتل کے ملزم کی امامت	۴۳۵
۲۲۳۲	قاتل کے پیچھے نماز کا حکم	۴۳۶
۲۲۳۳	قاتل کی امامت	۴۳۷
۲۲۳۴	قاتل کی امامت	۴۳۸
۲۲۳۵	چغل خور اور غیبت کرنے والے کی امامت	۴۴۰
۲۲۳۶	اغلام باز و چغل خور کی امامت	۴۴۱

۲۲۳۷	غیبت کرنے والے کی امامت.....	۴۴۲
۲۲۳۸	قاطع تعلق کی امامت.....	۴۴۳
۲۲۳۹	کاذب کی امامت.....	۴۴۴
۲۲۴۰	جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت.....	۴۴۵
۲۲۴۱	قرآن کریم کی جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت.....	۴۴۶
۲۲۴۲	جھوٹ بول کر قرض اور سود لینے والے کی امامت.....	۴۴۷
۲۲۴۳	جھوٹ سے توبہ کرنے والے کی امامت.....	۴۴۸
۲۲۴۴	چوری کا مال خریدنے والے کی امامت.....	۴۵۰
۲۲۴۵	دھوکہ میں رکھنے والے کی امامت.....	۴۵۰
۲۲۴۶	دھوکہ دے کر پیسہ لینے والے شخص کی امامت.....	۴۵۱
۲۲۴۷	دھوکہ دینے والے اور والدہ کو پیٹنے والے کی امامت.....	۴۵۳
۲۲۴۸	ٹی وی کی آواز آنے والے مکان میں امام کے قیام کا حکم.....	۴۵۴
۲۲۴۹	چرس کا کاروبار جائز بتانے نیز ٹی وی دیکھنے والے کی امامت.....	۴۵۵
۲۲۵۰	امام و مقتدیوں کا گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا.....	۴۵۶
۲۲۵۱	باجے والی بارات کا نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۴۵۸
۲۲۵۲	سینما دیکھنے اور بیوی کو بے پردہ گھمانے والے کی امامت.....	۴۵۹
۲۲۵۳	ٹی وی دیکھنے والے کی امامت.....	۴۶۰
۲۲۵۴	والی بال کا کھیل دیکھنے والے کی امامت.....	۴۶۱
۲۲۵۵	ناچ گانا ڈھولک بجانے والے کی امامت.....	۴۶۲
۲۲۵۶	ٹی وی دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم.....	۴۶۴
۲۲۵۷	ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم.....	۴۶۵
۲۲۵۸	سینما ہال اور محفل قوالی میں شرکت کرنے والے کی امامت.....	۴۶۶

۲۲۵۹	کبڈی اور والی بال کا کھیل دیکھنے والے کی امامت.....	۴۶۷
۲۲۶۰	ٹی وی دیکھنے والے کی امامت اور اس سے بیعت ہونے کا حکم.....	۴۶۸
۲۲۶۱	ٹیلی ویژن دیکھنے اور ریڈیو سننے والے کی امامت.....	۴۶۹
۲۲۶۲	سودی کاروباری اور سنیما ہال بنانے والے کے بھائی کی امامت.....	۴۷۰
۲۲۶۳	شرعی تقسیم نہ ماننے والے کی امامت.....	۴۷۲
۲۲۶۴	مسلمانوں کو مسجد سے باہر نکالنے والے کی امامت.....	۴۷۳
۲۲۶۵	مدرسہ کی رسید چوری کر کے چندہ کرنے والے کی امامت.....	۴۷۴
۲۲۶۶	ادھار لے کر ادا نہ کرنے والے کی امامت.....	۴۷۵
۲۲۶۷	حرام کاروباری شخص کے بیٹے کی امامت.....	۴۷۷
۲۲۶۸	انگریزی بال رکھنے والے کی امامت.....	۴۷۸
۲۲۶۹	ٹخنہ سے نیچے پاجامہ پہننے والے کی امامت.....	۴۷۹
۲۲۷۰	داڑھی کی شرعی حیثیت اور مخلوق اللہ کی امامت.....	۴۸۰
۲۲۷۱	داڑھی کٹانے والے کی امامت اور داڑھی کی شرعی حد.....	۴۸۲
۲۲۷۲	داڑھی منڈے امام کی امامت.....	۴۸۳
۲۲۷۳	داڑھی تراشنے والے کی امامت.....	۴۸۴
۲۲۷۴	یکمشت سے کم داڑھی والے کی امامت.....	۴۸۵
۲۲۷۵	خش خش داڑھی والے کی امامت.....	۴۸۶
۲۲۷۶	خش خش داڑھی رکھنے والے کی امامت.....	۴۸۷
۲۲۷۷	داڑھی کٹانے والے نیز مسائل سے ناواقف کی امامت.....	۴۸۹
۲۲۷۸	داڑھی کٹانے والے کی امامت.....	۴۹۰
۲۲۷۹	داڑھی کٹانے والے کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا حکم.....	۴۹۱
۲۲۸۰	ایک انچ داڑھی رکھنے والے کی امامت.....	۴۹۳

۲۲۸۱	موجود داڑھی کٹنے کی امامت.....	۴۹۴
۲۲۸۲	مخلوق اللہ کی امامت.....	۴۹۵
۲۲۸۳	داڑھی کٹانے والے کی امامت اور نماز جمعہ کے بعد لمبی دعائیں کرنے کا حکم.....	۴۹۶
۲۲۸۴	داڑھی منڈے حافظ کی امامت.....	۴۹۸
۲۲۸۵	مخلوق اللہ کی فرائض اور تراویح کی امامت کا حکم.....	۴۹۹
۲۲۸۶	امام اور مقتدی دونوں کا مخلوق اللہ ہونا.....	۵۰۰
۲۲۸۷	داڑھی کٹانے سے توبہ کرنے والے کی امامت.....	۵۰۲
۲۲۸۸	داڑھی کٹانے سے توبہ کرنے والے کی امامت.....	۵۰۳
۲۲۸۹	مدرسۃ البنات میں پڑھانے والے شخص کی امامت.....	۵۰۴
۲۲۹۰	تعویذ کی وجہ سے نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات کرنے والے کی امامت.....	۵۰۶
۲۲۹۱	بے پردہ نامحرم عورتوں کو تعویذ دینے والے کی امامت.....	۵۰۸
۲۲۹۲	تعویذ کے بہانے غیر محرم عورتوں کو دیکھنے اور چھونے والے کی امامت.....	۵۰۹
۲۲۹۳	بے حجابانہ باتیں اور تعویذ گنڈے کرنے والے کی امامت.....	۵۱۱
۲۲۹۴	نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات کرنے والے کی امامت.....	۵۱۲
۲۲۹۵	مسجد میں تعویذ گنڈے اور نامحرم عورتوں سے بے پردہ گفتگو کرنے والے کی امامت.....	۵۱۴
۲۲۹۶	مرد کا اجنبی عورتوں کی امامت کرنا.....	۵۱۵
۲۲۹۷	اپنی بیوی کو بدکار کہنے والے کی امامت.....	۵۱۷
۲۲۹۸	بیوی سے جھگڑا کرنے والے کی امامت.....	۵۱۸
۲۲۹۹	نوجوان لڑکیوں کو بے پردہ فن ادب پڑھانے والے کی امامت.....	۵۱۹

۲۳۰۰	جس کی بیوی بے پردہ سفر کرتی ہو اس کی امامت کا حکم.....	۵۲۱
۲۳۰۱	نامحرم عورت کو بہن یا بھائی بنا کر رکھنے والے کی امامت.....	۵۲۲
۲۳۰۲	مطلقہ ثلاثہ کو ساتھ رکھنے والے کی امامت.....	۵۲۳
۲۳۰۳	منکوحہ الغیر کا نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۵۲۴
۲۳۰۴	دوران عدت نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۵۲۸
۲۳۰۵	مہتمم صاحب کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۵۳۱
۲۳۰۶	مطلقہ سمجھ کر نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۵۳۳
۲۳۰۷	منکوحہ یا معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۵۳۵
۲۳۰۸	شخص واحد سے دو بہنوں کا نکاح پڑھانے والے کی امامت.....	۵۳۶
۲۳۰۹	نرودھ استعمال کرنے والے کی امامت.....	۵۳۷
۲۳۱۰	بلا عذر شرعی حمل ساقط کرانے والے کی امامت.....	۵۳۸
۲۳۱۱	مفتی اور فتویٰ کی تحقیر کرنے والے کی امامت.....	۵۳۹
۲۳۱۲	ہجڑے کی امامت اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم.....	۵۴۰
۲۳۱۳	سرکاری امداد لینے والے کی امامت.....	۵۴۲
۲۳۱۴	غیر مسلم میت پر قرآن خوانی کرنے والے کی امامت.....	۵۴۳
۲۳۱۵	امام صاحب کا غیر مسلموں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا.....	۵۴۴
۲۳۱۶	بی جے پی پارٹی کی حمایت کرنے والے کی امامت.....	۵۴۶
۲۳۱۷	بی جے پی کوٹ دینے والے کی امامت.....	۵۴۸
۲۳۱۸	داڑھی منڈے کے بجائے تنبیع شریعت امام ہو.....	۵۵۰
۲۳۱۹	فاسق امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کے اعادہ کا حکم.....	۵۵۱
۲۳۲۰	فاسق کی امامت بعد التوبہ درست ہے.....	۵۵۳
۲۳۲۱	گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت.....	۵۵۴

۵۵۵ گناہ کبیرہ سے توبہ کرنے والے کی امامت	۲۳۲۲
۵۵۷ گناہ سے توبہ کے بعد امامت کا حکم	۲۳۲۳
۵۵۹ گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت	۲۳۲۴
۵۶۰ تائب کی امامت بلا کراہت درست ہے	۲۳۲۵

□ ۶/ الفصل: فی اقتداء الحنفی بغیرہ

	کس مسلک و فرقہ کے امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور کس	۲۳۲۶
۵۶۲ کے پیچھے ناجائز؟	
۵۶۳ حنفی شخص کا شافعی مسلک کے مطابق امامت کرنا	۲۳۲۷
۵۶۵ اہل حق امام کو چھوڑ کر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۳۲۸
۵۶۶ جس امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۳۲۹
۵۶۶ غلط عقیدہ والے کی امامت	۲۳۳۰
۵۶۸ حضرت تھانوی کو کافر کہنے والے کی امامت	۲۳۳۱
۵۶۹ حرم مکی کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت	۲۳۳۲
۵۷۰ مذہب بدل کر نماز پڑھانا	۲۳۳۳
۵۷۲ دیوبندی عالم کو بریلوی کہنے والے کی امامت	۲۳۳۴
۵۷۲ غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۳۳۵
۵۷۴ غیر مقلد کی اقتداء	۲۳۳۶
۵۷۴ حنفی شخص کا غیر مقلدین کی اقتداء کرنا	۲۳۳۷
۵۷۵ منکر تقلید کی امامت	۲۳۳۸
۵۷۷ جو امام سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت نہ ملاتا ہو اس کی اقتداء کرنا	۲۳۳۹
۵۷۸ شیعوں کے بچوں کو تعلیم دینے اور تعویذ گندے کرنے والے کی امامت	۲۳۴۰

۲۳۴۱	فرقہ مودودی کے لوگوں کی امامت.....	۵۷۹
۲۳۴۲	فرقہ مودودی کے کارکن کی امامت.....	۵۸۰
۲۳۴۳	فرقہ مودودی سے تعلق رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم.....	۵۸۱
۲۳۴۴	مودودی امام کے پیچھے نماز کا حکم.....	۵۸۳
۲۳۴۵	بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا.....	۵۸۴
۲۳۴۶	بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا تنہا پڑھنا.....	۵۸۵
۲۳۴۷	فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا.....	۵۸۶
۲۳۴۸	میلاد النبی میں قیام نہ کرنے والے کی امامت.....	۵۸۸
۲۳۴۹	میلاد پڑھنے والے اور تعزیہ بنانے والے کی امامت.....	۵۸۸
۲۳۵۰	تیجہ، دسواں، بارہ وفات کا چندہ کرنے والے کی امامت.....	۵۹۰
۲۳۵۱	بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا.....	۵۹۱
۲۳۵۲	گیارہویں منانے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھنا.....	۵۹۲
۲۳۵۳	بریلوی امام کے پیچھے نماز.....	۵۹۳
۲۳۵۴	بریلوی امام کی اقتدا کرنا.....	۵۹۴
۲۳۵۵	بریلوی شخص کی امامت.....	۵۹۵
۲۳۵۶	بریلوی خیالات والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم.....	۵۹۶
۲۳۵۷	رافضیوں کی رسموں میں شرکت کرنے والے کی امامت.....	۵۹۸
الف: ۲۳۵۸	محرم کا تعزیہ بنانے والے امام کی امامت.....	۵۹۹

۷۔ فصل: غلط خواہ کی امامت



۲۳۵۸: ب	غلط خواہ کی امامت.....	۶۰۱
۲۳۶۹	غلط خواہ کے پیچھے صحیح خواہ کی نماز.....	۶۰۲

۶۰۴ غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز	۲۳۶۰
۶۰۵ با شرع جاہل کی امامت کیسی؟	۲۳۶۱
۶۰۶ نماز میں السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم کہنے والے کی امامت	۲۳۶۲
۶۰۷ اللہ اکبر کی جگہ اللہ اکدر کہنے والے کی امامت	۲۳۶۳
۶۰۸ ولا اضا لین کی جگہ ولا الدالین پڑھنے والے کی امامت	۲۳۶۴
۶۰۹ ولا اضا لین کی ادائے گی پر قدرت نہ رکھنے والے کی امامت	۲۳۶۵
۶۱۰ آمین اور دالین پڑھنے والے کی امامت	۲۳۶۶
۶۱۱ الف اور عین میں فرق نہ کر پانے والے کی امامت	۲۳۶۷
۶۱۲ ذال کی جگہ جیم پڑھنے والے کی امامت	۲۳۶۸
۶۱۳ ق کو ک، ہ کو ص اور ح کو ہ پڑھنے والے کی امامت	۲۳۶۹
۶۱۵ ق کو ک، اور سین کو ص پڑھنے والے کی امامت	۲۳۷۰
۶۱۶ لفظ عین ادا نہ کر پانے والے کی امامت	۲۳۷۱
۶۱۸ حروف کاٹ کر پڑھنے والے کی امامت	۲۳۷۲
۶۱۹ بہت تیز قرآن پڑھنے والے کی امامت	۲۳۷۳
۶۲۰ مجہول پڑھنے والے کی امامت	۲۳۷۴
۶۲۱ لحن جلی کرنے والے کی امامت	۲۳۷۵
۶۲۲ لحن جلی کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۳۷۶
۶۲۳ لحن جلی و خفی کے مرتکب کی امامت	۲۳۷۷
۶۲۵ غیر مجود کی امامت کا حکم	۲۳۷۸
۶۲۶ لکنت سے نماز پڑھنے والے کی امامت	۲۳۷۹
۶۲۷ غلط قرآن پڑھنے والے کے پیچھے صحیح خواں کی نماز	۲۳۸۰
۶۲۸ حروف کی صحیح ادائیگی نہ کرنے والے کی نماز	۲۳۸۱

۶۲۹	جو امام حہ ص س ط ت میں فرق نہ کرتا ہو اس کی امامت.....	۲۳۸۲
۶۳۰	غیر المغضوب کی جگہ غیر المغضوبی کہنے والے کی امامت.....	۲۳۸۳
۶۳۲	گناہوں سے تائب شخص کی امامت.....	۲۳۸۴

۸/ فصل : في إمامة المعذور

۶۳۴	معذور شخص کا امام بننا.....	۲۳۸۵
۶۳۵	معذور و مشکوک شخص کے لئے امامت کرنا.....	۲۳۸۶
۶۳۸	سجدہ کی حالت میں پیشاب کا قطرہ آ جانے والے کی امامت.....	۲۳۸۷
۶۳۹	جس کو پیشاب کا قطرہ ٹپکتا ہو اس کی امامت.....	۲۳۸۸
۶۴۰	سلس البول کے مریض کی امامت.....	۲۳۸۹
۶۴۱	سلس بول میں مبتلا امام کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا حکم.....	۲۳۹۰
۶۴۲	تقاطر کی بیماری میں نماز پڑھانے کا حکم.....	۲۳۹۱
۶۴۴	سلس البول کے مریض کی امامت.....	۲۳۹۲
۶۴۵	امام کی عدم موجودگی میں نابینا محتاج حافظ کو امام بنانا.....	۲۳۹۳
۶۴۷	باسند عالم کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانا.....	۲۳۹۴
۶۴۸	نابینا کا امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھانا.....	۲۳۹۵
۶۴۹	نابینا شخص کا جمعہ کی امامت کرنا.....	۲۳۹۶
۶۵۰	نابینا کی امامت.....	۲۳۹۷
۶۵۱	نابینا کی امامت کا حکم.....	۲۳۹۸
۶۵۲	اعلیٰ کی امامت کی کراہت کی علت.....	۲۳۹۹
۶۵۳	نابینا عالم حافظ قاری کی امامت.....	۲۴۰۰
۶۵۴	محتاج نابینا کی امامت.....	۲۴۰۱

۲۴۰۲	غیر محتاط نابینا کی امامت	۶۵۶
۲۴۰۳	کیا نابینا کی امامت مکروہ ہے؟	۶۵۷
۲۴۰۴	لنگڑے کی امامت	۶۵۷
۲۴۰۵	لنگڑے شخص کی امامت	۶۵۸
۲۴۰۶	پیروں سے معذور کی امامت	۶۶۰
۲۴۰۷	صرع کے مریض کی امامت	۶۶۱
۲۴۰۸	برص کے مریض کی امامت	۶۶۱
۲۴۰۹	مقطوع الید کی امامت	۶۶۲
۲۴۱۰	محبوب اور خنثی مشکل کی امامت	۶۶۳
۲۴۱۱	جو شخص تشہد میں مسنونہ حالت پر نہ بیٹھ سکتا ہو اس کی امامت	۶۶۵
۲۴۱۲	جو شخص رکوع و سجدے پر قادر نہ ہو اس کی امامت	۶۶۶
۲۴۱۳	فالج زدہ شخص کی امامت	۶۶۷

۹ / فصل : في عزل الإمام وتحقيره



۲۴۱۴	مقتدیوں سے بغض و کینہ رکھنے والے کی امامت	۶۶۹
۲۴۱۵	مقتدی کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے والے کی امامت	۶۷۰
۲۴۱۶	فتنہ کو دبانے کے لئے جھوٹ بولنے والے کی امامت	۶۷۲
۲۴۱۷	امامت کو حاضری کے لئے مانع بتانے والے کی امامت	۶۷۳
۲۴۱۸	اعزاء کی بیماری کی وجہ سے دیر سے آنے والے کی امامت	۶۷۴
۲۴۱۹	گروپ بندی کر کے مقتدیوں کو بھڑکانے والے کی امامت	۶۷۵
۲۴۲۰	بدکار آدمی کی حمایت کرنے والے کی امامت	۶۷۷
۲۴۲۱	منصب امامت کے خلاف عمل کرنے والے کی امامت	۶۷۸

۶۷۹ شرعی قباحت کی وجہ سے متنفذ شخص کی امامت	۲۴۲۲
۶۸۱ افعال شنیعہ کے مرتکب کا ناراض مقتدیوں کی امامت کا حکم	۲۴۲۳
۶۸۴ کچھ مقتدیوں کی ناراضگی کی صورت میں امامت	۲۴۲۴
	بلا اجازت مسجد کا بلب، پانی اور پنکھا وغیرہ استعمال کرنے	۲۴۲۵
۶۸۵ والے کی امامت	
۶۸۶ محلہ کے گھرانوں میں آنے جانے والے کی امامت	۲۴۲۶
۶۸۸ دیرات تک ٹھہرنے اور دوستوں سے ملاقات کرنے والے کی امامت	۲۴۲۷
۶۹۰ امام کے اندر شرعی قباحت نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم	۲۴۲۸
۶۹۱ اکثر مقتدی خوش ہوں تو امامت بلا کراہت جائز ہے	۲۴۲۹
۶۹۳ نائب امام کے ساتھ گھناؤنی سازش کرنے والے امام کی امامت	۲۴۳۰
	امامت کے حصول کی خاطر موجود امام کے خلاف لوگوں	۲۴۳۱
۶۹۵ کو اکسانے والے کی امامت	
۶۹۶ جس سے لوگ ناراض ہوں اس کی امامت	۲۴۳۲
۶۹۸ گشت نہ کرانے کی وجہ سے کسی مقتدی کا امام سے ناراض ہو جانا	۲۴۳۳
۷۰۰ اکثر نمازیوں کی رضا مندی کے باوجود متولی کا امام کو معزول کرنا	۲۴۳۴
۷۰۱ نہی عن المنکر کی وجہ سے مقتدی کا امام سے ناراض ہونا	۲۴۳۵
۷۰۲ مقتدی کو تکبیر کرنے پر کیا امام پرتا وان لازم ہے؟	۲۴۳۶
۷۰۴ امام کو جھاڑ دینے پر مجبور کرنے والے کی نماز	۲۴۳۷
۷۰۵ امام مسجد کا مسجد کے اندر جھاڑ دینا	۲۴۳۸
۷۰۶ فتنہ و فساد کی بنا پر امام کو مسجد سے ہٹا دینا	۲۴۳۹
۷۰۸ کسی ایک شخص کے کہنے پر بلا عذر شرعی امام کو ہٹانا	۲۴۴۰
۷۰۹ امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے والوں کی نماز	۲۴۴۱

۷۱۳ دنیوی غرض کی وجہ سے امام صاحب سے ناراض ہونا	۲۴۴۲
۷۱۴ امام کی مخالفت کرنے والے کی نماز کا حکم	۲۴۴۳
۷۱۵ ناپسندیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۴۴۴
۷۱۶ امام کو منافق کہنے والے کی نماز کا حکم	۲۴۴۵
۷۱۸ امام صاحب کی بے عزتی کرنے والوں کی نماز کا حکم	۲۴۴۶
۷۱۹ امام سے ناراض ہو کر الگ نماز پڑھنا	۲۴۴۷
۷۲۱ ذاتی اختلاف کی وجہ سے جماعت ثانیہ اور غلط قرآن پڑھنا	۲۴۴۸
۷۲۳ ناراض امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنا	۲۴۴۹
۷۲۴ قطع تعلق کرنے والے امام کی اقتدا کرنا	۲۴۵۰
۷۲۵ بلا عذر شرعی امام سے ناراض ہو کر اقتدا ترک کرنا	۲۴۵۱
۷۲۶ مقتدیوں کو منافق کہنے والے کے پیچھے نماز کا حکم	۲۴۵۲
۷۲۷ غیر مقلدین اور بریلوی امام کی اقتداء	۲۴۵۳
۷۲۸ حنفی کاوتر میں ائمہ حرم کی اقتدا کا حکم	۲۴۵۴
۷۳۰ حنفی کا قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے والے کی اقتدا کا حکم	۲۴۵۵
۷۳۱ امام صاحب کی عدم موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانا	۲۴۵۶
۷۳۵ حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے نماز وتر کا حکم	۲۴۵۷





۹ / بقية كتاب الصلوة

(۶) باب السترہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

سترہ کی شرعی حیثیت اور شرائط

سوال [۱۹۳۶]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سترہ کی شرعی حیثیت اور اس کے شرائط کو مفصل بیان فرمادیں؟

المستفتی: ڈاکٹر سلیم شاہی، علیگڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سترہ کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عام گزرگاہ پر نماز پڑھ رہا ہے تو سترہ گاڑنا واجب ہے، اور سترہ نہ گاڑنے کی صورت میں گنہگار ہوگا، اور اگر عام گزرگاہ نہ ہو تو سترہ مستحب ہے، اور اس کے شرائط یہ ہیں کہ اس کی لمبائی ایک ذراع اور موٹائی انگلی کے برابر ہو اور نمازی سترہ سے قریب ہو اور سترہ بالکل سامنے نہ ہو بلکہ دائیں آنکھ یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے اور امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے بھی کافی ہے۔

عن موسى بن طلحة ، عن أبيه ، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل، ولا يبال من مر وراء ذلك.

(صحيح مسلم ، الصلاة ، باب سترة المصلى النسخة الهنديه ١/١٩٥ ، بيت الأفكار رقم: ٤٩٩)
 عن سهل بن أبي حصمة ، يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم ،
 قال : إذا صلى أحدكم إلى سترة فليدن منها ، لا يقطع الشيطان عليه
 صلاته . (سنن أبي داود ، الصلاة ، باب الدنومن السترة ، النسخة الهنديه ١/١٠١ ،
 دارالسلام رقم: ٦٩٥)

عن ضباعة بنت المقداد بن الأسود ، عن أبيها ، قال : مارأيت
 رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يصلى إلى عود ، ولا عمود ، ولا
 شجرة إلا جعله على حاجبه الأيمن ، أو الأيسر ، ولا يصمد له
 صمداً . (سنن أبي داود ، الصلاة ، باب إذا صلى إلى سارية أو نحوها أين يجعلها
 منه النسخة الهنديه ١/١٠٠ ، دارالسلام رقم: ٦٩٣ ، المعجم الكبير للطبراني ، دار احياء
 التراث العربي ٢٠/٢٥٩ ، رقم: ٦١٠)

عن عون بن أبي جحيفة ، قال: سمعت أبي ، أن النبي صلى الله عليه
 وسلم ، صلى بهم بالبطحاء وبين يديه عنزة ، الظهر ركعتين ،
 والعصر ركعتين ، تمر بين يديه المرأة والحمار . (صحيح البخاري الصلاة ، باب
 سترة الإمام سترة من خلفه ، النسخة الهنديه ١/٧١ ، رقم: ٤٨٩ ، ف: ٤٩٥ ، صحيح مسلم
 الصلاة ، باب سترة المصلي النسخة الهنديه ١/١٩٦ ، بيت الأفكار رقم: ٥٠٣)

على أن الحنفية ، والمالكية الذين يقولون : إن اتخاذ السترة
 مندوب أهل من السنة فإنهم يقولون : إذا صلى شخص في طريق الناس
 بدون سترة ، ومرأحد بين يديه يأثم لعدم احتياظه بصلاته في طريق الناس .
 (الفقه على المذاهب الأربعة دارالفكر ١/٢٧٠)

أدناه طول ذراع كى لا يحتاج إلى الدار (بدائع) ينبغي أن يكون في
 غلظ الإصبع ويقرب من السترة ويجعل السترة على حاجبه الأيمن أو على

الأيسر، وسترة الإمام سترة للقوم. (هدايه باب ما يفسد الصلوة، وما يكره فيها اشرفي ديوبند ۱/۳۸، شرح النقايه، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، اعزازه ديوبند ۱/۹۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۳/۱/۲۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۶۲/۳۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳/۱/۲۷ھ

سترہ کی مقدار

سوال [۱۹۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نمازی اپنے آگے سے کسی کے گزرنے کی وجہ سے لکڑی یا پتائی جو رکھتے ہیں اسکی کیا مقدار ہے، کتنی لمبی رکھنی چاہئے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: امام صاحب

محمدی مسجد، رفعت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لمبائی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اور موٹائی ایک انگلی کی مقدار ہو۔

عن عائشةؓ، أنها قالت: سئل رسول الله ﷺ عن سترة المصلي؟

فقال: مثل مؤخرة الرجل. (صحيح مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي، النسخة الهندية

۱/۱۹۵، بيت الأفكار رقم: ۵۰۰، سنن النسائي الصلاة، سترة المصلي، النسخة الهندية

۸۶/۱، دارالسلام رقم: ۷۴۶)

ويغرز الإمام وكذا المنفرد في الصحراء ونحوها سترة بقدر ذراع

طولاً وغلظاً يصعب لتبدول الناظر الخ. (درمختار كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة

وما یکرہ فیہا زکریا ۲/۴۰۱، کراچی ۱/۶۳۷، ۱/۴۷۱، کبیری ۳۵۴/، صغیری ۱۹۴/،
مجمع الأنهر دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۸۳، قدیم ۱/۱۲۲، ہدایہ اشرفی ۱/۱۳۸،
مراقی الفلاح، قدیم ۱/۲۰۱، دارالکتاب دیوبند جدید ۱/۳۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۶۵۴)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

سوال [۱۹۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے؟ یا پھر کتنی صفوں کے بعد نمازی کے سامنے سے گزرا جاسکتا ہے؟ مسجد چھوٹی یا بڑی کی تو کوئی مقدار نہیں ہے؟

المستفتی: قاری محمد حنیف، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کا اندازہ اس حدیث شریف سے لگایا جاسکتا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کا علم ہو جاتا تو ایک روایت کے مطابق چالیس سال تک دوسری روایت کے مطابق چالیس ماہ تک اور تیسری روایت کے مطابق چالیس دن تک اپنی جگہ کھڑا رہتا یعنی گزرنے کی ہمت نہ کرتا، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عن بسر بن سعید أن زيد بن خالد ، أرسله إلي أبي جهيم ليسأله :
ماذا سمع من رسول الله ﷺ في المار بين يدي المصلي ؟ فقال : أبو
جهيم : قال رسول الله ﷺ : لو يعلم المار بين يدي المصلي ما ذا

عليه؟ لكان أن يقف أربعين خيراً له من أن يمر بين يديه قال أبو النضر: (أحد رواته) لا أدري قال أربعين يوماً، أو شهراً، أو سنة.

(بخاری شریف، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي النسخة الهندية ۷۳/۱، رقم: ۵۰۴، ف: ۵۱۰، صحيح مسلم الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي،

النسخة الهندية ۱۹۷/۱، بيت الأفكار رقم: ۵۰۷)

اگر مسجد کا کل رقبہ چالیس ذراع سے بھی کم ہو تو اسے چھوٹی مسجد سمجھا جائے گا اور اگر چالیس یا چالیس ذراع سے زائد ہو تو اسے بڑی مسجد سمجھا جائے گا، چھوٹی مسجد میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے، اور بڑی مسجد میں نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ سے تین صف کی مقدار کو آگے سے چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔

ومرور مار فی الصحراء أو فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الأصح أو مروره بین یدیه إلی حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فإنه کبقعة واحدة قوله ومسجد صغیر، هو أقل من ستین ذراعاً، وقيل من أربعین وهو المختار. (شامی باب ما یفسد الصلوة، مطلب إذا قرأتعالیٰ جد بدون الف لا تفسد زکریا ۳۹۸/۲، کراچی ۶۳۴/۱)

فَاعْلَمْ أَنَّ الصَّلَاةَ، إِنْ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ الصَّغِيرِ، فَالْمُرُورُ أَمَامَ الْمَصْلِيِّ حَيْثُ كَانَ يُوجِبُ الْإِثْمَ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ الصَّغِيرَ مَكَانٌ وَاحِدٌ فَأَمَامَ الْمَصْلِيِّ حَيْثُ كَانَ فِي حَكْمِ مَوْضِعِ سَجُودِهِ، وَإِنْ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ أَوْ فِي الصَّحْرَاءِ وَعِنْدَ الْبَعْضِ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَقَعُ عَلَيْهِ النَّظَرُ إِذَا كَانَ الْمَصْلِيُّ نَازِلًا فِي مَوْضِعِ سَجُودِهِ لَهُ حَكْمُ مَوْضِعِ السَّجُودِ، فَيَأْتِمُّ بِالْمُرُورِ فِي ذَلِكَ. (شرح الوقایہ کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکرہ فیہا، أشرفی ۱۶۶/۱، شرح النقایہ کتاب الصلاة، فصل فيما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا، اعزازیہ

دیوبند ۱/۹۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷/محرم ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۴۸۲-)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۷/۱/۱۴۲۳ھ

نمازی کے آگے سے گزر کر خالی صف کو پر کرنا

سوال [۱۹۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اقامت ہونے کے بعد جب صف سیدھی کی جاتی ہے، اگر کوئی دوسری صف میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے صف میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: شیخ احمد الاعظمی، بحرین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کوئی شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں اقامت شروع ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے سامنے اگلی صف میں جگہ خالی ہو تو اس کے آگے سے ہو کر صف کی خالی جگہ پر جا کر کھڑا ہو جانا جائز اور درست ہے۔

عن ابن عباس ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم : من نظر إلى فرجة في صف فليسدّها بنفسه ، فإن لم يفعل فمرّ مار فليخط على رقبته ، فإنه لا حرمة له . (المعجم الكبير ، دار احياء التراث العربي ۱۱ / ۸۵ ، حديث: ۱۱۸۴ ، مجمع الزوائد ، دار الكتب العلمية بيروت ۲ / ۹۵ ، رقم: ۲۵۳۰ ، جامع الاحاديث للسيوطي ۷ / ۳۹۷)

عن ابن عباس ، عن رسول الله ﷺ قال : من نظر إلى فرجة صف ، فليسترها بنفسه ، فإن لم يفعل فمرّ مار عليه ، فليطأ على رقبته فإن لا حرمة له . (المعجم الكبير للطبراني ، دار احياء التراث العربي ۱۱ / ۹۳ ، رقم:

۱۱۲۱۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ صفر ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۱۹/۳۶-۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/۲/۱۴۲۳ھ

نمازی کے سامنے سے گزرنے اور اس کو پریشان کرنے کا حکم

سوال [۱۹۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مثلاً زید قضاء عمری کی نمازوں میں سے عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ رہا تھا، وہاں آ کر کچھ لوگوں نے شور وغل کیا کسی طرح زید نے اپنی نماز مکمل کی بعدہ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی تم لوگ اب یہاں سے جاؤ نماز کا وقت بھی قریب ہے، اور میری نماز میں بھی شور کرنے سے خلل پڑ رہا ہے، زید بعد میں وتر کی نیت باندھ لیتا ہے، وہ لوگ زید کے کان کے قریب سیٹی اور سامنے آ کر تالیاں بجاتے ہیں، نیز زید کے آگے سے بھی گزرتے ہیں، از روئے شرع ان لوگوں کا یہ فعل اپنے اندر کتنی قباحت رکھتا ہے، اور شریعت نے ان لوگوں کیلئے کیا سزا مقرر کی ہے، مفصل و مدلل تحریر فرمائیں؟

المستفتی: اچھن خان صاحب،

گلشہید، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بالقصد نمازی کے سامنے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے، حدیث میں گزرنے والے کو شیطان کے مشابہ قرار دیا ہے۔

عن أبي سعيد الخدري ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كان أحدكم يصلي فلا يدع أحداً يمر بين يديه ، وليدراه ما استطاع ، فإن أبي فليقاتله ، فإنما هو شيطان . (مسلم شريف ، الصلاة ، باب منع المار بين يدي

المصلي، النسخة الهندية ۱/۹۶، بیت الأفكار رقم: ۵۰۵، ۵۰۶، مسند الدارمي، دارالمغني ۲/۸۸۵، رقم: ۱۴۵۱)

اور نمازی کے کان کے قریب جا کر سیٹی بجانا تا لیاں بجانا نماز کی توہین ہے، اور نماز کی اہانت کو فقہاء نے موجب کفر لکھا ہے، اسلئے ایسے لوگوں پر توبہ کرنا اور اپنی حرکت سے باز آ جانا لازم ہے۔

إن تهان الصلاة والترك مستخفا كفر الخ. (فتاویٰ بزازیہ، کتاب الفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، النوع التاسع فيما، يقال في القرآن، ذكرها جديد ۳/۱۹۰، وعلى هامش الهندية ۶/۳۴۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف توئی نمبر: ۳۰۹۹/۲۸)

نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد

سوال [۱۹۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مصلی کے سامنے سے کتنی دور سے گزرنا درست ہے، بڑی مسجد کا کیا معیار ہے۔

المستفتی: محمد یاسین، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سجدہ کی جگہ پر نظر جانے سے آگے جہاں تک بالطبع نظر پہنچتی ہو، وہاں تک گزرنا جائز نہیں ہے، اس سے ہٹ کر جائز ہے، اس کی حد اندازے سے دو صف آگے تک ثابت ہوتی ہے۔

أنه قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع أي راميا ببصره إلى موضع سجوده الخ. (شامی باب ما یفسد الصلوة، مطلب إذا قرأ تعالیٰ جدک

بدون الف لا تفسد زکریا ۲/۳۹۸، مصری ۱/۵۵۳، کراچی ۱/۶۳۴)
چالیس گز یا اس سے زیادہ جس مسجد کا رقبہ ہو وہ بڑی مسجد کہلاتی ہے یہی مختار اور پسندیدہ
قول ہے۔

و مسجد صغیر هو أقل من ستین ذراعاً، وقیل أربعین وهو المختار
الخ. (شامی، زکریا ۲/۳۹۸، کراچی ۱/۶۳۴)

قولہ: فی المسجد الکبیر هو أن یکون أربعین فأکثر، وقیل: ستین
فأکثر، والصغیر بعکسہ أفاده القهستانی، وأفاد أن المختار الأول. (حاشیہ
الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فیما لا یفسد الصلاة، دارالکتاب
دیوبند ۱/۳۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/۴۹۲)

مسجد کبیر میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد

سوال [۱۹۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بڑی مسجد میں
نمازی کے آگے سے گزرنے کی شرعی حد کیا ہے؟ احسن الفتاویٰ ۳/۴۱۱ میں ہے، کہ نمازی
کے مقام سے دو صفوں کی جگہ چھوڑ کر گزرنا جائز ہے اس حد کے اندر گزرنا جائز نہیں ہے،
دوسرے سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں نمازی کے موضع قیام سے دو صف کی مقدار
تقریباً آٹھ فٹ: ۲۴ میٹر چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔ (۳/۴۰۱) جبکہ منتخبات نظام الفتاویٰ
میں ۳ صف تقریباً ۱۲ فٹ کے بعد آگے سے گزر جانے کی اجازت ہے اور فتاویٰ عثمانی میں
سجدہ کی جگہ سے دو گز کے فاصلہ کے بعد گزرنا جائز ہے (۱/۴۶۶) اور ایضاً المسائل/۵۸،
پر نمازی کے آگے سے تین صف چھوڑ کر گزرنا جائز ہے، صحیح کیا ہے؟ فقہاء کرام ومفتیان

عظام کی توضیحات کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

المستفتی: انور حسین، چٹیکمپ، ممبئی ۸۸

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اصل مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کے اپنے سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمائے رکھنے کی حالت میں سامنے سے گزرنے والا اگر اتنی دور سے گزرے کہ نگاہ جمائے رکھنے کی حالت میں گزرنے والا نمایاں طور پر مکمل نظر نہ آئے تو اتنی دور سے گزرنا جائز ہے، اور غیر نمایاں طور پر نظر آنے کا اعتبار نہیں پھر اس کی تجدید کے سلسلہ میں حضرات علماء نے مختلف انداز سے تجزیہ کیا ہے جن میں ہر ایک کا قول دوسرے سے اقرب ہے (احسن الفتاویٰ ذکر یا ۳/۴۱۱) میں نمازی کے مقام سے دو صف کی جگہ چھوڑ کر گزرنا جائز لکھا ہے، اسی طرح موضع قیام سے دو صف کی مقدار تقریباً آٹھ فٹ چھوڑ کر گزرنا جائز لکھا ہے، دونوں قول تقریباً ملتے جلتے ہیں یعنی جس صف پر کھڑا ہے اس صف کو چھوڑ کر آگے دو صف کی جگہ چھوڑ کر گزرنا جائز ہے، اسی طرح نظام الفتاویٰ میں تقریباً تین صف چھوڑ کر گزرنے کی وجوہات لکھی گئی ہے، اس میں وہ صف بھی شامل ہے جس میں نمازی کھڑا ہے اسی طرح فتاویٰ عثمانی میں سجدہ کی جگہ سے دو گز کے فاصلے سے گزرنے کی بات کہی گئی ہے، اس کا مطلب بھی یہی ہے، کہ جس صف پر کھڑا ہے اس صف کے بعد دو گز کے فاصلے سے گزرنا جائز ہے اور ایضاً المسائل میں تین صف چھوڑ کر گزرنا جو جائز کہا گیا ہے، اس میں نمازی جس صف میں کھڑا ہے وہ صف بھی شامل ہے؛ لہذا سارے اقوال تقریباً ایک ہی مفہوم کے ہیں کہ نمازی جس صف میں کھڑا ہے اس صف کے بعد دو صف مزید چھوڑ کر چوتھی صف سے گزرنے کی گنجائش ہے یہی شامی وغیرہ کی عبارت کا حاصل ہے۔

ورجحه في النهاية والفتح أنه قدر ما يقع بصره على الممار لو صلى

بخشوع أي راميا ببصره إلى موضع سجوده. (شامی باب ما يفسد الصلوة،

مطلب إذا قرأ تعالى جد بدون الف لا تفسد كراچی ۱/۶۳۴، زکریا ۲/۳۹۸)

ومنهم من قدره بقدر صفين أو ثلاثة والأصح إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار فلا يكره وكذا اختيار فخر الإسلام
..... في غيره سواء كان مسجداً كبيراً أو صحراء ففيما أي فيأثم بأن يمر فيما ينتهي إليه بصره، أي بصر المصلي حال كونه ناظراً في مسجد أي موضع سجوده وبه قال فخر الإسلام تبعاً لبعض المشائخ .
(شرح النقاية، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها اعزازه ۱/۹۶، شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، اشرفي ۱/۱۶۶، تاتار خانية، كتاب الصلوة مسائل السترة، زکریا ۲/۲۸۵، رقم: ۲۴۳۲)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۲۳۸/۴۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۸/۱۴۳۲ھ

نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال [۱۹۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کتنے فاصلہ کے بعد کوئی جانے والا نمازی کے آگے سے گزر سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالحق بلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسجد چھوٹی ہے تو نمازی کے آگے سے بغیر سترہ کے گزرنا جائز نہیں ہے، اور اگر مسجد بڑی ہے یا کھلی جگہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا سجدہ کی جگہ نظر رکھے تو اسے گزرنے والا نظر نہ آتا ہو،

یعنی تقریباً نمازی کے آگے سے تین صف چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔

وَمُقَابِلَهُ مَا صَحَّحَهُ التَّمَرُتَاشِيُّ وَصَاحِبُ الْبَدَائِعِ وَاخْتَارَهُ فُخْرُ
الْإِسْلَامِ وَرَجَّحَهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْفَتْحِ أَنَّهُ قَدَرُ مَا يَقَعُ بِصِرَةِ عَلِيِّ الْمَارِ لَوْ صَلَّى
بِخُشُوعٍ ، أَيْ رَامِيًا بِبَصَرِهِ إِلَى مَوْضِعِ سَجْدَةٍ . (شامی باب ما یفسد الصلوة ،
مطلب إذا قرأ تعالى جد بدون الف لا تفسد زکریا ۲/۳۹۸ ، کراچی ۱/۶۳۴)

والأصح : أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على
المار ، فلا يكره ، وكذا اختيار فخر الإسلام . (الفتاوى التاتار خانيه كتاب الصلاة ،
الفصل : ۹ ، مسائل السترة زکریا ۲/۲۸۵ ، رقم : ۲۴۳۲ ، شرح النقاہ ، كتاب الصلاة ، فصل
فيما يفسد الصلاة ، وما يكره فيها اعزازه ديوبند ۱/۹۶ ، شرح الوقايہ ، كتاب الصلاة ، باب
ما يفسد الصلاة ، وما يكره فيها اشرفي ۱/۱۶۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳ھ/۶/۱۴

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۳۳ھ جمادی الآخرة
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۷۰۶/۳۹)

نمازی کے آگے کتنے فاصلہ سے گزرنے کی گنجائش ہے؟

سوال [۱۹۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مصلی کے سامنے
سے انسان کتنی دوری سے گزر سکتا ہے؟ جواب ایسا تحریر کریں کہ اسکا کوئی گوشہ نہ چھوڑیں نہ
جمعاً نہ منعاً۔

المستفتی: محمد زکریا گورکھپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اتنی چھوٹی مسجد یا صحن یا ہال ہے جس میں
نمازی کے سامنے ایک دو صف کے بعد دیوار وغیرہ ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا
مطلقاً ناجائز ہے، اور اگر کھلی فضاء یا بڑی مسجد یا بڑے ہال یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا

ہے تو سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمائے سے آگے جہاں تک باطن نظر پہنچتی ہو وہاں تک گزرنا جائز نہیں ہے، اس سے ہٹ کر گزرنا جائز ہوگا، جس کی مقدار تجربہ سے دو یا زیادہ سے زیادہ تین صف موضع قیام سے آگے تک ہوتی ہے، لہذا تین صف چھوڑ کر آگے سے گزرنا جائز ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۴۰۹)

ومرور مار فی الصحراء أو فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی
الأصح، أو مروره بین یدیه إلی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فإنه
کبقعة واحدة مطلقاً وفي الشامیة : وهو ما أختاره شمس الأئمة وقاضیخان
وصاحب الهدایة واستحسنه فی المحيط و صححه الزیلعی ومقابله
صححه التمر تاشی وصاحب البدائع وأختاره فخر الإسلام ورجحه فی
النهاية والفتح أنه قدر ما یقع بصره علی المار لو صلی بخشوع أي رامياً
ببصره إلی موضع سجودہ الخ. (الدر المختار مع الشامی، باب ما یفسد الصلوة،
وما یکره فیها مطلب: إذا قرأ تعالیٰ جد بدون الف لا تفسد زکریا ۲/۳۹۸، کراچی
۱/۶۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۶۳/۲۳)

نمازی کے سامنے والے چبوترہ کے اوپر سے گزرنے کا حکم

سوال [۱۹۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد میں ایک چبوترہ بنا ہوا ہے، جس میں پانچ صفیں آ جاتی ہیں، اس کے پیچھے کے لوگوں کیلئے وہ سترہ کا کام نہیں دے سکتا کیونکہ وہ ایک ہاتھ سے کم ہے، یعنی تین چوتھائی کے لگ بھگ ہے، چبوترے کے نیچے لوگ نماز پڑھتے ہیں، تو لوگ اس پر سے گزر جاتے ہیں یعنی نمازی کے سامنے سے ہو کر گزر جاتے ہیں، کیا ایسا کیا جاسکتا ہے؟ اسکے علاوہ کسی بھی جگہ چاہے وہ مسجد

چھوٹی ہو یا بڑی کتنی صفوں کے بعد آدمی نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزر سکتا ہے؟
المستفتی: محمد عارف، کانٹھ دروازہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لوگوں کا گزرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سترہ کیلئے ایک ہاتھ کی لمبائی ضروری ہے، نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے بارے میں احادیث میں بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرہ میں نماز پڑھ رہا ہے کہ اس کا کل رقبہ چالیس ہاتھ: $۳۶ = ۸$ مربع میٹر سے کم ہے تو نمازی کے سامنے سے گزرنا مطلقاً ناجائز ہے خواہ قریب سے گزرے یا دور سے البتہ اگر کھلی فضا میں یا $۳۶ = ۸$ مربع یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے کمرہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالطبع نظر پہنچتی ہو وہاں تک گزرنا جائز نہیں ہے، اس سے ہٹ کر گزرنا جائز ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۴۰۹)

عن بسر بن سعید ، أن زيد بن خالد الجهني ، أرسل إلى أبي جهم يسأله ماذا سمع من رسول الله ﷺ في المار بين يدي المصلي ؟ فقال : أبو جهم : قال رسول الله ﷺ : لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه ؟ لكان أن يقف أربعين خيراً له من أن يمر بين يديه ، قال أبو النضر : لا أدري قال أربعين يوماً ، أو أربعين شهراً ، أو أربعين سنة . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء في كراهية المرور بين يدي المصلي النسخة الهندية ۷/۱ ، دار السلام رقم: ۳۳۶ ، مسند الدارمی ، دار المغني ۲/۸۸۸ ، رقم: ۱۴۵۷)

عن موسى بن طلحة : عن أبيه ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل ، ولا يبالي من مر وراء ذلك . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء في ستر المصلي النسخة الهندية ۷/۱ ، دار السلام رقم: ۳۳۵ ، صحيح ابن خزيمة ، المكتب الاسلامي ۱/۴۲۷ ،

رقم: ۸۴۲، مسند البزار، مکتبہ العلوم والحکم ۳/۱۵۴، رقم: ۹۳۹، سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يستر المصلي النسخة الهندية ۱/۹۹، دار السلام رقم: ۶۸۵)

ویغرز ندبا الإمام وكذا المنفرد في الصحراء ونحوها ستره بقدر ذراع طولاً. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، زکریا ۲/۴۰۱، کراچی ۱/۶۳۶)

اعلم أن الصلاة في مسجد صغير فالمرور أمام المصلي حيث كان يوجب الإثم لأن المسجد الصغير مكان واحد.... وأما في غيره سواء كان مسجد كبير أو صحراء ففيما أي فيأثم بأن يمر فيما ينتهي إليه بصره أي بصر المصلي حال كونه ناظراً في مسجده أي موضع سجوده وبه قال: فخر الإسلام تبعاً لبعض المشايخ. (شرح النقاہ کتاب الصلوٰۃ، فصل فيما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیہا اعزازیہ دیوبند ۱/۹۶، شرح الوقایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب ما

یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیہا اشرفی ۱/۱۶۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹ شعبان ۱۴۱۶ھ

۱۰/۸/۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۲۵۶۵)

نمازی کے سامنے بیٹھے شخص کا ہٹ کر جانا

سوال [۱۹۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی فرض نماز باجماعت ادا کر چکا اب سنن ونوافل سے فارغ ہو کر مکان واپس جانا چاہتا ہے زید کو بتھناضہ بشریت بیت الخلاء کی یا کوئی دوسری حاجت درپیش ہے عمر ابھی وضو کر کے آیا ہے اور آ کر زید کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی زید عمر کے سلام پھیرنے کا منتظر بیٹھا ہے کہ عمر سلام پھیر دے تو وہ اس کے سامنے سے واپس مکان چلا جائے، مگر عمر نے سلام پھیر کر جلدی سے دوبارہ نیت باندھ لی اور زید کو اپنے سامنے سے ہٹ کر جانے نہیں دیا نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے حق میں جو وعید ہے، وہ مسلم ہے مگر نماز سے فارغ شدہ شخص کو عداً مقید کرنا کیسا ہے

؟ اس پر کوئی قباحت عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: مختار احمد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب زید عمر کے بالکل سامنے ہے تو زید وہاں سے ہٹ کر جا سکتا ہے، وہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے حکم میں نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر گزرنے والے کی وعید منطبق ہوگی۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۴۰۸، ایضاح المسائل/۵۸)

ولو كان المار اثنين يقوم أحدهما أمامه فيممر الآخر ، ويفعل الآخر هكذا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ ، كتاب الصلوة ، الفصل التاسع ، مسائل السترة ۲/۲۸۶ ، رقم: ۲۴۳۸ ، ہندیہ كتاب الصلوة ، الباب السابع فی ما یفسد الصلوة ، الفصل الأول زکریا قدیم ۱/۱۰۴ ، جدید ۱/۱۶۳ ، شامی باب الصلوة ، مطلب إذا قرأ تعالیٰ جد بدون الف ، کراچی ۱/۶۳۶ ، زکریا ۲/۴۰۱)

البتہ عمر کا جان بوجھ کر جاتے ہوئے شخص کے پیچھے آ کر نیت باندھ لینا گناہ کا باعث ہو سکتا ہے۔

الثانية مقابلتها وهي أن يكون المصلي تعرض للمرور والمار ليس له مندوحة عن المرور فيختص المصلي بالإثم دون المار الخ۔ (شامی باب ما يفسد الصلاة ، مطلب إذا قرأ تعالیٰ جدك بدون الف زکریا ۲/۳۹۹ ، کراچی ۱/۶۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ جمادی الأولى ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۸۲۸)

چٹائی سترہ کے قائم مقام ہے یا نہیں ہے

سوال [۱۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صفوں کی چٹائی

سترہ کے قائم مقام ہوگی یا نہیں؟ جبکہ احادیث میں سترہ نہ ملنے کی صورت میں خط کھینچنے کی بات آتی ہے، اور یہ تو خط سے بھی زیادہ نمایاں ہے۔

المستفتی: محبوب عالم، کیرالا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صفوں کی چٹائی سترہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی بلکہ بقدر ذراع سترے کا ہونا ضروری ہے۔

ویغرز الإمام فی الصحراء سترة بقدر ذراع (إلی قوله) ولا یکفی الوضع ولا الخط الخ. (تنویر مع الدر شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، وما یرکھ فیہا زکریا ۴۰۱/۲، کراچی ۱/۶۳۷)

اور حدیث شریف میں جو خط کھینچنے کی بات آئی ہے وہ محض جمع خاطر کیلئے ہے اور وہ بھی میدانوں اور جنگلوں میں، آبادی میں نہیں جہاں لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے۔

إذ المقصود جمع الخاطر بربط الخیال بہ کی لا ینتشر کذا فی البحر وشرح المنیۃ الخ. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، وما یرکھ فیہا زکریا ۴۰۲/۲، کراچی ۱/۶۳۷)

اور اگر کوئی میدان یا بڑی مسجد میں بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہے، اور کسی کو گزرنے کی ضرورت پیش آئے تو جب مصلیٰ سجدہ کی جگہ پر نظر کرے تو جہاں تک اس کی نگاہ جائے اس سے ماوراء سے گزرنے کی اجازت ہے، فقہاء نے اس کا تخمینہ سامنے کی دو تین صفوں سے لگایا ہے، اسلئے چوتھی صف سے گزرنا جائز ہوگا۔

وفی النہایۃ الأصح أنه إن کان بحال لو صلی صلوٰۃ الخاشعین بأن یکون بصرہ حال قیامہ إلی موضع سجودہ لا یقع بصرہ علی المار لا یرکھ الخ. (حلبی کبیر کراہیۃ الصلوٰۃ، فروع فی الخلاصۃ لاہور/۳۶۷، البنایہ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یرکھ فیہا اشرفیہ ۴۲۷/۲، حاشیہ حلبی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ،

وما یکره فیہا امدادیہ ملتان ۱/۱۶۰، زکریا ۱/۴۰۱)

ومنہم من قدر بقدر صفین أو ثلاثة الخ. (تاتارخانیہ کتاب الصلوٰۃ، الفصل التاسع فی المار بین یدی المصلی الخ، مسائل الستہ کراچی ۱/۶۳۰، زکریا ۲/۲۸۵، رقم: ۲۴۳۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۲۱۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۶/۲۱ھ

نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال [۱۹۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسجد کے صحن میں نماز ادا کر رہا ہے، اس کے سامنے سے گزرنے کیلئے کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟

المستفتی: قاری محمد فیض خاں، مفتاحی، دہلوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بہت بڑی مسجد ہے یا کھلا میدان ہے تو اتنی دوری سے گزرنا جائز ہے، جہاں تک نمازی کی نظر سجدہ کی جگہ پر جمے وقت نمازی کو نظر نہ آئے، فقہاء نے اس کا اندازہ اور تجربہ کر کے دیکھا ہے، کہ دو صف کے بعد تیسری صف بھی پوری طرح نظر نہیں آتی ہے، اسلئے جس صف میں نمازی کھڑا ہے، اس کے علاوہ دو صف آگے سے گزرنا جائز ہوگا اور اگر بالکل چھوٹی مسجد ہے کہ آخری صف میں کھڑے ہونے سے مغربی دیوار نظر آتی ہو تو ایسی مسجد میں سامنے سے گزرنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/۴۰۹)

أنه قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع أي راميا ببصره إلى موضع سجوده وأرجع في العناية الأول إلى الثاني بحمل موضع السجود

على القريب منه الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکره فیها
 زکریا ۳۹۸/۲، کراچی ۱/۶۳۴، الموسوعة الفقهية الكويتية ۲۴/۱۸۵، الفتاوی التاتار
 خانية، کتاب الصلاة، الفصل التاسع مسائل السترة زکریا ۲/۲۸۴، ۲۸۵، رقم: ۲۴۲۲)
 فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۱۱۵/۲۸)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۱۳/۲/۲ھ



(۷) باب: صلوٰۃ المساجد

مسجد صغیر، مسجد کبیر

سوال [۱۹۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کبیر اور صغیر کی تعریف کر کے دونوں کے درمیان فرق واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کبیر وہ مسجد ہے جس کا کل رقبہ ۴۰ گز ہو یعنی ہر طرف سے ۶: ساڑھے چھ گز ہو اور ۱۹x۱۹ یعنی تقریباً لمبائی چوڑائی ۶۰ فٹ ہو جس کو وہ درجہ بھی کہا جاتا ہے، اور مسجد صغیر وہ مسجد ہے جو اس سے کم ہو۔ (مستفاد: محمودیہ ڈائجیل ۱۳/۳۸۴، میرٹھ ۱۲/۲۳۴، فتاویٰ دارالعلوم ۱۳/۲۸۰، کتاب المسائل ۱/۴۳۸)

قوله: في المسجد الكبير: هو أن يكون أربعين، فأكثر وقيل: ستين فأكثر، والصغير بعكسه، أفاده القهستاني وأفاده المختار الأول. (حاشیة الطحطاوی باب ما یفسد الصلوٰۃ، فصل فیما لا یفسد الصلوٰۃ، دارالکتاب دیوبند ۲/۳۴۴) **واعلم: أن الصلاة إن كانت في المسجد الصغير هو أقل من ستين ذراعاً، وقيل: أربعين (مجمع الأنهر، باب ما یفسد الصلوٰۃ، وما یکره فیها دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۸۳ مصری قدیم ۱/۱۲۱)**

مسجد صغیر هو أقل من ستين ذراعاً وقيل: من أربعين وهو المختار. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها زکریا ۲/۳۹۸، کراچی ۱/۶۳۴) **أو مسجد صغیر وهو ما كان أقل من أربعين ذراعاً على المختار.** (الفقه الإسلامی وأدلته کتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس، سنن الصلوٰۃ وصفتها... موضع حرمة المرور مطبوعه دیوبند ۱/۷۸۸) **فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر ۴۰: ۲۱۴۵۶)

مسجد کبیر

سوال [۱۹۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کبیر کے بارے میں طول و عرض دونوں میں ساٹھ ذراع ہیں یا طول ساٹھ ذراع اور عرض کتنا ہی کم ہو یا اس کے برعکس ہے، مسجد کبیر کی فقہاء کے نزدیک متفق علیہ تعریف کیا ہے واضح فرمائیں؟

المستفتی: عبدالرشید، سیڈھا بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کبیر اس مسجد کو کہا جاتا ہے جس میں کم از کم چار صف ہوں، جس کے آخری صف میں نماز کی نیت باندھ کر سجدہ کی جگہ نگاہ جمائے کی صورت میں پہلی صف سے گذر نیوالا نظر نہ آتا ہو، اور بعض لوگوں نے دہ درہ مسجد کو یعنی چالیس ذراع مربع کو بھی مسجد کبیر میں شامل کیا ہے۔

ومقدار موضع یکرہ المروور فیہ وهو موضع السجود علی ما قیل: وقال فخر الإسلام إذا صلی رامياً ببصره إلى موضع سجوده فلم يقع عليه بصره لا يكره ومنهم من قدره بمقدار صفین أو ثلاثة. (عناية علی هامش فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا کوئٹہ ۱/۳۵۳، زکریا ۱/۴۱۵، دارالفکر ۱/۴۰۵)

وفی النہایۃ الأصح إن کان بحال لو صلی صلوٰۃ الخاشعین نحو أن یکون بصره فی قیامه فی موضع سجوده..... لا یقع بصره علی المار لا یکره. (فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا کوئٹہ ۱/۳۵۴، زکریا ۱/۴۱۶، دارالفکر ۱/۵۰۶)

مسجد صغیر وهو ما کان أقل من أربعین ذراعاً علی المختار. (الفقه الإسلامی، وأدلته، کتاب الصلاة، الفصل السادس فی سنن الصلاة وصفتها موضع حرمة

(المرور مطبوعہ دیوبند ۷۸۸/۱)

مسجد صغیر وهو أقل من ستین ذراعاً وقيل: من أربعين وهو المختار . (شامی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیہا، زکریا ۳۸۸/۲، کراچی ۱/۶۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۴/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۳۶۵/۳۹)

احاطہ مسجد کی حد

سوال [۱۹۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کا اصل حصہ کہاں تک ہے اس کی حد کیا ہے؟ مثلاً محراب سے لیکر صحن تک یا کم ہے؟

المستفتی: محمد یوسف مفتاحی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کا اصل حصہ وہ ہے جس کو نماز کے لئے متعین کر دیا گیا ہو اور وہاں بلا غسل جانا منع ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۲۱/۱۵، جدید ڈابھیل ۱۴/۳۸۵)

المكان المهيأ للصلاة الخمس . (الموسوعة الفقهية ۳۷/۱۹۴)

عرفاً الموضع المبنى للصلاة . (القاموس الفقہی ۱۶۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۲/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ صفر ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۹۱۰/۳۶)

تحیۃ المسجد

سوال [۱۹۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کاشف جب نماز کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو مسجد میں آکر سب سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھ جاتا ہے، حالانکہ گھر بہت

قریب ہے کیا کسی حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

المستفتی: قاری محمد یامین، قنوج فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد میں داخل ہوتے ہی اگر وقت مکروہ نہیں ہے، تو بیٹھ جانے کا ثبوت نہیں ہے، البتہ داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھنے کا ثبوت ہے۔

عن أبي قتادة السلمي: أن رسول الله ﷺ، قال: إذا جاء أحدكم المسجد، فليركع ركعتين قبل أن يجلس. (صحيح البخاري، الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، النسخة الهندية ۶۳/۱، رقم: ۴۳۹، ف: ۴۴۴، صحيح مسلم الصلاة، باب استحباب تحية المسجد بركعتين النسخة الهندية ۲۴۸/۱، بيت الأفكار رقم: ۷۱۴، ترمذی شریف الصلاة باب ما جاء إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين، النسخة الهندية ۷۱/۱، دار السلام رقم: ۳۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر ۳۲/۸۲۶۸)

منبر کی سیڑھیوں کی مسنون تعداد

سوال [۱۹۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا جمعہ کے خطبہ کیلئے تین سیڑھیوں کا ہونا مشروع نہیں ہے؟ ایک یا دو یا تین کتنی ہونی چاہئیں؟

المستفتی: عبدالحق، مین تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: منبر کی سیڑھیوں کی تعداد تین رکھنا مسنون ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو منبر بنایا گیا تھا وہ تین سیڑھیوں کا تھا، حضور تیسری پیڑی پر تشریف فرما ہوتے تھے، جب ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے، تو تیسری پیڑی پر تشریف نہیں رکھتے

تھے، بلکہ دوسری پیڑی پر تشریف رکھتے تھے لہذا تمام ائمہ کے لئے دوسری پیڑی پر بیٹھنا مستحب ہے، مگر منبر کا تین پیڑیوں کا ہونا مسنون ہے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۴۳۲/۱)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وکان منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصیرا، إنما هو ثلاث درجات، الحدیث: (مسند أحمد بن حنبل ۲۶۹/۱، رقم: ۲۴۱۹)

عن کعب بن عجرة، قال: قال رسول اللہ ﷺ أحضروا المنبر، فحضرنا، فلما ارتقى درجة قال: آمین، فلما ارتقى الدرجة الثانية، قال: آمین، فلما ارتقى الدرجة الثالثة، قال: آمین. (المستدرک، کتاب البر والصلة قديم ۱۷۰/۴، مؤسسه علوم القرآن، جدید ۷/۲۵۹۱، رقم: ۷۲۵۶، الأدب المفرد ۱/۱۹۳، ۱۹۴، رقم: ۶۴۴، شعب الإيمان للبيهقي، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۲۱۵، رقم: ۱۵۷۲)

ومنبره صلى الله عليه وسلم كان ثلاث درج غير المسماة بالمستراح. (شامی، کتاب الصلاة، باب الجمعة، زکریا ۳/۳۹، کراچی ۲/۱۶۱)

وفى الصحيح أنه عمل من أثل الغابة، فكان يرتقى عليه قال: وکان ثلاث درج وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجلس علی الدرجة الثالثة، التي تلي مكان الاستراحة، ثم وقف أبو بكرؓ علی الثانية. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۹/۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۱۰/۲۸

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ شوال ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۰۴۸۸)

منبر مسنون

سوال [۱۹۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک نئی جامع مسجد بنی ہے، جس کا منبر اوپر سے گھیرا ہوا ماربل پتھر کا بنا ہوا ہے، اور اونچائی میں

دو فٹ آٹھ انچ ہے جو معروف درانج منبروں سے مختلف ہے یعنی منبر کی سیڑھیاں سامنے کے بجائے پیچھے بنائی گئی ہیں، اس طرح کہ خطیب بجائے مغربی دیوار کی طرف سے چڑھ کر منبر کے اوپری حصہ میں جو محراب سے باہر ہے کھڑے ہو کر خطبہ دیں گے، اس نئے طرز کے منبر سے بعض علماء کو اعتراض ہے کہ یہ سنت کے خلاف ہے، لہذا اس کو توڑ دینا چاہئے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

- (۱) مذکورہ بالا منبر سنت کے مطابق ہے یا خلاف، نیز اس کو توڑنے کا کیا حکم ہے؟
- (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی سیڑھیاں کیسی کتنی اونچی اور کدھر تھیں اور ہماری مساجد کی سیڑھیاں سنت کے مطابق کیسی ہونی چاہئیں؟
- (۳) منبر کی اونچائی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟
- (۴) منبر پتھر کا بنانا سنت ہے یا پھر لکڑی کا بنانا چاہئے؟

المستفتی: محمد حسن بردوان، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: منبر کی اونچائی کی مقدار متعین کر کے اس کو لازم کرنا ثابت نہیں ہے، بقدر ضرورت اس کی اونچائی ہونی چاہئے، جس پر آرام سے خطیب کرسی نما انداز سے بیٹھ سکے اور منبر میں تین پیڑیاں (سیڑھیاں) ہونا مسنون ہے، اور منبر کی پیڑیوں کا مقتدیوں کی طرف ہونا مسنون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے تو اتار اور توارث سے یہ بات چلی آ رہی ہے، کہ خطیب صاحب پہلی پیڑی پر پیر رکھیں گے اور دوسری پیڑی پر بیٹھیں گے، تیسری پیڑی کو حضور ﷺ کے ادب و احترام میں چھوڑ دیا جاتا ہے، اور سوال میں ذکر کردہ منبر طریقہ سنت کے خلاف ہے اس لئے کہ منبر کی پیڑیاں مقتدیوں کی طرف ہونا مسنون ہے، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر مقتدیوں کی طرف تھا نیز پیچھے کی طرف سے چڑھ کر بالکل اوپر والی پیڑی پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا خلفائے راشدین اور سلف و خلف کے طریقہ کے خلاف ہے۔

ويستحب أن يكون المنبر على يسار القبلة تلقاء يمين المصلي
إذا استقبل كذا قاله السميرى والدارمى والرافعى وغيرهم. (اعلام
المساجد بأحكام المساجد / ۳۷۳)

(۲) حضور ﷺ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں جو مقتدیوں کی جانب تھیں اور مقتدیوں کے قبلہ
کی طرف ہو کر محراب کے بائیں بیٹھنے کی صورت میں منبر دہنی جانب پڑے گا جیسا کہ ہماری
مساجد میں منبر ہوتے ہیں، وہ عام طور پر سنت کے مطابق ہوتے ہیں۔

عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم، زفى المنبر،
فلما زفى الدرجة الأولى، قال: آمين، ثم زفى الثانية، فقال: آمين، ثم
زفى الثالثة، فقال: آمين. (الأدب المفرد ۱/ ۱۹۳، ۱۹۴، رقم: ۶۴۴، المستدرک،
كتاب البرو الصلة قديم ۴/ ۱۷۰، مكتبة نزار مصطفى جديد ۷/ ۲۵۹۱، رقم: ۷۲۵۶،
شعب الإيمان ۲/ ۲۱۵، رقم: ۱۵۷۲)

قال في البذل : وقال العيني ثم اعلم أن المنبر لم يزل على حاله
ثلاث درجات حتى زاده مروان فى خلافة معاويةؓ ست درجات من
أسفله. (بذل المجهود، كتاب الجمعة، باب اتخاذ المنبر مكتبة يحي سهارنپور
۱۷۸/۲، دار البشائر العلميه ۵/ ۹۹، فتح البارى، كتاب الجمعة، باب الخطبة على
المنبر دار الفكر بيروت ۲/ ۴۶۳، اشرفيه ديوبند ۲/ ۵۰۷)

ويستحب أن يكون المنبر على يسار القبلة تلقاء يمين المصلي
إذا استقبل كذا قاله الدارمى والرافعى وغيرهم. (اعلام المساجد بأحكام
المساجد / ۳۷۳)

وكان ثلاث درج وكان النبي ﷺ يجلس على الدرجة الثالثة
التى تلي مكان الإستراحة ثم وقف أبو بكرؓ على الثانية ثم عمرؓ على
الأول تادباً. (الموسوعة الفقهية ۳۹/ ۸۵)

(۳) منبر کی اونچائی کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملی ہے، بقدر ضرورت اونچائی ہونی چاہئے۔

(۴) اینٹ پتھر کا منبر بنانا بھی جائز ہے، لکڑیوں کا بنانا لازم نہیں۔

قال الحنفية: ولهذا اتخذوا في المصلى منبراً على حدة من اللبن والطين واتباع ما اشتهر به العمل في الناس واجب. (الموسوعة الفقهية ۸۷/۳۹)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۳/۷ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۹۵۰۴/۳۸)

کیا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام ہی کے ساتھ مخصوص ہے؟

سوال [۱۹۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کا درجہ مسجد حرام کیلئے ہی مخصوص ہے، یا مکہ مکرمہ کی ہر مسجد میں ایک لاکھ کا ثواب مل جاتا ہے، لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے، کہ مکہ المکرمہ میں کہیں بھی نماز پڑھ لی جاوے تو اتنا ہی ثواب ملتا ہے، جتنا بیت اللہ میں حرم محترم میں اس بارے میں کیا تحقیق ہے؟
المستفتی: محمد یونس، جامع مسجد احمد، گڑھ، پنجاب
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایک لاکھ کے ثواب کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں، بعض علماء کا یہ قول ہے کہ یہ صرف مسجد حرام کے ساتھ خاص ہے، اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ پورے حدود حرم کے ساتھ عام ہے، کہ پورے حدود حرم میں جہاں بھی نماز پڑھے گا ایک لاکھ نماز کا ثواب ملیگا، مگر پہلا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے، اسلئے پانچوں نمازیں پابندی کیساتھ مسجد حرام ہی میں ادا کی جائیں۔

عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول الله ﷺ: من حج ماشياً كتب له

بکمل خطوة سبع مئة حسنة من حسنات الحرم ، قال بعضهم وما حسنات الحرم ؟ قال : كل حسنة بمئة ألف حسنة . (مسند البزار، مكتبة العلوم والحکم ۵۲/۱۱، رقم: ۴۷۴۵، وهكذا مسند البزار، مكتبة العلوم والحکم ۳۱۳/۱۱، رقم: ۵۱۱۹، المعجم الأوسط دارالفکر ۲/۱۰۶، ۲۶۷۵، المعجم الكبير للطبرانی، دارالکتب العلمية بیروت ۱۲/۱۰۵، رقم: ۱۲۶۰۶)

قال عطاء : فكأنه مئة ألف قال: قلت يا أبا محمد! هنا الفضل الذي تذكر في المسجد الحرام وحده أو في الحرام؟ قال بل في الحرم: فإن الحرم كله مسجد . (مسند أبي داود الطيالسي، دارالکتب العلمية بیروت ۷۰۷/۲، رقم: ۱۴۶۴، شعب الإيمان للبيهقي، دارالکتب العلمية بیروت ۳/۴۸۵، رقم: ۴۱۴۳)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم... وصلوة في المسجد الحرام بمئة ألف صلوة . (ابن ماجه، الصلوة، باب ماجاء في الصلوة في المسجد الجامع النسخة الهندية ۱/۱۰۲، دارالسلام رقم: ۱۹۸)

بل يعم كل حرم يحرم صيده على الصحيح. (قوت المغتذى على الترمذی ۷۴/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ شوال ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۵۷۸/۳۷)

مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب کہاں تک ملے گا

سوال [۱۹۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے تو یہ ثواب مسجد حرام میں (جہاں تک جماعت ہوتی ہے) پڑھنے کے ساتھ خاص ہے یا پورے

حدود حرم میں کہیں بھی پڑھنے پر یہ ثواب حاصل ہو جائیگا؟

المستفتی: عبدالحمید، موضع الہن منو، ضلع: بارہ بنکی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملنے سے متعلق جو حدیث شریف وارد ہے، اس حدیث شریف کی رو سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام کے ساتھ خاص معلوم ہوتا ہے، لیکن دوسری روایت مکہ مکرمہ کیساتھ بھی وارد ہوئی ہے، یعنی حدود حرم میں کوئی بھی عبادت کی جائے ایک لاکھ عبادتوں کے برابر ثواب ملیگا، جیسا کہ حدیث شریف میں اس کی صراحت آئی ہے، حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول الله ﷺ: من حج ماشيا كتب له بكل خطوة سبع مئة حسنة من حسنات الحرم، قال بعضهم: وما حسنات الحرم؟ قال كل حسنة بمئة ألف حسنة. (مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۵۲/۱۱، رقم: ۴۷۴۵)

مرض ابن عباس مرضاً شديداً فدعا ولده فجمعهم فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من حج من مكة ماشيا حتى يرجع إلى مكة كتب الله له بكل خطوة سبع مئة حسنة مثل حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة ألف حسنة، هذا حديث صحيح الإسناد. (مستدرک حاکم کتاب المناسک قدیم ۶۳۱/۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ ۶۴۸/۲، رقم: ۱۶۹۲، شعب الإيمان للإمام البيهقي ۴۳۱/۳، حديث: ۳۹۸۱، مسند البزار، مکتبہ العلوم والحکم ۳۱۳/۱۱، رقم: ۵۱۱۹، المعجم الأوسط دارالفکر ۱۰۶/۲، رقم: ۲۶۷۵، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ۱۰۵/۱۲، رقم: ۱۲۶۰۶)

حاصل یہ نکلا کہ دو قسم کی روایات ہمارے سامنے ہیں ایک قسم کی روایات وہ ہیں جو مسجد حرام کے ساتھ خاص معلوم ہوتی ہیں، دوسری قسم کی روایات وہ ہیں جو پورے مکہ

المکرمہ اور حدود حرم کے ساتھ عام معلوم ہوتی ہیں، اسلئے بعض فقہاء اور محدثین نے پورے مکہ المکرمہ اور حدود حرم میں ایک لاکھ کے برابر ثواب ملنے کو کہا ہے، اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کوئی بھی عبادت حدود حرم میں کی جائے ایک لاکھ کے برابر ثواب ملیگا، اعتکاف کیا جائے یا صدقہ خیرات کیا جائے یا دیگر کوئی نیک کام کیا جائے ایک لاکھ کے برابر ثواب ملے گا، اسلئے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ قیام مکہ مکرمہ کے دوران عورتیں اپنے قیام گاہ میں نماز پڑھا کریں، اور صرف طواف کرنے کیلئے نمازوں کی علاوہ اوقات میں مسجد حرام میں داخل ہوا کریں تاکہ عورتوں کی وجہ سے مردوں کی نماز فاسد ہونے کا مسئلہ کھڑا نہ ہوا کرے اور مردوں کو مسجد حرام ہی میں آکر نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور آجکل لاکھوں حاجیوں کا قیام مسجد حرام سے دس بارہ کلومیٹر دور عزیز یہ اور بطحاء قریش وغیرہ میں ہوتا ہے، وہ لوگ آسانی کیساتھ گاڑی سے حرم شریف نہ آسکیں اور ان ہی مقامات میں اپنی نمازیں پڑھ لیں تو انشاء اللہ ایک لاکھ کا ثواب ملنے کی امید ہے۔

قال عطاء : فكأنه مئة ألف، قال : قلت : يا أبا محمد ! هنا الفضل الذي تذکر ، في المسجد وحده أو في الحرم ؟ قال : بل في الحرم ؛ فإن الحرم كله مسجد . (مسند أبي داؤد الطيالسی، دارالکتب العلمیة بیروت ۷۰۷/۲، رقم: ۱۴۶۴، شعب الإيمان للبيهقي، دارالكتاب العلمي ۴۸۵/۳، رقم: ۴۱۴۳، فتح الباری، کتاب فضل الصلوٰۃ، باب في فضل الصلوٰۃ في مسجد مكة والمدينة دارالفکر بیروت ۷۸/۳، اشرفیہ دیوبند ۸۳/۳، ۶۴۴/۳، تحت حدیث: ۱۱۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/رجب ۱۴۳۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۷۷۳/۳۸)

کیا بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا ثواب صرف مردوں کیلئے ہے

سوال [۱۹۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مستند اور معتبر عالم خطیب کے مطبوعہ خطبات میں ایک بات پڑھی ہے کہ حدیث شریف میں جو بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے یہ صرف مردوں کیلئے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، عورت کو فقط ایک ہی نماز کا ثواب ملے گا، تو کیا یہ صحیح ہے جبکہ حدیث عمومیت پر دلالت کرتی ہے پھر عورت مستثنیٰ کیوں؟ مسئلہ کی اس طرح وضاحت فرمائیں کہ بات واضح طور سامنے آجائے؟ ممنون ہوں گا۔

المستفتی: فخر الاسلام، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس طرح عورتوں کو مستثنیٰ کرنے کی بات علامہ منذریؒ نے الترغیب والترہیب اور دیگر محدثین نے نقل فرمائی ہے۔

أن قول النبي ﷺ صلوة في مسجد النبي ﷺ تعدل ألف صلوة في غيره من المساجد إنما أراد به صلوة الرجال دون صلوة النساء الخ. (الترغيب والترهيب ۱/۷۵)

قول النبي ﷺ صلوة في مسجدي هذا ، أفضل من ألف صلوة فيما سواه من المساجد أراد به صلاة الرجال دون صلاة النساء . (صحيح ابن حزميه ، المكتب الإسلامي ۲/۵۸۱)

علماء نے اس کی وجہ یہی بیان کی ہے کہ عورتوں کا مجمع اور جماعت میں شرکت باعث فتنہ ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴ھ/۲۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ رجب ۱۴۱۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۵۴۲)

حرم شریف کی قضاء نماز کے ثواب کا بیان

سوال [۱۹۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حرم شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے، تو قضاء نماز جو وہاں ادا کی جائے اس کا ثواب بھی اتنا ہی ملے گا یا صرف اس کے ذمہ سے قضا ہی کا فریضہ ادا ہوگا۔

المستفتی: حبیب اللہ سرتاج، سعودی عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حرم شریف میں جو نماز کی فضیلت ہے یہ صرف ادا نماز یا نوافل کے ساتھ خاص ہے، اور ادا نماز خواہ جماعت کے ساتھ ہو یا بغیر جماعت کے البتہ جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں جماعت کا ثواب الگ سے ہوگا اور منفرد پڑھنے کی صورت میں صرف جماعت کے ثواب سے محرومی ہوگی، قضا نماز میں حرم شریف کی مذکورہ فضیلت حاصل نہ ہوگی کتب احادیث میں ایسا ہی مذکور ہے۔

صلاة في مسجدی هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام. (بخاری شریف کتاب فضل الصلاة، فی مسجد مکة والمدينة، باب فضل الصلوة في مسجد مكة والمدينة، النسخة الهنديه ۱/۵۹، رقم: ۱۱۷۷، ف: ۱۱۹۰، مسلم شریف باب فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدينة النسخة الهنديه ۱/۴۶، بیت الأفكار رقم: ۱۳۹۴)

قال النووي تحت هذا الحديث، وهذا فيما يرجع الثواب فثواب صلوة فيه يزيد على ثواب ألف فيما سواه ولا يتعدى ذلك إلى الأجزاء عن الفوائت حتى لو كان عليه صلاتان فصلی في مسجد المدينة وفي فتح الباری فصلی في أحد المسجدين صلاة لم تجزئه عنهما - إلا واحدة - وهذا لا خلاف فيه. (نوی علی مسلم ۱/۴۶، فتح الباری کتاب فضل الصلوة، قبیل

باب مسجد قباء دارالفکر بیروت ۸۲/۳، حدیث: ۱۱۹۰، اشرفیہ دیوبند ۸۷/۳، فتح الملمہ، کتاب الحجہ، باب فضل مکہ والمدینۃ اشرفیہ دیوبند ۴۲۲/۳

وهذا مع قطع النظر عن التضعیف بالجماعة فإنها تزيد سبعة وعشرين درجة كما تقدم في أبواب الجماعة. (فتح الباری، کتاب فضل الصلوٰۃ، قبل باب مسجد قباء دارالفکر بیروت ۸۲/۳، اشرفیہ دیوبند ۸۷/۳، حدیث:

۱۱۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۱۰۱/۳۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۳/۵ھ

تعمیر مسجد کے دوران دوسری مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنا

سوال [۱۹۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد ڈیروالی اصالت پورہ مراد آباد کی از سر نو تعمیر ہونی ہے، برسات میں اس کے اندر پانی آ جاتا ہے، اور اس کی اوپر کی چھت بھی بوسیدہ ہو چکی ہے، دریافت طلب بات یہ ہے کہ تعمیر مسجد کے دوران اس مسجد میں نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں رہے گی، تو نماز باجماعت کو موقوف کیا جاسکتا ہے، یا تعمیر کے دوران بھی جماعت ہونا ضروری ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عزیز الرحمن و مصلیان، مسجد

ڈیروالی، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جب مسجد منہدم کر کے نئے سرے سے تعمیر کی

جارہی ہے اور منہدم شدہ حالت میں وہاں نماز پڑھنا دشوار ہو رہا ہے تو اہل محلہ کے لئے جائز ہے کہ جب تک یہ مسجد تعمیر ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ ہو جائے اس وقت تک کے لئے پڑوس کی دوسری مسجد میں نماز ادا کر لیا کریں اور اس منہدم شدہ زیر تعمیر مسجد میں نماز نہ پڑھنے

کی وجہ سے محلے والوں پر شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے کہ شریعت نے ضرورت کے تحت مسجد منہدم کر کے نئے سرے سے تعمیر کرنے کی اجازت دی ہے اور ظاہر ہے کہ انہدام اور تعمیر کے درمیان نماز کی جماعت کرنا مشکل ترین کام ہے۔

وتأويل هذه المسألة إذا لم يكن هذا الرجل من أهل هذه المحلة فقد ذكر في الوقائع عن أبي حنيفة لأهل المسجد أن يهدموا وظاهر الآية العموم في كل مانع وفي كل مسجد وخصوص السبب لا يمنعه . (روح المعاني ، زكريا ۱/ ۵۷۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۱/۲۴

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱/ ۱۱۷۴۰)

دوران تعمیر مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنا ضروری نہیں

سوال [۱۹۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں رام نگر ضلع نینی تال میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے از سر نو تعمیر کا ارادہ ہے تعمیری کام کے وقت جگہ کی قلت رہے گی، پنجوقتہ نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرحیم، ٹانڈہ رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دوران تعمیر اگر جماعت خانہ میں جماعت کرنا دشوار ہو تو مسجد کے احاطہ میں جہاں بھی جماعت کرنا ممکن ہو تو وقت پر اذان بھی دی جائے اور جماعت بھی کی جائے، اذان و جماعت کو موقوف کرنا مناسب نہیں، البتہ اگر احاطہ مسجد میں کوئی ایسی جگہ نہ ہو جس میں باجماعت نماز ادا کر سکیں تو تعمیر مسجد کی تکمیل تک محلہ میں جہاں کہیں مناسب جگہ ہو وہاں پر جماعت سے نماز ادا کریں، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو قریب کی

مسجد میں نماز ادا کرتے رہیں۔

وتأويل هذه المسألة إذا لم يكن هذا الرجل من أهل هذه المحلة وقد ذكر في الواقعات عن عن أبي حنيفة لأهل المسجد أن يهدموا المسجد ويجددوا بناؤه. (تاتارخانيه، زكريا ۸/۱۶۲، رقم: ۱۱۵۱۴، هندیه زكريا قديم ۵۷/۲ جديده ۴۱۰/۲)

وظاهر الآیة العموم فی کل مانع وفي کل مسجد وخصوص السبب لا یمنعه. (روح المعانی، زكريا ۱/۵۷۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۶۷۵)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۱/۵/۱۴۲۱ھ

منقش مصلیٰ

سوال [۱۹۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج کل سعودیہ سے جو جانمازیں آرہی ہیں، اس پر خانہ کعبہ اور گنبد خضریٰ کی تصویریں بنی ہوتی ہیں امام صاحبان اس پر نمازیں بھی پڑھاتے ہیں اور بیٹھتے بھی ہیں ان تصاویر کا کہاں تک ادب ہے کس حد تک ان کی تکریم ہے، اس پر بیٹھنے سے کیا بیت اللہ کی کچھ توہین ہوتی ہے، وضاحت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: یسین احمد، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جن مصلوں اور جانمازوں پر گنبد خضریٰ اور خانہ کعبہ کا نقشہ بنا ہوا ہوتا ہے ان پر نماز پڑھنا اور ان پر بیٹھنا بے ادبی نہیں ہے، تو ان کی تصویر پر نماز ادا کرنے سے بطریق اولیٰ خلاف ادب نہیں ہو سکتا، یہی حکم گنبد خضریٰ کا بھی ہے، اس لئے اس کو لیکر لوگوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا نہ کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم، زکریا

۲/۱۲۷، فتاویٰ محمودیہ، تدویم ۷/۱۱۱، جدید ڈائجیل ۶/۶۷۰) (۶۷۰/۲)

عن سعید بن الحسن قال: جاء رجل إلى ابن عباس ^{رض} فقال: إني رجل
أصور هذه الصور فأفتني فيها، فقال له: ادن مني، فدنا منه، ثم قال: أدن
مني، فدنا حتى وضع يده على رأسه، وقال: أنبئك بما سمعت من رسول
الله صلى الله عليه وسلم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كل
مصور في النار يجعل له بكل صورة صورها نفسا، فتعذبه في جهنم،
وقال: إن كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له، فأقر به نصر بن
علي. (صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان النسخة
الهندية ۲/۲۰۲، بيت الأفكار رقم: ۲۱۱۰)

وأما صورة غير ذي روح، فلا خلاف في عدم كراهة الصلاة عليها
أو إليها. (حلبی کبیر، فصل فی کراهیة الصلوٰۃ اشرفیہ دیوبند ۹/۳۵)

ولو صلى في جوف الكعبة أو على سطحها جاز إلى أي جهة توجه.
(هنديہ كتاب الصلوٰۃ، الباب الثالث في شروط الصلوٰۃ، الفصل الثالث في استقبال القبلة
زكريا قديم ۱/۶۳، جديد ۱/۱۲۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ المحرم الحرام ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۸۵)

مساجد سے روکنے کا حکم

سوال [۱۹۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کو
سب گاؤں والوں نے ملکر تعمیر کیا اور عرصہ دراز تک سبھی لوگ اس میں نمازیں پڑھتے رہے،
پھر ضرورتاً دو محلوں نے اپنی سہولت کیلئے مسجد میں تعمیر کیں اور اب جس محلہ کا پہلی مسجد سے
تعلق ہے، ان کا ذہن یہ ہے کہ اب یہ مسجد ہماری ہے، تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں، اسی

طرح ایک مسجد کو دو کنبوں، خاندانوں نے ملکر تعمیر کیا تھا، ان میں سے ایک کنبہ کے لوگ اڈے پر بنی مسجد (جو کسی باہر کے آدمی نے بنیت ثواب بنوادی تھی) میں نماز پڑھنے لگے، تو جن لوگوں کا تعلق پہلی مسجد سے ہے، ان کا ذہن بھی تقریباً اسی طرح کا بن گیا ہے کہ اب اس مسجد میں دوسرے لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس طرح کے خیالات سے ذہنوں میں تکدر اور نفرت پیدا ہوتی ہے، کیا از روئے شریعت مسجدوں کے بارے میں اس طرح کے خیالات درست ہیں۔

المستفتی: عبدالرحیم غفی عنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ پہلے سوال میں پہلی مسجد والوں کا دوسری مسجد والوں سے یہ کہنا کہ اب یہ مسجد ہماری ہے، تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، (۱) اگر اس کہنے سے نماز سے روکنا مقصود ہے، تو قطعاً جائز نہیں ہے، قرآن کریم میں اس پر سخت وعید آئی ہے، ارشاد بانی ہے ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ“ بقرہ آیت: ۱۱۴، اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا، جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر اور عبادت کئے جانے سے بندش کرے۔ (معارف القرآن سورة البقرة: ۱۱۴ اشرفی دیوبند ۲۹۶/۱)

اسی طرح تمام مساجد اللہ کے گھر ہیں اسلئے کسی کو یہ حق نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو مسجد میں آنے سے روکے، (۲) اور اگر اس قول سے کہ اب تمہارا اس مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہے، مسجد کے انتظامی امور سے روکنا ہے تو اس کی گنجائش ہے اگر مسجد کے ذمہ دار پورا انتظام صحیح طرح سے کرتے ہیں تو اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے، اور اگر انتظام میں دوسری مسجد والے آکر دخل دیتے ہیں، اور اس پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، تو یہ مسجد سے روکنا نہیں ہے، بلکہ نظام میں دخل دینے سے روکنا ہے، اور اسکی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۵/۳۰۵)

لو بنی مسجداً لأهل محلة، وقال: جعلت هذا المسجد لهذه المحلة خاصة، كان لغير أهل تلك المحلة أن يصلى فيه. (عالمگیری، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما يتعلق فیہ زکریا قدیم ۲/۴۵۸، جدید ۲/۴۱۰، المحيط البرهانی، کتاب الوقف، الفصل: ۲۱، فی المساجد جدید المجلس العلمی ۹/۱۲۸، رقم: ۱۱۳۴۸، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الصلوة، الفصل: ۲۱، مسائل وقف المساجد زکریا ۸/۱۶۳، رقم: ۱۱۵۱۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتابتہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۵۵۵)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۱۹

شہید کردہ مسجد میں نماز کا شرعی حکم

سوال [۹۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جس کو ایک حادثہ میں غیر مسلموں نے شہید کر دیا تھا تو کیا اب اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: سعید احمد،
سواتی ماڈھو پور، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب دشمنان اسلام کسی مسجد کو شہید کر دیں اور اس جگہ پر کوئی دوسری تعمیر کر لیں یا خالص ویران کر کے چھوڑ دیں تو وہ زمین قیامت تک مسجد کے حکم میں رہے گی کسی غاصب کے غاصبانہ قبضے اور کسی جابر کے جابرانہ خرد برد سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہوتی ہے، اس کی حفاظت کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقی مسجداً عند الإمام والثاني

أبدأ إلى قيام الساعة وبه يفتي. (درمختار مع الشامی ۴/۳۵۸، کراچی
زکریا ۶/۵۴۸، ہندیہ کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما يتعلق به،
زکریا قدیم ۲/۴۵۸، جدید ۲/۴۱۰)

إن المسجد إذا خرب يبقى مسجداً أبداً. (شامی کتاب الوقف، مطلب
فیما لو خرب المسجد أو غیره زکریا دیوبند ۶/۵۴۹، کراچی ۴/۳۵۹، بنایہ، کتاب
الوقف، فصل من بنی مسجداً لم یزل ملکہ عنه، اشرفیہ دیوبند ۷/۴۵۶، تبیین الحقائق،
کتاب الوقف، فصل ومن بنی مسجداً لم یزل ملکہ عنه، امدادیہ، ملتان ۳/۳۳۱، زکریا
۴/۲۷۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲ھ/۲/۱۸

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(الف توئی نمبر: ۲۹/۳۴۱۵)

عید گاہ کے دروازہ پر تعمیر شدہ مسجد میں نماز

سوال [۱۹۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں
قصبہ چوسانہ میں ایک بہت بڑی عید گاہ ہے تقریباً دو سال قبل عید گاہ کے قرب وجوار میں
کوئی مسجد نہ ہونے کی وجہ سے عید گاہ کے صدر دروازہ کے گیٹ کے اوپر لینئر ڈال کر ایک
چھوٹی مسجد تعمیر کی گئی ہے اور نیچے عید گاہ کے اندر آنے جانے کی گزر گاہ ہے مسجد کی تعمیر کی
تکمیل کے بعد کچھ لوگوں نے کہا کہ اس میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ گزر گاہ
کے اوپر ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح دروازہ کے اوپر بنائی گئی مسجد کے اندر
نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی: محمد ندیم گنگوہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: قصبہ چوسانہ کی جس مسجد کا ذکر سوال نامہ میں کیا

گیا ہے کہ عید گاہ کے گیٹ کے اوپر لینٹر ڈال کر مسجد بنائی گئی ہے، اور نیچے سے صرف عید کے دن عید گاہ میں داخل ہونے کے لئے عید کی نماز پڑھنے والوں کو گذر کر آگے بڑھنا ہوتا ہے، اور عید گاہ بھر جانے کے بعد اس گیٹ میں بھی صفیں بن جاتی ہیں، اور مسجد میں بھی صفیں بن جاتی ہیں، اور باہر بھی جیسا کہ مستفتی سے زبانی معلوم ہوا ہے، پھر اس کے بعد پورے سال عام لوگوں کا گذر نہیں ہوتا ہے، صرف عید کے دن نمازیوں کو وہاں سے داخل ہو کر آگے بڑھنا ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں نیچے کے حصہ کو محض گذر گاہ قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ نیچے کا حصہ بھی موقوفہ عید گاہ کا ایک حصہ ہے اور مسجد بھی وقف ہوتی ہے، لہذا عید گاہ کمیٹی کے مشورہ سے اگر وہ مسجد بنائی گئی ہے اور عید گاہ کمیٹی کے ہی زیر انتظام وہ مسجد ہے تو ایسی صورت میں وہ مسجد شرعی کہلائی جائے گی، اس لئے کہ نیچے کا حصہ بھی مسجد کی طرح ہمیشہ کیلئے وقف ہی ہے، اس سے حق عبد متعلق نہیں ہے۔

لَوَأْنْ مَقْبَرَةٍ مِّنْ مَّقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ عَفَتْ فَبْنَىٰ قَوْمٌ عَلَيْهَا مَسْجِدًا لِّمَ أَرَبْذَلِكْ بِأَسَاءٍ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْمَقَابِرَ وَقْفٌ مِّنْ أَوْقَافِ الْمُسْلِمِينَ لِدْفِنِ مَوْتَاهُمْ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَمْلِكُهَا فَإِذَا دُرِستْ وَاسْتَغْنَىٰ عَنِ الدَّفْنِ فِيهَا جَازَ صَرْفُهَا إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ أَيْضًا وَقْفٌ مِّنْ أَوْقَافِ الْمُسْلِمِينَ. (عمدة القاري، كتاب الصلوة، قبيل باب الصلاة في مراض الغنم، زكريا ۳/۴۳۵، دار احياء التراث العربي بيروت ۴/۱۷۹)

فِيَانْ قِيلَ أَلَيْسَ مَسْجِدُ بَيْتِ الْقُدُسِ تَحْتَهُ مَجْتَمَعُ الْمَاءِ وَالنَّاسِ يَنْتَفِعُونَ بِهِ قِيلَ: إِذَا كَانَ تَحْتَهُ شَيْءٌ يَنْتَفِعُ بِهِ عَامَةُ الْمُسْلِمِينَ يَجُوزُ لِأَنَّهُ إِذَا انْتَفَعَ بِهِ عَامَتُهُمْ صَارَ ذَلِكَ لِلَّهِ تَعَالَىٰ أَيْضًا. (تقريرات رافعي، كتاب الوقف كراچی ۴/۸۰، زكريا ۶/۸۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۵/۶

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۰۹۰/۴۰)

امام صاحب کے حجرہ کا دروازہ مسجد میں کھولنے کا حکم

سوال [۱۹۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کا گھر مسجد کے برابر میں ہے اور امام صاحب مسجد کی دیوار میں اپنا دروازہ کھولے ہوئے ہیں اور اس دروازہ سے آنا جانا، سونا، پنکھا چلانا کیا ان کیلئے جائز ہے۔

المستفتی: عبد اللہ، مہراج گنج

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب کا حجرہ اگر مسجد کی ملکیت ہے اور اس میں امام صاحب رہتے ہیں اور مسجد اور کمرہ دونوں ایک ہی نظام کے تحت ہیں تو حجرہ کا دروازہ مسجد کی طرف یا مسجد کا دروازہ حجرہ کی طرف کھولنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور امام صاحب کیلئے اس دروازہ سے مسجد میں آنا جانا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور حجرہ اور مسجد دونوں کا خرچہ مسجد ہی کے مصرف سے ہوتا ہے تو امام صاحب کیلئے حجرہ میں سخت گرمی اور گھٹن کی وجہ سے مسجد کا پنکھا چلا کر مسجد میں سونا جائز اور درست ہے۔

ولو كان إلى المسجد مدخل من دار موقوفة لأبأس للإمام أن يدخل للصلوة من هذا الباب . (البحر الرائق ، كتاب الوقف ، فصل في أحكام المساجد زکریا ۵/ ۱۹۴، کوئٹہ ۵/ ۲۵۰)

إذا جعلت المسجد ممبرا فإنه يجوز لتعارف أهل الأمصار في الجوامع . (البحر الرائق ، كتاب الوقف ، فصل في أحكام المسجد زکریا ۵/ ۲۸۴، کوئٹہ ۵/ ۲۵۰)

لا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينأى في المسجد وهو الصحيح من المذهب والأحسن أن يتورع فلا ينأى . (عالمگیری ، كتاب الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد ، زکریا قدیم ۵/ ۳۲۱ ، جدید ۵/ ۳۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۷/۲۳ھ

۱۴۲۶/۷/۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۹۱۲/۳۸)

احاطہ مسجد میں بنے ہوئے حجرہ میں مؤذن کی رہائش

سوال [۱۹۶۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں مسجد کے اندر ایک حجرہ بنا ہے، جس کا راستہ مسجد میں ہو کر ہے حجرہ سے نکلنے اور جانے کیلئے مسجد میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے، اور کوئی راستہ نہیں ہے تو کیا مؤذن حجرہ میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مصلیان مسجد خلیل

والی، حیات نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کے اندر حجرہ میں مؤذن کا رہنا درست ہے، اسی طرح قضاء حاجت کے واسطے جب نکلنے کیلئے کوئی دوسرا راستہ موجود نہیں ہے تو مسجد کے اندر سے نکلنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحمہ قديم ۹۲/۶، جدید زکریا ۱۰۳/۱)

وكره تحريماً الوطء فوقه.... واتخاذہ طريقاً بلا عذر وفي الشامية فلو بعدر جاز. (شامی كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد زكريا ۲/۴۲۸، كراچی ۱/۶۵۶)

رجل يمر في المسجد ويتخذہ طريقاً إن كان بغير عذر لا يجوز وبعدر يجوز. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، كونه ۳۵/۲، زكريا ۲/۶۲)

الحنفية: قالوا: يكره تحريماً اتخاذ المسجد طريقاً بغير عذر، فلو كان لعذر جاز. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب الصلوة، ما يكره فعله في المساجد، وما لا يكره، مكتبة دار الفكر دار الكتب العلمية بيروت ۱/۲۸۴) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۵/۱۴۱۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۲۰۰۱)

وضو کی جگہ پر امام کا کپڑے دھونا

سوال [۱۹۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب مسجد کے صحن میں جہاں نماز ادا کی جاتی ہے وہاں پر کپڑے دھوتے ہوں اور پاس ہی وضو کے لوٹے موجود ہوں جن پر کپڑوں کے دھون کی چھنٹیں جارہی ہوں، کسی شخص کے ٹوکنے پر امام صاحب جواب دیتے ہوں کہ کپڑے پاک ہیں گندے نہیں ہیں، اور میں عالم و فاضل ہوں، لہذا مجھے تم سے زیادہ معلوم ہے، حالانکہ یہ عمل کرتے ہوئے پانچ لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے امام صاحب کو دیکھا ہے۔

تو کیا اس صورت حال میں ان امام صاحب کا نماز مسجد میں پڑھنا درست ہے، آپ مسجد کے احترام اور تقدس کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمائیں، شکریہ۔

المستفتی: سید وارث علی،

محکمہ قاضیان، ہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: وضو کی جگہ پر کپڑے دھونا بلا کراہت جائز ہے اور اگر کپڑے میں کوئی ظاہری نجاست نہیں ہے تو کپڑوں کی چھینٹ لوٹے پر پڑنے سے لوٹے ناپاک نہیں ہوتے، اور امام یا مؤذن کیلئے یا مسجد میں جو رہتے ہیں ان کے لیے مسجد کے وضو کی جگہ پر کپڑے دھونا بلا تردد جائز ہے، اور ان پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد فلو أمکنہ من غیر أن یتلوّ المسجد فلا بأس به أي بأن کان فیہ برکۃ ماء، موضع معدّ للطہارۃ، أو اغتسل فی إناء بحيث لا یصیب المسجد الماء المستعمل. (فتاویٰ شامی،

وإن غسل رأسه في المسجد في إثناء لا بأس به إذا لم يلوث المسجد بالماء المستعمل فإن كان بحيث يلوث المسجد يمنع منه لأن تنظيف المسجد واجب . (بدائع كتاب الصوم ، باب الاعتكاف زكريا ۲/۲۸۴، کراچی ۲/۱۱۵)

وإن غسله في المسجد في إثناء بحيث لا يلوث لا بأس به . (حاشیہ جلیبی ، کتاب الصوم ، باب الاعتكاف ، امدادیہ ملتان ۱/۳۵۲، زکریا ۲/۲۲۹، فتح القدیر ، کتاب الصوم ، باب الاعتكاف زکریا ۲/۴۰۲ ، کوئٹہ ۲/۳۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۶/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۰۲)

مسجد کی چھت سے اونچی عمارت بنانا

سوال [۱۹۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد سے اونچی تعمیر بنانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو اونچی تعمیر نہ بنانے کا کیا مطلب ہے یعنی مسجد کی چھت سے اونچی تعمیر نہ بنائے یا مینار سے اونچی تعمیر نہ بنائے؟

المستفتی: زبیر عالم، شاہ درہ، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی عمارت کی تعمیر مسجد کی چھت سے اونچی کرنے میں کسی قسم کی بے ادبی اور قباحات نہیں ہے، اور جو لوگ مسجد سے اونچی تعمیر کو ناجائز کہتے ہیں وہ اس کی دلیل پیش کریں۔

ولو بنی فوقہ بیتاً للإمام لا یضر الخ . (شامی کراچی ۴/۳۵۸،

زکریا ۶/۵۴۸، کتاب الوقف مطلب فی الأحکام المسجد ، البحر الرائق ، کتاب الوقف ،

فصل فی أحکام المسجد کوئٹہ ۲۵۱/۵، زکریا ۴۲۱/۵، مجمع الانهر، کتاب الوقف،
جدید دارالکتب العلمیہ ۵۹۴/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۰۶/۳۳)

جمعہ کے علاوہ مسجد کی دوسری تیسری منزل بند رکھنا

سوال [۱۹۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شہر میں ایک تین منزلہ جامع مسجد ہے اور اس مسجد کی کوئی ذاتی آمدنی یعنی دکان یا جائیداد نہیں ہے، جس سے کہ مسجد کے اخراجات پورے کئے جاسکیں، بلکہ تمام مصلیان مسجد کے چندہ سے اور علاقائی مسلمانوں کے تعاون ہی سے مسجد کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں، اس مسجد کی پہلی منزل میں پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہیں، اور جمعہ کی نماز میں پوری تینوں منزلیں بھر جاتی ہیں، جمعہ کے علاوہ اور دنوں میں مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد یا دیگر اوقات میں لوگ مسجد کی دوسری اور تیسری یا اوپر کی کسی ایک منزل میں تنہا نمازیں پڑھتے ہیں تلاوت کرتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، کبھی کبھی کوئی مقتدی ضرورۃً وقتی طور پر تھوڑی دیر کیلئے آرام بھی کر لیتا ہے، صرف اسی وجہ سے مسجد کی کمیٹی اوپر کی دونوں منزلیں جمعہ کے علاوہ پورے ہفتہ بند رکھتی ہے، الا یہ کہ کوئی تبلیغی جماعت آجائے تو پھر اوپر کی منزلیں کھول دی جاتی ہیں، اب جن حضرات کی روزانہ شہر میں آمد و رفت ہے، یا وہ علاقائی لوگ جن کی جماعت چھوٹ جاتی ہے، وہ لوگ تنہا تنہا نماز پڑھنے کیلئے دوسری منزل میں جاتے ہیں، یا نوافل یا تلاوت کلام پاک کیلئے دوسری یا تیسری منزل میں جا کر نماز ذکر اور تلاوت کرتے ہیں، تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ پہونچے ان لوگوں نے کمیٹی سے بار بار درخواست کی کہ مسجد کے اوپر کی دونوں منزلیں یا دونوں میں سے ایک منزل کھول دی جائے، تاکہ لوگوں کی پریشانی رفع ہو لیکن پھر بھی مسجد کی کمیٹی کسی کی بات پر کوئی توجہ نہیں دیتی خواہ کسی

کو کتنی ہی پریشانی کیوں نہ ہو تو کیا ایسی صورت حال میں مسجد کی دوسری اور تیسری منزل بند رکھی جاسکتی ہے، براہ کرم تفصیلی جواب سے ہمیں سرفراز فرمائیں؟

المستفتی: عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مندرجہ بالا پریشانیاں اگر واقعی ہیں اور نیچے کی منزل سے یہ پریشانیاں دور نہیں ہوتیں تو ایسی صورت میں بالائی منزلوں کو بند رکھنا مکروہ ہے۔
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ. (البقرہ الآیہ: ۱۱۴)
عن جبير بن مطعم، أن النبي ﷺ قال: يا بني عبد مناف، لا تمنعوا أحداً طاف بهذا البيت، وصلى أية ساعة شاء من ليل أو نهار. (سنن النسائي، الصلاة، باب إباحة الصلاة، في الساعات كلها بمكة النسخة الهندية ۶۸/۱، دارالسلام رقم: ۵۸۵، سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی الصلاة بعد العصر، وبعد الصبح لمن يطوف النسخة الهندية ۱/۷۵، دارالسلام رقم: ۸۶۸)

وكره غلق باب المسجد وقال في البحر وإنما كره لانه يشبه المنع من الصلوة. (شامی، باب ما یفسد الصلوة، مطلب فی أحكام المساجد، زکریا ۲/۴۲۸، کراچی ۱/۶۵۶)

تاہم ذکر واذکار تلاوت و نوافل کیلئے اوپر کی منزلوں میں جانا ضروری نہیں ہے اگر خاموشی اور سکون کیساتھ یہ تمام چیزیں نیچے کی منزل میں کی جاویں تو دوسرے نمازیوں کو پریشانی سے بچایا جاسکتا ہے، علاوہ ازیں سونے اور آرام کرنے کی پریشانی کا ذکر کرنا یہ کوئی پریشانی نہیں ہے، مسجد عبادت کیلئے ہے نہ کہ سونے اور آرام کرنے کیلئے لہذا سونے اور آرام کیلئے اصرار کرنے کی ضرورت نہیں اصرار کرنا بیجا ہے، اور اگر اسی وجہ سے اوپر کی منزلوں کو بند رکھا جاتا ہے، تو بہتر ہے۔

كره غلق باب المسجد، وقيل: لا بأس بغلق المسجد في غير أوان

الصلاة صيانة لمتاع المسجد وهذا هو الصحيح. (ہندیہ کتاب الصلوٰۃ، الباب

السابع، فصل کرہ غلق باب المسجد، زکریا قدیم ۱/۱۰۹، جدید ۱/۱۶۸)

وقیل: لا بأس في زماننا صيانة لما في المسجد من الأمتعة. (شرح

النقايہ، کتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها اعزازه دیوبند ۱/۹۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۴۱/۳۴)

مسجد کی دوکانوں پر امام صاحب کا کھڑے ہو کر نماز پڑھانا

سوال [۱۹۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک دو منزلہ مسجد

ہے مسجد کے آگے یعنی مغرب کی جانب مسجد کی دوکانیں ہیں، جن کی چھت خالی ہیں کیا یہ درست ہے کہ نماز جمعہ میں جبکہ نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے، امام دوکانوں کی چھت پر کھڑا ہو

جائے اور بعض نمازی چھت پر اور بعض مسجد کی دونوں منزلوں پر ہوں؟

(۲) مذکورہ مسجد میں اگر ایسا ہو جائے کہ ایک بار جماعت ہو تو امام نیچے کی منزل میں اور مقتدی

دونوں منزلوں میں ہوں اس کے بعد دوسری جماعت کر لی جائے، جبکہ امام اوپر کی منزل میں

ہو اور مقتدی دونوں منزلوں میں یا یہ صورت اختیار کر لی جائے کہ جماعت ثانیہ میں امام

دوکانوں کی چھت پر ہو اور مقتدی بعض چھت پر ہوں اور بعض مسجد میں تو کیا حنفیہ کے نزدیک

بوقت ضرورت ایسا کرنا جائز ہے؟

المستفتی: عبدالحق، فرخ آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) مغرب کی جانب میں مسجد کے آگے جو

دوکانیں ہیں وہ چونکہ مسجد میں داخل نہیں ہیں اسلئے امام کے وہاں کھڑے ہو کر نماز

پڑھانے سے گو کہ نماز ہو جائے گی، لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب حاصل نہ ہوگا، ہاں البتہ اہل محلہ یا ذمہ داران مسجد کو اس بات کا حق ہے کہ ان دوکانوں کی چھت یا مکمل دوکانوں کو مسجد میں شامل کر لیں، پھر امام وہاں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائے، تو اب مسنون طریقہ پر نماز ہوگی اور مسجد کا ثواب بھی ملے گا۔

عن عبد الله بن عمر^{رض}، أن رسول الله^{صلی اللہ علیہ وسلم} قال: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفرد بسبع وعشرين درجة. (صحيح البخارى، الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة..... النسخة الهيدية ۸۹/۱، رقم: ۶۳۶، ف: ۶۴۵، صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، النسخة الهندية ۲۳۱/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۵۰)

ولو صلى جماعة في البيت على هيئة الجماعة في المسجد نالوا فضيلة الجماعة وهي المضاعفة بسبع وعشرين درجة لكن لم ينالوا فضيلة الجماعة الكائنة في المسجد. (كبيرى / ۳۸۴، صغيرى / ۲۱۸ حلبى كبيرى كتاب الصلوة، صلوة التراويح، مكتبه اشرفيه ديوبند / ۴۰۲، شامى، كتاب الصلوة، باب الأذان، مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد كراچى ۳۹۶/۱، زكريا ۶۵/۲، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد كراچى ۵۵۴/۱، زكريا ۲۹۰/۲)

(۲) جس مسجد میں امام و مؤذن اور اہل محلہ نے وقت متعین پر نماز ادا کر لی ایسی مسجد میں حنفیہ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے، گرچہ ہیئت جماعت بدل کر ہو، لہذا مسئلہ صورت میں امام خواہ پہلی منزل میں کھڑا ہو یا دوسری منزل میں کھڑا ہو یا دوکانوں کی چھت پر بہر حال جماعت ثانیہ مکروہ ہے، جماعت ثانیہ کے عدم جواز پر آنحضرت^{صلی اللہ علیہ وسلم} کا یہ فرمان وضاحت سے دلالت کرتا ہے، کہ آپ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے، کہ میں کسی کو کہوں کہ وہ نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہیں، اور ان کے متعلق کسی کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر کے ان کے گھروں کو جلادیں، اس روایت

سے معلوم ہوتا ہے، کہ پہلی جماعت میں شرکت ضروری ہے، اسلئے کہ اگر دوسری یا تیسری جماعت کی اجازت ہوتی تو آنحضرت ﷺ پہلی جماعت میں شریک نہ ہونے والوں پر اتنی سخت ترین تنبیہ نہ فرماتے، لہذا معلوم ہوا کہ پہلی جماعت میں شرکت ضروری ہے، دوسری یا تیسری جماعت کی گنجائش نہیں، مسجد میں تنگی کی صورت میں یا تو توسیع کی فکر کی جائے، یا دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کریں۔

ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد
طريق أوفي مسجد لإمام له ولا مؤذن. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة،

مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۱/۵۵۲، ذکر یا ۲/۲۸۸)

عن أبي هريرة ٢ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: والذي نفسي بيده، لقد هممت أن أمر بحطب فيحطب، ثم أمر بالصلوة فيؤذن لها، ثم أمر رجلا فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم الخ. (بخاری شریف، الصلوٰۃ، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهندية ۱/۸۹، حديث: ۶۳۵، ف: ۶۴۴، مسلم شریف کتاب المساجد، باب فصل صلاة الجماعة، وبيان التشديد في التخلف عنها النسخة الهندية ۱/۲۳۲، بيت الأفكار رقم: ۶۵۱، ترمذی شریف، الصلاة، باب ماجاء في من سمع النداء فلا يجيب النسخة الهندية ۱/۲۵، دارالسلام رقم: ۲۱۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۲ھ/۷/۱۵

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۳۲۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲ھ/۷/۲۵

مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سکر ہٹے خور و میں گاؤں سے باہر عید گاہ ہے اس عید گاہ ہی میں مدرسہ ہے، طلبہ و مدرسین اسی میں رہتے ہیں اور

پانچوں وقت کی نماز اذان اور جماعت کیساتھ پڑھتے ہیں جبکہ گاؤں کے اندر مستقل مسجد موجود ہے تو کیا ان کو مسجد کی نماز کے برابر ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتی: بشیر احمد بھوجپوری، سکرہٹہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغیر عذر شرعی کے مسجد ترک کر کے مدرسہ میں باجماعت نماز پڑھنے سے ثواب مسجد سے محرومی ہے اور مسجد کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے قابل ملامت ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قیدیم ۶/۱۸۷، جدید ڈائجیل ۱۵/۳۰۸، امداد الفتاویٰ ۲/۶۶۲) عن عبد الله بن عمر رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفرد بسبع وعشرين درجة. (صحيح البخارى، الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة النسخة الهنديه ۱/۸۹، رقم: ۶۳۶، ف: ۶۴۵)

عن أبى هريرة رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: والذي نفسي بيده، لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب، ثم آمر بالصلوة فيؤذن لها، ثم آمر رجلاً فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم الخ. (بخارى شريف، الصلوة، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهنديه ۱/۸۹، رقم: ۶۳۵، ف: ۶۴۴)

عن عبد الله رضى الله عنه، قال: من سره أن يلقي الله غداً مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادى بهن، فإن الله شرع لنبىكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى، وإنهن من سنن الهدى، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلى هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم. (صحيح مسلم، المساجد، باب صلوة الجماعة، من سنن الهدى النسخة الهنديه ۱/۲۳۲، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳۸۶/۲۷)

کارخانوں میں نماز عشاء و تراویح ادا کرنے سے مسجد کا ثواب حاصل نہ ہوگا

سوال [۱۹۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ماہ رمضان المبارک میں نماز عشاء اور نماز تراویح کی باجماعت ادائیگی کا اہتمام رہائشی و کاروباری مکانات اور اسکولوں میں کرتے ہیں چونکہ نمازیوں کی کثرت تعداد کے سبب قریب کی مساجد میں جگہ نہیں رہتی ہے جبکہ مذکورہ مقامات میں کہیں دیگر اوقات میں کوئی نماز نہیں ہوتی ہے، اور بعض مقامات پر ظہر عصر وغیرہ کی نماز باجماعت ہوتی بھی ہے، کیا ان مقامات پر نماز عشاء اور نماز تراویح باجماعت ادا کی جاسکتی ہے؟

المستفتی: محمد قاسم، کٹ گھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مساجد میں جگہ نہ ہونے کی صورت میں گھر میں اور مکاتب وغیرہ میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے، لیکن مسجد میں جو ثواب ملتا ہے وہ مکاتب اور گھروں میں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۲۵۱)

وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد
وهكذا في المكتوبات. (شامی باب الوتر والنوافل، مبحث صلوة التراویح زکریا
۴/۹۵، کراچی ۲/۴۵)

قال الحنفية: صلاة التراویح بالجماعة سنة على الكفاية في
الأصح وإن صلى في البيت بالجماعة لم ينل فضل جماعة المسجد.
(الموسوعة الفقهية ۲۷/۱۴۶)

ومن صلاها في بيته وحده أو بجماعة لا يكون له ثواب سنة

التراویح لتركه ثواب سنة الجماعة والمسجد. (بدائع الصنائع، كتاب

الصلوة، فصل في مقدار التراویح وسننها كراچی ۱/۲۸۸، زکریا ۱/۶۴۵)

ومن صلى في البيت فهو تارك فضيلة المسجد (البنایہ كتاب الصلوة،

باب النوافل، فصل في قيام شهر رمضان اشرفيه ديوبند ۲/۵۵۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/رجب ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۵۴۰)

ہندو کی شادی ہونے والے مکان میں نماز تراویح پڑھنا

سوال [۱۹۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مکان میں

پچھلے کئی سالوں سے رمضان المبارک کے ماہ میں نماز تراویح کا اہتمام ہو رہا ہے، لیکن پچھلے

دنوں یہ مکان ایک ہندو کی لڑکی کی شادی کیلئے کرایہ پر دیدیا گیا، اس مکان میں اس ہندو کی

لڑکی کی ساری رسمیں ہوئیں پوجا اور اوم بھی ہوا شادی کے پھیرے ہوئے اور منتر بھی پڑھے

گئے، تو کیا اس مکان میں نماز تراویح کا اہتمام جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرب، جگر کالونی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس زمین یا مکان میں نماز تراویح کا اہتمام ہو رہا

ہے وہ اگرچہ شرعی مسجد نہیں ہے لیکن احترام کے معاملے میں وہ زمین اس زمین کی طرح

ہو جاتی ہے جس پر نماز جنازہ یا نماز عید پڑھی جاتی ہے اور جس جگہ نماز جنازہ یا نماز عید پڑھی

جاتی ہے، اس کے بھی احترام کا حکم ہے، لہذا اس زمین کو سوال میں ذکر کردہ خرافات اور اغیار

کا شعار قائم کرنے کیلئے دینا مناسب نہیں، لیکن پھر بھی نماز تراویح بہر حال وہاں پر بلا تردد

کے جائز اور درست ہو جائیگی۔

والمختار للفتویٰ : أنه مسجد في حق جواز الاقتداء؛ لكن قال في البحر: ظاهره أنه يجوز الوطء والبول والتخلي فيه ، ولا يخفى ما فيه ، فإن الباني لم يعده لذلك ، فينبغي أن لا يجوز وإن حكمنا بكونه غير مسجد . (شامی باب ما یفسد الصلوة ، و ما یکره فیها ، مطلب فی أحكام المسجد زکریا ۲/ ۴۲۰ ، کراچی ۱/ ۶۵۷ ، البحر الرائق : کتاب الصلوة ، قبیل باب الوتر والنوافل کوئٹہ ۲/ ۳۶ ، زکریا ۲/ ۶۴ ، مجمع الأنهر ، کتاب الصلاة ، قبیل باب الوتر والنوافل ، جدید دارالکتب العلمیہ ۱/ ۱۹۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۶/۱۷/۱۴۲۰ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۲۱۳)

قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال [۱۹۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا ہے دائیں بائیں سامنے پیچھے چاروں طرف اگر قبر ہوں تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ، اور اگر صرف بائیں طرف قبر ہو تو دائیں طرف نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں یا اس کے برعکس؟ مفصل بیان فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اسرائیل، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بالکل سامنے یا دائیں یا بائیں طرف اس طرح قبریں ہیں کہ ان پر نگاہ نہ پڑے تو مکروہ ہے اور پیچھے یا اوپر کی طرف یا نیچے کی طرف اس طرح قبریں ہوں کہ نگاہ نہ پڑ سکے تو بلا کراہت نماز جائز اور درست ہے۔

عن ابن عمر رض أن رسول الله ﷺ نهى أن يصلى في سبعة مواطن: في المذبل والمجزرة ، والمقبرة . (سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب المواضع التي تكروه

فیہا الصلوٰۃ، النسخۃ الہندیہ ۱/۵۴، دارالسلام رقم: ۶۷۴، سنن الترمذی، الصلوٰۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ ما یصلیٰ الیہ وفیہ النسخۃ الہندیہ ۱/۸۱، دارالسلام رقم: ۳۴۶

تکرہ الصلوٰۃ فی المقبرۃ إذا کان القبر بین یدی المصلی بحیث لو صلی صلوٰۃ الخاشعین وقع بصرہ علیہ وأما إذا کان خلفہ أو فوقہ أو تحت ماہو واقف علیہ فلا کراہۃ علی التحقیق الخ. (الفقہ علی مذاہب الأربعہ، کتاب الصلوٰۃ، الصلوٰۃ فی المقبرۃ، مکتبہ دارالفکر و دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۷۹، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب ما یفسد الصلوٰۃ، فصل فی مکروہات، دارالکتاب دیوبند ۱/۳۵۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶۰/۲)

قبروں کو برابر کر کے اس پر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کی قبروں کو اکسار (برابر) کر دیا گیا ہے، ان پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: شاہد حسین، بیگم پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسجد کی جائیداد میں قبریں بنی ہیں اور قبریں اتنی پرانی ہو گئی ہیں کہ میت کے اجزاء کا مٹی ہو جانے کا ظن غالب ہو تو قبروں کو برابر کر کے مسجد کا فرش بنا کر اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم: ۱۱۸/۷ جدید زیر کرایہ/۱۱۷)

عن أنس بن مالک ^{رض} قال: قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة -إلى- فقال أنس: فكان فيه ما أقول لكم قبور المشركين، وفيه خرب، وفيه نخل،

فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت ، ثم بالخراب فسويت ، وبالنخل فقطع ، فصفوا النخل قبلة المسجد . (صحيح البخارى ، الصلاة ، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها ، مساجد ۱/۶۱ ، رقم : ۴۲۴ ، ف : ۴۲۸)

جواز زرعه والبناء عليه إذا بلى وصار ترابا الخ . (الدر المختار ، كتاب الصلوة ، باب الجنائز ، مطلب فى دفن الميت ، كراچى ۲/۲۳۸ ، زكريا ۳/۱۴۵)

هل يجوز أن تبني المساجد على قبور المسلمين (إلى قوله) فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المساجد الخ . (عمدة القارى ، الصلاة ، قبيل ، باب الصلاة فى مراض الغنم زكريا ۳/۴۳۵ ، بيروت ۴/۱۷۹) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ صفر ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۱۳۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۱۹ھ

بوسیدہ قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال [۱۹۷۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد بٹن والی کے نام سے موسوم ہے مسجد کٹرہ پورن جاٹ میں واقع ہے جس کے پرانی ہونے اور نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے نماز کی جگہ تنگ پڑتی ہے اور مسجد کی دیوار سے ملا ہوا قبرستان ہے، از روئے شرع کیا اس قبرستان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے، اس امر میں ہمیں صحیح جواب مرحمت فرمائیں؟ تاکہ ہم لوگ صحیح رہنمائی حاصل کر سکیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: نوشہ میاں، محلہ باڑہ

شاہ صفا، نیر لال مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر قبرستان اتنا پرانا ہو کہ قبروں میں میت باقی

نہ ہو بلکہ مٹی بن چکی ہو تو ان قبروں کو ہموار کر کے ان پر نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ میت کے مٹی بن جانے کے بعد قبروں کے احکام بدل جاتے ہیں، اور اگر نمازیوں کے سامنے کوئی قبر ہو تو اس کو دیوار سے حائل کر دیں۔

عن أنس بن مالکؓ قال: قدم رسول صلی اللہ علیہ وسلم المدينة -إلى- فقال أنس: وكان فيه ما أقول لكم: كانت فيه قبور المشركين، وكانت فيه خرب، وكانت فيه نخل، فأمر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشركين فنبشت، وبالنخرب فسويت، وبالنخل فقطع، فصفوا النخل قبلة المسجد وجعلوا عضادتيه حجارة. (سنن أبي داود، الصلاة، باب في بناء المسجد النسخة الهندية ٦٥/١، دار السلام رقم: ٤٥٣، سنن النسائي، المساجد، باب نبش القبور واتخاذ أرضها مسجداً، النسخة الهندية ٨١/١، دار السلام رقم: ٧٠٣، صحيح ابن خزيمة، المكتب الاسلامي ٦١/٤٠، رقم: ٧٨٨)

لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم فيها مسجداً لم أر بذلك بأساً. (عينی شرح بخاری، الصلاة، قبیل باب الصلاة في مريض الغنم زكريا ٣٥/٣، دار احیاء التراث العربی بیروت ١٧٩/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ شعبان ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۰۴/۳۴۰۴)

قبروں پر بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مدرسہ ہے، اس کے نیچے والی منزل میں کچھ قبریں بھی موجود ہیں، تیسری منزل پر ہم لوگ باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: نظر حسین، جامع مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں نماز بلا کراہت صحیح اور درست ہو جائیگی۔

عن أنس بن مالك قال: قدم رسول صلى الله عليه وسلم المدينة -إلى- فقال أنس: وكان فيه ما أقول لكم: كانت فيه قبور المشركين، وكانت فيه خرب، وكانت فيه نخل، فأمر رسول صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت، وبالنخرب فسويت، وبالنخل فقطع، فصفوا النخل قبلة المسجد، وجعلوا عضادتيه حجارة. (سنن أبي داود، الصلاة، باب في بناء المسجد النسخة الهنديه ٦٥/١، دارالسلام رقم: ٤٥٣، سنن النسائي، المساجد، باب نبش القبور واتخاذ أرضها مسجداً، النسخة الهنديه ٨١/١، دارالسلام رقم: ٧٠٣، صحيح ابن خزيمة، المكب الاسلامي ٤٠٦/١، رقم: ٧٨٨)

هل يجوز أن تنى المساجد على قبور المسلمين قلت قال ابن القاسم لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت تبني قوم عليها مسجداً لم أر بذلك بأساً الخ. (عمدة القارى، الصلاة، قبيل باب الصلاة فى مرابض الغنم زكريا ٣/٤٣٥، دار احياء التراث العربى بيروت ١٧٩/٤) فقط والله سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ صفر الظفر ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۲/۲۱

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۲۵)

مزار پر قبر سے متصل مصلیٰ پر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد شیر نے والی محلہ کٹرہ غلام علی امر وہہ ضلع مراد آباد میں دو افراد مدفون ہیں جن میں سے ایک شہید ہیں اور دوسرے ولی شاہ وارثی بزرگ ہیں، تقریباً ستر برس سے انکے اعراس کے انتظام میرے والد رفیع اللہ وارثی کرتے تھے، ان کے وصال کے بعد یہ کارسید

میرے ذمہ ہے، بلا تفریق عقائد تمام شہر و اطراف کے عقیدت مند اعراس میں شریک ہوتے ہیں مزارات مسجد کے صحن سے باہر جانب شمال میں واقع ہیں، مزارات کے سرہانے دو درخت انار کے اور ایک درخت برنے کا ہے مزارات کے جنوب کی طرف جو جگہ ہے اس پر ختم خواجگان و میلاد شریف اور قوالی ہوتی ہے، اب مسجد کے متولی نے بغیر اجازت خاکسار انتظام اعراس مزارات اس جگہ پر فرش پختہ بنا کر مصلے بنا دیئے ہیں، جہاں کبھی کبھار نمازی بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کر لیتے ہیں کیا اس پر نماز پڑھنا درست ہے؟ میں اس جگہ پر بغرض تحفظ مزارات ایک سائبان بنانا چاہتا ہوں تاکہ مزار و مسجد کی نشان دہی ہو جائے اب تک جن لوگوں نے اس جگہ نماز پڑھی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ کا ممنون ہوں گا؟

المستفتی: شریف احمد وارثی، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ بالا میں جو جگہ عرس وغیرہ کیلئے خاص ہے اور وہاں مزارات نہیں ہیں، تو اس جگہ پر نماز پڑھنا درست ہے اور جن لوگوں نے نماز پڑھی ہے انکی نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ولا بأس بالصلوة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلوة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية، ولا قبلته إلى قبر: حلیة. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، قبیل مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الكنيسة، کراچی ۱/۳۸۰، زکریا ۲/۴۲)

وصلیٰ فيه لا بأس به وكذا في المقبرة إذا كان فيها موضع آخر أعد للصلوة وليس فيه قبر ولا نجاسة. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکرہ فیہا کوئٹہ ۲/۳۳، زکریا ۲/۵۸، حاشیہ چلبی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلوٰۃ، وما یکرہ فیہا مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۶۵، زکریا ۱/۴۱۲، حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی المکروہات، دارالکتاب دیوبند

۳۵۷/۱ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

یکم صفر ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۶۴۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۲/۱ھ

زکوٰۃ کی رقم سے بنائی گئی مسجد میں نماز کا حکم

سوال [۱۹۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جو ۲۰۱۸ سال پرانی ہے، آج سے ۲۰۱۸ سال قبل یہاں اسقدر بے دینی کا ماحول تھا کہ تو حید کا نام لینا جرم عظیم سمجھا جاتا تھا، قبر پرستی اور شرک کا بازار اسقدر گرم تھا کہ اہل تو حید کیلئے بازاروں میں نکلنا مشکل تھا، درحقیقت آج بھی یہ ماحول ہے کہ بریلوی لوگوں نے اس قدر نفرت کا بازار گرم کر رکھا ہے، کہ عام اور سادہ لوگ اہل دیوبند کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ایسے ماحول میں مقامی سطح پر بہت کم لوگ دیندار اور مالدار تھے، چونکہ مسجد کی اہل حق کو شدید ضرورت تھی، اس لئے بوقت مجبوری ایسا کیا گیا کہ اس مسجد میں زکوٰۃ کا پیسہ لگا دیا گیا تو کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے، اس سلسلہ میں شرعی نقطہ نگاہ سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: خلیل احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زکوٰۃ کے مال سے مسجد کی تعمیر کرنا درست نہیں ہے، سوال میں مذکورہ حالات کے پیش نظر فقہاء کرام نے ایک حیلہ بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم متولی مسجد کسی فقیر کو دیدے پھر وہ دوبارہ اپنی مرضی سے متولی کو واپس کر دے تو اب اس رقم کو مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا جائز اور درست ہوگا، اور جو مسجد زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر ہوگئی ہے اس میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔

من عليه الزكاة لو أراد صرف الزكاة إلى بناء المسجد ، أو القنطرة لا

يجوز، وإن أراد الحيلة، فالحيلة: أن يتصدق المتولي على الفقير، ثم الفقير يدفعه إلي المتولي، ثم المتولي يصرف ذلك. (المحيط البرهاني، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون جديد المجلس العلمي ۹/ ۱۴۶، رقم: ۱۴۲۰، الفتاوى التاتارخانيه، كتاب الحيل الفصل الثاني في الزكاة ۱۰/ ۳۱۸، رقم: ۱۴۸۶، ۱۴۸۶) ولا يجوز أن يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات وإصلاح الطرقات. (عالمگیری، كتاب الزکوة، الباب السابع فی المصارف، زکریا قدیم ۱/ ۱۸۸، جدید ۱/ ۲۵۰)

لا يصرف إلى بناء نحو المسجد وقد منا أن الحيلة أن يتصدق على الفقير، ثم يأمره بفعل هذه الأشياء. (درمختار مع الشامی، کتاب الزکوة، باب المصروف زکریا ۳/ ۲۹۳، کراچی ۲/ ۳۴۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ رجب ۱۴۲۲ھ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/ ۷/ ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۱۳۴/۳)

حرام کمائی سے بنائی گئی مسجد میں نماز

سوال [۱۹۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کی تعمیر کی گئی جس کی چھت اور دیوار اور دوسری اشیاء حرام کمائی سے بنائی گئیں صرف مسجد کا فرش اور صحن حلال مال سے بنایا گیا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب دیں؟

المستفتی: شبیر احمد، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مسجد جس کی زمین حلال مال سے خریدی گئی ہو، اور اس کی عمارت حرام مال سے بنائی گئی ہو، اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ

رشیدیہ قدیم/۵۴۲، جدید زکریا/۵۲۳)

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ أيها الناس، إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً. (صحيح مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة الخ، النسخة الهنديه ۳۲۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۰۱۵، مسند الدارمي، دار المغني ۷۸۶/۳، رقم: ۲۷۵۹، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۱۹/۵، رقم: ۸۸۳۹، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۱۷/۱۴۴، رقم: ۹۷۴۲)

لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ. (شامی، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب فی أحكام المسجد کراچی ۱/۶۵۸، زکریا ۲/۴۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۵/۵/۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۰۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۵/۲۵ھ

چوری کے ریت سے بھرائی کی گئی مسجد میں نماز پڑھنے کا شرعی حکم

سوال [۱۹۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری بستی میں پرانی مسجد تھی گہری ہونے کی وجہ سے دوبارہ تعمیر کی جا رہی ہے اس کی بھرائی کیلئے مٹی کی ضرورت ہے ہماری بستی کے قریب ایک نہر ہے جس کی مٹی اور ریت سے بغیر اجازت کے چوری سے اتوار کے دن مسجد کی بھرائی کر لی گئی جبکہ کسانوں کی بستی ہے اپنے اپنے کھیتوں سے بھی مٹی اٹھائی جاسکتی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالرحمن، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تعمیر مسجد کی بھرائی میں چوری کی مٹی لگانے کی وجہ سے اس پر نماز مکروہ تحریمی ہے، اب جواز کی شکل یہ ہے کہ اس نہر کے مالکوں سے یا اگر سرکاری

نہر ہو تو اس کے ذمہ داروں سے اجازت حاصل کر لیجائے یا اندازہ لگا کر اتنی ہی مٹی نہر میں ڈلوادی جائے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳/۴۵۲، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۱/۲۴۲، جدید زکریا ۹/۱۵۷)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ أيها الناس، إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً. (صحيح مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة الخ، النسخة الهندية ۱/۳۲۶، بيت الأفكار رقم: ۸۸۳۹، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۱۷/۱۴۴، رقم: ۹۷۴۲)

أما لو انفق في ذلك ما لا خبيثاً وما لا سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ شر نياللية. (شامی، باب ما يفسد الصلوة، وما يكره فيها مطلب فی أحكام المسجد، زکریا ۲/۴۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۸۹۷)

مساجد میں قالین وغیرہ بچھانا

سوال [۱۹۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بمبئی وغیرہ کی بعض مساجد میں فرش پر کچھی دری قالین چاندنی اور پلاسٹک کی چٹائی وغیرہ کو ہٹا کر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی کا لوگ استعمال کرتے ہیں، اور قالین وغیرہ کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کے اندر کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی ہی استعمال ہوتی تھی تو کیا اس زمانہ میں بھی ایسی ہی چٹائی کا استعمال ضروری ہے، اس کے علاوہ قالین وغیرہ کا بچھانا ناجائز ہے؟ شریعت میں ان باتوں کی کیا حیثیت ہے، مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد نعیم الدین صدیقی،

ضلع: غازی پور۔ (یو پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دری قالین اور پلاسٹک کی چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھنا بلا شک و شبہ جائز اور درست ہے، اس لئے کہ آن حضرت ﷺ سے چٹائی کے علاوہ کپڑے پر بھی سجدہ کرنا ثابت ہے، اور دری قالین وغیرہ کپڑے ہی کی قسم سے ہیں، اسی طرح صحابہ سے بھی کپڑے پر سجدہ کرنا ثابت ہے، لہذا کسی کا یہ سمجھنا کہ دری قالین چاندنی وغیرہ پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے یہ محض شریعت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

عن عبد الله بن عبد الرحمن ، قال : جاءنا النبي صلى الله عليه وسلم ، فصلي بنا في مسجد بني عبد الأشهل ، فرأيتُهُ واضعاً يديه على ثوبه إذا سجد . (سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب السجود على الثياب فى الحروب البرد النسخة الهندية ۷۲/۱، دارالسلام رقم: ۱۰۳۰)

عن عبد الله بن أبي أوفى ^{رض} قال : رأيت رسول الله ﷺ سجد على كور العمامة . (المعجم الأوسط، دارالفکر ۲۳۶/۵، رقم: ۷۱۸۵)

عن أنس بن مالك ^{رض} قال : كنا نصلي مع النبي ﷺ ، فيضع أحدنا طرف الثوب من شدة الحر فى مكان السجود . (بخارى شريف ، الصلاة ، باب السجود على الثوب فى شدة الحر، النسخة الهندية ۵۶/۱، رقم: ۳۸۳، ف: ۳۸۵)

عن الحسن البصرى رحمة الله عليه ان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجدون وأيد يهم فى ثيابهم ويسجد الرجل منهم على كور عمامته . (سنن الكبير للبيهقى ، كتاب الصلاة ، باب من بسط ثوباً فسجد عليه قديم ۱۰۶/۲، جديد ، دارالفکر ۲/۴۴۱، رقم: ۲۷۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۳۵۹/۳۹)

قالین کے گدے پر نماز

سوال [۱۹۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے اندر غالیچہ اور قالین پھر موسم سرما میں اسی کے اوپر گدے بچھائے جاتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟ اس سے نماز میں کوئی قباحت تو نہیں ہوگی، حالانکہ یہ سب چیزیں رئیس اور امراء لوگ پسند کرتے ہیں۔

المستفتی: محمد یوسف مفتاحی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قالین کے گدے ایسے ہوں کہ ان پر سر ٹک جاتا ہو تو ان پر نماز پڑھنا صحیح ہے، اور اگر گدہ اس طرح موٹا اور نرم ہو کہ دبنا چلا جاتا ہو اور اس پر سر نہ ٹک سکتا ہو تو اس پر نماز صحیح نہیں ہوگی۔

ولو سجد علی الحشیش ، أو التبن ، أو علی القطن ، أو الطنفسة ،
أو الشلج إن استقرت جبهته وأنفه ويجد حجمه يجوز ، وإن لم تستقر
لا . (عالمگیری ، الباب الرابع فی صفة الصلوة ، الفصل الأول فی فرائض الصلوة
زکریا قدیم ۷۰/۱ ، جدید ۱۲۷/۱)

فإن سجد علی کور عمامته أو فاضل ثوبه أو شئ يجد حجمه
وتستقر جبهته جاز ، وإن لم تستقر لا . (شرح الوقایہ ، کتاب الصلوة ، باب صفة
الصلوة ، اشرفی ۱۴۷/۱ ، شرح النقایہ ، کتاب الصلوة ، باب صفة الصلاة اعزازیہ ۷۸/۱)
وإذا صلی علی التبن ، أو القطن المحلوج فسد سجد علیه ، إن
استقرت جبهته وأنفه علی ذلک ، ووجد الحجم يجوز ، وإن لم يستقر
جبهته ، لا يجوز . (المحیط البرهانی ، کتاب الصلاة ، الفصل الثالث فیما یفعله بعد
الشروع فی الصلاة ، جدید المجلس العلمی ۱۲۳/۲ ، رقم: ۱۳۷۵ ، الفتاوی
التاتارخانیہ ، کتاب الصلاة ، الفصل الثالث فی کیفیة الصلاة زکریا ۱۷۸/۲ ، رقم:

۲۰۷۱ء، البنایہ، اشرفیہ دیوبند ۲/۴۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۹۱۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۲/۵ھ

اندرون مسجد خراب ہونے کی وجہ سے باہر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موسم برسات میں مسجد کی چھت سیلنے کی وجہ سے اندرون مسجد خراب ہو گیا ہے اور صحن بھی کچھ گیلیا اور کچھ سوکھا ہے تو ایسی صورت میں خارج از مسجد نماز پڑھ سکتے ہیں کوئی خرابی تو نہیں ہے، مثلاً مدرسہ کے کمرے میں نماز ادا کر لی جائے۔

المستفتی: محیب الرحمن قاسمی، کھگھو سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی بلکہ جماعت اور مسجد میں آنے پر دونوں کا ثواب ملنے کی امید بھی ہے، کیونکہ سب نمازی مسجد ہی میں باجماعت نماز ادا کرنا چاہتے ہیں، لیکن عذر شدید نے رکاوٹ ڈال دی ہے، البتہ حدود مسجد میں جو ثواب ملتا ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔

وإذا انقطع عن الجماعة ؛ لعذر من أعذار الميعة للتخلف يحصل

له ثوابها. (نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الجماعة / ۷۸)

وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أعذارها الميعة للتخلف وكانت

نيتته حضورها، لولا العذر الحاصل يحصل له ثوابها. (حاشیہ الطحطاوی علی

مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، باب الجماعة، دار الكتاب دیوبند ۱/۲۹۹، شامی، كتاب

الصلوة، باب الإمامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، زکریا ۲/۲۹۱، کراچی

۱/۵۵۴، ۵۵۵، الموسوعة الفقهية الكويتية ۲/۴۳)

يسقط حضور الجماعة. (حموی علی الأشباہ، مطبوعہ کراچی / ۲۱۰)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۱/۲۴)

مسجد کا پانی گھریجا کر وضو کرنا

سوال [۱۹۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے گھر سے لوٹا لا کر مسجد سے گرم پانی گھریجا کر وضو کرتا ہے کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں، کرم ہوگا؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد میں گرم پانی کا انتظام صرف اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے استعمال کے لئے ہوتا ہے، اس لئے گھروں میں لے جا کر وضو کرنا مناسب نہیں ہے، اسلئے کہ اس سے یہ سلسلہ بھی جاری ہونے کا خطرہ ہے کہ محلہ کے لوگ مسجد کا گرم پانی اپنی گھر بیوضوریات اور گھر کے لوگوں کے استعمال کیلئے لے جانے لگیں۔

متولى المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد إلى بيته وله أن يحمل من البيت إلى المسجد. (ہندیہ کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، زکریا قدیم ۲/۶۲، جدید ۱۳/۴، البحر الرائق، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد کوئٹہ ۵/۲۵۰، زکریا ۵/۲۰۴)

ولا يحمل الرجل سراج المسجد إلى بيته. (ہندیہ کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع فی ما یفسد الصلوٰۃ، وما یکرہ فیہا، الفصل الثانی فی ما یکرہ فی الصلوٰۃ)

ومالا یکرہ، زکریا اقدیم / ۱۱۰، جدید ۱/ ۱۴۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۴۳۵ھ / ۳/ ۱۰
 (الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۴۰)

ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کر کے دیگر مسجد میں جا کر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کر کے دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جانا، جبکہ دوسری مسجد میں گرم پانی نہیں ہوتا ہے، اور نماز عشاء بھی جلدی ہوتی ہے، اس لئے بعض آدمی ایسا کر لیتے ہیں کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد اس مسجد میں نماز پڑھنا لازم نہیں ہے، کسی بھی مسجد میں جا کر وہ نماز پڑھ سکتا ہے، اس لئے کہ گرم پانی وہیں پر وضو کرنے کیلئے تیار کیا جاتا ہے، لے جانے کیلئے نہیں، اور اس نے وہیں پر وضو کیا ہے، اس کے بعد کسی خاص وجہ سے دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے، تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں، کیونکہ گرم پانی نمازی ہی کیلئے تیار کیا جاتا ہے، چاہے وہ کہیں بھی نماز پڑھتا ہو، اور یہ پانی ہر قسم کے نمازی کیلئے مباح ہوا کرتا ہے، اور عملاً ذمہ داروں کی طرف سے اس کی اجازت ہوتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم جدید ۱۳/ ۴۸۶)

اور ذیل کی عبارت سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔

کل من کانت له عين أو بشر أو قناة فليس له أن يمنع ابن السبيل
 من أن يشرب منها ويسقي دابته وبعيره و غنمه منها وليس له أن يبيع من

ذلک شیئاً للشفة والشفة عندنا الشرب لبنی آدم والبهائم والنعم والدواب وله أن يمنع السقي للأرض والزرع والنخل والشجر وليس لأحدٍ أن يسقي شيئاً من ذلك إلا بإذنه فإن اذن له فلا بأس بذلك الخ .
(تكملة فتح الملهم ۱/۵۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

(الف تو کی نمبر: ۴۰/۱۱۴۷۰)

صفوں کو پیروں کی ٹھوکروں سے بچھانا اور سمیٹنا

سوال [۱۹۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب پنجوقتہ نمازی ہیں جن کا معمول یہ ہے کہ صف کو مسجد کے اندر پیروں کی ٹھوکروں سے بچھاتے ہیں اور اکٹھا کرتے ہیں تو بھی پیروں سے اکٹھا کرتے ہیں کیا اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت یا خلاف اولیٰ یا مکروہ کی بات تو نہیں ہے جو بھی ہو اس کا خلاصہ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں نوازش ہوگی؟

المستفتی: عابد حسین، محلہ:

نیوہستی، انصارکلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: پیروں کی ٹھوکروں سے مسجد کی صفوں کو بچھانا اور اکٹھا کرنا خلاف ادب اور احترام مسجد کے خلاف ہے۔

ولا ترمي براية المستعمل لا احترامه كحشيش المسجد وكناسته لا

يلقى في موضع يخل بالتعظيم الخ. (عالمگیری کتاب الکراهية ، الباب الخامس في

آداب المسجد والقبلة..... زکریا قدیم ۵/۳۲۴، جدید ۵/۳۷۵، البحر الرائق، کتاب

الطهارة، باب الحيض کوئٹہ ۱/۲۰۲، زکریا ۱/۳۵۱، شامی کتاب الطهارة، قبیل باب

المیاء زکریا ۱/۳۲۲، کراچی ۱/۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱ صفر ۱۴۱۳ھ

۱۱/۲/۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۰۱۷/۲۸)

کارپوریشن کی زمین میں نماز کا شرعی حکم

سوال [۱۹۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں پونہ شہر میں ایک مسجد ہے ”مصباح العلوم“ کے نام سے اس مسجد کا تعمیری کام تقریباً ۱۲ سال پہلے شروع ہوا تھا، تو ذمہ داروں نے سرکاری کالونی میں کارپوریشن کی اجازت کے بغیر انجمن کے نام سے عارضی طور پر ایک عبادت گاہ بنائی تھی، کچھ دنوں کے بعد جب کارپوریشن والے توڑنے آئے تو ذمہ داروں نے کہا کہ مسجد کی مکمل تعمیر تک ہم کو مہلت دی جائے اب مسجد تعمیر ہو کر آٹھ سے دس سال پورے ہو گئے ابھی ایک یا دو سال پہلے کارپوریشن والے پھر آئے تھے لیکن لوگوں نے انہیں توڑنے سے منع کیا اب وہ جگہ نہ کارپوریشن سے کرایہ پر لی گئی ہے اور نہ ہی اس کو خرید لیا گیا ہے جبکہ اس جگہ فی الحال پانچوں نمازیں جمعہ وعیدین سب ہوتی ہیں، تو ایسی جگہ نماز پڑھنا کہاں تک صحیح ہے کیا ایسی جگہ مسجد کا ثواب ملیگا؟

المستفتی: ناصر عبدالقدیر شیخ، پونہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کارپوریشن کی جگہ پر ان کی اجازت کے بغیر اگر یوں نماز پڑھی گئی ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کی وجہ سے کارپوریشن کی طرف سے کوئی ممانعت نہیں رہے گی تو ایسی صورت میں وہاں نماز بلا کراہت درست ہوگی، اور جب بعد میں کارپوریشن والے توڑنے آئے اور مسجد کی تکمیل تک کیلئے اجازت لی اور انھوں نے تکمیل تک کیلئے توڑنا موقوف کر دیا ہے یہ ان کی طرف سے اجازت کا ثبوت ہے، لہذا اب بھی نماز درست ہوتی رہی لیکن جب مسجد کی تکمیل ہوگئی اس کے بعد کارپوریشن والے اپنی جگہ پر قبضہ

کرنے کیلئے آئے تو وہ جگہ ان کے قبضہ میں دیدینا لازم رہا ہے اس کے بعد سے اس جگہ پر زبردستی قبضہ کر کے جو نماز پڑھی جا رہی ہے وہ نماز مکروہ ہوگی، اسلئے کہ غصب کی زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نہ ہی وہ جگہ مسجد شرعی کہلائے گی۔

الصلاة في أرض مغصوبة جائزة ؛ ولكن يعاقب بظلمه فما كان بينه وبين الله يثاب وما كان بينه وبين العباد يعاقب مع الكراهة ، قوله: مع الكراهة أى التحريمية. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ، باب شروط الصلاة، وأركانها، دارالكتاب ديوبند ۱/۲۱۱)

فى المنتقى: قال أبو يوسف إذا غصب رجل أرضاً وبنائها حوانيت وحماماً ، ومسجداً فلا بأس بالصلاة فى ذلك المسجد... قال هشام: وأنا أكره الصلاة فيه ، حتى يطيب ذلك أربابه. (المحيط البرهاني ، كتاب الغصب ، الفصل: ۹ جديده المجلس العلمى ۸/۲۵۰ ، رقم: ۱۰۱۳۱)

تكره فى أرض الغير لو مزروعة ، أو مكروبة ؛ إلا إذا كانت بينهما صداقة أو رأى صاحبها ، لا يكرهه ، فلا بأس . (شامى كتاب، الصلوة ، مطلب فى الصلوة فى الأرض الغصوبة زكريا ۲/۴۴ ، كراچى ۱/۳۸۱)

الحنفية عدوا المكروهات... الصلاة فى أرض الغير بلا رضاه. (الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب الصلوة ، عد مكروهات الصلوة مجتمعة دارالفكر ودار الكتب العلمية بيروت ۱/۲۸۰ ، ۲۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالى اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۴/۱۴۳۰ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۱۰۰۰۰)

مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنے غیر

مسلم پڑوسی کی زمین غصب کر لی ہے، پھر اس مغصوبہ زمین میں اپنا مکان بنالیا تو اس مکان میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں، کیا زید پر یہ ضروری ہے کہ اس زمین کو واپس کر دے جو زمین اپنے غیر مسلم پڑوسی کی ظماً لے لی ہے، اگر واپس نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد الیاس، بیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی البتہ اگر مالک کو اس زمین کی قیمت ادا کر دی جائے تو اس کے بعد مکروہ نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیمہ ۳/۵۷۵، جدید زکریا ۵/۱۲۵)

و کذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وطریق (إلی قوله) وزاد فی الکافی أرض مغصوبة أو للغير. (شامی کتاب الصلوٰۃ، زکریا ۲/۴۲، کراچی ۳۸۱/۱، مراقی الفلاح، باب ما یفسد الصلوٰۃ، فصل فی المکروہات جدید دارالکتاب دیوبند ۳۵۸/۳، قدیم ۱۹۷/۱، دارالکتاب دیوبند ۲۱۱/۱)

اور غاصب پر یہ بات ضروری ہے کہ یا تو زمین مالک کو واپس کرے یا مالک کو راضی کر کے اس کی قیمت ہی ادا کرے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۷/۳۵۰)

ویسراً بردھا أی رد العین المغصوبة إلی المغصوب منه وقال الشامی ایضاً بأنہ ما فوت بعض العین وبعض نفعه و أنه حينئذٍ يتسلم الغاصب العین ویدفع قیمتھا أو یدفعھا ويتضمن نقصانھا والخیار فی ذلک للمالک . (شامی کتاب الغصب، مطلب فی رد المغصوب و فیما لو أبی المالك وقبوله زکریا ۹/۲۶۶، کراچی ۶/۱۸۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ رجب ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۳/۶۲۳۷)

گرمی کی بناء پر صحن مسجد میں نماز ادا کرنا

سوال [۱۹۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کے ایام چل رہے ہیں مسجد سے باہر صحن میں چار صفیں ہیں ایک صف میں امام صاحب کا مصلی ہوتا ہے باقی صفیں کبھی آدھی اور کبھی ایک ڈیڑھ ہوتی ہیں، جب کبھی تبلیغی جماعت آتی ہے تو دو ڈھائی صفیں ہو جاتی ہیں، گرمی کی وجہ سے نماز صحن میں ہوا کرتی ہے، اسلئے امام صاحب پانچوں وقت کی نماز صحن میں جماعت سے پڑھاتے ہیں، دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح نماز باہر صحن میں جماعت سے ہو جائیگی یا نہیں؟ ایک شخص کا قول ہے کہ فجر کی نماز اندرون مسجد ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی، اس کے بارے میں مکمل تشفی بخش جواب سے نوازیں؟

المستفتی: مصلیان جامع مسجد، نگر مہالی پنجاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گرمی کی وجہ سے اگر اندرون حصہ میں گھٹن ہو اور مسجد کا صحن بھی حدود مسجد کے دائرہ میں داخل ہو تو صحن مسجد میں گرمی کی وجہ سے جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶/۳۱۹، جدید ڈابھیل ۶/۳۹۹، عزیز الفتاویٰ کراچی/۲۱۳، رحیمیہ قدیم ۶/۴۴۹، جدید زکریا ۴/۱۴۳)

ولو كان المسجد الصفيى بجنب الشترى وامتلأ المسجد يقوم الإمام فى جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه. (شامى كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها زکریا ۲/۳۱۰، کراچی ۱/۵۶۸، البناء كتاب الصلوة، باب فى الإمامة، مكتبة اشرفيه ديوبند ۲/۳۴۲) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۵/۱۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۳۸۲/۳۷)

موسم گرما میں صحن مسجد میں جماعت

سوال [۱۹۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کا موسم ہے مسجد کے اندر گرمی ہے تو جماعت مسجد کے صحن میں کرائی جائے تو درست ہے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ محراب کو خالی رکھنا اور مسجد کے صحن میں نماز پڑھنا ٹھیک نہیں ہے؟

المستفتی: غلام حسین، رام نگر، ضلع ادھم پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گرمی کے موسم میں اندرون مسجد شدید گرمی کے باعث صحن مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا جائز اور درست ہے، بشرطیکہ صحن مسجد احاطہ مسجد میں ہو، اس لئے کہ صحن مسجد بھی مسجد ہی کے حکم میں ہے۔

وفناء المسجد له حكم المسجد . (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، کتاب الصلوۃ ، باب الإمامۃ ، دارالکتاب دیوبند ۲۹۳/۱ ، ہندیہ ، الباب السابع فی ما یفسد الصلاۃ ، فصل کرہ غلق باب المسجد زکریا قدیم ۱۰۹/۱ ، جدید ۱۶۸/۱ ، البحر الرائق ، کتاب الصلاۃ ، باب الإمامۃ زکریا ۶۳۵/۱ ، کوئٹہ ۳۶۳/۱)

ولو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوي وامتلاء المسجد ، يقوم الإمام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیه . (شامی ، کتاب الصلوۃ ، باب الإمامۃ ، مصری ۵۳۱/۱ ، کراچی ۳۱۰/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۳۲/۲۳)

صحن مسجد یادالان مسجد میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں نماز

کیلئے تین جگہیں ہوتی ہیں، ایک بالکل اندر دوسری دالان مسجد، تیسری صحن مسجد ان تینوں جگہوں میں جماعت ہوتی ہے، کسی وقت کہیں اور کسی وقت کہیں صبح کی نماز کی جماعت مسجد کے اندرونی حصہ میں ہی ہو سکتی ہے، یا دالان اور صحن میں بھی ہو سکتی ہے، اگر دالان اور صحن مسجد میں جماعت کر لی جائے، تو نماز ہو جائے گی، یا باطل ہوگی، یا کسی قسم کی کراہت آوے گی، دوسری بات یہ ہے کہ سخت گرمی ہے، اور بجلی بھی بھاگی ہوئی ہے، پنکھے وغیرہ چل نہیں رہے ہیں، گرمی کی وجہ سے نمازیوں کا دل اچاٹ ہو رہا ہے، تو ایسی صورت میں باہر صحن مسجد میں جماعت کر لی جائے جبکہ وہاں ہوا کی وجہ سے طبیعت میں بشتا ہے یا اندرون مسجد میں ہی جماعت کی جائے، اسمیں افضل اور بہتر کس جگہ نماز پڑھنا ہے، وضاحت کیسا تھ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: احقر رفاء الحسن، نیلی کھیڑی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہندوستانی مسجدوں میں صحن کا حصہ بھی داخل مسجد اور جماعت خانہ میں شامل ہوا کرتا ہے، اسلئے اندر کے حصہ میں اور دالان میں اور صحن مسجد میں ہر سہ حصوں میں سے کسی بھی حصہ میں باجماعت نماز ادا کی جائے، تو بلا کراہت نماز جائز اور درست ہے، اور مسجد کا ثواب بھی مکمل حاصل ہوگا البتہ امام کو محراب کے سیدھ میں کھڑا ہونا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۱۲۴)

وفناء المسجد له حكم المسجد ، يجوز الإقضاء فيه وإن لم تكن الصفوف متصلة . (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۳۵، کوئٹہ ۳۶۳/۱، حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة دارالکتاب دیوبند ۱/۲۹۳، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع فی ما یفسد الصلوٰۃ، فصل کرہ غلق باب المسجد زکریا قدیم ۱/۱۰۹، جدید ۱/۱۶۸)

لو كان المسجد الصیفی بجنب الشتوی وامتلاء المسجد یقوم الإمام

فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیه الخ. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، مطلب هل الإساءۃ دون الکراہۃ أو أفحش منها زکریا ۲/۳۱۰، کراچی ۵۶۸/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۲۹۵۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱/۵ھ

موسم گرما میں مسجد کی چھت پر جماعت قائم کرنا

سوال [۱۹۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں ہوا آنے کا امکان نہیں ہے، گرمی کی بنا پر عشاء کی نماز مسجد کی چھت پر پڑھی جاتی ہے، تو کیا چھت پر پڑھی جانے والی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: حافظ رئیس، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بلا ضرورت مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر مسجد میں سخت گرمی ہو کہ کہیں سے ہوا نہ آتی ہو یا تنگی وغیرہ ہو اور کوئی عذر شرعی (بے پردگی) بھی لازم نہ آئے تو مسجد کے اصل جماعت خانہ کو چھوڑ کر چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۱۱۶، جدید زکریا ۳/۱۵۹، جدید زکریا مطول ۴/۳۰۳، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۰/۲۰۱، جدید میرٹھ ۱۱/۱۳۱)

قال الزیلعی: ولہذا یصح الإقتداء من علی سطح المسجد بمن فیہ.

(شامی باب ما یفسد الصلوٰۃ، مطلب فی أحكام المسجد، زکریا ۲/۴۲۸، کراچی ۱/۶۵۶)

وإذا صلی فوق المسجد مقتدیا بالإمام أجزأہ. (المبسوط للسرخسی،

کتاب الصلوٰۃ، باب الحدث فی الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۱۰)

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولہذا إذا شتد الحر یکرہ

أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديہ، کتاب الکراہۃ، آداب المسجد زکریا قدیم ۳۲/۵، جدید ۳۷۲/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۶/۲۹ھ

۱۴۱۷/۶/۲۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۹۲۸)

گرمی کی وجہ سے دوسری منزل میں جماعت کرنا

سوال [۱۹۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں جمعہ نماز اور پُنجوقتہ نماز باجماعت ہوتی ہے، اور مسجد دو منزلہ ہے تو سخت گرمی کی وجہ سے نیچے کی مسجد یعنی پہلی منزل کو چھوڑ کر دوسری منزل پر یعنی مسجد کی چھت پر جماعت کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نیچے کی مسجد کو چھوڑ کر مسجد کی چھت پر نماز نہیں پڑھ سکتے اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شدید مجبوری میں کر سکتے ہیں لیکن گرمی کا ہونا کوئی مجبوری نہیں ہے، صرف گرمی کی وجہ سے جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل و مدلل جواب جلد ہی تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد صلاح الدین قاسمی، رام نگر بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پہلی منزل کی طرح دوسری منزل میں بھی جماعت خانہ ہے تو گرمی کی وجہ سے دوسری منزل میں جماعت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

(مستفاد: امداد الاحکام ۵۴/۲)

قال الزبلي ولهذا يصح الإقتداء من على سطح المسجد بمن فيه.

(شامی، باب ما یفسد الصلوٰۃ، مطلب فی احکام المسجد زکریا ۴۲۸/۲، کراچی ۶۵۶/۱)

وإذا صلى فوق المسجد مقتديا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی،

کتاب الصلوٰۃ ، باب الحدث فی الصلوٰۃ ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰)

الصعود علی سطح کل مسجد مکروه و لهذا إذا شتد الحر یکره
أن یصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا یکره الصعود
علی سطحه للضرورة. (هنديہ ، کتاب الکراهۃ ، آداب المسجد زکریا قدیم
۳۲۲/۵ ، جدیدہ ۳۷۲/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۲/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۵۲۳/۳۵)

شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا

سوال [۹۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد بھی خانہ کعبہ
کی طرح خدا کا گھر ہے جو تحت الثری سے لیکر عرش تک مسجد ہی مسجد ہے تو کیا شدید گرمی کی وجہ
سے مسجد کی چھت پر عشاء وغیرہ کی نمازیں پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر جس اور پیش کی وجہ سے نمازی شدید اضطرابی
حالت میں مبتلا ہیں تو ایسی شدید گرمی کی وجہ سے نیچے کے جماعت خانہ کو چھوڑ کر مسجد کی چھت
پر جماعت کرنیکی شرعاً گنجائش ہے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۱۰/۲۰۱، جدید میرٹھ ۱۱/۱۳۱، کفایت المفتی
قدیم ۳/۱۱۶، جدید زکریا ۳/۱۵۹، زکریا مطول ۴/۳۰۳)

قال الزیلعی و لهذا یصح الإقتداء من علی سطح المسجد بمن فیہ.

(شامی ، باب ما یفسد الصلوٰۃ ، مطلب فی أحكام المسجد زکریا ۲/ ۴۲۸ ، کراچی ۱/ ۶۵۶)
وإذا صلی فوق المسجد مقتدیا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی ،

کتاب الصلوٰۃ ، باب الحدث فی الصلوٰۃ ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰)

الصعود علی سطح کل مسجد مکروه و لهذا إذا شتد الحر یکره

أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديہ، کتاب الکراہۃ، آداب المسجد زکریا قدیم ۳۲۲/۵، جدید ۳۷۲/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۲۵۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸/۳/۱۴۱۷ھ

شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت

سوال [۱۹۹۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قصبہ کوری روانہ کے محلہ پورب میں چھوٹی مسجد واقع ہے، مسجد کے اطراف میں محلہ والوں کے پختہ مکانات بنے ہوئے ہیں، مسجد میں چھت بھی نیچی ہے اور کسی طرف سے ہوا کے آنے کا راستہ بھی نہیں ہے، موسم گرما میں کمال درجہ کی گرمی پڑتی ہے، جس کی بنا پر نمازیوں کا یہ عالم ہوتا ہے کہ فرض ادا کئے اور چلے گئے مسجد میں رکنا بہت مشکل ہوتا ہے، خشوع اور خضوع کا تو شائبہ بھی نہیں پایا جاتا مسجد بھی صرف ایک منزلہ ہے لینٹر کی تیش سے برا حال ہو جاتا ہے، نماز عصر مغرب عشاء خصوصاً ادا کرنی بڑی کٹھن ہو جاتی ہے، اس صورت مذکورہ میں نماز عصر مغرب عشاء موسم گرما میں مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ مسجد کی چھت پر پردہ کا معقول انتظام ہے آدمی کے سر کے برابر چہار دیواری ہے، محلہ والوں کی بے پردگی سے مکمل حفاظت ہے، موسم سرما میں نماز ظہر مثلاً مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی حکم کے تحت اگر اجازت ہو تو مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں ورنہ نہیں؟

المستفتی: اشرف علی قاسمی، کوری روانہ،

مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر جس اور تیش کی وجہ سے نمازی شدید اضطرابی حالت میں

بتلا ہیں، تو ایسی شدید گرمی کی وجہ سے نیچے کے جماعت خانہ کو چھوڑ کر مسجد کی چھت پر جماعت کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰۱/۱، حاشیہ ادا الفتاویٰ ۱/۲۴۵)

وإذا صلى فوق المسجد مقتدياً بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسي،

كتاب الصلوة، باب الحدث في الصلوة، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۲۱۰)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا شتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديہ، كتاب الكراهة، آداب المسجد زكريا قديم ۵/۳۲۲، جديدہ ۵/۳۷۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

۱۴۱۷/۳/۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۷۱۰)

مساجد میں ناک کان اور بغیر سروالی تصاویر لٹکانا

سوال [۱۹۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نقشہ مساجد میں اور ایسی جگہ لٹکایا جا رہا ہے جہاں عام لوگ آسانی سے دیکھ سکیں، اور اس نقشہ میں نمازی کی مختلف ہیئت دکھائی گئی ہے، قیام کی حالت، رکوع کی حالت، اتحیات کی حالت، قعدے کی حالت، اور اسمیں انسانی جسم کی پوری تصویر موجود ہے، اور مکمل سر بھی موجود ہے مگر سر کے ساتھ ناک، کان، آنکھ ظاہر نہیں ہیں تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہیکہ اگر ناک کان آنکھ وغیرہ نہ ہوں البتہ سر مکمل ہو تو کیا صرف سر ہونے کی وجہ سے تصویر کے دائرے میں ہو کر ممنوع ہو گیا نہیں؟ بہت سے لوگوں میں یہ تبصرہ ہیکہ اگر ناک کان وغیرہ نہ ہوں تو تصویر کے دائرے میں نہ ہو کر اسے جائز کہنا چاہئے، اسی خیال سے یہ نقشہ تیار کیا گیا ہے جبکہ کچھ لوگ اس نقشے کو مسجدوں میں ٹانگنا ناجائز کہتے ہیں، لہذا فقہ اور حدیث کی رو سے جو حکم شرعی ہو حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

نیز ایک شبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر سر کی ممانعت ہے تو ہاتھ پیر کی بھی ممانعت ہونی چاہئے اسلئے کہ اہل شرک ہاتھ پیر کی بھی پوجا کرتے ہیں، لہذا جب ہاتھ پیر کی ممانعت نہیں تو سر کی بھی ممانعت نہ ہونی چاہئے جسمیں آنکھ کان وغیرہ نہ ہوں۔

المستفتی: محمد سالم القاسمی، مدرس مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی تصویر کو حضرات فقہاء نے ممنوع اور مکروہ

قرار دیا ہے، جس میں صرف سر موجود ہو اگرچہ اس سر میں ناک کان آنکھ ظاہر نہ ہوتے ہوں، لہذا جس نقشہ کا سوالنامہ میں ذکر ہے اس کو مساجد اور عبادت کی جگہ میں ٹانگنا ممنوع ہوگا، اس لئے کہ ممنوع اور مکروہ ہونے کیلئے سر کیسا تھ ناک کان وغیرہ ظاہر ہونا لازم نہیں ہے بلکہ ممنوع ہونے کیلئے صرف سر کا ظاہر ہونا کافی ہے، اس سلسلہ میں واضح حدیث شریف موجود ہے جو آگے آنے والی ہے اور حدیث پاک میں تصویر کی جو ممانعت آئی ہے اس ممانعت کی علت صرف مشرکین کی طرف سے پوجا نہیں ہے بلکہ ممانعت کی علت حدیث میں صاف واضح ہے تخلیق کخلق اللہ ہے، اللہ کی جاندار مخلوق کی طرح تصویر بنانا ہی اصل علت ہے، اس لئے اللہ کی طرف سے قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو اس بات کا مکلف بنایا جائیگا کہ اس میں روح ڈالیں جس پر وہ قادر نہ ہو سکیں گے، اور زندگی و بقاء روح کیلئے ناک کان کا ظاہر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ صرف سر کا موجود ہونا کافی ہے جیسا کہ بہت سے انسان ایسے بھی زندہ ہوتے ہیں جن کے آنکھ اور کان ظاہر نہیں، اور بہت سے انسان ایسے بھی ہیں کہ جن کے پیدائشی ہاتھ نہیں ہیں اور پیدائشی پیر نہیں مگر سر موجود ہونے کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں اس لئے کہ زندگی اور ذی روح ہونے کا مدار سر پر ہے، آنکھ ناک کان کے ظاہر ہونے پر نہیں ہے جہاں تک پوجا کرنے کی بات ہے تو پوجا تو مشرکین درختوں کی بھی کرتے ہیں، اس سلسلہ میں واضح حدیث شریف حدیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام خدمت نبوی میں تشریف لانے والے تھے مگر

تشریف نہیں لائے بعد میں ملاقات پر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مکان میں آپ موجود تھے اس میں تصویر ہے اس میں ہم کیسے داخل ہوتے یا تو آپ اس تصویر کے سر کو کاٹ کر ختم کر دیجئے یا اسے آپ ایسے بستر بنا دیجئے جس کو لوگ روند سکیں ہم ملائکہ کی جماعت ایسے گھروں میں داخل نہیں ہوتی ہے جن میں تصویر ہوتی ہے تو حدیث میں بھی اصل ممانعت کی علت سر کو قرار دیا ہے، اگر سر موجود ہو تو ناجائز ہے اور ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے اور اگر سر کٹا ہوا ہو تو رحمت کے فرشتے داخل ہوتے ہیں، اس موضوع سے متعلق کتب فقہ میں بیشمار جزئیات ہیں اور کتب حدیث میں متعدد احادیث شریفہ وارد ہیں ہم وضاحت کیلئے فقہ کی چھ کتابوں کی عبارات اور دو حدیثیں نقل کر دیتے ہیں ممکن ہو سکے اس سے آپس کا اختلاف دور ہو جائے، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ حنفی فقہ کی جو جزئیات ہیں ان کے موافق کوئی نہ کوئی حدیث شریف تلاش کرنے سے مل جاتی ہے۔

(۱) قوله أو مقطوع الرأس قيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلوة، وما يكره فيها ذكر يا ۲/ ۵۰، كوئنه ۲/ ۲۸)

(۲) قوله أو مقطوعة الرأس أي ممحوة فإنها إذا كان كذلك لاتعبد فلا تكرر، ولو قطع يداها أو رجلاها لا ترفع الكراهة وكذا لو أزيل الحاجبان والعينان. (مجمع الأنهر، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة، وما يكره فيها، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۸۹ قديم ۱/ ۱۲۶)

(۳) قوله أو مقطوعة الرأس أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس ومحى إلى ما قال وقيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (شامی باب ما يفسد الصلوة، وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة -- ذكر يا ۲/ ۴۱۸، کراچی ۱/ ۶۴۸)

(٢) ولا اعتبار بالخيطة بين الرأس والجسد لأن من الطيور ما هو مطوق ولا يزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونهما. (تبين الحقائق ، باب ما يفسد الصلوة ، وما يكره فيها امداديه ملتان ١/١٦٦ ، زكريا ١١٥/٤١٥)

(٥) قوله ومقطوعة الرأس وقيد بالرأس وما بعده لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها ولا يقطع اليدين والرجلين كما في البحر . (طحطاوى على الدر ، باب ما يفسد الصلوة كونه ١/٢٧٤)

(٦) فى الخلاصة لو محاوجه الصورة فهو كقطع الرأس بخلاف قطع يديها ورجليها ولو خيط على عنقها بخيط لا ترفع الكراهة. (حلبى كبير ، كراهية للصلوة ، فروع فى الخلاصة اشرفيه ديوبند ٣٥٩/٣٥٩ ، صغرى ١٩٠)

(١) عن أبى هريرة^{رض} قال : استأذن جبرائيل عليه السلام على النبى صلى الله عليه وسلم فقال: ادخل ، فقال : كيف أدخل وفي بيتك ستر فيه تصاوير ، فإما أن تقطع رؤوسها ، أو تجعل بساطاً يؤطأ ، فإنما معشر الملائكة لا ندخل بيتاً فيه تصاوير . (نسائي شريف ، الزينة ، باب ذكر أشد الناس عذاباً ، النسخة الهندية ٣٠١/٢ ، دار السلام رقم: ٥٣٦٧)

(٢) عن أبى هريرة رضى الله عنه ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : أتاني جبرائيل عليه السلام ، فقال لي : أتيتك البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل ، وكان فى البيت قرام ستر فيه تماثيل ، وكان فى البيت كلب ، فمر برأس التمثال الذي على باب البيت يقطع فيصير كهية الشجرة ، ومر بالستر ، فليقطع ، فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطنان . (ابو داود شريف ، اللباس ، باب فى الصور ، النسخة الهندية ٥٧٣/٢ ، دار السلام رقم: ٤١٥٨ ،

صحیح ابن حبان دار الفکر ۵/۳۹۹، رقم: ۵۸۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۸۳۹۱/۳۷)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۶/۵/۱۴۲۵ھ

چھوٹے بچوں کو مسجد میں نماز کی عملی مشق کرانا

سوال [۱۹۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مکتب کے چھوٹے بچوں کو مسجد کے اندر نماز سکھانا اور نماز کی عملی مشق کرانا اور ٹینک کے پانی سے وضو کرانا صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: امام مسجد دھنورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بچے سمجھدار ہیں تو جائز ہے اور اگر نا سمجھ ہیں کہ مسجد میں پیشاب کرنے کا اندیشہ ہے تو ایسے بچوں کو لے جانا مکروہ ہے۔

عن مکحول، عن واثلة بن الأسقع، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: جنبوا مساجدکم صبیانکم. (سنن ابن ماجہ، الصلاة، باب ما یرکھ فی المساجد النسخة الهندیة / ۵۴، دار السلام رقم: ۷۵۰، المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۸/۱۳۲، رقم: ۷۶۰۱، ۲۰/۱۷۳، رقم: ۳۶۹، ۲۲/۵۷، رقم: ۱۳۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۹ صفر ۱۴۱۳ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۰۱۰/۲۸)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۶/۲/۱۴۱۳ھ

مسجد میں نماز کے بعد حلقہ بنا کر دنیاوی باتیں کرنا

سوال [۱۹۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہر نماز کے بعد مسجد

کے اندر غیر امام کا حلقہ بنا کر بیٹھنا کیسا ہے؟ نیز اس میں تعلیم و تعلم اور مسئلہ مسائل بھی نہ ہوں تو اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہر نماز کے بعد مستقل حلقہ بنا کر مسجد کے اندر بیٹھنا دنیاوی باتیں کرنا اوقات صلوٰۃ کے علاوہ حلقہ بنا کر باتیں کرنا جس میں کوئی تعلیم و تعلم مسئلہ مسائل اور رشد و ہدایت کی باتیں نہ ہوں ناجائز ہے، اس سے احتراز لازم ہے، ہاں البتہ کبھی اتفاقی کوئی مباح گفتگو ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۲/۶۳۵)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: سيكون في آخر الزمان قوم يجلسون في المساجد حلقة حلقة، إمامهم الدنيا، فلا تجالسوهم؛ فإنه ليس الله فيهم حاجة. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۰/۱۹۸، رقم: ۱۰۴۵۲، صحيح ابن حبان دار الفکر ۶/۲۰۸، رقم: ۶۷۷۰)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يأتي على الناس زمان يتحلقون في مساجدهم، وليس همهم إلا الدنيا، ليس الله فيهم حاجة فلا تجالسوهم. (المستدرک، کتاب الرقاق قدیم ۴/۳۵۹، مکتبہ نزار مصطفی الباز، جدید ۸/۲۸۲۰، رقم: ۷۹۱۶)

(بأن يجلس لأجله) فإنه حينئذ لا يباح بالاتفاق لأن المسجد ما بني لأمر الدنيا الخ. (شامی باب ما يفسد الصلوٰۃ وما يكره فيها، مطلب في الغرض في

المسجد زکریا ۲/۴۳۶، کراچی ۲/۶۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۴/۱۰ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶۳۴/۲)

مسجد میں دینی باتیں سنانے کے لئے روک کر سوال کرنا

سوال [۲۰۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نابینا شخص نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کو جمع کیا کہ دین کی بات ہوگی دین کی بات کرنے کے بعد اپنی ضرورت لوگوں کے سامنے پیش کر دی تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں، مہربانی فرما کر مدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عبدالودود، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اپنی حاجت کی خاطر دین کی بات کے نام پر لوگوں کو روک کر مسجد میں مانگنا شرعاً درست نہیں ہے، البتہ شدید ضرورت کے وقت حدود مسجد سے باہر لوگوں سے اپنی ضرورت کے اظہار کی گنجائش ہے، تاکہ نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱/۴۸۲، جدید ڈائجیل ۱۵/۲۷۴، احسن الفتاویٰ زکریا ۶/۳۶۰)

ویحرم فیہ السؤال ، ویکرہ الإعطاء مطلقاً. (شامی، باب ما یفسد الصلوۃ،

مطلب فی أفضل المساجد، زکریا ۲/۴۳۳، کراچی ۱/۶۵۹)

لا یحل أن یسأل شیئاً من له قوت یوم بالفعل أو بالقوة كالصحيح

المکتسب. (شامی باب الجمعة، مطلب فی الصدقة علی سوال المسجد کراچی

۲/۱۶۴، زکریا ۳/۴۲، کتاب الزکوۃ، باب المصروف، کراچی ۲/۳۵۴، زکریا ۳/۳۰۶)

الحنفية قالوا: یحرم السؤال فی المسجد ، ویکرہ إعطاء السائل

فیہ. (الفقه علی المذاهب الأربعة، ما یکرہ فعله فی المساجد ومالا یکرہ، السؤال فی

المسجد، دارالفکر ودارالکتب العلمیة بیروت ۱/۲۹۰، الموسوعة الفقهیة ۲۴/۹۹، الفقه

الإسلامی وادلتہ، مطبوعه دیوبند ۱/۴۷۲ تحت ملحقات بالغسل الملحق الأول فی

أحكام المساجد) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۷۳۰۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۷/۶ھ

نماز کے بعد مسجد میں سوال اور سائل کی مدد

سوال [۲۰۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اکثر لوگ مسجد میں نماز کے بعد سوال کرتے ہیں اور لوگ انکی مدد بھی کرتے ہیں، کیا مسجد میں سوال کرنا اور انکی مدد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمود حسین، محلہ عید گاہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بعض کے نزدیک علی الاطلاق مسجد میں سوال کرنا اور اسکی مدد کرنا جائز ہے، اور بعض کے نزدیک سوال کرنا ناجائز اور مدد کرنا جائز ہے! لہذا بہتر یہی ہے کہ مسجد سے باہر دروازہ پر ہی یہ کام ہو۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۱۲۵، جدید زکریا ۳/۱۶۹، امداد الفتاویٰ زکریا ۲/۷۱۰، زکریا مطول ۱۰/۳۹۵)

ویحرم فیہ السؤال ، ویکرہ الإعطاء مطلقاً. (شامی باب ما یفسد الصلوۃ،

مطلب فی أفضل المساجد، زکریا ۲/۴۳۳، کراچی ۱/۶۵۹)

الحنفية قالوا: یحرم السؤال فی المسجد ، ویکرہ إعطاء السائل

فیہ. (الفقه على المذاهب الأربعة، ما یکرہ فعله فی المساجد ومالا یکرہ، السؤال فی

المسجد، دار الفکر ۱/۲۹۰، الفقه الإسلامی وأدلته تحت ملحقات الغسل، الملحق

الأول فی أحكام المساجد مطبوعه دیوبند ۱/۴۷۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/صفر ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/۱۶۴۲)

مسجد میں کسی شخص کے فساد مچانے سے متعلق چند سوالات

سوال [۲۰۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تمام نمازی ۳۱ اپریل ۸ھ بروز جمعہ باادب باوضو سنتوں سے فارغ ہو کر جماعت کے انتظار میں اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تسبیح و تہلیل میں مشغول تھے، مؤذن صاحب نے خطبہ کی اذان دی اسکے بعد امام صاحب نے ممبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا کہ اچانک باہر سے مسجد میں زید عبد المجید پہلوان کچھ شر پسند ساتھیوں کو لیکر شور مچاتے ہوئے گندے فحش کلمات خطبہ کے دوران ادا کرنے لگے، اس مسجد میں امام صاحب تقریباً دو سال سے امامت کی خدمت انجام دے رہے تھے، خطبہ کے بعد امام صاحب مصلے پر آ چلے تھے کہ زید اور اسکے ساتھی امام صاحب کی شان کے خلاف غلط غلط الفاظ ادا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آج ہم کسی قیمت میں نماز نہیں پڑھانے دیں گے، اور جس امام کو ہم ساتھ لیکر آئے ہیں اسی سے نماز پڑھوائیں گے، چاہے کچھ ہو جائے، موجودہ امام صاحب نے مسجد کا احترام کرنے کی طرف توجہ دی، اور رسول پاک ﷺ کا واسطہ دیا مگر انھوں نے کسی کی نہیں سنی، بلکہ اور زیادہ شور و ہنگامہ کرنے لگے، حدیث ہے کہ نمازیوں کے ساتھ مسجد میں وارد ہاڑ شروع کر دی، نمازیوں نے کہا کہ یہ شریعت کی نگاہ میں مسجد کی بے حرمتی ہو رہی ہے، تو جواب میں عبد المجید نے کہا کہ کچھ نہیں حدیث و قرآن شریعت و روایت کیا ہوتی ہے، ہم سب جانتے ہیں، شریعت پاک اور مصلے کی حفاظت کرنے والے تمام نمازی بالخصوص محمد حنفیہ کے دودانت ٹوٹ گئے، دوسرے محبوب حسین صاحب کی آنکھ کے قریب چوٹ آئی، تیسرے عزیز الرحمن کے کپڑے تار تار کر دیئے گے وغیرہ وغیرہ اسی وقت یونس نے آ کر قابو کیا اور امام صاحب سے سارا واقعہ معلوم کرنے کے بعد موجودہ امام صاحب سے نماز پڑھانے کو کہا امام صاحب نے یونس کی موجودگی میں سکون سے نماز پڑھائی اور ان لوگوں کے علاوہ تمام ہی نمازیوں نے نماز پڑھی پھر بعد میں ان لوگوں نے اپنوں میں سے ایک شخص کو آگے

بڑھایا ان لوگوں نے بغیر خطبہ وسنت کے نماز پڑھی اس طرح سے انہوں نے جمعہ کی نماز پڑھی ترتیب وار جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) بھرپور شریعت کی مخالفت اور کھلی توہین کرنا کیسا ہے؟

(۲) امام کی شان کے خلاف غلط غلط الفاظ ادا کرنا، جبکہ اکثر مقتدی امام سے راضی ہیں، ایسی حالت میں امام کو ہٹانا کیسا ہے؟

(۳) نمازیوں کیساتھ مسجد میں لڑنا جھگڑنا اور انکی شان میں گستاخی کرنا کیسا ہے؟

(۴) مسجد کی بے حرمتی کرنا مسجد میں بری طرح شور مچانا اور گندے فحش کلمات ادا کرنا کیسا ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں ایسے لوگوں کے ساتھ میں میل جول سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ ان کاساتھ دیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے مفصل اور مدلل جواب دیں۔

(۵) زید، عبد المجید اپنے شریکوں کی سرپرستی میں زبردستی اس سنبھلی گیٹ کی بڑی مسجد کا متولی بننا چاہتا ہے موجودہ متولی سے اکثر مقتدی خوش ہیں اور ان سے کوئی خیانت بھی ثابت نہیں ہوئی تو اب متولی بننے کا حقدار کون ہے؟

المستفتی: مصلیان مسجد وجمع
مسلمانان، چندوسی، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) حدیث وقرآن، شریعت وروایت کیا ہوتی ہے ہم سب جانتے ہیں یہ الفاظ حدیث شریف وقرآن کریم اور شریعت عظمیٰ کی شان میں کھلی توہین ہے، اور حدیث وقرآن اور شریعت کی توہین موجب کفر ہے ایسی حرکتیں کرنے والے کو توبہ استغفار کر کے احتیاطاً اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔

و کذا الاستهزاء بالشريعة الغراء كفر. (شرح وقایہ/ ۴۸)

واعلم أن يبنى الشرائع على التعظيم الشرائع الله تعالى والتقرب بها
الله تعالى الخ. (حجة الله البالغه/ ۶۹)

وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار، والتوبة وتجديد النكاح وظاهره

أنه امر احتياط الخ. (شامی کتاب الجہاد، باب المرتد مطلب الإسلام يكون بالفعل كالصلاة کراچی ۴/۲۳۰، زکریا ۶/۳۶۷)

(۲) اگر غلط الفاظ سے مراد مغفلات اور گالیاں ہیں اور دین کے معاملہ میں کہا ہے، تو وہ سخت ترین گناہ کا مرتکب ہے، اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا ضروری ہے، عالمگیری میں ہے۔
و يخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيهاً بغير سبب الخ.

(عالمگیری، کتاب السیر، الباب التاسع، مطلب موجبات الکفر انواع، زکریا قدیم ۲/۲۷۰، جدید ۲/۲۸۲)

عن عبد الله رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر. (صحيح البخارى، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، النسخة الهندية ۱/۸۹۳، رقم: ۵۸۰۹، ف: ۶۰۴۴)

(۳) بلا کسی وجہ شرعی نمازی سے لڑنا جھگڑنا اور انکو ایذا پہونچانا کبیرہ گناہ ہے ان سے معافی مانگنی چاہئے۔

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ إن من الكبائر استتالة المرء، في عرض رجل مسلم بغير حق، ومن الكبائر السبتان بالسببة. (سنن أبي داود الأدب، باب في الغيب النسخة الهندية ۲/۶۶۹، دار السلام رقم: ۴۸۷۷، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۱۵/۸۵، رقم: ۸۳۳۶)

(۴) اس طرح فحش کلمات مسجد میں زبان پر جاری کرنا مسجد کی سخت بے حرمتی ہے۔
حجة الله البالغة میں ہے۔

آداب المسجد ترجع إلى معان فيها تعظيم المسجد (إلى قوله) وفيها الاحترام عن تشويش العباد وهيئات الأسواق الخ. (حجة الله البالغة ۱۹۷، امداد الفتاوى ۲/۶۳۴)

عن ابن عمر، عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: خصال: لا تنبغي في المسجد.... ولا يتخذ سوقا. (سنن ابن ماجه الصلاة، باب ما يكره في المساجد

النسخة الهندية ۱/۴۶، دارالسلام رقم: ۷۴۸)

عن واثلة بن الأسقع ، أن رسول الله ﷺ قال... وخصوماتكم ،
ورفع أصواتكم . (سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب ما يكره في المساجد نسخة
الهندية ۱/۴۶، دارالسلام رقم: ۷۵۰)

(۵) جو شخص خود متولی بنا چاہے اور پہلے متولی سے کچھ خیانت نہیں ہوئی ہے اور اکثر
اہل مسجد بھی پہلے متولی سے راضی ہیں تو اب خود چاہنے والے کو متولی بننا اور اول کو معزول کرنا
شرعاً جائز نہیں ہے، کما فی المجمع شرح ملتقى الخ۔

وطالب التولية لا يولى إلا المشروط له النظر لأنه مولى فيريد
التفديد، ولو فوض المتولى الأمر لغيره لا يصح . (شرح ملتقى، دارالكتب العلمية
بيروت ۲/۶۰۳، مصرى قديم ۱/۷۶۱)

قاضی خان کی عبارت سے بھی مستفاد ہے۔

لونا زعه أهل السكة نصب الإمام والمؤذن الخ قوله إذا عين هو لذلك
رجلاً وعين أهل السكة رجلاً آخر أصلح ممن عن عينه الباني فحينئذ لا يكون
الباني أولى الخ. (قاضی خان، زکریا جدید ۳/۲۰۷، وعلى هامش الهندية ۳/۹۷۲)
نوٹ: اگر موجودہ امام میں کوئی قباحت نہیں ہے اور اکثر اس سے راضی ہیں تو اسکو ہٹا کر دوسرے امام
مقرر کرنا درست نہیں ہے، ”سکب الأنهر فی شرح الملتقى الابحر“ میں ہے۔

لو أم قوماً وهم له كارهون إن لفساد فيه أو لأنهم أولى بالإمامة منه
كره وإن هو أولى الكراهة على القوم وأفاد المصنف أنها تحريمية . (سکب
الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۱۶۲، قديم ۱/۱۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:

احقر حفظ الرحمن غفرلہ

۱۴۰۷/۹/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۶)

کئی منزلہ مسجد کی کسی بھی منزل کو جماعت خانہ بنالینا اور چھت پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) مساجد میں جو تہ خانے بنے ہوتے ہیں وہ مسجد شرعی کے حکم میں ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر مسجد شرعی کے حکم میں نہیں ہوتے ہیں تو فقہاء کا قول ”شرعی مسجد تحت العری سے لے کر عنان سماء تک ہوتی ہے“ کا کیا مطلب ہے؟ اسی طرح ان میں اعتکاف کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ جبکہ دارالعلوم دیوبند کی مسجد رشید کے تہ خانہ میں قرب وجوار کے بہت سے حضرات رمضان المبارک میں اعتکاف کرتے ہیں؟

(۲) اور اگر تہ خانہ مسجد شرعی کے حکم میں ہے تو اس کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں جماعت کرنا کیسا ہے؟ اس لئے کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ”پہلی منزل کو چھوڑ کر مسجد کی دوسری منزل میں چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے“ حضرت مفتی صاحب سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ان دونوں مسئلوں کا با وضاحت مدلل جواب عنایت فرمائیں، اور اس تضاد کو رفع فرمائیں؟

المستفتی: عبدالغفار قاسمی، مدرس مدرسہ
معہد الشریعۃ الاسلامیہ، موانہ کلاں، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کے تہ خانے بھی شرعی مسجد کے حکم میں ہوتے ہیں، لہذا مسجد رشید کے تہ خانہ میں جو حضرات اعتکاف کرتے ہیں، ان کا اعتکاف بلاشبہ صحیح اور درست ہے، اور یہ بات کہنا درست نہیں ہے کہ نیچے کی منزل کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ یہ بات فقہاء میں سے کسی بھی فقیہ نے نہیں کہی ہے، البتہ بعض فقہی عبارات سے اصل مسجد کو چھوڑ کر چھت کے اوپر جماعت کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ امداد الفتاویٰ وغیرہ میں، ہندیہ زکریا ۳۲۲/۵ کے حوالہ سے

غرائب کا جزئیہ پیش کیا گیا ہے، جس میں سطح مسجد پر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ سطح مسجد چھت کو کہا جاتا ہے، اور چھت اس حصے کو کہتے ہیں، جس کے اوپر مزید چھت نہ ہو؛ بلکہ کھلا ہوا حصہ ہو، امداد الفتاویٰ زکریا ۴۴۴/۱ میں یہ مسئلہ موجود ہے اور اس کے حاشیہ میں محشی نے شامی وغیرہ کے جزئیات سے استدلال کر کے شدت گرمی کے عذر کی وجہ سے چھت کے اوپر بھی باجماعت نماز پڑھنے کو بلا کراہت جائز لکھا ہے، نیز فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۰/۲۰۱ جدید ڈابھیل ۱۴/۵۳۱، میرٹھ ۲۲/۳۲۱، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۱۵۰، اور کفایت المفتی قدیم ۳/۱۱۶، جدید ۳/۱۴۶، زکریا مطول ۴/۳۰۳ وغیرہ میں صراحتاً یا اشارۃً چھت کے اوپر بلا کراہت نماز پڑھنے کی بات موجود ہے، اور یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے، کہ کئی منزلہ مسجد کے نیچے کی منزل میں جس طرح نماز باجماعت بلا کراہت جائز ہے، اسی طرح نیچے کی منزل کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں بھی باجماعت نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، لہذا مسجد رشید کے تہ خانہ کو چھوڑ کر جب اس کے اوپر کی منزل کو مستقل جماعت خانہ بنایا گیا ہے، تو اس میں بلا کراہت نماز باجماعت جائز ہے، اسی طرح کئی منزلہ مسجد میں کسی بھی ایک منزلہ کو جماعت خانہ بنالینا اسی طرح جائز ہے، جس طرح مجمع کثیر ہونے کی صورت میں ہر منزل میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، اور مسجد کی کھلی چھت کے اوپر نماز پڑھنے کو یا اس کے اوپر چڑھنے کو جن فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اس کی علت یہ معلوم ہوتی ہے، کہ کھلی چھت پر نماز پڑھنے کی صورت میں آس پاس کے مکانات کی بے پردگی کا خطرہ ہوتا ہے، اور اس کے علاوہ کراہت کی کوئی دوسری علت واضح نہیں ہے، جبکہ فقہی جزئیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ مسجد شرعی کے حدود میں ہر منزل مسجد شرعی ہوتی ہے، لہذا کسی بھی منزل میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، اسی طرح کسی بھی منزل میں اعتکاف کرنا بھی بلا کراہت درست ہے، ہاں البتہ اتنی بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ امام جس منزل میں کھڑا ہو اس منزل کے اور اس کے علاوہ دوسری منزلوں

کے مقتدی امام سے آگے کھڑے نہ ہوں، اور معتکف کے لئے مسجد کی چھت پر جانا بھی بلا کراہت جائز ہے، اس لئے کہ وہ بھی مسجد ہے، جبکہ جنبی حائضہ اور نفساء کیلئے جائز نہیں ہے، اس تصریح سے سوالنامہ کے دونوں پہلوؤں کا جواب واضح ہو چکا ہے، یہ حکم فقہاء کے حسب ذیل جزئیات سے مستفاد ہوتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

قال محمدر حمہ اللہ تعالیٰ: یکرہ المجامعة والبول فوق المسجد، وهذا لما عرف أن حکم المسجد ثابت فی الهواء والعرضة جميعاً، ولهذا أن من قام علی سطح المسجد مقتديا بإمام فی المسجد وهو خلف الإمام يجوز، والمعتکف إذا صعد سطح المسجد لا ینقض اعتکافه، ولا یحل للجنب والحائض والنفساء صعود سطحه. (الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الکراہیۃ الفصل الخامس فی المسجد والقبلة وغیرها زکریا ۱۸/۶۴، رقم: ۲۸۰۳۶)

ولهذا یصح اقتداء من علی سطح المسجد بمن فیہ، إذا لم یتقدم علی الإمام، ولا یبطل الاعتکاف بالصعود إلیه، ولا یحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف علیہ. (شامی، کتاب الصلاة، باب مکروهات الصلاة، مطلب فی أحكام المسجد زکریا ۲/۴۲۸، کراچی ۱/۶۵۶)

سطح المسجد له حکم المسجد حتی یصح الإقتداء بمن تحته. (مجمع الأنهر، الصلاة، باب الکراہیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۹۰، البحر الرائق، الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ، زکریا ۲/۶۰، کراچی ۲/۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۹۲۰/۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۲/۱۴۳۶ھ

سودی قرض کی رقم سے بنائے گئے اسکول میں نماز

سوال [۲۰۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں

ایک پرائیویٹ ادارہ ہے جس میں سودی کاروبار ہوتا ہے، اس ادارہ سے قرض لیکر اسکول بنایا گیا آیا اس اسکول کی عمارت میں نماز درست ہے، اگر رمضان میں تراویح وغیرہ کی جماعت کر لیں تو کیسا ہے؟ اس ادارہ کا قرض اسکول کی آمدنی سے چکایا جائے گا؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں، کرم ہوگا؟

المستفتی: شمس الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس میں فرض نماز یا تراویح کی نماز مکروہ ہے اس میں نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۷/۱۱۱، جدید زکریا ۷/۱۱۱، ۱۱۲، زکریا مطول ۱۰/۲۶۶)

أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكة وقت الوقف ملكاً باتاً ولو بسبب فاسد، وأن لا يكون محجوراً عن التصرف، حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح، وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (شامی، کتاب الوقف، مطلب قد ثبت الوقف بالضرورة کراچی ۴/۳۴۰، ۳۴۱، زکریا ۶/۵۲۳)

وكذا تكره في أماكن: كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة وأرض مغصوبة أو للغير وتحت في الشامية وفي الواقعات: بني مسجداً على سور المدينة، لا ينبغي أن يصلى فيه لأنه حق العامة، فلم يخلص لله تعالى كالمبني في أرض مغصوبة فالصلوة فيها مكروهة تحريماً في قول، وغير صحيحة له في قول آخر. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب في الصلاة، في الأرض المغصوبة کراچی ۱/۳۷۹ تا ۳۸۱، زکریا ۲/۴۲ تا ۴۴)

تأ ۴۴) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۱۲/۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۵۴۳/۳۳)

سودی میلوں میں مجمع کیساتھ نماز باجماعت

سوال [۲۰۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا سودی کا روبرو کرنے والے میلوں میں مجمع کے ساتھ فرض نماز ادا کیجا سکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میلوں کی زمین اگر حلال مال سے خریدی ہے، یا اس کی اکثر رقم حلال ہے، تو بلا کراہت نماز صحیح ہے، ورنہ مع الکراہت صحیح ہو جائیگی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳/۱۶۶)

أفاد أن الواقف لا بد أن يكون مالكة وقت الوقف ملكا باتاً ولو بسبب فاسد، وأن لا يكون محجوراً عن التصرف، حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح، وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (شامی، کتاب الوقف، مطلب قد ثبت الوقف بالضرورة کراچی ۴/۳۴۰، ۳۴۱، زکریا ۶/۵۲۳)

و کذا تکره فی أماكن: كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة..... وأرض مغصوبة أو للغير وتحتة فی الشامیة وفي الواقعات: بنی مسجداً علی سور المدینة، لا ینبغی أن یصلی فیہ لأنه حق العامة، فلم یخلص لله تعالیٰ کالمبنی فی أرض مغصوبة..... فالصلوة فیها مکروهة تحریماً فی قول، و غیر صحیحة له فی قول آخر. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب فی الصلاة، فی الأرض المغصوبة کراچی ۱/۳۷۹ تا ۳۸۱، زکریا ۲/۴ تا ۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۶۲۳)

ہوائی جہاز میں نماز کا جواز

سوال [۲۰۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہوائی جہاز اگر فضاء میں اڑ رہا ہو تو اس میں نماز پڑھنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے، اس میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ہوائی جہاز اگر فضاء میں اڑ رہا ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے، اس لیے کہ فقہاء کرامؒ نے جو سجدے کی تعریف کی ”وضع الجبهة على الأرض“ سے کی ہے تو یہ تعریف عوام کی سہولت کے لیے ہے ورنہ سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ طرف اعلیٰ یعنی سر، طرف اسفل یعنی پاؤں کے لیول پر آجائے اور یہ بات ہوائی جہاز میں بھی متحقق ہے، لہذا جہاز میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ (مستفاد: تحفۃ القاری ۱۳۹/۳، مکتبہ الحجاز دہلی)

نیز جب فقہاء کرامؒ نے سجدہ کی تعریف ”وضع الجبهة على الأرض“ سے کی تھی تو اس وقت ان کے ذہن و دماغ میں ہوائی جہاز کا تصور بھی نہ ہوگا، اور انھوں نے اپنے زمانہ کے اعتبار سے اس تعریف سے ایسی جگہ مراد لی تھی، جس پر باسانی چلا جاسکے، اور جو دبائے سے نہ دبے، اور اس زمانہ میں یہ اوصاف زمین اور زمین پر ٹکی ہوئی چیزوں میں ہی پائے جاتے تھے، لیکن جہاز کے ایجاد کے بعد پتہ چلا کہ یہ اوصاف تو ہوا میں معلق چیز میں بھی پائے جاسکتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ انسان خود جس چیز پر کھڑا ہو سکتا ہے، اس پر سجدہ کرنا درست ہو جاتا ہے، لہذا سجدہ کے تحقق کی وجہ سے ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز اور درست ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ عثمانی ۱/۵۶۰، امداد الفتاویٰ ۳/۳۵۰، احسن الفتاویٰ ۴/۹۰، جواہر الفقہ ۴/۱۶۴، آپ کے مسائل ۳/۳۵۰، فتویٰ نویسی کے رہنما اصول ۱۲۷)

ومحل كل ذلك إذا خاف خروج الوقت قبل أن تصل السفينة

إلى المكان الذي يصلى فيه صلاة كاملة ولا تجب عليه الإعادة ، ومثل السفينة القطر البخارية البرية والطائرات الجوية ونحوها . (الفقه على المذاهب الأربعة ، مباحث استقبال القبلة ، مبحث صلاة الفرض فى السفينة دارالفكر بيروت ۲۰۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۰/۱۱۴۳۷)

کیا مساجد میں نماز کی ترکیب والی تصاویر ٹانگنا جائز ہے

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

سوال [۲۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ دنوں سے مسجدوں میں ایک نقشہ ٹانگا ہوا نظر آ رہا ہے، اسمیں انسان کا سر سے لیکر پیر تک پورا نقشہ تصویر کی شکل میں متعدد ہیئت میں موجود ہے کرتا پا جامہ پہنا ہوا مرد کا نقشہ رکوع کی حالت میں قیام کی حالت میں قعدہ کی حالت میں سجدہ کی حالت میں، مختلف کیفیت میں نقشہ بنا ہوا ہے اور ان نقشوں کی شکل کی تصویروں میں مکمل سر بھی موجود ہے ہاں البتہ آنکھ کان وغیرہ واضح نہیں ہیں، بعض مفتیان کرام اس میں سر موجود ہونے کی وجہ سے مسجد میں ٹانگنے سے منع کرتے ہیں آنجناب بھی اپنی رائے عالی سے سرفراز فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: نجیب الدین، متعلم دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ سوال ہمارے پاس اس سے پہلے بھی آیا تھا، اس کے ساتھ تصویروں کا نقشہ بھی تھا، تصویروں میں ناک، کان، آنکھ، بھوئیں وغیرہ نہ پا کر ہم نے اس نقشہ کو لٹکانے کی اجازت کا فتویٰ لکھا تھا، لیکن بعد میں مفتیان کرام کا بورڈ بیٹھا اس میں یہ طے پایا، کہ یہ تصاویر ہی کے حکم میں ہیں، اسلئے ہم اپنے پہلے فتوے سے رجوع کرتے ہیں

، ہمارا فتویٰ ۲۸/ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ کا شائع نہ کریں، صحیح فتویٰ یہ ہے کہ وہ سب تصاویر ہی ہیں، اور جاندار کی تصاویر کو مسجدوں میں یا اپنے گھروں میں لٹکانا شرعاً جائز نہیں، جیسا کہ البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکرہ فیہا، ذکر یا ۲/۵۰، ۲۸/۲، مطبوعہ کراچی میں ہے۔

قوله أو مقطوع الرأس قید بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکرہ فیہا، ذکر یا ۲/۵۰، کوئٹہ ۲/۲۸،)

امداد الفتاویٰ ۶/۳۳۱، لمبی بحث کے بعد عدم جواز ہی ثابت فرمایا ہے۔
حدیث شریف میں بھی صراحت اس کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ صحاح ستہ کی کتاب نسائی شریف میں حدیث موجود ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: استأذن جبرئيل عليه السلام على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ادخل فقال: كيف أدخل وفي بيتك ستر فيه تصاویر، فإما أن تقطع رؤوسها، أو تجعل بساطاً يوطأ فإننا معشر الملائكة لا ندخل بيتاً فيه تصاویر. (نسائی شریف، ابواب الزينة، باب ذكر أشد الناس عذاباً، النسخة الهندية ۲/۳۰۱، دار السلام

رقم: ۵۳۶۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: مفتی محمود حسن غفرلہ، بلند شہری

الجواب صحیح

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

(ب فتویٰ نمبر: ۸۴۵)

حضرت مولانا ابراہیم الحق غفرلہ

ناظم: مدرسہ اشرف المدارس، ہردوئی

مظاہر العلوم کا فتویٰ:

سوال [۲۰۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ دنوں سے مسجدوں میں ایک نقشہ ٹانگا ہوا نظر آ رہا ہے، اس میں انسان کا سر سے لیکر پیر تک پورا نقشہ تصویر کی شکل میں متعدد ہیئت میں موجود ہے، کرتا پا جامہ پہنا ہوا مرد کا نقشہ رکوع کی حالت میں، قیام کی حالت میں، قعدہ کی حالت میں، سجدہ کی حالت میں، مختلف کیفیت میں نقشہ بنا ہوا ہے اور ان نقشوں کی شکل کی تصویروں میں مکمل سر بھی موجود ہے، ہاں البتہ آنکھ، کان وغیرہ واضح نہیں ہیں، بعض مفتیان کرام اس میں سر موجود ہونے کی وجہ سے مسجد میں ٹانگنے سے منع کرتے ہیں، آنجناب بھی اپنی رائے عالی سے سرفراز فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: سید ضیاء الاسلام، چلکانہ، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، حدیث پاک میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔

عن عبد الله قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون. (بخاری شریف، اللباس، باب عذاب

المصورين يوم القيامة، النسخة الهندية ۲/ ۸۸۰، رقم: ۵۷۱۷، ف: ۵۹۵۰)

تصویر کا مدار سر پر ہوتا ہے، آنکھ، ناک، کان وغیرہ پر مدار نہیں۔

(قوله أو مقطوعة الرأس) أي ممحوة فإنها إذا كان كذلك لا تعبد فلا تكبره، ولو قطع يداها أو رجلاها لا ترفع الكراهة، وكذا لو أزيل الحاجبان، والعينان الخ. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة

وما يكره فيها، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۸۹، قديم مصری ۱/ ۱۲۶)

جس نقشہ کا سوال میں تذکرہ ہے وہ بلاشبہ تصویر ہے، اس کو کسی بھی جگہ ٹانگنا جائز نہیں، چہ

جائے کہ مسجد میں ٹانگا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

مقصود احمد غفرلہ

۱۴۲۵/۶/۷ھ

حضرت مولانا ابراہیم الحق غفرلہ

ناظم: مدرسہ اشرف المدارس ہر دوئی

حررہ العبد: محمد طاہر عفا اللہ عنہ

مظاہر العلوم سہارنپور

۱۴۲۵/۶/۷ھ

کتبہ: شفقت اللہ غفرلہ

خادم مدرسہ اشرف المدارس ہر دوئی

استفتاء: (۱)

سوال [۲۰۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان تمثیلی تصاویر کے بارے میں: کہ جو آنکھ کان ناک اور چہرہ کے بغیر چند لکیریں بنا کر انسانی ہیئت کو دکھلا کر نماز کے قیام، رکوع، سجود وغیرہ ارکان و افعال کو سنت کے موافق دکھلانے اور سمجھانے کیلئے بنائی گئی ہیں، کیا یہ تمثیلی اشکال تصاویر ممنوعہ کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور ان اشکال و تصاویر کے ذریعہ ارکان و افعال صلوٰۃ کو سمجھانیکا از روئے شرع کیا حکم ہے؟ اور ایسے اشتہار کو مسجد وغیرہ میں آویزاں کرنے کا کیا حکم ہے؟

بعض حضرات کا خیال ہے کہ ارکان صلوٰۃ کو سمجھانے کیلئے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جانا چاہئے، اس سے لوگوں میں تصویر کے سلسلہ میں غلط اثر ہو سکتا ہے، اور تصویر سازی کا باب کھل سکتا ہے، اور کوئی خاص ضرورت اور نفع بھی اسمیں نظر نہیں آتا اسلئے کہ محض ان اشکال و تصاویر کو دیکھ کر عموماً لوگ ارکان و افعال صلوٰۃ کی صحیح ہیئت کو آسانی سے سمجھ بھی نہیں سکتے ہیں، اسی طرح سنت کے موافق ادائیگی کے بعض طبی اور سائنسی منافع اور فوائد بھی ذکر کئے گئے ہیں، ان کے سلسلہ میں بھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ان کا ذکر و اظہار از روئے شرع صحیح و درست ہے؟

حضرت والا زید مجددہم (مولانا ابراہیم الحق صاحب نور اللہ مرقدہ) کے یہاں ماہ رمضان المبارک میں مجلس علمیہ ہوتی ہے، اسمیں اہل افتاء اور حدیث پڑھانے والے حضرات

شریک ہوتے ہیں، اہم مسائل شرعیہ اس میں پیش ہوتے ہیں، منجملہ ان کے مسئلہ مذکورہ بالا بھی پیش ہوا اس مسئلہ میں اہل علم نے دونوں طرح کی رائے دی، بعض کا خیال تھا کہ اسکی اشاعت نہ کی جائے، اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اسمیں کچھ حرج نہیں، اصل حکم شرعی کو دلائل سے واضح فرمائیں؟

المستفتی: مفتی شفقت اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اب سے تقریباً سات ماہ قبل ہمارے پاس کسی جگہ سے یہ سوال آیا تھا، سوال کے ساتھ تصویروں کا نقشہ بھی تھا، اسپر خوب غور فکر کر کے ممانعت تحریر کی گئی تھی، حاصل جواب یہ ہے کہ عکسی تصویر میں مجسمہ نہیں ہوتا، اسلئے عکسی تصویر کا تحقق بسا اوقات محض لکیروں سے بھی ہو جاتا ہے، منسلک نقشہ میں بہت سی تصویروں میں سر کی ہیئت اور چہرہ کا ڈھال صاف نظر آ رہا ہے، اگرچہ آنکھ، ناک، کان وغیرہ اعضاء نہیں مگر ان پر حیات کا مدار نہیں، اس نقشہ کو دیکھ کر عوام کو تصاویر کے جواز کا تصور ہوگا، لہذا اس قسم کے نقشہ کو بنانا اور اس کو شائع کرنا خلاف شرع اور خلاف سنت ہے، دعوت و تبلیغ کیلئے سلف صالحین نے ایسے طریقوں کو اختیار نہیں کیا ہے، اس نقشہ کو مسجد میں لٹکانا بھی درست نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

مقصود وغفرلہ

۱۴۲۴/۱۱/۱

حررہ العبد: محمد طاہر عفا اللہ عنہ

یکم رذیقعدہ ۱۴۲۴ھ

(فتویٰ نمبر: ۸۵۱)

ماہنامہ مظاہر العلوم میں شائع ہونے والا فتویٰ

سوال [۲۰۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان تمثیلی تصاویر کے سلسلہ میں جو آنکھ، کان، ناک اور چہرہ کے بغیر لکیریں بنا کر انسانی ہیئت کو دکھلا کر نماز کے قیام، رکوع، سجود، اور قعدہ وغیرہ کو صحیح یعنی سنت کے موافق دکھلانے اور سمجھانے کے لئے بنائی گئیں ہیں، کیا یہ تمثیلی

لکیریں تصاویر ممنوعہ کے حکم میں آتی ہیں یا نہیں؟ تمثیلی تصاویر کا نقشہ ارسال ہے؟

المستفتی: نور عالم علوی، ادارہ احیاء السنہ و اصلاح المنکرات، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عکسی تصویر میں مجسمہ نہیں ہوتا ہے، اس لئے عکسی تصویر کا تحقق بسا اوقات محض لکیروں سے بھی ہو جاتا ہے، منسلک نقشہ میں بہت سی تصویروں میں سر کی ہیئت اور چہرے کا ڈھال صاف نظر آ رہا ہے، اگرچہ آنکھ، کان، ناک وغیرہ اعضاء نہیں مگر ان پر حیات کا مدار نہیں اس نقشہ کو دیکھ کر عوام کو تصاویر کے جواز کا تصور ہوگا، لہذا اس قسم کے نقشہ کو شائع کرنا خلاف شرع اور خلاف سنت ہے، دعوت و تبلیغ کے لیے سلف صالحین نے ایسے طریقوں کو اختیار نہیں کیا ہے۔

مظاہر العلوم وقف کافتویٰ

سوال [۲۰۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین ان تمثیلی تصاویر کے سلسلہ میں کہ جو آنکھ، کان، ناک اور چہرہ وغیرہ کے بغیر چند لکیریں بنا کر انسانی ہیئت کو دکھلا کر نماز کے قیام، رکوع، سجود، اور قعدہ کو صحیح یعنی سنت کے طریقہ پر بتایا جا رہا ہے، کیا یہ تمثیلی لکیریں تصاویر کے حکم میں آتی ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جروا؟

نوٹ: اس استفتاء کے ہمراہ ایک نقشہ جسمیں تمثیلی تصاویر ہیں منسلک ہے۔

المستفتی: نور عالم علوی، ادارہ احیاء السنہ و اصلاح المنکرات، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں یہ تمثیلی لکیریں جو باقاعدہ انسانی ہیئت اور شکل و حرکت کو ظاہر کرتی ہیں، شرعاً تصویر (صورت) کے حکم میں داخل ہیں۔

کل شیء له رأس فهو صورة . (کنز فی احکام التصویر فی جواهر الفقہ ۳/۲۳۰)

لہذا تمثیلی تصویروں پر مشتمل اس نقشہ کو چھاپنا اور اسکی اشاعت کرنا جائز اور درست نہیں ہے، مذکورہ نقشہ کو مساجد میں آویزاں کرنا مزید قبیح و شنیع اور مفاسد کا پیش خیمہ ہے، اس سے اجتناب لازم و ضروری ہے!

نماز کی عملی مشق دیندار متبع سنت و شریعت ائمہ کرام سے کی جائے یہی مراد ہے، ہمارے مٹی السنہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے اس ارشاد کی کہ ”نماز جیسی عظیم الشان عبادت بغیر سیکھے کیسے ادا کی جاسکتی ہے؟“ خود حضرت مولانا ہر دوئی مدظلہ نے اپنی تعلیم کے زمانہ میں اسی مظاہر العلوم میں اپنے حضرات اساتذہ کرام مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑوی اور مفتی محمود حسن سے خاص طور پر نماز مسنون کی عملی مشق کی تھی، طریقہ متواتر امت میں یہی معمول بہا چلا آ رہا ہے، کہ بیٹا باپ سے شاگرد استاد سے، اسلام کے ارکان کی عملی تربیت حاصل کرتا رہا ہے، اب اور آئندہ یہی قدیم طریقہ مفید و مؤثر ہوگا۔

لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أو لها. وبالله التوفيق۔

جواب درست ہے	الجواب صحیح	عبد القدوس غفرلہ
محمد امین غفرلہ	مظفر حسین المظاہری	مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
خادم افتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور	صدر مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور	۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
۱۰/۳/۱۴۲۲ھ	۱۰/۳/۱۴۲۲ھ	

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کافتویٰ

سوال [۲۰۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نقشہ مساجد میں اور ایسی جگہ ٹانگا جا رہا ہے جہاں عام لوگ آسانی سے دیکھ سکیں اور اس نقشہ میں نمازی کی مختلف ہیئت دکھائی گئی ہے، قیام کی حالت، رکوع کی حالت، التحیات کی حالت، قعدے کی حالت، اور اسمیں انسانی جسم کی پوری تصویر موجود ہے، اور مکمل سر بھی موجود ہے، مگر سر کے ساتھ ناک کان آنکھ ظاہر نہیں ہیں، تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہیکہ اگر ناک کان آنکھ وغیرہ نہ ہوں، البتہ سر مکمل ہو تو کیا صرف سر ہونے کی وجہ سے تصویر کے دائرے میں ہو کر ممنوع ہوگا،

یا نہیں؟ بہت سے لوگوں میں یہ تبصرہ سیکہ اگر ناک کان وغیرہ نہ ہوں تو تصویر کے دائرے میں نہ ہو کر اسے جائز کہنا چاہے اسی خیال سے یہ نقشہ تیار کیا گیا ہے جب کہ کچھ لوگ اس نقشے کو مسجدوں میں ٹانگنے کو ناجائز کہتے ہیں، لہذا فقہ اور حدیث کی رو سے جو حکم شرعی ہو، حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ نیز ایک شبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر سر کی ممانعت ہے تو ہاتھ پیر کی بھی ممانعت ہونی چاہئے، اسلئے کہ اہل شرک ہاتھ پیر کی بھی پوجا کرتے ہیں، لہذا جب ہاتھ پیر کی ممانعت نہیں تو ایسے سر کی بھی ممانعت نہ ہونی چاہئے، جسمیں آنکھ کان وغیرہ نہ ہوں۔

المستفتی: محمد سالم القاسمی، (مدرس مدرسہ شاہی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی تصویر کو حضرات فقہاء نے ممنوع اور مکروہ قرار دیا ہے، جس میں صرف سر موجود ہو اگرچہ اس سر میں ناک کان آنکھ ظاہر نہ ہوتے ہوں، لہذا جس نقشہ کا سوال نامہ میں ذکر ہے اس کو مساجد اور عبادت کی جگہ میں ٹانگنا ممنوع ہوگا، اس لئے کہ ممنوع اور مکروہ ہونے کیلئے سر کے ساتھ ناک کان وغیرہ ظاہر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ ممنوع ہونے کیلئے صرف سر کا ظاہر ہونا کافی ہے، اس کی واضح حدیث شریف موجود ہے، جو آگے آنے والی ہے، اور حدیث پاک میں تصویر کی جو ممانعت آئی ہے، اس ممانعت کی علت صرف مشرکین کی طرف سے پوجا نہیں ہے، بلکہ ممانعت کی علت حدیث میں صاف واضح ہے، تخلیق مخلوق اللہ ہے، اللہ کی جاندار مخلوق کی طرح تصویر بنانا ہی اصل علت ہے، اس لئے اللہ کی طرف سے قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو اس بات کا مکلف بنایا جائے گا، کہ اس تصویر میں روح ڈالیں، جس پر وہ قادر نہ ہو سکیں گے، اور زندگی و بقاء روح کیلئے ناک، کان آنکھ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ صرف سر کا موجود ہونا کافی ہے، جیسا کہ بہت سے انسان بھی زندہ ہوتے ہیں، جن کے آنکھ اور کان ظاہر نہیں اور بہت سے انسان ایسے بھی ہیں کہ جن کے پیدائشی ہاتھ نہیں ہیں، اور پیدائشی پیر نہیں ہیں، مگر سر موجود ہونے کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں، اس

لئے کہ زندگی اور ذی روح ہونے کا مدار سر پر ہے، آنکھ کان کے ظاہر ہونے پر نہیں ہے، جہاں تک پوجا کرنے کی بات ہے، تو پوجا تو مشرکین درختوں کی بھی کرتے ہیں، اس سلسلہ میں واضح حدیث شریف، حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، کہ جبرائیل علیہ السلام خدمت نبوی میں تشریف لانے والے تھے، مگر تشریف نہیں لائے بعد میں ملاقات پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مکان میں آپ موجود تھے، اس میں تصویر ہے، اس میں ہم کیسے داخل ہوتے یا تو آپ اس تصویر کے سر کو کاٹ کر ختم کر دیجئے یا اس کو آپ ایسے بستر بنا دیجئے جس کو لوگ روند سکیں ہم ملائکہ کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتی جس میں تصویر ہوتی ہے، تو حدیث میں بھی اصل ممانعت کی علت سر کو قرار دیا ہے، اگر سر موجود ہو تو ناجائز ہے اور ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے اور اگر سر کٹا ہوا ہو تو رحمت کے فرشتے داخل ہوتے ہیں اس موضوع سے متعلق کتب فقہ میں بیشمار جزئیات ہیں، اور کتب حدیث میں متعدد احادیث شریفہ وارد ہیں ہم وضاحت کیلئے فقہ کی چھ کتابوں کی عبارات اور دو حدیثیں نقل کر دیتے ہیں، ممکن ہے کہ اس سے آپس کا اختلاف دور ہو جائے، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے، کہ حنفی فقہ کی جو جزئیات ہیں، ان کے موافق کوئی نہ کوئی حدیث شریف تلاش کرنے سے مل جاتی ہے، حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے امداد الفتاویٰ ۶/۳۳۱ میں لمبی تفصیل کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کے شیخ و استاذ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا فیصلہ بھی اس قسم کی تصویروں کے بارے میں عدم جواز کا نقل فرمایا ہے۔

(۱) قوله أو مقطوع الرأس قيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو

العینین لأنها تعبد بدونها و كذا لا اعتبار لقطع الیدین أو الرجلین. (البحر الرائق،

كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، زكريا ۵۰/۲، كوئٹہ ۲۸/۲)

(۲) قوله أو مقطوعة الرأس أي ممحوة فإنها إذا كان كذلك لا تعبد

فلا تكرر، ولو قطع يدها أو رجلاها لا ترفع الكراهة، وكذا لو أزيل الحاجبان والعينان. (مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها دار الكتب العلمية بيروت ١/١٨٩، قديم مصرى ١/٢٦)

(٣) قوله أو مقطوعة الرأس أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس، ومحي إلى ما قال وقيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (شامى، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها زكريا ٢/٤١٨، كراچى ١/٦٤٨)

(٢) ولا اعتبار بالخيط بين الرأس والجسد لأن من الطيور ما هو مطوق ولا بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونهما. (تبیین الحقائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها زكريا ١/٤١٥، امداه ملتان ١/١٦٦، كوئته ١/٢٧٤)

(٥) قوله ومقطوعة الرأس وقيد بالرأس وما بعده لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها ولا بقطع اليدين والرجلين كما فى البحر. (طحطاوى على الدر، كوئته ١/٢٧٤)

(٢) فى الخلاصة لو محا وجه الصورة فهو كقطع الرأس بخلاف قطع يديها ورجليها ولو خيط على عنقها، بخيط لا ترفع الكراهة. (حلى كبير، كتاب الصلاة، كراهية الصلاة، فروع فى الخلاصة، اشرفيه ديوبند/ ٣٦٠، صغيرى مكتبه مجتبائى دهلى قديم/ ١٩٠)

(١) عن أبي هريرة^{رض} قال استأذن جبرائيل عليه السلام على النبى^{صلّى الله عليه وآله} فقال: أدخل فقال كيف أدخل وفى بيتك ستر فيه تصاوير فيما أن تقطع رؤوسها أو تجعل بساطاً يوطأ فإنما معشر الملائكة لا تدخل بيتاً فيه تصاوير. (نسائى شريف، ابواب الزينة، باب ذكر أشد الناس عذاباً، النسخة الهندية ٢/٣٠١، دار السلام رقم: ٥٣٦٧)

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: أتاني جبرائيل فقال: لي أتيك البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل، وكان في البيت قرام ستر فيه تماثيل، وكان في البيت كلب، فمر برأس التمثال الذي على باب البيت يقطع فيصير كهية الشجرة، ومر بالستر فليقطع، فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطئان. الحديث: (أبو داود شريف، الأدب، باب في الصور، النسخة الهندية ۵۷۳/۲، دارالسلام رقم: ۴۱۵۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۲۶ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۰۶/۲۳)

محاکمہ متعلقہ مسئلہ تصویر از مولانا خلیل احمد صاحب

سوال [۲۰۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید و عمرو میں حسب ذیل مکاتبت ہوئی اس میں حق کس کی تقریر ہے، اور اگر زید کی تقریر حق ہے، تو عمرو کی آخری تقریر کا کیا جواب ہے، وجہ اس مکاتبت کی یہ ہوئی کہ عمرو نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ پشت کی طرف سے فوٹو لینے میں جس میں چہرہ نہ آوے گنجائش معلوم ہوتی ہے، اور درختار کی روایت نحوۃ العجہ سے اس کا استدلال تھا، اس پر زید کی تقریر ہوئی پھر اس پر آگے سلسلہ چلا۔

تقریر زید: تصویر کشی کی فقہاء نے ہر طرح ممانعت فرمائی ہے، خواہ چھوٹی تصویر ہو خواہ بڑی تصویر ہو، مستبین الاعضاء ہو یا غیر مستبین الاعضاء فرق صرف کراہت صلوٰۃ میں، اور استعمال میں یا گھر میں رکھنے میں ہے:

أن التماثيل يحرم، ولو كانت الصورة صغيرة كالتي على الدرهم
أو كانت في اليد أو مستورة أو مهاتة مع أن الصلوة بذلك لا تحرم، بل

ولا تکره لأن علة حرمة التصوير المضاهاة لخلق الله تعالى وهي موجودة في كل ما ذكر وعلة كراهة الصلوة بها التشبه وهي مفقودة فيما ذكر كما يأتي. (شامی کتاب الصلاة، باب ما یکره فی الصلاة، ومالا یکره کراچی ۱/۶۴۷، ۶۴۸، زکریا ۲/۴۱۷، ۴۱۸)

هذا كله في اقتناء الصورة وأما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقاً لأنه مضاهاة لخلق الله تعالى كما مر. (شامی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکره فیها، کراچی ۱/۶۵۰، زکریا ۲/۴۲۰)

باقی یہ امر کہ پشت کی طرف سے کھینچی گئی تصویر کو منجھوۃ الوجہ پر قیاس کر لیا جاوے، اس کی نسبت احقر کو یہ وہم ہے کہ منہ کو مٹا دینے سے ذی روح کی تصویر نہیں رہتی ہے، اور اسی وجہ سے ایسے عضو کاٹ دینے سے جس سے زندگی باقی نہ رہے شامی میں اجازت دی ہے، اور

ممحوة عضو لا تعیش بدونه، در مختار و قید بالراس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين والعينين لأنها تعبد بدونها. (شامی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، وما یکره فیها کراچی ۲/۶۴۸، زکریا ۲/۴۱۸)

اور اسی وجہ سے عالمگیری میں لکھا ہے کہ جو کیلئے شرط ہے کہ راس کا نشان بھی نہ رہے۔

وقطع الرأس أن يمحى رأسها بخيط يخاط عليها حتى لم يبق للرأس أثر أصلاً. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة، وما یکره زکریا، قدیم ۱/۱۰۷، جدید ۱/۱۶۶)

ان عبارتوں سے اور نیز علت مضامات سے یہ شبہ پڑتا ہے، کہ پشت پر سے پوری تصویر لینا جائز ہے، اور منجھوۃ الرأس پر اس کا قیاس بعید ہے، اسلئے اس تصویر کے کھینچنے میں گنجائش سمجھ میں آتی ہے، غایت مافی الباب یہ ہے کہ اگر کسی چھوٹے نقشے میں مستبین الاعضاء نہ ہوں تو اس کے اوپر یادائیں بائیں نماز میں کراہت نہ ہوگی۔

شبہات عمرو بر تقریر زید:

(۱) مسلم ہے مگر مجھ کو شبہ یہ ہے کہ وجہ یا راس نہ ہونے کے وقت وہ تصویر ہی نہیں رہتی بلکہ پھول یا شجر کے حکم میں ہے، اسی لئے تصویریت حرم کے بعد جو تعمیم کی ہے، اس میں صغروا ستشار و اہانت وغیرہ کو ذکر کیا ہے یا نہیں کیا ہے۔

أو مفقود الوجه أو الرأس أو عضو لا تعیش بدونه .

(۲) اگر اس کلمہ کو عام لیا جاوے تو اس کے قبل درمختار میں اول غیر ذی روح بھی مذکور ہے اس کو بھی عام ہونا چاہئے، حالانکہ یقیناً اس کا استثناء جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعمیم ذی روح میں ہے، اور نمبر ۱ میں لکھا جا چکا ہے کہ فقدان وجہ یا راس کی وجہ سے وہ ذی روح میں داخل نہیں اور اس میں مضاباۃ مخصوصہ تصویر میں ہے یا نہیں۔

(۳) پھر منع کی کیا وجہ ہے۔

(۴) عالمگیری سے مطلقاً یہ ثابت نہیں ہوتا اس نے صرف قطع رأس کی تفسیر کی ہے چنانچہ عبارت اس کی اس میں صریح ہے، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محو وجہ بھی بدون محور اس معتبر نہیں اور درمختار میں مقطوعۃ الرأس کے بعد اول وجہ حرف تردید سے کہنا اس کے معتبر ہونے میں صریح ہے اور نمبر ۲ میں عدم مضاباۃ مذکور ہو چکا ہے۔

اعتراضات بر شبہات عمرو: جو کچھ احقر کو شبہ ہوا اس کا منشا صرف اس قدر ہے، کہ جو تصویر مع وجہ کے ہو اس کے وجہ کو مٹا دینے سے وہ تصویر ذی روح ہونے سے خارج ہو جاتی ہے، اور جو تصویر پشت کی جانب سے کھینچی گئی ہے، اسمیں گو وجہ نہیں آیا، لیکن پورے آدمی کی تصویر ہونے کی وجہ سے داخل حرمت ہونا چاہئے، اور اس کو نحوۃ العجہ پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ جب صرف سامنے کے رخ سے تصویر کھینچی جاوے تو البتہ وجہ کے مٹا دینے سے اب وہ ذی روح باقی نہیں رہی، کیونکہ سر بالکل جاتا ہی رہا، اور قفا ہے نہیں اور جب کہ قفا کی جانب سے تصویر لی گئی ہے، تو پورے آدمی کی تصویر ہوئی، اور وجہ کا نہ ہونا مضر نہیں، جیسے کہ وجہ والے میں قفا کا نہ ہونا مضر نہیں ویسے ہی قفا والی تصویر میں وجہ کا نہ ہونا

مضر نہیں، غرض کہ قفا والی تصویر پورے انسان کی تصویر ہے، اگر یہ خیال کیا جاوے کہ وجہ کے بغیر انسان زندہ یا باقی نہیں رہتا، تو اسی طرح صرف وجہ سے بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا، تا وقتیکہ قفانہ ہو اس سے تو لازم آتا ہے، کہ صرف تصویر کا مجسمہ حرام ہو، اور کاغذ وغیرہ پر تصویر حرام نہ ہو اس لئے کہ انسان بغیر پشت و قفا کے زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔

جواب عمرو از اعتراضات زید: قولہ لیکن پورے آدمی کی تصویر الخ اقول اسی میں تو کلام ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں جیسا نمبر ۱ میں لکھ چکا ہوں کہ وجہ یا راس نہ ہونے کے وقت وہ تصویر ہی نہیں رہتی الخ، قولہ وجہ کا نہ ہونا راسی قولہ جیسے وجہ والی الخ، اقول یہ خیال اس لئے مخدوش ہے کہ تصویر میں معظم مقصود وجہ مع الرأس ہی ہے، کہ معرفت اسی سے ہے، اور مجمع محاسن وہی ہے، چنانچہ اسی بنا پر شایقان تصویر صرف وجہ ہی کی تصویر لینے اور رکھنے کو بھی کافی سمجھتے ہیں، برخلاف قفا کے اس میں یہ بات نہیں خصوصاً جبکہ پشت سے تصویر لینا اتفاقاً نہ ہو بلکہ اسی قصد سے ہو کہ وجہ کی ہیئت نہ آوے اس صورت میں تو ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہے جیسا بالقصد محو کر دیا ہو، جو حاصل ہے محو الوجہ او راس کا اور قفانہ آنا اکثر بلا قصد ہوتا ہے، اس لئے محو کے حکم میں نہیں ہو سکتا پس قفا وجہ میں دو فرق ہوئے اس لئے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے، قولہ اسی طرح صرف وجہ سے بھی الخ، اقول فقہاء کا عضو لا تعیش بدونہ پر جو کہ ایسا قاعدہ کلیہ ہے کہ وجہ و راس بھی اس میں داخل ہو سکتا تھا، کفایت نہ کرنا اور محو الوجہ او الرأس کا مستقلاً لانا مشعر اس امر کا معلوم ہوتا ہے، کہ وجہ و راس کا وجود یا عدم محض اسی حیثیت سے معتبر نہیں کہ وہ عضو لا تعیش بدونہ کا وجود یا عدم ہے ورنہ اس کو جداگانہ ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی، بلکہ وجہ و راس میں قطع نظر حیثیت مذکورہ سے نیز ایک خاص شان خصوصیت ہے کہ صرف اس کے مجموعہ کا وجود حکماً پوری تصویر کا وجود ہے، گو وہ اعضاء لا تعیش بدونہا سے خالی ہوں اسی طرح اس مجموعہ کا عدم پوری تصویر کا عدم ہے گو بقیہ اعضاء پر مشتمل ہو پس جب مجموعہ وجہ و راس ہوگا گو قفا وغیرہ نہ ہو، اس کو تصویر کہا جاوے گا، اور جب مجموعہ وجہ و راس نہ ہوگا قفا

وغیرہ ہو اس کو تصویر نہ کہا جاوے گا۔

آخر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ: انتھیٰ ماقال زید وعمرو و بینوا ما للحکم فیما قالا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بندہ ناچیز باعتبار اپنے علم وفہم کے اس قابل نہیں ہے کہ علماء اعلام کے اختلاف کا فیصلہ کر سکے، مگر ہاں امثالاً لمر الشریف اس مسئلہ میں جو کچھ خیال میں آیا ہے عرض کرتا ہے، روایات فقہیہ کے دیکھنے سے یہ امر واضح ہے کہ عمل تصویر اور اقتناء تصویر میں فقہاء کے نزدیک فرق ہے، تصویر سازی کو مطلقاً حرام اور ناجائز تحریر فرماتے ہیں، اور اقتناء تصویر مطلقاً ناجائز نہیں لکھتے ہیں، بلکہ بعد تغیرات جائز تحریر فرماتے ہیں، لہذا ان وجوہ سے زید کا قول حق معلوم ہوتا ہے، کہ فوٹو لینے میں کسی جاندار کے خواہ وجہ کی طرف سے لیا جاوے یا پشت کی طرف سے عدم جواز ہوا اگرچہ زید کی تعیم مستتبین الاعضاء یا غیر مستتبین الاعضاء ان دونوں کی مساواة روایات سے مفہوم نہیں ہوتی، اور (روایۃ ترمذی، ابواب الآداب والإستئذان، النسخة الهندیة ۲/۱۰۸، دارالسلام رقم: ۲۸۰۶، ابو داؤد، باب فی الصور، النسخة الهندیة ۲/۵۷۳، دارالسلام رقم: ۴۱۵۸) جس کے الفاظ یہ ہیں۔

فمر برأس التمثال الذي على باب البيت يقطع فيصير كهيئة الشجرة.

اس امر کے اوپر دلالت کرتی ہے، کہ بعد قطع رأس تصویر ذی روح کی باقی نہیں رہتی، بلکہ وہ کالشجرۃ ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ تصویر ظاہراً حیوان ہی کی تصویر معلوم ہوتی ہے، اور مضامینہ خلق اللہ جو علت حرمت ہے متحقق معلوم ہوتی ہے، اور نیز مخصوص رأس کا مختلف فیہ ہونا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ جب بعض اجزاء اصلیہ مفقود ہو گئے تو وہ تصویر ذی روح کی تصویر نہ رہی، رد المختار میں ہے۔

وفیه إشعار بأنه لا تکره صورة الرأس وفيه خلاف کما فی

اتخاذها کذا فی المحيط.

معلوم ہوتا ہے کہ بعض فقہاء نے ایسے جزء کا حکم کل قرار دیا ہے، اور ذی روح قرار دے کر اس

کو منع کیا ہے، اور بعض نے اس کو غیر ذی روح قرار دیا ہے، اور جائز فرمایا ہے: بندہ کے نزدیک ایسے اختلاف کی صورت میں اس خلاف کو نزاع لفظی پر محمول کیا جاوے اور حرمت کا محمل عام اس کو قرار دیا جائے کہ جب قصد کسی ذی روح کی تصویر پشت کی جانب سے لی جاوے تو بروئے اطلاق روایات نا جائز ہو اور جبکہ تصویر کا لینا مقصود نہ ہو مثلاً کسی مکان جنگل یا پہاڑ کی تصویر لینی مقصود ہے، اور پشت کی جانب سے کسی انسان کی تصویر آگئی یا اس قدر صغیر ہے کہ جو قریب سے بھی بدشواری فہم میں آتی ہے، گویا مقدار طیر سے بھی کم ہے، تو ایسی صورت میں جائز کہد یا جاوے، بظاہر کچھ مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

حررہ: خلیل احمد عفی عنہ (تمتہ اولیٰ/۳۲۲)



(۸) باب الجماعة

باجامعت نماز واجب ہے یا سنت؟

سوال [۲۰۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باجماعت نماز پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باجماعت نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈائجیل ۶/۴۰۷، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۹۲/۹)

قال (عبد الله بن مسعود) إن رسول الله ﷺ، علمنا سنن الهدى وإن من سنن الهدى، الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، النسخة الهندية ۱/۲۳۲، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴، صحيح ابن حبان دارالفكر ۳/۲۱۰، رقم: ۲۰۹۹، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ۹/۱۲۰، رقم: ۸۶۰۸)

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من سمع النداء فلم يأت، فلا صلاة له، إلا من عذر. (سنن ابن ماجه الصلاة، باب فضل فضل الصلاة الجماعة في جماعة النسخة الهندية ۵۷/، دارالسلام رقم: ۷۹۳، المستدرک، کتاب الصلاة قديم ۱/۳۷۳، مکتبہ نزار مصطفى الباز جدید ۱/۳۶۴، رقم: ۸۹۴، ۸۹۵)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدی : أرادوا بالتأكيد

الوجوب. (شامی کتاب الصلوة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۷)

الجماعة سنة مؤكدة أي قوية تشبه الواجب في القوة. (تبیین

الحقائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة امدادیہ، ملتان ۱/۱۳۲، زکریا ۱/۳۴۰، البحر الرائق،

کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، زکریا ۱/۶۰۳، کوئٹہ ۱/۳۴۴

تجب علی العقلاء البالغین الأحرار القادرین علی الجماعۃ من غیر

حرج. (حلبی کبیر، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ اشرفی ۵۰۸)

الصلوٰۃ بالجماعۃ فی الأصح مؤکدۃ شبیہۃ بالواجب فی القوۃ. (مراقی

الفلاح دیوبند ۱۰۷، باب الإمامۃ، دارالکتاب دیوبند/۲۸۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر ۱۱۳۵۴/۴۰)

تارک جماعت مردود الشہادہ ہے

سوال [۲۰۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت کا شرعی حکم کیا ہے، قصداً نماز باجماعت ترک کرنا کیسا ہے؟ ایسا امام جس میں کوئی خامی ہو، اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں جماعت ترک کر دیں۔

المستفتی: محی الدین، قصبہ سہسپور، ضلع بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جماعت کا شرعی حکم یہ ہے کہ بلا عذر شرعی یا طبعی

ترک کرنے والا فاسق و مردود الشہادۃ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم ۳۵۹۸، فتاویٰ محمودیہ

قدیم ۲/۷۰، جدید ڈابھیل ۶/۱۴۹، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۳۰۵، زکریا)

وتدل علی الوجوب من أن تارکھا من غیر عذر ترد شہادۃ

ویأثم الجیران بالسکوت عنہ. (کبیری ۴۵۵، ۳۵۹، جدید زکریا ۳۴۱)

عن عبد اللہ، قال: من سره أن یلقی اللہ غداً مسلماً فلیحافظ علی

هؤلاء الصلوات حیث ینادی بہن فإن اللہ شرع لنبیکم صلی اللہ علیہ

وسلم سنن الہدی، وإنھن من سنن الہدی ولو أنکم صلیتم فی بیوتکم

كما يصلى هذا المتخلف فى بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم الحديث . (مسلم ، المساجد باب فضل صلاة الجماعة ، النسخة الهندية ۱/۲۳۲ ، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴)

امام کی خامی کیا ہے تعین کیجئے، اس کے بعد جواب دیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۰/۲۳)

تارک جماعت کا حکم

سوال [۲۰۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بغیر عذر کے جماعت ترک کرنے والا شریعت کے نزدیک کس حکم کے دائرے میں داخل ہے، جو آدمی دینی نمائندہ ہو اور نماز باجماعت کا پابند نہ ہو اس کا حکم شریعت میں کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص بلا عذر شرعی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا وہ گنہگار اور فاسق اور مردود الشہادۃ ہے، اور جو شخص دینی نمائندہ ہو اور ترک جماعت کا عادی ہو وہ بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہے، وہ اس لائق نہیں کہ اسکو دین و شریعت کا نمائندہ بنایا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۴۰۹، فتاویٰ حقانی ۳/۱۲۷، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۹/۳۹۵)

عن أبي الأحوص ، عن عبد الله رضى الله عنه قال لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلوة ، إلا منافق قد علم نفاقه ، أو مريض ، إن كان المريض ليمشى بين رجلين حتى يأتي الصلاة ، وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى ، وإن من سنن الهدى ، الصلاة فى المسجد الذى يؤذن فيه . (صحيح مسلم ، المساجد باب فضل صلاة الجماعة النسخة الهندية ۱/۲۳۲ ، بيت الأفكار قديم: ۶۵۴ ، صحيح ابن حبان دار الفكر ۳/۲۱۰ ، رقم:

۲۰۹۹، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ۱۲۰/۹، رقم: ۸۶۰۸)

إن تارك الجماعة يستوجب إساءة ولا تقبل شهادته إذا تركها استخفافاً بذلك. (في منحة الخالق) إذا تركها استخفافاً أي تهاونا وتكاسلاً وليس المراد حقيقة الاستخفاف الذي هو الإحتقار فإنه كفر. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة، زكريا ۱/۶۰۳، كوئته ۱/۳۴۴، منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة كوئته ۱/۳۴۴، زكريا ۱/۶۰۳)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال : قال الزاهدی أرادوا بالتأكيد الوجوب (تحتہ) والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلاعذر يعزر ويرد شهادته . (شامی کتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ۲/۲۸۷، كراچی ۱/۵۵۲، حلي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة اشرفيه/۵۰۹، شرح النقاہ، كتاب الصلوة، باب الإمامة، اعزازه ديو بند ۱/۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۳ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
 (الف فتویٰ نمبر ۱۱۳۵۸/۴)

کسی کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا

سوال [۲۰۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے جماعت کھڑی ہونے والی ہے اور اسی مسجد میں ایک نابینا بھی نماز پابندی سے پڑھتا ہے، جماعت ہونے والی ہے نابینا وضو کر رہا ہے امام صاحب تو انتظار کرنا چاہتے ہیں لیکن مقتدیوں پر گراں گذر رہا ہے، تو ایسی صورت میں امام کو کیا کرنا چاہئے امام صاحب انتظار کریں، یا پھر نماز کیلئے کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی: محمد فرقان، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب جماعت کا وقت ہو گیا ہے، اور نمازی آچکے ہیں، تو بیٹا اور نایینا کے انتظار میں امام صاحب جماعت میں تاخیر نہیں کریں گے۔
(مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۰۵)

لو انتظر الإقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز لواحد بعد الاجتماع لا الخ. (شامی باب صفة الصلوة، مطلب في اطالة الركوع للجائي، زکریا ۲/۱۹۸، کراچی ۱/۴۹۵)

ينتظر الإقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز ولو آخر بعد الاجتماع لا. (بزازيہ، کتاب الصلوة، الفصل الأول في الآذان، زکریا جدید ۱/۱۹، وعلى هامش الهنديه، زکریا قدیم ۴/۲۵) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۶/۱۴۲۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۷۶۲/۳۵)

راستہ خراب ہونے کی وجہ سے ترک جماعت

سوال [۲۰۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری رہائش گاہ اہل ہنود کے درمیان ہے اور وہاں سے مسجد بھی کافی دور ہے راستہ مخدوش ہے جماعت کی نماز کس طرح ادا کروں کیا بیوی کو شریک جماعت بنا سکتا ہوں، اگر اجازت ہے تو تکبیر کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: فضل الرحمن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی راستہ مخدوش ہے تو آپ پر جماعت کے لئے مسجد حاضر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ گھر میں والدہ یا بیوی بہن وغیرہ کے ساتھ باجماعت

نماز ادا کرنا جائز ہے، البتہ ایک عورت ہے تو اسکو بھی پیچھے ہی کھڑا کرنا لازم ہے، مرد کے برابر کھڑی کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، من سمع المنادی فلم يمنع من اتباعه عذر قالوا: وما العذر؟ قال خوف أو مرض الحديث. (أبو داؤد الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة النسخة الهندية ۸۱/۱، دار الفکر برقم: ۵۵۱)

عن عبد الرحمن بن غنم، قال: قال أبو مالك الأشعري لقومه: ألا أصلي لكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فصف الرجال، ثم صف الولدان خلف الرجال ثم صف النساء خلف الولدان. (مسند احمد ۳۴۱/۵، رقم: ۲۳۲۸۴)

عن أنس رضي الله عنه قال: صلى النبي صلى الله عليه وسلم في بيت أم سليم، فقامت ويقيم خلفه، وأم سليم خلفنا. (بخاری شریف، الأذان، باب صلوة النساء خلف الرجال، النسخة الهندية ۱/۲۰، رقم: ۸۶۳، ف: ۸۷۱)

يسقط حضور الجماعة (إلى قوله) وخوف ظالم الخ. (مراقی الفلاح مع حاشية للطحطاوی کتاب الصلوة، باب الإمامة، فصل يسقط حضور الجماعة بواجبه قديم/۱۶۲، جديد دار الكتاب ديوبند/۲۹۷، الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة کراچی/۱/۵۵۶، زکریا/۲۹۳، مصری/۱/۴۱۱)

حتى لو صلى في بيته بزوجته أو جاريته أو ولده، فقد أتى بفضيلة الجماعة الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوة، باب الإمامة قديم/۱۵۶، جديد، دار الكتاب ديوبند/۲۸۷)

المرأة إذا صلت مع زوجها في البيت، إن كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتها بالجماعة. (شامی کتاب الصلوة، باب الإمامة مطبوعة کراچی/۱/۵۷۲، زکریا/۲۱۵، کوئٹہ/۱/۴۲۳) فقط الله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا الله عنه
(الف فتویٰ نمبر: ۶۴۶/۲۳)

کیا نابینا پر باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے

سوال [۲۰۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک نابینا شخص ہوں مجھے احتلام قطرہ اور ریاح کی شکایت ہے، تو کیا مجھ پر باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے، اگر جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے تو اس کا اہتمام کس طرح کروں کیوں کہ میں نابینا ہوں۔ جواب دیں؟

المستفتی: نور محمد، محلہ بارہ دری،
قصبہ: لہرپور، ضلع: سینٹاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ نابینا ہیں اور بیماری بھی لاحق ہے تو اس بناء پر جماعت سے نماز پڑھنا آپ کے اوپر سے معاف ہے گھر میں یا جہاں آپ کا قیام ہو وہیں تنہا نماز پڑھ لیا کریں، ہاں بشرط سہولت اگر مسجد میں جائیں تو نماز کے وقت میں جب چاہیں وضو کریں جائز ہے۔

والاعمیٰ عند أبي حنيفة قال ابن الهمام والظاهر أنه اتفاق. (حلبی کبیر ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل فی الإمامۃ اشرفیہ دیوبند / ۵۱۰ ، کبیری / ۴۷۵ ، طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل یسقط حضور الجماعة جدید دارالکتاب دیوبند / ۲۹۸ ، قدیم / ۱۶۲ ، درمختار مع الشامی ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامۃ زکریا ۲/۲۹۲ ، کراچی ۵۵۵/۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۷۳۴/۳۵)

مدرسہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ کر مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے انجمیر

یا کوئی دوسری جگہ جانے کا ارادہ کیا مگر نماز ظہر ایک بجکر ۳۰ منٹ پر ہے اور ریل ایک بجے ہے، اور اذان بھی نہیں ہوئی ہے پانچ یا چھ آدمی مسجد میں تھے، ان لوگوں سے کہا تم لوگ میرے ساتھ نماز پڑھ لو تو جماعت کا ثواب مجھے مل جائیگا، اور تم لوگ جب مسجد میں جماعت ہوگی تو پھر پڑھ لینا تو اس طرح میں نے نماز پڑھ لی اور جب اذان ہوئی تو دوسرے لوگوں نے جماعت سے نماز دوبارہ پڑھ لی، تو اس طرح جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مفصل جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

المستفتی: منزل الحق، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں جن لوگوں نے مدرسہ میں فرض نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اور ان کی مسجد میں باجماعت پڑھی ہوئی نماز نفل بن جائیگی۔

فقال (رسول الله صلى الله عليه وسلم) إذا جئت إلى الصلوة، فوجدت الناس فصل معهم، وإن كنت قد صليت تكن لك نافلة، وهذه مكتوبة . (سنن أبو داود، الصلاة، باب فيمن صلى في منزله ثم أدرك الجماعة يصلي معهم، النسخة الهندية ۸۵/۱، دارالسلام رقم: ۵۷۷، سنن الدارقطني، كتاب الصلوة، باب إعادة الصلاة، في جماعة دار الكتب العلمية بيروت ۲۸۳/۱، رقم: ۱۰۶۷، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب من قال الثانية فرض وفيه نظر دار الفكر ۲۲۸/۳، رقم: ۳۷۴۳)

ثم اقتدى بالإمام متفلاً ويدرك بذلك فضيلة الجماعة . (درمختار كتاب الصلوة، باب ادرك الفريضة زكريا ۵۰۶/۲، كراچی ۵۳/۲) فقط اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۳۴۰/۳۳)

کیا لوگوں کے طعنہ کے سبب تنہا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے

سوال [۲۰۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز باجماعت کے بارے میں حدیث شریف میں تاکید و تلقین آئی ہے لیکن ایک شخص عالم دین ہے نماز باجماعت پڑھتا ہے کبھی کبھار دو نمازیں یا لگا تار تین نمازیں گھر میں منفرداً پڑھ لیتا ہے، اس امر منکر سے ہم نے روکا تو وہ شخص کہتا ہے کہ میری کوئی خاص مشغولی نہیں ہے نماز پڑھنے مسجد جاؤں گا تو لوگ یہ کہیں گے کہ دیکھو ملانے کا کام صرف مسجد جا کر نماز پڑھنے کا رہ گیا ہے، پھر منفرداً نماز پڑھنے پر دو دلیلیں قائم کرتا ہے۔

(۱) السلامة فی الوحدة.

(۲) ترک جماعت کے بھی اعذار ہیں، ان میں سے ایک عذر میرے ساتھ لگا ہوا ہے، حضرت مفتی صاحب کیا اس کی یہ عذر بیانی درست ہے، اگر نماز باجماعت پڑھے گا تو اس کی بیکاری اس کی عزت کھودے گی؟ موجودہ زمانہ میں کن حالات میں ترک جماعت درست ہے؟ مدلل اور مفصل بیان فرمائیں؟

المستفتی: محمد رضوان قاسمی، سورت

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ترک جماعت بلا عذر شرعی کرنے سے آدمی فاسق

ہو جاتا ہے، گرچہ وہ اس کو تنہا اپنے گھر میں پڑھتا ہو اور مذکورہ عالم صاحب کی دونوں باتیں شریعت اسلامیہ سے دوری پر دلالت کرتی ہیں، اور یہ دونوں اعذار عذر شرعی نہیں ہیں، بلکہ جہالت اور دین حق سے ناواقفیت پر مبنی ہیں، بلکہ ایک عالم ہونے کی حیثیت سے بڑی پابندی کے ساتھ مسجد جا کر کے نماز پڑھے تاکہ اعتراض کرنے والوں کی عالم کے عمل سے اصلاح ہو جائے، اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کو مسجد آ کر باجماعت نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے رہنا ایک عالم دین کی ذمہ داری ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: حافظوا على الصلوات الخمس حيث ينادي بهن، فإنهن من سنن الهدى، وإن الله عز وجل شرع لنبیه سنن الهدى، ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق ولو صليتم في بيوتكم، وتركتم مساجدكم، تركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لكفرتم. (ابوداؤد، الصلوة، باب التشديد في ترك الجماعة، النسخة الهنديه ۱/ ۸۱، دارالسلام رقم: ۵۵۰)

قال عبد الله ولعمري ما اخل أحدكم إلا وقد اتخذ مسجداً في بيته ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم ولو تركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم لضللتكم. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۱/ ۵۱۶، رقم: ۱۹۷۹، مسند أبي داؤد الطيالسي، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۳۴۷، رقم: ۳۱۱، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۹/ ۱۱۶، رقم: ۸۵۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵ھ/۲/۲۱

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۴۹۱/۲۰)

ملا کہنے کی وجہ سے نماز باجماعت ترک کر دینا

سوال [۲۰۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین ہے باجماعت نماز پڑھتا، لیکن کبھی کبھی لگا تار دو یا تین نماز لگا تار گھر پر منفرداً پڑھ لیتا ہے، اور عذر یہ بیان کرتا ہے کہ مسجد جا کر نماز پڑھوں گا تو لوگ کہیں گے ملا کا کام صرف مسجد جا کر نماز پڑھنا رہ گیا ہے، تو کیا اس کا یہ کہنا عذر میں شامل ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر شرعی جماعت سے نماز نہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اور لوگوں کا یہ کہنا کہ ملا کو صرف مسجد آ کر نماز پڑھنے کا کام رہ گیا ہے یہ کوئی عذر

نہیں ہے، کیونکہ شریعت نے ترک جماعت کے لئے جن چیزوں کو عذر قرار دیا ہے یہ ان میں سے نہیں ہے، اور ایسا کہنے والا بے دین ہے، اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت نصیب فرمائے، اور کسی عالم دین کا اس طرح بازاری لوگوں کی بازاری باتوں سے متاثر ہو کر اقامت صلوٰۃ جیسی اہم عبادت کو ترک کر دینا انتہائی بزدلی ہے، اور اسکی عادت بنا لینا نہایت مذموم عمل ہے، ایسا شخص فاسق اور مردود الشہادت ہے، تو بہ کر لے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۹۴/۹، ڈابھیل ۶/۲۰۷/۲۰۸، امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۸۶)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال ، قال الزاهدي : أرادوا بالتأكيد الوجوب ، تجب على الرجال العقلاء البالغين القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج ، والظاهر أن المراد به العذر المانع : كالمرض ، والشيخوخة ، والفلج ، بخلاف نحو المطر ، والطين ، والبرد ، والعمى . (شامی کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۷ تا ۲۹۰ ، کراچی ۱/۵۵۲ تا ۵۵۴ ، فتح القدیر ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامة اشرفی ۱/۳۵۳ ، زکریا ۱/۳۵۳ ، کوئٹہ ۱/۲۹۹ ، ہندیہ ، کتاب الصلوٰۃ ، الباب الخامس فی الإمامة ، زکریا قدیم ۱/۸۲ ، جدید ۱/۱۴۰ ، تاتارخانیہ ۲/۲۸۰ ، رقم: ۲۴۲۲)

عن عبد الله بن مسعود قال: حافظوا على هؤلاء الصلوات الخمس حيث ينادي بهن ، فإنهن من سنن الهدى ، وإن الله عز وجل شرع لنبیه صلی اللہ علیہ وسلم سنن الهدی ، ولقد رأيتنا ، وما يتخلف عنها إلا منافق..... ولو صليتم في بيوتكم ، وتركتهم مساجدكم ، تركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لكفرتم . (ابو داؤد الصلوٰۃ ، باب التشديد فی ترك الجماعة ، النسخته الهندیہ ۱/۸ ، دار السلام رقم: ۱۴۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ صفر ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۴۳۲/۲۰)

مسجد میں دوران نماز الگ نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فجر کی نماز جماعت سے ہو رہی ہے امام قرأت کر رہا ہے ایک شخص آیا اور جماعت کی دو صفوں کے فاصلہ پر اس نے تنہا فرضوں کی نیت باندھ لی اور وہ بھی اتنی آواز سے قرأت کر کے پڑھنے لگا کہ امام کے پیچھے کے مقتدی کو اس شخص کی آواز سنائی دینے لگی اس کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا اس کی نماز ہو گی۔ جواب سے نوازیں آپ کی مہربانی ہوگی؟

المستفتی: عبدالحسین سیفی،
شاہ آباد، ضلع رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نماز کو جماعت کیساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، لہذا دوران جماعت کسی شخص کا اکیلے نماز پڑھنا بہت برا عمل ہے، خصوصاً جبکہ وہ بلند آواز سے قرأت بھی کر رہا ہو تو اس کی برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے، اگرچہ اس شخص کا فریضہ ادا ہو جائے گا، حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے، کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی نماز کے بعد دو شخصوں کو جماعت سے الگ بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کو سرزنش فرمائی۔

عن جابر بن یزید بن الأسود ، عن أبيه ، قال : شهدت مع النبي صلى الله عليه وسلم حجه ، فصليت معه صلوٰة الصبح في مسجد الخيف ، فلما قضى صلوٰته انحرف ، فإذا هو برجلين في أخرى القوم لم يصليا معه ، فقال : علي بهما ، فجئني بهما ترعد فرائصهما ، فقال : ما منعكما أن تصليا معنا ، فقالا : يا رسول الله ! إنا كنا قد صلينا في رحالنا ، قال : فلا تفعلوا ، إذا صليتما في رحالكما ، ثم أتيتما مسجد جماعة فصليا معهم ، فإنها لكما نافلة . (ترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی الرجل یصلی وحده ثم

یدرک الجماعة النسخة الهندية ۱/۵۳، دارالسلام رقم: ۲۱۹، سنن أبي داود، الصلاة باب فيمن صلى في منزله ثم أدرك الجماعة يصلي بهم النسخة الهندية ۱/۸۵، دارالسلام رقم: ۵۷۵، سنن النسائي، الصلاة، إعادة الفجر مع الجماعة لمن صلى وحده النسخة الهندية ۱/۹۸، دارالسلام رقم: ۸۵۹، صحيح ابن خزيمة، المكتب الاسلامي ۲/۷۸۹، رقم: ۱۶۳۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۰۰۲/۳۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۱/۲۸ھ

مسجد میں جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عصر کی نماز جماعت سے ہو رہی ہے، ایک شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہے، وہ جماعت میں شامل نہیں ہوا، اور قرآن پڑھتا رہا اور وہ بھی اتنی آواز سے کہ امام اور مقتدیوں کو اسکی آواز آرہی ہے اور جماعت کے بعد قرآن رکھ کر تنہا نماز پڑھی، اس کے اس عمل کے بارے میں تفصیل سے بتائیں اس کا کیا حکم ہے؟ نوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالحسیب سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد میں عین جماعت کے وقت فرض باجماعت سے ہٹ کر کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا جائز نہیں اور بآواز بلند قرآن مجید پڑھنے کی بھی شرعاً اجازت نہیں ہے، بلکہ جماعت میں شامل ہو جانا لازم ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه وسلم: إذا

أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء

إذا أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة، النسخة الهندية ۱/۹۶، دارالسلام رقم:

۴۲۱، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمی ۲/۴۳۶، رقم: ۳۹۸۹

وفی القنیہ: تارک الجماعة من غیر عذر یجب تعزیرہ. (شرح النقایہ،

کتاب الصلاة، باب الجماعة، اعزازیہ دیوبند ۱/۸۵)

إن تارک الجماعة یتوجب إساءة الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلوة،

باب الإمامة زکریا ۱/۶۰۳، کوئٹہ ۱/۴۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم ۱۴۲۰ھ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۱/۲۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۰۰۲/۳۲)

مال کی حفاظت کی وجہ سے مسجد نہ جا کر تنہا نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنے گاؤں کے قریب میں کریشر چلاتا ہوں اور گنا خرید کر گڑ بنا کر فروخت کرتا ہوں میرے کریشر کی چہار دیواری نہیں ہے اور میں اس کا اکیلا نگراں ہوں اور جب مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو گنا اور گڑ چوری ہو جاتا ہے، کچھ لوگ اس گھات میں رہتے ہیں کہ یہ کس وقت یہاں سے جائے اور ہم اپنا کام بنائیں میں اس نقصان سے بچنے کیلئے کریشر پر بے جماعت کے نماز پڑھ لیا کروں تو میرے لئے یہ عذر شرعی ہے یا نہیں اور کریشر پر جماعت کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا؟

المستفتی: عبدالرحمن رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک آدمی کا انتظام نہ ہو اس وقت تک گنا اور

گڑ کی حفاظت کیلئے مسجد کی جماعت چھوڑ کر کریشر پر تنہا نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، من سمع المنادی فلم

یمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف، أو مرض، لم تقبل

منہ الصلاة التي صلي . (سنن أبي داؤد ، الصلاة ، باب التشديد في ترك الجماعة
النسخة الهندية ۸۱/۱ ، دارالسلام رقم: ۵۵۱ ، المستدرک ، کتاب الصلاة قديم
۳۷۳/۱ ، مکتبہ نزار مصطفی الباز ، جدید ۱/۳۶۴ ، رقم: ۸۹۶)

وخوف على ماله أي من لص ونحوه إذا لم يمكنه غلق الدكان أو
البيت الخ . (شامی ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ، زکریا
۲۹۳/۲ ، کراچی ۵۵۶/۱ ، حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاة ، فصل
يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئاً دارالکتاب دیوبند ۱/۲۹۷ ،
الموسوعة الفقهية ۲۷/۱۸۹) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۳/۱۱

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۹۰۵)

اجرت لے کر نماز تراویح پڑھانے والے کی اقتداء کرے یا تنہا

نماز پڑھے

سوال [۲۰۲۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تراویح کی نماز
میں حافظ کو اجرت دینے اور لینے کا عام رواج بن چکا ہے اور زید ایک عالم ہے تو کیا زید اس
مذکورہ حافظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھے یا تنہا گھر میں الم تر کیف سے پڑھے جو بھی بہتر
صورت ہو اس کو بیان فرمائیں کرم ہوگا؟

المستفتی: اسرار الحق ، کشن گنج ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جماعت سے نماز پڑھنا، بہر صورت افضل اور
بہتر ہے، اسلئے مذکورہ عالم کو جماعت میں شریک ہونا چاہئے اور حافظ کے اجرت لینے کی وجہ

سے عالم کے نماز کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی، بشرطیکہ مذکورہ عالم حافظ صاحب کو اجرت دینے والوں میں شامل نہ ہوں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۳۹۶)

عن أبي هريرةؓ، أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل برو فاجر.
(سنن الدارقطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۴۴، رقم: ۱۷۵۰)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برأً كان أو فاجراً والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم برأً كان أو فاجراً. (سنن أبي داود الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور النسخة الهنديہ ۱/۳۴۳، دارالسلام رقم: ۲۵۳۳)

صلي خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (تحتہ فی الشامیة)
أفاد أن الصلوة خلفهما أو لى من الإنفراد. (شامی کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام زکریا ۲/۳۰۱، کراچی ۱/۵۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۳۰۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۵/۱۴۲۸ھ

معذور شخص کا گھر پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک عالم صاحب بیمار ہیں، نماز کیلئے مسجد نہیں جاسکتے معذور ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ محلہ کے دو چار آدمی ان بزرگ کے ساتھ مل کر گھر پر ہی جماعت کر لیا کریں تو اس طرح ان بزرگ کی نماز جماعت سے ہوتی رہے گی، معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ بزرگ تو معذور ہیں شرعاً مسجد نہیں جاسکتے ہیں یہ دوسرے حضرات جو مسجد چھوڑ کر بزرگ کیساتھ گھر پر جماعت کرتے ہیں کیا یہ لوگ مسجد کی جماعت چھوڑنے کے مجرم تو نہیں ہونگے، اور ان

عالم برزگ کا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مذکورہ عالم صاحب واقعی اتنے بیمار ہیں کہ نماز کے لئے مسجد نہیں جاسکتے ہیں تو ایسی صورت میں وہ اگر گھر میں تنہا نماز پڑھیں تو بھی ان کو جماعت کا ثواب ملے گا، البتہ اگر کبھی کبھار، ہفتہ عشرہ میں کوئی تندرست آدمی خوشی مسجد کی جماعت سے رک کر ضعیف کیساتھ باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اس کی عادت نہ بنائی جائے اور نہ تندرست آدمی پر دباؤ ڈالا جائے کہ ضعیف کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے، اس لئے کہ ضعیف کو گھر پر تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں بھی جماعت کا ثواب مل رہا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ، جدید ڈائجیل ۷/۵۶۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: قال رسول اللہ ﷺ: من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، فلم يقبل الله منه الصلاة التي صلى. (سنن الدارقطني، كتاب الصلاة، باب الحث لجار المسجد على الصلاة فيه، إلا عن عذر، دار الكتب العلمية ۱/۴۰۰، رقم: ۱۵۴۲، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ترك الجماعة بعذر المرض والخوف دار الفكر ۴/۲۰۸، رقم: ۵۱۵۰، ۵۱۵۱)

وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أَعذارها وكانت نيته حضورها لولا العذر يحصل له ثوابها، والظاهر أن المراد به العذر المانع كالمرض والشيخوخة. (شامی باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی

المسجد کراچی ۱/۵۵۴، زکریا ۲/۲۹۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۵/۱۴۲۹ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۶۱۳)

برص کی بیماری میں گھر پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جس کو برص کی بیماری ہے لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں، اور وہ نماز پڑھنے جاتا ہے، اگلی صف میں کھڑا ہوتا ہے اور کوئی شخص اس کے بغل میں کھڑا ہونا نہیں چاہتا ہے اس وجہ سے صف میں دو تین آدمی کی جگہ باقی رہ جاتی ہے، لوگ دوسری صف بنا لیتے ہیں کیا اگلی صف میں جگہ باقی رہنے سے بلا کراہت دوسری صف والوں کی نماز ہو جائے گی، اور برص والے شخص کے بارے میں کیا کرنا چاہئے کیا اس کراہیت کی وجہ سے ایسے شخص کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

المستفتی: محمد سفیان، بہراچی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: برص والا شخص اگر اس نیت سے گھر میں نماز پڑھے تاکہ لوگوں کو ایذا و تکلیف سے محفوظ رکھے، تو اس کو گھر میں ان شاء اللہ جماعت کا ثواب مل جائے گا، اسلئے اس کو اگلی صف میں کھڑے ہو کر نمازیوں میں انتشار پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے، اور اگر اس کو مسجد ہی میں نماز کا شوق ہے تو پیچھے کی صفوں میں ایک کنارے کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

عن أبي هريرة رض قال: وجد النبي صلی اللہ علیہ وسلم ريح ثوم في المسجد فقال: من أكل من هذه الشجرة، فلا يقربن مسجدنا. (مسند أحمد بن حنبل ۲/۴۲۹، رقم: ۹۵۴۰، ۲/۲۶۴، رقم: ۷۵۷۳، ۲/۲۶۶، رقم: ۷۵۹۹)

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من سمع المنادي فلم يمنع من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلي. (سنن أبي داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة النسخة

الہندیہ ۱/۸۱، دارالسلام رقم: ۵۵۱، المستدرک کتاب الصلاة قدیم ۱/۳۷۳، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز جدید ۱/۳۶۴، رقم: ۸۹۶)

وفي الدر المختار: وأكل نحو ثوم ويمنع منه (تحتہ فی الشامیہ)
وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أوبه جرح له رائحة
وكذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولى باللاحق .
(شامی، باب ما یفسد الصلوۃ، مطلب فی الغرس فی المسجد، زکریا ۲/۴۳۵،
کراچی ۱/۶۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۴/۱۴۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۹۵۷۵/۳۸)

کوڑھی کیلئے جماعت کا سقوط

سوال [۲۰۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو کوڑھی کی بیماری ہے اسی حالت میں وہ مسجد میں نماز پڑھنے آتا ہے کچھ لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں، لہذا زید کا مسجد میں آنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث سے جواب دیں، ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: سمیع الدین، شرف الدین،
حسن خاں، قاضی پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اعتراض کرنے والے حق پر ہیں، مذکورہ بیماری کی حالت میں زید کے حق میں مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرنا شرعاً معاف ہے، بلکہ گھر میں تنہا نماز ادا کرنا اس پر لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۶۵)

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من أكل من هذه الشجرة

، یعنی الثوم، فلا يؤذينا في مسجدنا، (وقال في موضع آخر: فلا يقربن مسجدنا) ولا يؤذينا بريح الثوم. (مسند ابن حنبل ۲/۲۶۶، رقم: ۷۵۹۹، ۲/۲۶۴، رقم: ۷۵۷۳، ۲/۴۲۹، رقم: ۹۵۴۰)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من سمع المنادی فلم يمنع من اتباعه عذر، لم تقبل منه الصلاة التي صلى، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلوة، باب ترك الجماعة بعذر المرض والخوف دار الفكر بيروت ۴/۲۰۸، رقم: ۵۱۵۰، ۵۱۵۱)

وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه (تحتة في الشامية) وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخرأوبه جرح له رائحة، وكذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أو لى' بالإلحاق. (الدر المختار مع الشامى، باب ما يفسد الصلوة، مطلب في الغرس في المسجد زكريا ۲/۴۳۵، كراچی ۱/۶۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ شوال ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۴۳۹/۲۵)

کوڑھ کے مریض کا جماعت میں شریک ہونا

سوال [۲۰۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا اسلام کوڑھ کے بیماروں کو مسجد میں غسل اور نماز کی اجازت دیتا ہے؟

المستفتی: ایم سٹمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے لوگوں کو جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ اپنے گھر تنہا نماز ادا کرنے کا حکم ہے اور مسجد میں آنا بھی ممنوع ہے، اسلئے کہ

ان سے ملائکہ اور دیگر مسلمانوں اور نمازیوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من أكل من هذه الشجرة،
يعنى الشوم، فلا يؤذينا في مسجدنا، (وقال في موضع آخر: فلا يقربن
مسجدنا) ولا يؤذينا بريح الشوم. (مسند ابن حنبل ۲/۲۶۶، رقم: ۷۵۹۹، ۲/۲۶۴،
رقم: ۷۵۷۳، ۲/۴۲۹، رقم: ۹۵۴۰)

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من سمع المنادي فلم
يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض. (سنن الدار
قطنی، کتاب الصلاة، باب الحث لجار المسجد على الصلاة فيه، إلا من عذر
دارالکتب العلمیة ۱/۴۰۰، رقم: ۱۵۴۲)

قلت علة النهی أذى الملائكة وأذى المسلمين (إلى قوله) وكذلك
ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب
والسماك والمجدوم والأبرص أولى باللاحاق وقال سحنون: لا أرى
الجمعة عليهما الخ. (شامی، باب ما يفسد الصلوة، مطلب في الغرس في المسجد،
زكريا ۲/۴۳۵، کراچی ۱/۶۶۱، مصری ۱/۶۱۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۱۳۷)

کھانسی کے مریض کا مسجد میں نماز کے لئے جانا

سوال [۲۰۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کو
کھانسی کا مرض لاحق ہے، وہ مسجد میں نماز پڑھتا ہے، جس سے مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہے
؟ ایسے شخص کیلئے بہتر طریقہ کیا ہے؟ کیا وہ مسجد کے بجائے گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

کیا اسے جماعت و مسجد کا ثواب ملے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں ایسے شخص کیلئے بہتر طریقہ یہی ہے کہ بجائے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے گھر میں تنہا نماز پڑھ لیا کرے۔

عن أبی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من أكل من هذه الشجرة، یعنی الثوم، فلا يؤذینا فی مسجدنا (وقال فی موضع آخر: فلا یقربن مسجدنا) ولا یؤذینا بريح الثوم. (مسند ابن حنبل ۲/۲۶۶، رقم: ۷۵۹۹، ۲/۲۶۴، رقم: ۷۵۷۳، ۲/۴۲۹، رقم: ۹۵۴۰)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من سمع المنادی فلم یمنعه من اتباعه عذر، فلا صلاة له، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض. (المستدرک، کتاب الصلاة قديم ۱/۳۷۳، مکتبہ نزار مصطفى الباز، جدید ۱/۲۶۴، رقم: ۸۹۶)

أذى المسلمین وأذى الملائكة فبالنظر إلى الأولى یعذر فی ترک الجماعة وحضور المسجد وبالنظر إلى الثانية یعذر فی ترک حضور المسجد ولو كان وحده الخ. (شامی، باب ما یفسد الصلوة، مطلب فی الغرس فی المسجد زکریا ۲/۴۳۵، کراچی ۱/۶۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/رجب ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۸۵۳/۲)

جماعت کے وقت سنت و نفل پڑھنے کا حکم

سوال [۲۰۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زیکوٰۃ ایک عالم

صاحب نے یہ بتایا کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو داخل مسجد کوئی سنت یا نفل پڑھنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ اگر نیت باندھ لی ہے تو نیت توڑ دینی چاہئے، زید اس پر عمل کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ وہ عالم صاحب شافعی مسلک کے تھے۔

المستفتی: مقتدیان، جامع
مسجد، منڈی دھنورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عام سنتوں اور نوافل کے بارے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جماعت شروع ہونے کے بعد سنت یا نفل کی نیت باندھنا مشروع نہیں ہے البتہ اگر پہلے سے نیت باندھ رکھی ہے تو ایک رکعت پڑھنے کی صورت میں دوسری رکعت اور تین رکعت پڑھنے کی صورت میں چوتھی رکعت تخفیف کے ساتھ پڑھ کر جلدی سے سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے نیت توڑنا لازم نہیں؟۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قیدیم ۱۳/۷۰، جدید ڈائجیل ۷/۱۹۳)

قال الله تعالى: 'وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ'. (سورة محمد: ۳۳)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ أنه قال: إذا أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة. (صحيح مسلم، الصلاة، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن
النسخة الهندية ۱/۲۶۷، بيت الأفكار رقم: ۷۱۰، مسند الدارمي، دار المغني ۲/۹۰۷،
رقم: ۱۴۸۸، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۱۵/۲۶۳، رقم: ۸۷۳۶)

قولہ ترکھا ائی لا یشرع فیہا، ولیس المراد بقطعہا لما مر أن الشارع فی النفل لا یقطعہ قطعاً. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش زكريا ۲/۵۱۰، ۲/۵۰۲، کراچی ۲/۵۶، ۲/۵۰، تقریرات رافعی علی الشامی، باب ادراك الفريضة كراچی و زكريا ۲/۹۶، هكذا في البحر، كتاب الصلوٰۃ، باب إدراك الفريضة زكريا ۲/۱۲۵، كوئٹہ ۲/۷۱، و مثله في الكثر ۳۶/۳)

لہذا مسئلہ صورت میں زید کو جنھوں نے نیت توڑنے کا مسئلہ بتایا ہے وہ درست نہیں

ہے؟ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۶/۱۴۲۱ھ

جماعت شروع ہونے کے بعد نوافل کی نیت باندھنا

سوال [۲۰۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز فجر میں امام کے فرض نماز شروع کر دینے کے بعد کسی شخص کا اسی مسجد میں سنتوں کیلئے نیت باندھ لینا کیا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، جبکہ اسے امام کے قرآن پڑھنے کی آواز بھی سنائی دے رہی ہے، کیا اسے اس کا پورا ثواب ملے گا یا گناہ کا کام ہے، پورے ثبوت کے ساتھ خلاصہ کر کے سمجھائیں، اللہ آپ کو ثواب عطا فرمائے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فرض نماز کی جماعت شروع ہو جانے کے بعد فجر کے علاوہ باقی نماز میں سنتوں کی نیت باندھنا جائز نہیں مگر وہ ہے۔

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ أنه قال: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا

المكتوبة. (صحيح مسلم الصلاة، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن

النسخة الهندية ۱/ ۴۷۲، بيت الأفكار رقم: ۷۱۰)

البتہ فجر میں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی سنت کی نیت باندھ کر اسی مسجد میں جماعت کی صفوں سے بالکل الگ ایک کنارے یا باہر کے حصہ میں سنت فجر پڑھنا جائز ہے انشاء اللہ ثواب بھی ملے گا اس سلسلہ میں حدیث میں صحابہ کا عمل موجود ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ، قال: إذا أقيمت الصلاة،

فلا صلاة إلا المكتوبة، إلا ركعتي الصبح. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة،

دار الفکر ۴/ ۳۵، رقم: ۴۶۵۱)

عن عبد الله رض أنه دخل المسجد ، والإمام في الصلوة فصلی رکعتی الفجر . (طحاوی شریف قدیم ۱/ ۲۱۹، جدید دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۸۵/۱، رقم: ۲۱۵۸)

عن أبي الدرداء أنه كان يدخل المسجد والناس صفوف في صلاة الفجر فيصلی الركعتين في ناحية المسجد ثم يدخل مع القوم في الصلوة. (طحاوی شریف قدیم ۱/ ۲۲۰، جدید دارالکتب العلمیہ بیروت ۴۸۷/۱، رقم: ۲۱۶۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۸/۵/۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۲۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۵/۱۲ھ

جماعت کھڑی ہونے کے بعد اگلی صف میں سنن و نوافل پڑھنا

سوال [۲۰۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کی سب سے اگلی صف میں سنت پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر مکروہ ہے تو کونسا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی تشریح فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: اسرار احمد، محلہ ضابطہ گنج، نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جماعت شروع ہونے سے قبل اگلی صف میں سنت و نوافل پڑھنا جائز ہے اور جماعت شروع ہونے کے بعد سنت و نوافل اگلی صف میں مکروہ تحریمی ہے۔

عن أبي هريرة رض أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة. (صحيح مسلم، المساجد، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن النسخة الهندية ۱/ ۲۴۷، بيت الأفكار رقم: ۷۱۰، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم

۱۵/۲۶۳، رقم: ۸۷۳۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وأخذ المؤذن في الإقامة، فجذبني النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وقال أتصلي الصبح أربعاً. (مسند أبي داود الطيالسي، دار الكتب العلمية بيروت ۴/۵۵۶، رقم: ۲۸۵۹، صحيح ابن خزيمة، المكتب الإسلامي ۱/۵۵۸، رقم: ۱۱۲۵)

وأشدها كراهة أن يصلحها مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة الخ. (شامی کتاب الصلوة، باب ادراك الفريضة مطلب هل الإساءة دون الكراهة زكريا ۲/۵۱۱، كراچی ۲/۵۶)

ويكره للمفرد أن يقوم في الصف الخ. (كبيری ۳/۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۷۵۳/۲۵)

جماعت کے وقت تنہا صف میں نماز پڑھنا

سوال [۲۰۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جس وقت جماعت ہوتی ہے، اس وقت جماعت والی صف میں کھڑا ہو کر اپنی نماز بغیر امام کی اقتداء کے ادا کرتا ہے، اور چند اشخاص اس کے ایماء پر ویسا ہی کرتے ہیں ایسے مفسدین کے لئے شرعی حکم کیا ہے، اور ان کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: محمد اسلام، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بڑی فضیلتیں اور ترک جماعت پر بڑی وعیدیں آئی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری طبیعت چاہتی ہے کہ لکڑی جمع کرواؤں پھر نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں اور جو لوگ جماعت میں

شریک نہ ہوں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

عن أبي هريرة رض عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم ، قال : لقد هممت أن أمر فتيتي أن يجمعوا حزم الحطب ، ثم آمر بالصلوة فتقام ، ثم أحرق على أقوام لا يشهدون الصلوة . (ترمذی شریف ، الصلاة ، باب ماجاء فيمن سمع النداء فلا يجيب ، النسخة الهندية ۵۲/۱ ، دار السلام رقم: ۲۱۷)

پھر جماعت کا امام متبع شریعت بھی ہو اس کے باوجود تنہا نماز پڑھنا اور صف میں پڑھنا بالکل درست نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فاسق اور گنہگار ہیں۔

عن أبي هريرة رض قال : قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : إذا أقيمت الصلاة ، فلا صلاة إلا المكتوبة . (مسند الدارمی ، دارالمغني ۹۰۷/۲ ، رقم: ۱۴۸۸ ، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمي ۴۳۶/۲ ، رقم: ۳۹۸۹)

عن وابصة رض ، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ، رأي رجلا يصلي خلف الصف وحده ، فأمره أن يعيد . (سنن أبي داؤد ، الصلاة ، باب الرجل يصلي وحده خلف الصف ، النسخة الهندية ۹۹/۱ ، دارالسلام رقم: ۶۸۲ ، صحيح ابن خزيمة ، المكتب الإسلامي ۷۵۴/۱ ، رقم: ۱۵۷۰ ، المعجم الكبير للطبراني ، داراحياء التراث العربي ۱۴۱/۲۲ ، رقم: ۳۷۴ ، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمي ۵۹/۲ ، رقم: ۲۴۸۲)

وأشدها كراهة أن يصليها مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة . (شامی باب إدراك الفريضة ، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ، زكريا ۵۱۱/۲ ، كراچی ۵۶/۲ ، البناء ، كتاب الصلوة ، باب إدراك الفريضة ، اشرفيه ديوبند ۵۶۹/۲)

والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته . (شامی كتاب الصلوة ، باب الإمامة زكريا ۲۸۷/۲ ، كراچی ۵۵۲/۱ ، تبیین الحقائق ، كتاب الصلوة ، باب ادراك الفريضة امداديه ملتان ۱۸۲/۱ ، زكريا ۴۵۲/۱)

شرح النقایہ ، کتاب الصلاۃ ، باب الجماعۃ ۸۵/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۰/۳/۳

(الف فتویٰ نمبر: ۳۰۹۹/۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۶/۳

جماعت کے قعدہ اخیرہ میں شمولیت افضل ہے یا الگ سے دوسری جماعت کرنا

سوال [۲۰۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بعض مرتبہ چند حضرات جن میں اہل علم بھی شامل ہوتے ہیں مسجد میں پہونچے تو امام صاحب جماعت کی آخری رکعت پڑھا رہے تھے ، ایک دو ساتھی وضو بنا کر قعدہ اخیرہ میں شریک ہو گئے ، اور جماعت میں شرکت کر لی باقی سب حضرات اطمینان سے وضو کرتے رہے یہ سوچ کر کہ ہمارے ساتھ مولانا ہیں دوسری جماعت کر لیں گے تو معلوم یہ کرنا ہے کہ مسجد کی جماعت کی شمولیت زیادہ افضل ہے اگرچہ قعدہ اخیرہ ہی ملے یا دوسری جماعت کر کے مکمل نماز امام صاحب کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے فقہاء کے نزدیک یہ طرز عمل کیسا ہے؟

المستفتی: محمد اصغر، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب آخری رکعت باقعدہ اخیرہ میں ہوں اس وقت اگر کچھ لوگ مسجد میں آئیں اور جلدی جلدی وضو کر کے قعدہ اخیرہ یا آخری رکعت میں شریک ہو سکتے ہوں تو ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی جماعت الگ کرنے کے بجائے مسجد کی جماعت میں شامل ہو جائیں کیونکہ اس صورت میں بھی جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائیگی اب اگر دوسری جماعت اسی مسجد میں کریں گے تو فعل مکروہ کا ارتکاب لازم آئیگا، اور اگر مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ کریں گے تو مسجد کا ثواب ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوگا، اسلئے بہتر یہی ہے کہ جلدی

جلدی وضو کر کے آخری رکعت یا قعدہ اخیرہ میں شریک ہو جائیں، ہاں البتہ اگر کسی دوسری مسجد میں تاخیر سے جماعت ہوتی ہے اور وہاں مکمل نماز تکبیر اولیٰ کیساتھ پڑھنے کا ارادہ ہے تو پھر توازن اور تقابل کے اعتبار سے بہتر یہی ہے کہ دوسری مسجد میں پوری نماز باجماعت پڑھ لی جائے۔

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من أدرك الإمام جالساً قبل أن يسلم فقد أدرك الصلاة. (سنن الدارقطني، كتاب الجمعة، باب فيمن يدرك من الجمعة ركعة أو لم يدركها، دارالكتب العلمية بيروت ۱۰/۲، رقم: ۱۵۸۹)

و کذا لو فاتت أحدهم تكبيرة الافتتاح أو ركعة أو ركعتان ويمكنه إدراكها في غيره لا يذهب إليه لأنه صار محرزاً فضيلة الجماعة في مسجده فلا يترك حقه. (کبیری/۶۱۳)

ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر. (شامی کتاب الصلوة، باب الإمامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۹۱، کراچی ۱/۵۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۹۵۴۰/۳۸)

دس تا پندرہ سال تک کے بچوں کو لیکر جماعت کرنا

سوال [۲۰۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہ بات مدرسہ کے انتظامی امور میں داخل ہے کہ (بطور اصلاح و نگرانی) مدرسہ کا ہر مدرس مدرسہ میں مقیم بچوں کو ایک وقت کی نماز پڑھائیگا، ان بچوں کی عمر ۱۰ تا ۱۵ سال ہے زید کہتا ہے کہ ان کمسن بچوں کی امامت درست نہیں اور وہ نماز نہیں پڑھاتا اور اس کا نماز نہ پڑھانے پر اصرار ہے او روہ بچوں کو نماز نہ پڑھا کر خود اپنی نماز الگ پڑھتا ہے، اگر بچے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو کیا ثواب اس تنہا نماز سے بھی گھٹ جائیگا۔

المستفتی: عبدالمعید قاسمی، ہلدوانی، نئی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بالغ مقتدی کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنا کر امامت کرانے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے، تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں بچوں کو لیکر جماعت کرنے میں زیادہ ثواب ہے، ہاں البتہ اگر زید بالغوں کی جماعت میں شرکت کیلئے کسی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو اس سے زید کو روکنا درست نہیں ہے بچوں کی امامت کرانے کیلئے زور زبردستی نہ کی جائے بلکہ اختیار دیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند زکریا ۳/۴۲)

وتحصل فضيلة الجماعة بصلوته مع واحد. (أى من الصبيان)
(الاشباه والنظائر/ ۱۶۹)

وكذا إن كانت معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقاہ، كتاب الصلاة، باب الجماعة اعزازیہ دیوبند ۱/۸۵)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱/۱۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ محرم ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۴۶۱/۳۴)

عید گاہ میں پُجوۃ نماز ادا کرنا

سوال [۲۰۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے شہر احمد گڑھی کی آبادی بڑھتی بڑھتی عید گاہ تک پہنچ گئی ہے فی الحال مسجد بنانے کی ہمت نہیں ارادہ ہے تو کیا عید گاہ میں مسجد کا انتظام ہونے تک نماز پُجوۃ گاہ باجماعت ادا کیجا سکتی ہے، عید گاہ کا حکم منسوخ تو نہیں ہو جائے گا عید گاہ کمیٹی کو مزاحمت کر نیکا اختیار ہے یا نہیں؟
المستفتی: محمد ابراہیم، احمد گڑھ، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عید گاہ میں نماز پنجوقتہ ادا کرنا جائز ہے اس میں نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے سے عید گاہ کا حکم منسوخ نہ ہوگا، اور عید گاہ کی کمیٹی کے لوگوں کو عید گاہ میں نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہئے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۱۱۳/۷، جدید زکریا ۱۱۳/۷، زکریا مطول ۱۰/۴۶۷)

لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم عليها مسجد الم
أربذلك بأساً وذلك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن
موتاهم لا يجوز لأحد أن يملكها فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز
صرفها إلى المسجد لأن المسجد أيضاً وقف من أوقاف المسلمين. (عمدة
القاری، کتاب الصلوة، قبیل باب الصلاة فی مرابض الغنم، دار احیاء التراث العربی بیروت
۱۷۹/۴، جدید زکریا ۳/۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم / محرم ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۲۵۸۵)

ایک ہی باؤنڈری میں مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنے کا حکم؟

سوال [۲۰۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ
الف: مسجد رہٹہ معافی کی جسمیں اختلاف ہے اور ہم نماز مدرسہ میں مسجد کی اذان سے پہلے
اذان بھی اور نماز بھی پڑھتے ہیں کیا ہماری اس طرح نماز ہو رہی ہے یا نہیں آپ فتویٰ کے
تحت آگاہ فرمائیں۔

ب: مسجد اور مدرسہ کی باؤنڈری ایک ہے اذان مسجد کے وقت پر پڑھی جاتی ہے، کیا یہ درست
ہے اگر یہ درست نہیں ہے تو اسے فتویٰ کے ذریعہ سمجھائیں؟

المستفتی: سروت حسین، رہٹہ معافی، خاص، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو لوگ مسجد کی باونڈری میں مسجد سے الگ اذان و جماعت کرتے ہیں وہ لوگ مسجد میں نماز پڑھنے کے ثواب سے محروم ہیں اور ان کی نماز ادا تو ہو جاتی ہے واجب الاعادہ نہیں ہے لیکن برملا اعلانیہ طور پر جماعت مسجد کی مخالفت کی وجہ سے سخت گنہگار ہوں گے، ان کو اپنی اس حرکت سے فوراً باز آ جانا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۶/۱، ۷۸، جدید ڈابھیل ۶/۱، ۴۱۷، میرٹھ ۹/۲۰۰)

عن عبد الله، قال: من سره أن يلقي الله غداً مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادي بهن، فإن الله شرع لنبيكم ﷺ سنن الهدى وإنهن من سنن الهدى ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم. (مسلم، المساجد، باب فضل الصلوة الجماعة النسخة الهندية ۱/۲۳۲، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴، مسند أبي يعلى الموصلي، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۴۷۲، رقم: ۳۱۱، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۱/۵۱۶، رقم: ۱۹۷۹ مسند أحمد بن حنبل ۱/۳۸۲، رقم: ۳۶۲۳، ۴۱۵/۱، رقم: ۳۹۳۶، ۴۵۵/۱، رقم: ۴۳۵۵) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۷۰۴/۲)

دوسری منزل پر جماعت کرنا

سوال [۲۰۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد دو منزلہ ہے اس کے نیچے کے حصہ میں جماعت کرنا چاہئے یا اوپر کے حصہ میں، اگر اوپر کے حصہ میں جماعت کریں تو نیچے کا حصہ جو اصل مسجد ہے وہ خالی رہے گا، نیز ایسا کرنا یعنی نیچے کے حصہ کو

چھوڑ کر اوپر جماعت کرنا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں اس کی کوئی نظیر ہے اور اگر نیچے اوپر دونوں میں پانچوں وقت کچھ لوگ نیچے اور کچھ لوگ اوپر جماعت کریں یعنی ایک ہی وقت میں الگ الگ اذان و اقامت کے ساتھ اوپر نیچے جماعت کرنا کیسا ہے، اور دونوں میں سے کس کی نماز صحیح ہے کیا فقہ کی کتابوں میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ اگر نیچے کے حصہ میں گرمی زیادہ لگتی ہو یا گھٹن رہتی ہو یا جگہ تنگ رہتی ہو ان اعذار کی وجہ سے کبھی کبھی نیچے کے حصہ کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں جماعت کر سکتے ہیں؟

المستفتی: عبدالرشید، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر دو منزلہ مسجد کے اوپر کا حصہ بھی باقاعدہ نماز کیلئے مسقف بنایا گیا ہے تو گرمی کے عذر کی وجہ سے نیچے کا حصہ چھوڑ کر اوپر کے حصہ میں جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند قدیم ۴/۱۵۰، کفایت المفتی قدیم ۳/۱۱۶، زکریا مطول ۴/۳۰۳)

البتہ بلا کسی عذر کے نیچے کا حصہ چھوڑ کر اوپر جماعت کرنے کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔

(مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۵۸۷)

نیز ایک وقت میں اوپر نیچے الگ الگ جماعت کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ (مستفاد:

احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۵۲۶)

ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة الخ. (شامی،

کتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۸، کراچی ۱/۵۵۲)

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن

يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود علی سطحه

للضرورة. (ہندیہ کتاب الکراہیۃ آداب المساجد زکریا قدیم ۵/۳۲۲، جدید ۵/۳۷۲)

إذا صلى فوق المسجد مقتديا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی، کتاب

الصلوة، باب الحدث فی الصلوة، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/۴/۱۴۱۲ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۲۶/۲۹)

مسجد کی چھت پر نماز باجماعت ادا کرنا

سوال [۲۰۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد میں فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بجائے مسجد کی چھت پر نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلے کا جواب تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی

المستفتی: قاری سلمان صاحب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مسجد کی چھت جماعت خانہ کی شکل کی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو باجماعت نماز کیلئے مقرر کیا ہے بلکہ خالی چھت پڑی ہوئی ہے، تو اس پر جماعت کرنا اور اصل مسجد اور جماعت خانہ کو باجماعت نماز پڑھنے سے چھوڑ دینا مکروہ ہے اگرچہ شدت گرمی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔

نقل عن المفید کراہۃ الصعود علی سطح المسجد ویلزمہ کراہۃ الصلوة ایضاً فوقہ الخ. (شامی، باب ما یفسد الصلوة، مطلب فی أحكام المسجد زکریا ۲/ ۴۲۸، کراچی ۱/ ۶۵۶)

وإذا صلی فوق المسجد مقتدیا بالإمام أجزاءه. (المبسوط للسرخسی،

کتاب الصلوة، باب الحدث فی الصلوة، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰)

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ، ولہذا إذا اشتد الحر یکرہ أن یصلوا بالجماعة فوقہ إلا إذا ضاق المسجد، فحينئذ لا یکرہ الصعود علی سطحه للضرورة. (ہندیہ کتاب الکراہیۃ، آداب المساجد

زکریا قدیم ۳۲۲/۵، جدید ۳۷۲/۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۱۲/۱۴۱۲ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/محرم الحرام ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵۲۷/۲۷)

شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد کی چھت پر فرض نماز جماعت کیساتھ ادا کرنا کیسا ہے؟ جیسا کہ بہت سی مساجد میں ایسا ہوتا ہے جواب سے نواز کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: بمصنار الدین، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسجد دو منزلہ ہے، یا جماعت خانہ اوپر کی منزل میں ہے تو دوسری منزل میں بلا کراہت جماعت کرنا جائز ہے اور اگر صرف مسجد کی چھت ہے اس میں نیچے کی منزل کی طرح جماعت خانہ نہیں ہے، تو ایسی چھت پر جماعت خانہ کو چھوڑ کر جماعت کرنا مکروہ ہے، اگرچہ شدت گرمی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱/۲۸۸، جدید میرٹھ ۱۱/۱۳۱)

کراہۃ الصعود علی سطح المسجد ویلزمہ کراہۃ الصلوۃ فوقہا الخ.
(شامی باب ما یفسد الصلوۃ، مطلب فی أحكام المسجد زکریا ۲/۴۲۸، کراچی ۱/۶۵۶)
وإذا صلی فوق المسجد مقتدیا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلوۃ، باب الحدث فی الصلوۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۱۰)

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولہذا إذا اشتد الحر یکرہ أن یصلوا بالجماعۃ فوقہ إلا إذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورة. (ہندیہ کتاب الکراہیۃ، آداب المساجد، زکریا قدیم ۳۲۲/۵، جدید ۳۷۲/۵)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۰۹۹/۲۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

رمضان میں نماز عشاء کی جماعت محلہ میں ادا کرنا

سوال [۲۰۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رمضان کی تراویح کے سلسلہ میں فتاویٰ کی روشنی میں اتنی تو گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ محلہ کی مسجد چھوڑ کر ایک دوسری جماعت الگ سے بنالی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ حفاظ کرام کو قرآن سنانے کا موقع مل سکے، لیکن اس کے ساتھ مفتیان کرام یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ عشاء کی فرض نماز باجماعت مسجد ہی میں سب ادا کریں اس کے بعد تراویح کی دوسری جماعت کرنے والے چاہیں تو مسجد سے الگ دوسری جگہ اپنی جماعت کر لیں، اس سلسلہ میں جناب کی رائے معلوم ہو جاوے کہ واقعی عشاء کی نماز سب کو مسجد ہی میں پڑھنی ہوگی یا اس میں کوئی گنجائش بھی ہے کہ جہاں تراویح سنانا ہو وہاں عشاء پڑھی جاسکے؟

المستفتی: از اسلامک دعوة اکادمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رمضان المبارک کے علاوہ عام دنوں میں بھی مسجد میں فرض باجماعت پڑھنے کی احادیث شریفہ میں بہت تاکید آئی ہے، حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد میں آ کر فرض نماز باجماعت نہ پڑھنے والوں پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، ان کے گھروں کو جلادینے تک فرمایا ہے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: والذى نفسى بيده لقد هممت أن آمر بحطب، فيحطب ثم آمر بالصلوة، فيؤذن لها، ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجالٍ، فأحرق عليهم بيوتهم. (صحيح البخارى،

الصلاة، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهندية ۸۹/۱، رقم: ۶۳۵، ف: ۶۴۴)
اور رمضان المبارک میں ایک فرض کا اجر ستر گنا ہو جاتا ہے، اور غیر رمضان میں ستائیس
گنا ہے، تو ستائیس کو ستر سے ضرب دینے سے ۱۸۹۰ گنا ثواب ایک فرض نماز مسجد میں آکر
پڑھنے سے ملتا ہے۔

عن سلمان رض قال خطبنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم -إلى- ومن أدى فيه فريضة
كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه. (صحيح ابن خزيمة، المكتب الإسلامي
۹۱۱/۲، رقم: ۱۱۸۸، شعب الإيمان للبيهقي، دار الكتب العلمية ۳/۳۰۵، رقم: ۳۶۰۸)
عن عبد الله بن عمر رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: صلاة الجماعة، تفضل
صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة. (صحيح البخاري، الصلاة، باب فضل صلاة
الجماعة وكان الأسود، النسخة الهندية ۸۹/۱، رقم: ۶۳۶، ف: ۶۴۵، صحيح مسلم،
المساجد، باب فضل صلاة الجماعة النسخة الهندية ۲۳۱/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۵۰)
نیز صحیح حدیث شریف میں ہے کہ گھر سے وضو کر کے فرض نماز باجماعت پڑھنے کیلئے مسجد کو
چلے تو ایک ایک قدم پر ایک ایک درجہ بلند ہوتا ہے ایک ایک گناہ معاف ہوتا ہے، ایک ایک
ثواب لکھا جاتا ہے۔

عن أبي هريرة رض يقول: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم -إلى- إذا توضأ فأحسن
الوضوء ثم خرج إلى المسجد لا يخرجه إلا الصلاة لم يخط خطوة إلا
رفعت له بها درجة، وحط عنه بها خطيئة. (صحيح البخاري، الصلاة، باب فضل
الجماعة، النسخة الهندية ۸۹/۱، رقم: ۶۳۸، ف: ۶۴۷)

اسلئے رمضان میں عشاء کی فرض نماز ضرور مسجد میں جا کر کے ادا کرنی چاہئے اس کے بعد
تراویح کی نماز مسجد سے الگ کسی ہال، یا کسی فیکٹری یا کسی گھر میں باجماعت ادا کی جائے تو
شرعاً اس کی اجازت ہے، اور جہاں تراویح کی نماز ادا کی جائے وہاں فرض نماز ادا نہ کیجائے
بلکہ فرض نماز کیلئے مسجد کو لازم پکڑیں۔

عن زید بن ثابت (إلیٰ قوله) فصلوا أيها الناس فی بیوتکم فإن أفضل صلاة المرء فی بیته إلا الصلاة المكتوبة . (صحيح بخاری کتاب الاعتصام ، باب ما یکره من كثرة السؤال ، النسخة الهندیة ۲/ ۱۰۸۳ ، رقم: ۲۹۹۷ ، ف: ۷۲۹۰)

صلوة المرء فی بیته أفضل من صلواته فی مسجدي هذا إلا المكتوبة . (سنن أبي داود ، باب صلاة الرجل التطوع فی بیته ، النسخة الهندیة ۱/ ۲۰۴ ، دارالسلام رقم: ۱۰۴۴ ، المعجم الأوسط ، دارالفکر ۳/ ۱۵۹ ، حديث: ۴۱۷۸ ، المعجم الكبير ، دار احیاء التراث العربی ۵/ ۱۴۴ ، رقم: ۴۸۹۳)

عن عبد الله قال: إن رسول الله ﷺ علمنا سنن الهدى وإن من سنن الهدى الصلوة فی المسجد الذى يؤذن فيه . (مسلم، کتاب المساجد ، باب فضل صلوة الجماعة الخ، النسخة الهندیة ۱/ ۲۳۲ ، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴)

عن عبد الله قال: من سره أن یلقى الله غداً مسلماً ، فلیحافظ علی هذه الصلوات حیث ینادی بهن ، فإن الله شرع لنبیکم سنن الهدى ، وإنهن من سنن الهدى ، ولو أنکم صلیتم فی بیوتکم كما یصلی هذا المتخلف فی بیته ، لترکتם سنة نبیکم ، ولوترکتם سنة نبیکم لضللتهم ، وما من رجل یتطهر ، فیحسن الطهور ، ثم یعمد إلی مسجد من هذه المساجد ، إلا کتب الله له بكل خطوة یخطوها حسنة ، ویرفعه بها درجة ، ویحط عنه بها سیئة ، ولقد رأیتنا ، وما یتخلف عنها إلا منافق معلوم النفاق ، ولقد کان الرجل یؤتی به یهادی بین الرجلین حتی یقام فی الصف . (مسلم شریف ، المساجد ، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى النسخة

الهندي ۱/ ۲۳۲ ، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/۱۲/۱۴۲۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

(الف توئی نمبر: ۳۷/ ۸۴۰۲)

خارج از مسجد جماعت ادا کرنا

سوال [۲۰۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد بوسیدہ ہونے کے باعث دوبارہ تعمیر کرائی جا رہی ہے ابھی اندر کا کھن توڑا گیا ہے برآمدہ صحیح و سالم ہے اب مصلیان مسجد برآمدہ چھوڑ کر مسجد سے ملحق مسجد سے خارج بچوں کے پڑھنے کی جگہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، تو کیا مسجد کا صحن یا برآمدہ بالکل چھوڑ کر خارج مسجد جماعت کرنا بلا کراہت صحیح ہے یا کچھ کراہت ہے اگر مسجد کے صحن اور برآمدہ میں نماز ادا کی اور کسی عذر کی وجہ سے اندر کی محراب کے بالکل سیدھے سیدھے امام کا مصلیٰ نہ بچائیں تو نماز میں کچھ کراہت ہوگی یا نہیں یا جماعت کا عدم ہوگی۔

المستفتی: سید اشرف علی، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بچوں کے پڑھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے نماز تو وہاں بلا کراہت صحیح ہو جائیگی لیکن مسجد کا ثواب نہیں ملیگا۔ (مستفاد: فتاویٰ درالعلوم زکریا ۳/۵۷)

عن أبی الأحوص، قال: قال عبد الله... وقال: إن رسول الله ﷺ علمنا سنن الهدى، وإن من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (صحيح مسلم المساجد، باب صلاة الجماعة النسخة الهنديه ۱/۲۳۱، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴، المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۹/۱۲۰، رقم: ۸۶۰۸، صحيح ابن حبان دار الفکر ۳/۲۱۰، رقم: ۲۱۰۰)

امام کو وسط صف میں ہونا چاہئے بالکل محراب کے مقابل میں کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے، لہذا اگر امام وسط صف میں ہے تو نماز بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۴۱۹)

عن أبی هريرة رض قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وسطوا

الإمام وسدوا الخلل. (ابوداؤد، الصلاة، باب مقام الإمام من الصف النسخة الهنديہ ۱/۹۹، دارالسلام رقم: ۶۸۱، السنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب مقام الإمام من الصف، دارالفكر جديد ۴/۲۶۴، رقم: ۵۳۰۵)

السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف ألا ترى أن المحاريب ما نصبت إلا وسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام لئلا يلزم عدم قيامه في الوسط فلولم يلزم ذلك لا يكره. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في كراهية قيام الإمام في غير المحراب ذكر يا ۲/۳۱۰، كراچی ۱/۵۶۸، الموسوعة الفقهية ۳۶/۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۴/۱۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ ربيع الثاني ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۸۰۷)

مسجد کے علاوہ جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنا

سوال [۲۰۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں تبلیغی اجتماع ہو رہا ہے، محل اجتماع سے چند قدم غالباً پانچ سو میٹر کے فاصلہ پر مسجد ہے، ذمہ دار حضرات کام کر رہے ہیں اور اس مصلحت سے مغرب کی نماز اسی جگہ میں پڑھ لیتے ہیں کہ اجتماع کی تاریخ تک ایک ماحول بنے نیز سب طرح کے لوگوں کو جمع کر کے دینی بات کی جائے جبکہ مسجد کے پر ہونے میں دو تین صفیں باقی رہتی ہیں کیا ایسی صورت میں مسجد میں نماز پڑھنا ضروری ہے اور کیا محل اجتماع میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے کیا وہاں پر نماز پڑھنے سے منع کرنا ضروری ہے۔

المستفتی: مجیب الرحمن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد میں جماعت کیسا تھ نماز پڑھنے کی جو فضیلت

ہے وہ اجتماع کی جگہ پر نماز پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتی، لیکن اجتماع کی ضروریات کی وجہ سے اگر اجتماع کی جگہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو بلا کسی کراہت کے جائز اور درست ہے، اور مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے عند اللہ گنہ گار نہ ہوگا۔

قال عبد الله بن مسعود: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم سنن الهدى وإن من سنن الهدى الصلوة فى المسجد الذى يؤذن فيه. (صحيح مسلم، المساجد، باب صلاة الجماعة، النسخة الهندية ۲۳۲/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴، صحيح ابن حبان دار الفكر ۳/۲۱۰، رقم: ۲۰۹۹، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۹/۱۲۰، رقم: ۸۶۰۸)

عن عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلوة فوجد الناس قد صلوا فذهت إلى منزله فجمع أهله ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط، دار الفكر ۵/۱۳۲، رقم: ۶۸۲۰، ۳/۲۸۴، رقم: ۴۶۰۱، مجمع الزوائد ۲/۴۵، رقم: ۲۰۱۷۷، وفيه رواه الطبراني فى الكبير والأوسط ورجاله ثقة)

وإن صلى أحد في بيته بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد. (شامى، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد زكريا ۲/۴۹۵، كراچی ۲/۴۵)

وإن صلى بجماعة فى البيت اختلف المشائخ فيه والصحيح أن للجماعة فى البيت فضيلة وللجماعة فى المسجد فضيلة أخرى فإذا صلى فى البيت بجماعة فقد حاز فضيلة أدائها بالجماعة وترك الفضيلة الأخرى والصحيح أن أدائها بالجماعة فى المسجد أفضل وكذلك فى المكتوبات. (هنديہ، كتاب الصلوة، باب التاسع فى النوافل فصل فى التراويح زكريا

قدیم ۱/۱۶، جدید ۱/۱۷۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ شعبان ۱۴۲۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۴۱۳۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/۸/۱۴۲۹ھ

دوران نماز کسی مقتدی کا الگ سے زور سے تلاوت کرنا

سوال [۲۰۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے حافظ و قاری مستند ہے اور طہارت و نماز وغیرہ کے مسائل سے بھی بخوبی واقف ہے، عمر مقتدی ہے مگر ائمہ حضرات پر بیجا حکمرانی اور ظلم و زیادتی کرنیکا عادی ہے اس وجہ سے ہر امام سے اسکی ٹھوں ٹھال رہتی ہے اب موجودہ امام کے پیچھے تقریباً سات ماہ سے نماز نہیں پڑھتا کوئی شرعی و معقول وجہ بھی نہیں بیان کرتا، جماعت ہوتی ہے تو اپنی نماز پڑھتا رہتا ہے کبھی قرآن پاک پڑھتا ہے، لہذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ عمر کی نماز ہوتی ہے یا نہیں تلاوت کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: حاجی محمد غیور، مینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: باجماعت نماز کے وقت جماعت میں شرکت نہ

کر کے آواز سے تلاوت کرنا اور جماعت میں شرکت نہ کر کے اسی وقت اپنی نماز الگ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے نماز تو ہو جائے گی مگر ثواب نہیں ملے گا اور الگ سے گناہ بھی ہوگا حدیث میں آیا ہے، کہ اگر کوئی شخص فرض نماز پہلے پڑھ چکا ہے پھر مسجد میں جماعت کے وقت پہنچتا ہے تو اس کو بھی جماعت میں شرکت کرنے کا حکم ہے اور جس نے اپنا فرض نہیں پڑھا اس کا مسئلہ تو بہت اہم ہے، بعض دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز لوٹانے کا حکم فرمایا ہے، حدیث شریف ملاحظہ کریں۔

عن وابصة بن معبدؓ أن رجلاً صلى خلف الصف وحده ، فأمره النبي

ﷺ **أن يعيد الصلاة** . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی الصلاة خلف الصف وحده ، النسخة الهندية ۱/۳۱ ، دارالسلام رقم: ۲۳۱ ، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمي ۵۹/۲ ، رقم: ۲۴۸۲ ، صحيح ابن خزيمة المكتب الإسلامي ۱/۷۵۴ ، رقم: ۱۵۷۰ ، المعجم الكبير للطبرانی ، داراحیاء التراث العربی ۱۴۱/۲۲ ، رقم: ۳۷۴)

عن یزید بن الأسودؓ قال : شهدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ ، فصلیت معه صلاة الصبح فی مسجد الخیف ، فلما قضی صلاتہ انحرف ، فإذا هو برجلین فی أخرى القوم لم یصلیا معه ، فقال : علي بهما ، فجيء بهما ، ترعد فرائصهما ، فقال : مامنكما أن تصلیا معنا ، فقالا : یا رسول اللہ ! إنا كنا قد صلینا فی رحالنا ، قال : فلا تفعلآ ، إذا صلیتما فی رحالكما ، ثم أتیتما مسجد جماعة فصلیا معهم ، فإنها لکما نافلة . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی الرجل یصلی وحده ثم یدرک الجماعة النسخة الهندیہ ۱/۳۰ ، دارالسلام رقم: ۲۱۹ ، صحيح ابن خزيمة ، المكتب الإسلامي ۲/۷۸۹ ، مسند أبي داؤد الطیالسی ، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۷۱ ، رقم: ۱۳۴۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۴۳۸/۳۲)

قیام اللیل کی جماعت

سوال [۲۰۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر رمضان میں قیام اللیل کے نام سے کچھ رکعات باجماعت ادا کرتے ہیں، کیا اس طرح کرنا جائز ہے اور قیام اللیل کی حقیقت و تعداد کیا ہے؟

المستفتی: محمد عبد السبحان ، کیلی فورنیا ، امریکہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: رمضان کی تراویح، صلاۃ الکسوف اور صلاۃ الاستسقاء کے علاوہ کسی بھی طرح کی نفل نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے حضرات حنفیہ کے نزدیک رمضان المبارک اور غیر رمضان میں مذکورہ تینوں نمازوں کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز جماعت کیساتھ پڑھنا جس میں مقتدی کی تعداد تین سے زائد ہو چاہے تہجد ہو یا صلاۃ التسخیر ہو یا کوئی اور نماز ہو جماعت کے ساتھ پڑھنا راجح قول کے مطابق مکروہ تحریمی ہے، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ وغیرہ نے مکروہ تحریمی کے قول کو ترجیح دی ہے، نیز قیام اللیل کے عنوان سے غیر رمضان میں جب قیام اللیل کا ثبوت ہی نہیں ہے تو اس کی حقیقت اور تعداد کا سوال بھی نہیں ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۴، جدید زکریا/۳۳۶، باقیات فتاویٰ رشیدیہ/۱۸۳، فتاویٰ عثمانی زکریا/۴۳۸، تا۴۴۴، مکتوبات/۳۱، ۲۳۷، دفتر اول بحوالہ احسن الفتاویٰ زکریا/۳/۴۷۶، فتاویٰ دارالعلوم زکریا/۴۲۳، فتاویٰ رحیمیہ جدید زکریا/۴/۱۳۶، آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید/۴/۲۰۸، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۹، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل/۷/۲۳۸ تا ۲۴۹، میرٹھ ۱۱/۳۰۶ تا ۳۰۸، کتاب المسائل/۱/۴۱۶، احسن الفتاویٰ زکریا/۳/۴۶۹ تا ۴۷۶)

التطوع بجماعة..... اے یکرہ ذلک علی سبیل التداعی . (درمختار، الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، کراچی ۲/۴۸، ۴۹، زکریا ۲/۵۰۰)

قال الطحطاوی والتداعی أن یجتمع أربعة فأكثر علی إمام ودون ذلک لا یکرہ إذا صلوا فی ناحية من المسجد کذا فی القهستانی ونقله فی البحر عن الصدر الشهيد وظاهر إطلاقه الکراهة أنها تحریمية . (طحطاوی علی الدر کتاب الصلوۃ، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۲۴۰)

التطوع بالجماعة إذا کان علی سبیل التداعی یکرہ. (ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی الإمامة الفصل الأول فی الجماعة، زکریا قدیم/۸۳، جدید/۱/۱۴۱)

اعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعى مكروه على ما تقدم
 ماعدا التراويح وصلاة الكسوف والاستسقاء . (حلبی کبیر، کتاب الصلوة، قیام
 اللیل اشرفی دیوبند ۱/۴۳۲، شامی کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی کراهة
 الإقتداء فی النفل کراچی ۲/۴۸، زکریا ۲/۲۸۸، حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلوة، قبیل
 فصل فی بیان النوافل، دارالکتاب ۶/۳۸، بزازیة علی هامش ہندیہ، کتاب الصلوة، الفصل
 الثالث فی التراويح زکریا ۴/۲۹، زکریا جدید ۱/۲۲، خلاصة الفتاوی ۱/۶۳، حلبی کبیر،
 کتاب الصلوة، باب التراويح اشرفیہ دیوبند ۸/۴۰۸، الفتاوی التاتاریخانیہ، کتاب الصلوة،
 الفصل العاشر فی التطوع زکریا ۲/۲۹۲، رقم: ۲۴۵۹، فتح القدير، کتاب الصلوة، باب
 الإستسقاء زکریا ۲/۹۱، کوئٹہ ۲/۵۹، البحر الرائق، کتاب الصلوة، قبیل باب ادراک
 الفريضة کوئٹہ ۲/۷۰، زکریا ۲/۱۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲/ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۴۰/۴۰)

تہجد کی جماعت

سوال [۲۰۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے محلّہ کی
 مسجد میں صرف ہمارے ہی یہاں ایک ہی جگہ بڑی راتیں جو سال میں تین راتیں ہوتی ہیں
 ان راتوں میں ہمارے امام صاحب تہجد کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، تو یہ کہاں تک
 درست اور جائز ہے، اس پر بھی فتنہ برپا ہے، اس کا بھی جواب دیں۔

المستفتی: قطب الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ راتوں یا دیگر راتوں میں تہجد کی نماز
 باجماعت جسمیں تین سے زائد افراد ہوں مکروہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۳۱۲)

التطوع بجماعة خارج رمضان أى يكره ذلك على سبيل التداعى
بأن يقتدى أربعة بواحدة كما فى الدر (إلى قوله) يكره الإقتداء فى صلوة
رغائب وبراءة وقدر الخ. (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل
زكريا ۲/۵۰۰، كراچی ۲/۴۹)

التطوع بالجماعة إذا كان على سبيل التداعى يكره. (هنديہ، كتاب
الصلوة، باب فى الإمامة الفصل الاول فى الجماعة، زكريا قديم ۱/۸۳، جديد
۱/۴۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/رجب ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۸۷۰/۲۶)

نوافل کی جماعت

سوال [۲۰۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا نوافل کے لئے
جماعت کی جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مقتدی ایک یا دو ہیں تو بلا کراہت جائز ہے،
تین ہیں اختلاف ہے، چار ہیں یا زائد ہیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

ویکروہ إذا كان الإمام والمقتدى معاً متنفلين به (إلى قوله) لو اقتدى
به واحد أو اثنان لا يكره وفى الثلاثة إختلاف المشايخ وفى الأربعة يكره
اتفاقاً الخ. (غنية المستملی، كتاب الصلوة، تراویح اشرفیہ دیوبند/۴۰۸)

عن شمس الأئمة أن هذا فيما كان على سبيل التداعى أما لو اقتدى
واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره وإذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه ،
وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقاً. (مراقى الفلاح مع حاشیہ الطحطاوى، كتاب

الصلوة، قبیل فصل فی بیان النوافل دارالکتاب دیوبند / ۳۸۶ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ شوال ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۳۰۷)

رمضان المبارک میں باجماعت تہجد پڑھنا

سوال [۲۰۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے محلّہ کی مسجد میں صرف ماہ رمضان المبارک میں باجماعت نماز تہجد پڑھی جاتی ہے اور وقت بھی متعین کیا ہوا ہے، اس طرح نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد وقاص علی، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صلوٰۃ کسوف، صلوٰۃ استسقاء، اور صلوٰۃ ترواح کے علاوہ دیگر کسی بھی نفل نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا جائے اور مقتدی تین سے زائد ہو جائیں، تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے، اور اگر مقتدی تین ہوں تو اختلاف ہے، اور دو یا ایک ہوں تو گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم ۳۵۴/۳، جدید زکریا/۳۳۶، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶۰/۲، جدید ڈابھیل ۷/۲۳۷، فتاویٰ دارالعلوم زکریا/۴/۲۲۱، احسن الفتاویٰ زکریا/۳/۴۶۹، امداد الفتاویٰ زکریا/۱/۲۴۸، ایضاح المسائل/۵۹)

أن التطوع بالجماعة إنما يكره إذا كان على سبيل التداعى، أما لو اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره، وإذا اقتدى ثلاثة بواحد اختلف فيه، وإن اقتدى أربعة بواحد كره اتفاقاً. (تاتار خانيہ قدیم ۱/۶۳۶، جدید زکریا/۲/۲۹۲، رقم: ۲۴۵۹، کتاب الصلوٰۃ، الفصل العاشر فی التطوع، در مختار مع الشامی کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی کراهة الاقتداء فی النفل کراچی ۲/۴۹، زکریا/۲/۵۰۰، عالمگیری، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الإمامة الفصل الأول

فی الجماعة زکریا قدیم/۸۳، جدید ۱/۴۱، البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۰۴، ۱/۳۴۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۰۲۸)

مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں دو مرتبہ وقتہ نماز جماعت سے ادا کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟

المستفتی: محمد نسیم، دملوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ پہلی جماعت میں لوگ کم شریک ہو گئے اور وہ یہ اعتماد کر لیں گے کہ جماعت ثانیہ مل جائیگی۔

عن الحسن قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ، إذا دخلوا المسجد، وقد صلي فيه، صلوا فرادي. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال

يصلون فرادی، ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جدید ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸)

لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم

يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع، كتاب الصلاة، فصل في

بيان محل وجوب الأذان ۱/۱۵۳، زکریا ۱/۳۷۹، بیروت ۱/۶۵۵، المبسوط للسرخسی،

كتاب الصلوة، باب الأذان، دار الكتب العلمية بیروت ۱/۱۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹/ رزی الحجۃ ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۵۷)

متعدد اعذار کی بنا پر نماز کے تکرار کا حکم

سوال [۲۰۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اصل مسئلہ پوچھنے سے قبل کچھ ضروری باتیں بطور تمہید کے لکھ رہا ہوں تاکہ مسئلہ کی نوعیت کھل کر سامنے آ جائے، جو اس طرح ہے کہ ہمارے شہر مالیگاؤں میں ڈاکٹروں اور مریضوں کا معاملہ ایک الگ نوعیت کا ہے، رمضان المبارک میں دن کے اوقات میں مریض بہت کم آتے ہیں عموماً وہی لوگ آتے ہیں جو روزہ نہیں رکھتے جن کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، اس کی بہ نسبت تقریباً ۸۰٪ اسی فیصد مریض افطار کے بعد ہی آتے ہیں اور مریضوں کا یہ سلسلہ افطار کے بعد سے تین چار گھنٹہ چلتا ہے، مغرب اور عشاء کے درمیان اتنا کم وقت ہوتا ہے، کہ اتنے سارے مریضوں کی تشخیص ناممکن ہوتی ہے، اور عجلت میں جانچ کر بغیر تشخیص کے دوائیں تجویز کرنے سے مریضوں کا بھی نقصان ہوتا ہے، اور ہمارا ضمیر بھی مطمئن نہیں ہوتا، دوسری طرف ذہن بھی نماز کی طرف لگا رہتا ہے اور یکسوئی اور بے فکری نہیں ہوتی جو ڈاکٹر حضرات نمازی ہیں غیر رمضان میں تو وہ مریضوں کو منتظر چھوڑ کر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور کبھی صرف فرض پر اکتفاء کر کے چلے آتے ہیں، اور سنن و وتر گھر آ کر پڑھ لیتے ہیں، عام دنوں میں تو مریض بیس، پچیس منٹ انتظار کر لیتے ہیں، مگر رمضان میں اگر ڈاکٹر حضرات تراویح پڑھ کر آئیں گے تو اتنا طویل انتظار مریضوں کے بس کی بات نہیں ہے، دوسرے یہ کہ عورتوں اور بچوں کیلئے بھی بعد تراویح آنا نہایت مشکل ہوتا ہے، زیادہ رات ہونے سے بچے سونے لگتے ہیں، اور عورتوں کیلئے آنا بھی مناسب نہیں ہوتا، خصوصاً دور سے آنے والے مریضوں کو شدید پریشانی ہوتی ہے، کیونکہ ہر ڈاکٹر کے کچھ مریض ایسے ہوتے ہیں جو خواہ کتنی بھی دور رہتے ہوں اسی ڈاکٹر سے دوا لینا پسند کرتے ہیں، ایسی صورت میں مریضوں کو منتظر چھوڑ کر تراویح کیلئے جائیں تو نماز میں بھی خشوع و خضوع نہیں رہتا۔

لہذا مذکورہ مسائل کی بنا پر ہم ڈاکٹر حضرات نے گزشتہ بیس سالوں سے شہر کے بعض محلوں کی مساجد میں تراویح ثانی کا مع فرض و وتر اہتمام کر رکھا ہے، جس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ عشاء کے فرض بغیر اقامت کے باجماعت پڑھتے ہیں، جماعت ثانی کا امام پہلے امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر امامت کرتا ہے، پھر تراویح اور وتر ہوتے ہیں، مساجد کا انتخاب اسلئے کرتے ہیں کہ وضو اور استنجاء کی سہولت ہوتی ہے، اور مسجد کے نام پر محترم جگہ ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد شریک ہوتی ہے، یہ واضح رہے کہ یہ جماعت ثانی اور تراویح پہلی جماعت اور تراویح پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی اس عمل سے اسکی تخفیف ہوتی ہے، بلکہ یہ عمل شدید ضرورت کے تحت دفع ضرورت کیلئے کیا جاتا ہے، جبکہ تراویح اول و نماز و جماعت کا مقام معمول کے مطابق برقرار رہتا ہے، جماعت ثانی میں وہی لوگ شریک ہوتے ہیں، جو جماعت اول اور تراویح نہیں پڑھ سکتے، ڈاکٹروں کی اس جماعت ثانی اور تراویح سے مندرجہ ذیل فوائد سامنے آئے ہیں۔

(۱) اس میں ڈاکٹر حضرات کی مندرجہ بالا پریشانیوں کا بہتر حل ہے، کہ یکسوئی سے مریضوں کا معائنہ کر کے اطمینان بخش تشخیص کر سکتے ہیں اگر جماعت ثانی کا انتظام نہ ہو تو بہت سوں کی تراویح تو کیا فرض بھی ضائع ہونے کا قوی امکان ہے، جیسا کہ ہم نے ماضی میں اس کا مشاہدہ کیا ہے؟

(۲) اس جماعت ثانی و تراویح سے تاجر حضرات بھی فائدہ اٹھاتے ہیں کیوں کہ ایک دوکان کو گھر کے دو افراد باری باری سے سنبھال لیتے ہیں، ایک جماعت اول میں شریک ہو جاتا ہے، دوسرا جماعت ثانی میں اس طرح دونوں یکسوئی و بے فکری سے نماز تراویح کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں، ویسے تو بہت سے لوگ دنیاوی مفادات کے تحت تراویح نہیں پڑھتے لیکن اس ماہ مبارک کی برکتوں سے ایسے حضرات بھی کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتے ہیں، اور جب دیکھتے ہیں کہ جماعت و تراویح ثانی کا نظم و نسق ہے تو یہ بارونق ماحول انہیں بھی متاثر کر کے صفوں میں لاکھڑا کرتا ہے، اور یہ ان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتی ہے، ادھر مالیگاؤں میں دہائیوں

قبل جیسے حالات بھی نہ رہے، کہ عشاء بعد لوگ کاروبار بند کر کے سو جاتے تھے، اب تو یہاں صنعتی شہر ہونے کی وجہ سے شب و روز کاروبار جاری رہتا ہے، لوگوں کی مصروفیت کئی گنا بڑھ گئی ہیں، ڈاکٹر حضرات بھی عام دنوں میں ساڑھے دس گیارہ بجے تک مصروف رہتے ہیں اسی کے ساتھ دینی ماحول ہونے کی وجہ سے تراویح کا بالکل ترک کر دینا بھی مشکل ہوتا ہے، اگر جماعت ثانی و تراویح کا انتظام نہ کیا جائے تو ڈاکٹروں اور تاجروں کا ایک بڑا طبقہ اس سعادت سے محروم ہو جائے گا، ہمارے اس عمل کی تائید حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے شہر کے کچھ بااثر علماء ربانی بھی زبانی طور سے کرتے ہیں۔

تو کیا ہم ڈاکٹر حضرات مذکورہ مسائل کے پیش نظر ایسی مسجد میں جہاں اذان و اقامت و جماعت عشاء و تراویح اور وتر ہو چکی ہو وہاں پر بغیر اقامت کے عمومی جماعت کے امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر فرض و تراویح اور وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر سعید الرحمن انصاری،
خیر آباد، مالیگاؤں، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوالنامہ کے ہر گوشہ پر غور کیا گیا جو اعذار پیش کئے گئے ہیں ان اعذار کے پیش نظر فرض نماز کیلئے مسجد اور محلہ سے متعلق لوگوں کیلئے تکرار جماعت کی اجازت نہ ہوگی چاہے ہیئت اولیٰ کو بدل دیا گیا ہو اس کیلئے متبادل شکل یہ ہو سکتی ہے، کہ ہر ایک ڈاکٹر اپنی اپنی قریبی مسجد میں عشاء کی فرض نماز جماعت کیساتھ پڑھے لے اس کے بعد مطب میں آ کر کے اپنا کام شروع کر دے اور رمضان المبارک میں عشاء کی فرض نماز میں دس بارہ منٹ سے زیادہ نہیں لگتے اور مریض مطب میں آ کر دس بارہ منٹ انتظار کرے تو کوئی دیر نہیں سمجھی جاتی ہے، پھر ڈاکٹروں کے مشورہ سے تراویح کے واسطے جو وقت مقرر کیا جاتا ہے اسی وقت میں سب لوگ متعینہ مسجد میں امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر تراویح اور وتر کی جماعت کر لیں یہ بہترین شکل ہے، اس میں مسئلہ شرعی پر اثر بھی نہیں پڑے گا اور

ڈاکٹروں کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی، اور مریضوں کے اعذار کا لحاظ بھی ہے۔
(مستفاد: امداد الأحکام ۲/۲۴۸)

قال عبد الله بن مسعود رض إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علمنا سنن الهدى، وإن من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلوة الجماعة، النسخة الهنديه ۱/۲۳۲، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴، صحيح ابن حبان، دار الفكر ۳/۲۱۰، رقم: ۲۰۹۹، المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۹/۱۲۰، رقم: ۸۶۰۸)

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون، فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون فإذا الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان زكريا ۱/۳۸۰، كراچی ۱/۱۵۳، بيروت ۱/۶۵۵، المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، با الأذان، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶، منحه الخالق، كتاب الصلاة، باب الأذان كوئته ۱/۲۵۹، زكريا ۱/۴۵، الموسوعة الفقهية ۱۲/۲۳۰، ۱۷۵/۲۷)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲ھ/۵/۱۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۰۳)

دارالحدیث میں جماعت ثانیہ

سوال [۲۰۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مدرسہ میں

مسجد نہ ہونے کے سبب دارالحدیث میں ایک عرصہ سے نماز ہو رہی ہے، امام اور مؤذن بھی مقرر ہیں، پانچوں وقت اذان اور جماعت پابندی کے ساتھ ہوتی ہے، اس میں طلبہ کئی کئی جماعت کر لیتے ہیں اور پہلی جماعت میں شرکت کا اہتمام نہیں کرتے عین جماعت کے وقت اطمینان کے ساتھ ہوٹلوں میں چائے وغیرہ پیتے رہتے ہیں، اگر ان سے کہا جائے چلئے جماعت کا وقت ہو گیا تو کہہ دیتے ہیں کہ آپ چلئے ہم اپنی جماعت بعد میں الگ کر لیں گے، بعض جماعت ہوتے ہوئے پہنچ جاتے ہیں اور ابھی ایک رکعت باقی ہوتی ہے، یا قعدہ اخیرہ میں ہوتے ہیں تو اس جماعت میں شرکت نہیں کرتے بلکہ ان کے سلام پھیرنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں سلام پھیرنے کے بعد نمازی اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہیں پاتے کہ ان کے کچھ پیچھے اپنی الگ جماعت کر لیتے ہیں، اس طرح کئی کئی جماعتیں کر لیتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح کئی جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور طلبہ کے اس عمل پر تکبر کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عابد بخجوری، معلم دارالعلوم، دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگرچہ دارالحدیث شرعی مسجد کے حکم میں نہیں ہے، مگر پنجوقتہ نمازوں کیلئے عبادت خانہ کے حکم میں ہے، نیز اس کیلئے امام و مؤذن بھی متعین ہیں، اس لئے پہلی جماعت اصل جماعت شمار ہوگی، اور بلا عذر محض بے توجہی کی وجہ سے پہلی جماعت ترک کر کے جماعت ثانیہ یا ثالثہ کرنا مقتضائے جماعت کے خلاف ہے، اسلئے دوسری اور تیسری جماعت قائم کرنا اگرچہ اس کو کراہت تحریمی نہیں کہا جاسکتا ہے، لیکن کراہت تنزیہی اور خلاف سنت ہے اس لئے بلا عذر پہلی جماعت ترک کر کے دوسری اور تیسری جماعت کرنا ممنوع ہوگا، نیز جن مسجدوں میں جماعت ثانیہ مکروہ اور ممنوع ہے وہ وہ مسجدیں ہیں جن کیلئے امام و مؤذن متعین ہیں، اور جن مسجدوں میں امام و مؤذن متعین نہیں ہیں، ان میں جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے۔

لہذا ممانعت کی جو علت مسجد شرعی میں موجود ہے وہی علت یہاں بھی موجود ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۵/۲۵۲، جدید ڈابھیل ۶/۴۳۴)

عن الحسن قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ، إذا دخلوا المسجد،
وقد صلي فيه، صلوا فرادي. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال
يصلون فرادى، ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸)

إن أمرهم بالصلوة شهراً أو سنة ثم مات يورث الخ. (فتح القدير، كتاب
الوقف، فصل وإذا بنى مسجداً لم يزل ملكه زكريا ۶/۲۱۸، كوثه ۵/۴۴۵، دار الفکر
بيروت ۶/۲۳۵، تاتارخانية، كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون فى
المساجد ۵/۸۴۱، جديد زكريا ۸/۱۵۷، رقم: ۱۱۴۹۹)

لأن فى الإطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى فإنهم لا يجتمعون إذا
علموا أنها لا تفوتهم. (شامى، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة
فى المسجد زكريا ۲/۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۲)

وفى تكرار الجماعة فى مسجد واحد تقليلها؛ لأن الناس إذا عرفوا
أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور، فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنه
لا تفوتهم، يؤخرون فيؤدى إلى تقليل الجماعات. (المبسوط للسرخسى،
كتاب الصلاة، باب الأذان ۱/۱۳۵، ۱۳۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۶/۱۳ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۶۰۸-۷)

جماعت ثانیہ کرنے والوں کی نماز مع الکرہت ادا ہوتی ہے

سوال [۲۰۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جب مسجد بنی ہے

اس وقت سے لے کر اب تک دیوبندی عقائد کے لوگ نماز پڑھتے رہے اور اب بھی پڑھتے ہیں، لیکن اب بریلوی کے لوگ اچانک بوقت مغرب جا کر باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، پہلے دیوبندی حضرات جماعت کے ساتھ پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں بعدہ بریلوی الگ سے اسی مسجد میں دوبارہ اذان کہ کر دوبارہ جماعت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں، اب آیا ایک وقت دو جماعت ہو سکتی ہیں، یا ایک مسجد میں دوبارہ جماعت کیساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اب اگر ان کو روکا جاتا ہے، تو تنازع بڑھ جانے کا اندیشہ ہے، اگر ان کو روکا نہ جائے تو آگے چل کر مکمل قابض ہو جائیں گے، چونکہ مسجد کے اطراف میں بریلوی کی اکثر تعداد ہے حضرت والا کچھ ایسا حل بتلائیں کہ تنازع کو رفع کیا جاسکے۔

المستفتی: شاکر علی، سیوہ،
پوسٹ، خاص، بسواں، سیناپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو لوگ پہلے پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز بلا کراہت درست ہو جاتی ہے اور بعد والوں کی کراہت کیساتھ، مسئلہ تو یہی ہے اور حل کیا ہو سکتا ہے، آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ واقف ہیں ہم واقف نہیں۔

ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلّة. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۸، کراچی ۱/۵۵۲، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۲۴۰، البناہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفیہ دیوبند ۲/۳۲۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۱/۱۸ھ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۹۸۱/۳۴)

جس ہال میں پنجگانہ نماز ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہاں مدرسہ میں پانچوں نمازیں ایک بڑے ہال میں ہوتی ہیں، باضابطہ مسجد کا نظم نہیں ہے لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس ہال کو درس گاہ اور طلبہ کے آرام کیلئے بھی استعمال کر لیتے ہیں، تو کیا یہ ہال مسجد کے حکم میں کہلائے گا نیز اس میں جماعت ثانیہ درست ہوگی یا نہیں اور پھر باضابطہ مسجد کا نظم ہو جانے کے بعد کیا اس ہال کا احترام اور مسجدوں کی طرح لازم ہے؟

المستفتی: مفتی ابرار الحق، لاہور، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس ہال میں عید گاہ کا حکم ثابت ہوگا کہ جنبی و حائضہ کا داخل ہونا جائز ہے اسلئے کہ وہ شرعی مسجد نہیں ہے اور جماعت ثانیہ ممنوع اور ناجائز ہے، اسلئے کہ جماعت ثانیہ کی کراہت کی علت مسجد شرعی ہونے پر نہیں ورنہ اسٹیشن اور مسافر خانہ کی مسجد میں بھی مکروہ ہونی چاہئے تھی، کیونکہ وہ بھی مسجد شرعی ہے بلکہ جماعت ثانیہ کی ممانعت و کراہت کی علت تکثیر جماعت کا متاثر ہونا ہے، اور کراہت کی یہ علت مذکورہ ہال میں بھی موجود ہے اسلئے وہاں کے رہنے والوں کیلئے اس ہال میں جماعت ثانیہ مکروہ ہوگی۔

لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان كراچی ۱/۱۵۳، زکریا ۱/۳۸۰، بیروت ۱/۶۵۵، المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، باب الأذان دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۳۵، شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۲، منحة الخالق علی البحر، کتاب الصلوة، باب الأذان کوئٹہ ۱/۲۹۵،

زکریا ۱/ ۵۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۲۳۸۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۳/۱۹ھ

محکمہ کے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ

سوال [۲۰۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں جماعت ثانیہ کے مکروہ ہونے کی کیا علت ہے، بعض جگہوں پر مسجد بالکل فل ہو جاتی ہے اور سڑکوں پر بھی جگہ نہیں رہتی اور دوبارہ نماز ادا کی جاتی ہے۔

المستفتی: محمد شاہد محملہ قاضی
فیصل، قصبہ: سیانہ، ضلع: بلنر شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محکمہ کے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ مکروہ ہے اور باہر سے آنیوالے لوگوں کیلئے مکروہ نہیں ہے، اور محکمہ کے لوگوں کیلئے اسلئے مکروہ ہے کہ اگر دوسری جماعت بھی معتبر مان لی جائے تو پہلی جماعت جو اصل جماعت ہے وہ متاثر ہو جائیگی لوگ اس جماعت کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے، سستی اور غفلت کر کے دوسری جماعت کا انتظار کرنے لگیں گے، اسلئے روزانہ کے نمازی اور محکمہ کے لوگوں کیلئے اپنی مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے، اگر کسی جگہ ایسا ہی ہے جیسا سوال میں درج ہے کہ ایک ہی مسجد ہے، اور نمازیوں کی تعداد اتنی ہے کہ سڑک بھی فل ہو جاتی ہے، اس کے باوجود کافی نمازی جگہ نہ ملنے کی وجہ سے باقی رہ جاتے ہیں تو ایسی مجبوری کی شکل میں دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہوگی اسلئے کہ ایسی صورت میں کراہت کی کوئی علت موجود نہیں ہے۔

التکرار يؤدى إلى تقليل الجماعة - إلى - بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق ، لأنه ليست لها أهل معروفون ، فأداء الجماعة فيها

مرة بعد أخرى ، لا يؤدي إلى تقليل الجماعات . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان محل وجوب الأذان ، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۶۵۵ ، زكريا ۱/ ۳۸۰ ، كراچی ۱/ ۱۵۳ ، المبسوط للسرخسی ، كتاب الصلاة ، باب الأذان دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۳۵ ، شامی كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد زكريا ۲/ ۲۸۸ ، كراچی ۱/ ۵۵۳ ، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲/ ۲۳۰ ، ۲۷/ ۱۷۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۳/۶۴۴۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱/۱۴۲۱ھ

ایک مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

سوال [۲۰۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں ایک مرتبہ نماز جماعت اولیٰ کے ساتھ ہوگئی اب تھوڑی دیر بعد نمازی اور جمع ہو گئے تو اب دوسری جماعت کی جاوے، تکبیر پڑھی جاوے اور اسی مصلیٰ پر کھڑے ہوں جہاں پہلا امام کھڑا ہوا تھا یا دوسری جگہ فاصلہ دے کر، اگر کچھ لوگ قبل وقت معین اور امام معین کے بغیر جماعت کر لیں بعدہ کچھ نمازی جماعت بعد کو مع امام معین کے کریں تو جماعت اولیٰ کون سی ہوگی؟

المستفتی: اسرار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مقامی لوگوں کو مسجد میں دوسری جماعت کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اور جب ان کے لئے جماعت ثانیہ جائز نہیں تو اذان و اقامت کا سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى

منزلہ، فجمع اہلہ، ثم صلی بہم۔ (المعجم الأوسط دارالفکر ۱۳۲/۵، رقم: ۶۸۲۰)

یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان وإقامة۔ (شامی، کتاب

الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۸، کراچی ۱/۳۹۵)

وإن صلی فیہ اہلہ بأذان وإقامة، أو بعض اہلہ، یکرہ لغير اہلہ

وللباقین من اہلہ أن یعيدوا الأذان والإقامة۔ (بدائع، کتاب الصلاة، فصل فی بیان

محل وجوب الأذان زکریا ۱/۳۷۹، کراچی ۱/۱۵۳، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۵۴)

وإذا دخل القوم مسجداً قد صلی فیہ اہلہ کرہت لہم أن یصلوا

جماعة، بأذان وإقامة ولكنهم یصلون وحداناً بغير أذان وإقامة۔ (المبسوط

للسرخسی، کتاب الصلاة، باب الأذان، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۳۵)

وقت مقررہ اور متعین امام سے قبل جو لوگ نماز جماعت سے ادا کریں گے ان کی یہ جماعت

جماعت ثانیہ کے درجہ میں ہے، جو ممنوع ہے اصل جماعت وہی شمار ہوگی جو وقت معین میں معین

امام کی معیت میں ادا کی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۶، جدید زکریا/۳۳۸)

لوصلی بعض اہل المسجد بإقامة وجماعة، ثم دخل المؤذن

والإمام وبقية الجماعة، فالجماعة المستحبة لہم، والکراهة للأولی۔

(عالمگیری، کتاب الصلاة، الباب الثاني فی الأذان، الفصل الأول، زکریا قدیم ۱/۵۴،

جدید ۱/۱۱۱، تاتارخانیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثاني فی المتفرقات، کوئٹہ ۱/۵۲۸،

زکریا ۲/۱۵۶، رقم: ۲۰۱۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵ھ/۶/۲۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۴۲۶/۳۷)

مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے جماعت ثانیہ قائم کرنا

سوال [۲۰۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بازار کی مسجد

ہے اسمیں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے ایک ساتھ سب نمازی مسجد میں نہیں سما سکتے، لہذا جماعت ثانیہ کی ضرورت پڑتی ہے، اور کبھی کبھی جماعت ثالثہ بھی ہوتی ہے، اور لوگوں کا یہ خیال بن گیا کہ ہم بعد کی جماعت میں شریک ہونگے اور کچھ لوگوں کا ایسا بھی خیال ہے کہ اگر ہم بعد میں جائیں تو امامت کا موقع بھی مل جائیگا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ وثالثہ کی کیا حیثیت ہے نیز جو لوگ اس خیال سے جماعت اولیٰ میں شریک نہیں ہوتے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ امامت کی غرض سے پہلی جماعت چھوڑتے ہیں ان کی امامت کیسی ہے؟

المستفتی: محمد نذرا الاسلام، آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس مسجد میں امام و مؤذن اور محلّہ کے لوگوں نے وقت پر نماز ادا کر لی ہے، اسمیں دوبارہ سہ بارہ جماعت کی گنجائش نہیں ہے، اگر مسجد تنگ ہے تو وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے یا قریب کی دوسری مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کریں، نیز اس خیال سے جماعت ترک کرنا کہ دوسری یا تیسری جماعت میں شریک ہو جائیں گے یا امامت کا موقع مل جائیگا، یہ قطعاً جائز نہیں ہے ایسا کرنے والے سخت ترین گنہگار ہیں، حدیث شریف میں اس پر سخت ترین وعید آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہیں اور ان کے متعلق کسی کو حکم دوں کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر جمع کر کے ان کے گھروں کو جلا دیں۔ (الحديث) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ لوگوں پر پہلی جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے، اسلئے کہ اگر دوسری یا تیسری جماعت کی اجازت ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے پر اتنی سختی نہ فرماتے، کیونکہ دوسری تیسری جماعت کی اجازت کی صورت میں ان کیلئے عذر ہوتا اور یہ وعید نہ ہوتی لہذا معلوم ہوا کہ پہلی جماعت ہی میں شرکت ضروری ہے، دوسری یا

تیسری جماعت کی اجازت نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب، فيحطب، ثم آمر بالصلاة، فيؤذن لها، ثم آمر رجلاً فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجالٍ، فأحرق عليهم بيوتهم. (بخاری الصلاة، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهندية ۸۹/۱، حديث: ۶۳۵، ف: ۶۴۴، مسلم شريف، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، وبيان التشديد في التخلف عنها، النسخة الهندية ۲۳۲/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۵۱)

عن عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أقبل من نواحي المدينة يريد الصلوة، فوجد الناس قد صلوا، فمال إلى منزله، فجمع أهله فصلى بهم. (المعجم الأوسط، دار الفكر ۲۸۴/۳، رقم: ۶۰۱)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادى. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو في مسجد لا إمام له ولا مؤذن له. (شامی زکریا، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۲۸۸/۲، کراچی ۵۵۲/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۲۲۰)

ایک ہی مسجد میں متعدد بار نماز جمعہ قائم کرنا

سوال [۲۰۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امریکہ میں کئی مساجد میں نماز جمعہ مع خطبہ ایک سے زائد مرتبہ پڑھی جاتی ہے، کیا اس طرح پڑھنا صحیح ہے،

دلائل کی روشنی میں ائمہ اربعہ کے مسالک کو واضح فرمائیں؟

المستفتی: عبدالسبحان، کیلی فورنیا، امریکہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک ہی مسجد میں جگہ کی تنگی اور دوسری جگہ میسر نہ ہونے کی صورت میں متعدد بار جمعہ کی نماز خطبہ کے ساتھ ادا کرنے کی گنجائش ہے، اس لئے کہ تکرار جماعت کی ممانعت کی اصل علت تقلیل جماعت ہے جو یہاں پر مفقود ہے اور چوں کہ یہاں پر جگہ کی قلت اور انسانوں کی تکثیر کی وجہ سے تکرار جماعت کی ضرورت پڑی ہے جو اصل جماعت کی تقلیل کا سبب نہیں ہے، جیسا کہ مسافروں کی جماعت ثانیہ تقلیل کا سبب نہیں ہے، اور ان کے لئے جماعت ثانیہ کے وقت اقامت کی گنجائش ہوتی ہے، اسی طرح یہاں بھی دوسری تیسری جماعت کے لئے اقامت کی گنجائش ہوگی۔

إنّا أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد
تقليلها لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور فتكثر
الجماعة، وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدى إلى تقليل الجماعة
-إلى- فكل من حضر يصلى فيه، فإعادة الجماعة فيه مرة بعد مرة لا
تؤدى إلى تقليل الجماعات. (المبسوط، كتاب الصلاة، باب الأذان، دار الكتب

العلمية بيروت ۱/۳۷۹، ۱۳۶)

وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة فيتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل
الجماعة مكروهة، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق لأنها ليست
لها أهل معروفون فأداء الجماعة منها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل
الجماعة. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل فى بيان محل وجوب الاذان كراچى
۱/۱۵۳، بیروت ۱/۶۵۵، زکریا ۱/۳۷۹، ومثله فى الشامیة کتاب الصلوة، باب الإمامة،
مطلب فى تکرار الجماعة فى المسجد کراچى ۱/۵۵۲، ۵۵۳، زکریا ۲/۲۸۸، وهکذافی

إعلاء السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب کراهۃ تکرار الجماعة فی مسجد المحلۃ بیروت ۴/۲۶۱)
والضابطۃ عندنا أن کل فرض أداء کان أو قضاء يؤذن له ویقام
سواء أداہ منفرداً أو بجماعۃ. (ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان،
زکریا قدیم ۱/۵۵، جدید ۱/۱۱۱، تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الأذان،
امدادیہ، ملتان ۱/۱۹۲، زکریا ۱/۲۴۶)

فإن صلوا بجماعۃ وأقاموا وترکوا الأذان أجزأهم ولا یکره ویکره
لهم ترک الإقامة. (بدائع الصنائع زکریا، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان محل وجوب
الأذان ۱/۳۷۸، کراچی ۱/۵۳، بیروت ۱/۶۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رزی قعدہ ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۰۱/۴۰)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱۱/۱۴۳۳ھ

مسجد کی سہ دری یا حجرہ میں جماعت ثانیہ کرنے کا حکم

سوال [۲۰۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز باجماعت ہو
چکنے کے بعد مسجدوں کی سہ دری یا دھڑ دھڑ حجرہ میں دوسری جماعت کی کیا حیثیت ہے کرلینی
چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یونس، جامع مسجد، احمد گڑھ، پنجاب
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محلہ کی مسجد میں باضابطہ جماعت ہو جانے کے
بعد اس سے متصل دائیں بائیں حجرہ میں محلہ کے لوگوں کے لئے اور روزانہ کے نمازیوں کیلئے
الگ سے جماعت کرنے کی ایسے ہی ممانعت ہے، جیسے حدود مسجد میں ممانعت ہوتی ہے،
اسلئے کہ اصل جماعت جس طرح حدود مسجد میں جماعت ثانیہ کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے اسی
طرح حدود مسجد سے متصل کمرہ میں جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے بھی متاثر ہوتی ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دار الفكر ۱۳۲/۵، رقم: ۶۸۲۰، ۲۸۴/۳، رقم: ۲۶۰۱، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۴۵/۲، رقم: ۲۱۷۷، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروهة، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات، وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله، لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة. (بدائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان زكريا ۱/۳۸۰، كراچی ۱/۱۵۳، بيروت ۱/۶۵۵، المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب الأذان، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶، شامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد زكريا ۲/۲۸۸، كراچی ۱/۵۵۲، ۵۵۳، منحة الخالق، كتاب الصلاة، باب الأذان كوئٹہ ۱/۲۵۹، زكريا ۱/۴۵۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ شعبان ۱۴۲۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۳۹۴/۳۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۸/۱۴۲۸ھ

مسجد یا اس سے متصل دوسری جگہ میں دوسری جماعت کرنا

سوال [۲۰۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں جمعہ اور پنجوقتہ نمازوں کی جماعت ہوتی ہے ایک بار ہونے کے بعد دوبارہ جماعت ہوگی یا نہیں؟

مسجد کے دائیں جانب ایک ہال کمرہ ہے جس میں پہلے پڑھائی ہوتی تھی، اس میں اب صحن کی جانب دروازے کھول دیئے ہیں دیوار ختم کر کے صحن سے آسمین صفیں نکال دی ہیں، جس طرح مسجد کے اندر والے حصہ میں تین گیسٹ ہیں اسی طرح کے اس کمرہ میں بھی گیسٹ ہیں دو کواڑ لگے ہوئے نہیں ہیں، صحن مسجد کی اور حجرہ کی صف ایک ہی ہے آخر تک صف کا نشان لگا ہوا ہے، جمعہ کی نماز میں اس حجرے میں صف بھی بچھاتے ہیں اندرون صف کے مقابل تین صفیں ہو جاتی ہیں یا بالکل مسجد کی صف کے مقابل ہو جاتی ہیں جب تبلیغی جماعت والے آتے ہیں، تو وہاں کھانا بھی پکاتے ہیں اور ایک کونے میں مسجد کا سامان بھی رکھا ہوا ہے، اب مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ ان تمام حالتوں میں اس میں دوبارہ نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں، اگر کر سکتے ہیں تو کس کیلئے جائز ہے ایک تو تبلیغی جماعت والے سفر کر کے آتے ہیں، تو افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ دوبارہ جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں، اسی طرح مقامی لوگوں کیلئے دوبارہ جماعت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مصلیان، جامع مسجد، شاہی مزرعہ
پی ٹی ایل ایس نگر مہال، پنجاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو مسجدیں محلہ اور آبادی سے متعلق ہوتی ہیں اور ان کے نمازی وہیں سے متعلق ہوتے ہیں ایسی مسجدوں میں مقامی لوگوں کیلئے دوبارہ جماعت کرنا جائز نہیں ہے، مکروہ ہے چاہے امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر کے بیٹ بدل کر ہی کیوں نہ ہو پھر بھی مکروہ اور ممنوع ہے نیز مسجد سے متصل اگر کوئی کمرہ ہے مقامی لوگوں کیلئے وہاں بھی الگ سے جماعت کرنا مکروہ اور ممنوع ہے۔

مسجد سے متصل جس حجرہ کا سوالنامہ میں تذکرہ کیا گیا شاید وہ جماعت خانہ سے خارج ہے، ضرورت کی وجہ سے وہاں تک صف بن جاتی ہے تو اس جگہ پر اور اس کے علاوہ مسجد کے حدود میں کسی اور کنارے پر باہر سے آنیوالے لوگ جو آبادی کے رہنے والے

نہیں ہیں، ان کیلئے دوسری جماعت کرنا بلا کراہت جائز ہے؟ اسی طرح تبلیغی جماعت والے کہیں باہر سے آرہے ہوں اور یہاں پہونچتے پہونچتے جماعت نکل جائے تو ان لوگوں کیلئے بھی حدود مسجد کے اندر الگ سے جماعت کرنا جائز ہے اسلئے کہ یہ لوگ اس مسجد کے مستقل مقتدی نہیں ہیں، ان کے اس وقت الگ سے دوسری جماعت کرنے کی صورت میں مسجد کی اصل جماعت متاثر نہیں ہوتی ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دار الفكر ۱۳۲/۵، رقم: ۶۸۲۰، ۲۸۴/۳، رقم: ۲۶۰۱، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۴۵/۲، رقم: ۲۱۷۷، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادى. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جلد ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸)

التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات، وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذ الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان زكريا ۳۸۰/۱، کراچی ۱۵۳/۱، بیروت ۶۵۵/۱، شامی، کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، زکریا ۲۸۸/۲، ۲۸۹،

کراچی ۱/۵۵۲، ۵۵۳، المبسوط، کتاب الصلاة، باب الأذان، دارالکتب العلمیہ بیروت
۱/۳۵، ۱۳۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۳۸۱/۳۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۵/۱۴۲۵ھ

کیا دوسری صف میں جماعت ثانیہ کی جاسکتی ہے؟

سوال [۲۰۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد میں لوگ جب نماز باجماعت سے فارغ ہو جاتے ہیں تو کچھ بعد میں آئیو لے حضرات کہتے ہیں کہ ہم دوسری جماعت کر لیں گے ہم امام کی جگہ پر کھڑے نہیں ہوں گے ایک صف پیچھے کھڑے ہو کر دوسری جماعت کر لیں گے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟ نیز جماعت ثانیہ کون سی مسجد میں بلا کراہت جائز اور درست ہے؟ واضح فرمائیں؟

المستفتی: محمد والفقار مظفر نگری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مسجد جس میں امام ومؤذن متعین ہوں، اس میں محلّہ کے بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ کرنا جائز نہیں ہے، نیز امام کی جگہ سے ہٹ کر ایک صف پیچھے کھڑے ہو کر اور حدود مسجد سے باہر دالان یا کمرے میں بھی جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے اور ایسی مسجد جس میں جماعت ثانیہ جائز ہے، وہ ہے جو شاہراہ عام پر قائم ہو اور باہر کے لوگ جو درجہ آتے رہتے ہوں، اور اپنی جماعت کر کے نماز پڑھ کر چلے جاتے ہوں، نیز محلّہ کی مسجد میں دور دراز سے آنے والے لوگوں کیلئے بھی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے، اسلئے کہ دور دراز سے آئیو لے لوگوں کی جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے اصل جماعت متاثر نہیں ہوتی اور جماعت ثانیہ کی ممانعت کی علت اصل جماعت کا متاثر ہونا ہے، اسلئے محلّہ کے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ ممنوع ہے اور باہر سے آئیو لے لوگوں کے

لئے بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فمال إلى منزله ، فجمع أهله ، فصلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفكر ۳/ ۲۸۴ ، رقم : ۴۶۰۱)

عن الحسن ، قال : كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد ، وقد صلى فيه صلوا فرادى . (المصنف لابن أبي شيبة ، كتاب الصلاة ، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ۵/ ۵۵ ، رقم : ۷۱۸۸)

لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة ، فيستعجلون فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة ، وتقليل الجماعة مكروه ، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق ، لأنها ليست لها أهل معروفون ، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذ . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلوة ، فصل في بيان محل وجوب الاذان زكريا ۱/ ۳۸۰ ، كوئته ۱/ ۵۳ ، بيروت ۱/ ۶۵۵ ، کراچی ۱/ ۱۵۳ ، المبسوط للسرخسی ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۳۵)

۱۳۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ : شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

(الف توئی نمبر : ۳۷/ ۸۸۱۰)

الجواب صحیح :

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۵/۱۹ھ

مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ جماعت ثانیہ

مسجد میں درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسرار دھامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آبادی اور محلہ کی مسجد میں مقامی لوگوں کیلئے دوبارہ جماعت کرنا جائز نہیں خواہ مصلیٰ سے ہٹ کر تبدیل ہیئت کے ساتھ کیوں نہ ہو اسلئے کہ جماعت ثانیہ کی وجہ سے اصل جماعت متاثر ہو جاتی ہے، البتہ غیر مقامی لوگوں کیلئے تبدیل ہیئت کیساتھ درست ہے۔ (کفایت المفتی، قدیم ۹۲/۳، جدید ۱۳۴/۳، ذکر یادید مطول ۳۱۶/۴)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دار الفكر ۱۳۲/۵، رقم: ۶۸۲۰، ۲۸۴/۳، رقم: ۴۶۰۱، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۴۵/۲، رقم: ۲۱۷۷، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد وقد صلى فيه، صلوا فرادى. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ۵۵/۵، رقم: ۷۱۸۸)

التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان

زکریا ۱/۳۷۹، کراچی ۱/۵۳، بیروت ۱/۶۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵ھ/۶/۲۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۲۲۲/۳۷)

محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ

سوال [۲۰۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں ایک مرتبہ جماعت ہو چکی ہے پھر اسی مسجد میں دوسری جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یعنی جماعت ثانیہ کرنا کیسا ہے؟ مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد جیلانی بکھیل گھاٹ، درجنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس مسجد کے امام ومؤذن متعین ہوں اور محلہ اور آبادی کی مسجد ہو، تو اس میں وہاں کے باشندوں کیلئے باقاعدہ جماعت ہو چکنے کے بعد دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى منزله ، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفکر ۵/۱۳۲، رقم: ۶۸۲۰)

عن الحسن ، قال : كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخلوا المسجد ، وقد صلى فيه صلوا فرادى (المصنف لابن أبي شيبة ، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسه علوم القرآن جدیدہ ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸)

یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلہ بأذان وإقامة الخ . (شامی

کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲ھ/۵/۲۹

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۷۷۶/۲۷)

ایک مسجد میں جمعہ کی جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد جو تین منزلہ ہے شہر میں واقع ہے اس میں نماز جمعہ ہوتی ہے، لوگ اتنی کثیر تعداد میں شرکت کرتے ہیں کہ مسجد اپنے وسیع ہونے کے باوجود تنگ پڑ جاتی ہے، جس کی بنا پر نماز جمعہ اس کے اندر دو مرتبہ ہوتی ہے، دو مرتبہ نماز جمعہ جو ہوتی ہے، اسکے امام الگ الگ ہیں اور دونوں ہم مسلک ہیں دونوں کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتی تو پہلے والے کی نہیں ہوتی یا دوسرے کی نہیں ہوتی اور کیوں نہیں ہوتی شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسعد، خان گنج فیض آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر شہر میں اس مسجد کے علاوہ کوئی دوسری مسجد دور دور تک نہیں ہے جہاں جا کر یہ لوگ اپنا فریضہ ادا کر سکیں اور دوسری جماعت کرنے کیلئے کوئی دوسری جگہ بھی نہیں ہے، اور دوسری جماعت نہ کرنے کی صورت میں لوگوں کی ایک بھاری تعداد جمعہ سے محروم ہو جاتی ہے اور اس تعداد کو وقت پر حاضر ہونے میں کوئی تاخیر بھی نہیں ہوتی ہے، تو ایسی شدید ضرورت کے تحت اس مسجد میں دو مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھی جانے کی گنجائش ہے، اگر یہ اعذار نہیں ہیں تو جائز نہیں ہے، مگر جماعت ثانیہ کیلئے باقاعدہ اذان نہ دی جائے اس کی گنجائش اس وقت تک ہے، جب تک دوسری مسجد کا نظم نہ ہو سب لوگوں پر ضروری ہے، کہ دوسری مسجد قائم کرنے کا انتظام کریں تکرار جماعت کی ممانعت اسلئے ہے کہ اس کی وجہ سے اصل جماعت متاثر ہو جاتی ہے، یہاں سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل جماعت متاثر نہیں

ہے نیز یہاں تکرار نہ کیا جائے تو شہر کی بھاری تعداد کو جمعہ سے محروم ہونا پڑیگا۔

ولأن في الإطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنهم لا تفوتهم. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۳)

أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرر الجماعة في مسجد واحد تقليلها لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون، فيؤدى إلى تقليل الجماعات. (مبسوط سرخسی، کتاب الصلاة، باب الأذان دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۵، بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۱/۳۷۹، کراچی ۱/۱۵۴، بیروت ۱/۶۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۱/۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۱۴۸/۳۳)

دو منزلہ مسجد میں بیک وقت دو جماعت قائم کرنا

سوال [۲۰۶۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی گاؤں میں دو پارٹی ہیں، اور اس گاؤں کی مسجد دو منزلہ ہے ایک پارٹی نیچے نماز پڑھتی ہے، دوسری پارٹی اوپر کی منزل میں نماز پڑھتی ہے، جبکہ دونوں ٹھیک ایک ہی وقت میں نماز باجماعت ادا کرتی ہیں، اور دونوں پارٹی کے امام بھی الگ الگ ہیں تو کیا اس طرح سے دونوں پارٹی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: اسرار الحق مظاہری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس جگہ مسجد بن گئی نیچے سے لیکر اوپر آسمان

تک سب ایک ہی مسجد ہے اور ایک مسجد میں دو جماعت کرنا مکروہ ہے، لہذا دونوں پارٹیوں کا ایک ہی وقت میں الگ الگ جماعت کرنا جائز نہ ہوگا البتہ دونوں پارٹیوں کی نماز ہو جائیگی لیکن یہ فعل ناجائز ہوگا، اور دونوں پارٹی کے لوگ اس ناجائز کام میں شریک مانے جائیں گے، لہذا ان کو چاہئے کہ آپس میں مصالحت کر کے ایک جماعت کریں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا/۳۶۸، محمودیہ قدیم ۷/۹۱، جدید ڈابھیل ۶/۴۳۴، ریمیہ قدیم ۱۵۳۷، جدید زکریا ۱۵۰۸، عزیز الفتاویٰ/۱۹۱)

ویکروہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة (در مختار) وفي الشامية ویکروہ أي تحريما لقول الكافي لا يجوز، والمجمع لا يباح وشرح الجامع الصغير إنه بدعة. (شامی زکریا کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ۲/۲۸۸، شامی کراچی ۱/۵۵۲، ۵۵۳، المحيط البرهانی، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی النوافل والواجبات المجلس العلمی جدید ۲/۱۰۲، ۱۰۳، رقم: ۱۳۱۴، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثانی المتفرقات زکریا ۲/۱۵۵، رقم: ۲۰۱۲، منحة الخالق، کتاب الصلوة، باب الأذان کوئٹہ ۱/۲۵۹، زکریا ۱/۴۵۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۷۳۳/۳۵)

اختلاف کی وجہ سے دو جماعتیں کرنا

سوال [۲۰۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں بریلوی اور دیوبندی کا جھگڑا ہو گیا ہے ایک امام پہلے سے مقرر تھے وہ دیوبندی تھے، جھگڑا ہونے کے بعد بریلوی لوگ بریلوی امام لائے اور ایک مسجد میں دو جماعتیں ہونے لگیں، ایک اذان سے دو جماعتیں ہوتی ہیں بریلوی پہلے نماز پڑھتے ہیں اور دیوبندی جبکہ بدل کر ان

سے پیچھے پڑھتے ہیں، مثلاً ایک بجے ظہر کی نماز بریلوی لوگ پڑھتے ہیں اندر کے حصے میں اور دیوبندی ڈیڑھ بجے باہر یا چھت پر نماز پڑھتے ہیں اور امام مقرر دیوبندیوں کی طرف سے ہے اور ہم دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کس کی نماز صحیح ہے تفصیلی طور پر ارشاد فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

المستفتی: سفیر الدین، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام سابق کے اندر امامت کی اہلیت ہے تو ان کی جماعت بلا کراہت درست ہے وہ جماعت ثانیہ نہیں ہے بلکہ تفریق المسلمین کا گناہ بریلوی مبتدعین اور ان کے امام پر ہوگا، اور ان کی جماعت معتبر نہیں ہے، امام سابق کی جماعت میں کوئی کراہت نہیں ہے!

ولو صلى بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة، فالجماعة المستحبة لهم والكرهة للأولى الخ. (عالمگیری، كتاب الصلاة، باب الأذان زكريا قديم ۱/ ۵۴، جديد ۱/ ۱۱۱، الفتاوى التاتار خانيه، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في المتفرقات، زكريا ۲/ ۱۵۶، رقم: ۲۰۱۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۱/۲۳)

محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے

سوال [۲۰۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں کی مسجد (جسمیں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے) میں ایک مرتبہ جماعت ہو چکی ہے جماعت ثانیہ کرنا چاہتے ہیں، اگر محراب سے ہٹ کر دائیں یا بائیں جانب کر لیں تو جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی: محمد محبوب، ستونگہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اہل محلہ ہی محراب سے ہٹ کر دائیں یا بائیں جانب جماعت ثانیہ کریں تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور یہی صحیح اور مفتیٰ بقول ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۲)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى منزله ، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفكر ۵/۱۳۲ ، رقم: ۶۸۲۰ ، ۲۸۴/۳ ، رقم: ۴۶۰۱ ، مجمع الزوائد ، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۵۵ ، رقم: ۲۱۷۷ ، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن ، قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخلوا المسجد وقد صلى ، فيه صلوا فرادى . (المصنف لابن أبي شيبة ، كتاب الصلاة ، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسه علوم القرآن ، جديد ۵/۵۵ ، رقم: ۷۱۸۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۸۴/۲۳)

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال [۲۰۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ
(۱) جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) مسجد میں نماز الگ پڑھ کر بعد کو ایک شخص کے ہمراہ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: اسرار احمد، دھامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جس مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، نیز ایسے مقامات پر دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے بھی تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۴، جدید زکریا ۳/۳۳۶، کفایت المفتی قدیم ۳/۹۷، جدید زکریا ۳/۱۴۰، زکریا مطول ۴/۳۲۱)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دار الفكر ۵/۳۲، رقم: ۶۸۲۰، ۳/۲۸۴، رقم: ۴۶۰۱، مجمع الزوائد، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۴۵، رقم: ۲۱۷۷، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادى. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن حديدہ ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸)

التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكسر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان زکریا ۱/۳۸۰، کراچی ۱/۱۵۳، بیروت ۱/۶۵۵) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۳/۲۰

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۴۲۸/۳۷)

اہل محلہ کا مسجد سے متصل حجرہ میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلہ کی مسجد جس

میں اوقات متعینہ کے ساتھ پنجوقتہ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے، جماعت کی نماز ہو جانے کے بعد، بعد میں آئیوالے حضرات مسجد کی خارجی جگہ میں دو دو تین تین مرتبہ جماعت بنا کر عام طور پر نماز ادا کرتے ہیں، اس کے بعد والی جماعتوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر لوگوں کو روکا جاتا ہے، تو وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں؟

المستفتی: انعام اللہ، گلشید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرات فقہاء نے ایک مسجد میں تکرار جماعت کو اسلئے مکروہ لکھا ہے، کہ مکرر جماعت ہونے سے جو مسجد کی اصل جماعت ہے، اس میں نمازیوں کی کمی آ جاتی ہے، لہذا جس صورت میں بھی تکرار جماعت کی وجہ سے مسجد کی اصل جماعت متاثر ہو کر اس میں نمازیوں کی کثرت کے بجائے کمی آ جاتی ہو وہ مکروہ اور ممنوع ہوگی، لہذا سوالنامہ میں مسجد سے متصل حدود مسجد سے خارج جگہ میں ایک ایک دو دو تین تین مرتبہ جماعت بنا کر نماز پڑھنا ممنوع اور مکروہ ہوگا، اسلئے کہ اہل محلہ کا مسجد سے متصل حجرہ میں دوسری یا تیسری جماعت کرنا مکروہ ہے اس سے باز رہنا لازم ہے، اور منع کرنے پر جھگڑے پر آمادہ ہونے والے غلطی پر ہیں، ان کو شرعی مسئلہ بتلادیا جائے، حضرات صحابہ میں سے جن لوگوں کو اتفاق سے جماعت نہیں ملتی تھی وہ الگ سے جماعت نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ تنہا نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى منزله ، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دار الفكر ١٣٢/٥ ، رقم: ٦٨٢٠ ، ٢٨٤/٣ ، رقم: ٤٦٠١ ، مجمع الزوائد ، دار الكتب العلمية بيروت ٤٥/٢ ، رقم: ٢١٧٧ ، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن ، قال : كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا

المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادى. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ۵/۵۵، رقم: ۷۱۸۸)

روى عن أنس بن مالك رض أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة صلوا في المسجد فرادى، ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم، يتأخرون، فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الآذان زكريا ۱/۳۸۰، کراچی ۱/۵۳، بیروت ۱/۶۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/شعبان ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۷۸۸)

جہاں امام اور مؤذن متعین نہ ہوں وہاں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) محلّہ کی مسجد میں جس میں باقاعدہ جماعت ہوتی ہو اس میں دوبارہ محراب سے ہٹ کر کے جماعت کرنا کیسا ہے؟

(۲) محلّہ کی مسجد جس میں باقاعدہ جماعت تو نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی ہو جاتی ہے اس میں دوبارہ محراب سے ہٹ کر جماعت سے نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد ایوب منی پوری، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) محلّہ کے لوگوں کیلئے محراب سے ہٹ کر بھی

جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ/۳۵۴، امداد الفتاویٰ/۳۶۴)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أقبل من

بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى

منزلہ، فجمع اہلہ، ثم صلی بہم۔ (المعجم الأوسط دارالفکر ۵/۱۳۲، رقم: ۶۸۲۰، ۲۸۴/۳، رقم: ۴۶۰۱، مجمع الزوائد، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۵، رقم: ۲۱۷۷، وفيہ رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجالہ ثقات)

(۲) اگر امام مؤذن مقرر نہیں ہیں تو ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے۔

ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق أو مسجد لا إمام له ولا يؤذن الخ۔ (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۸)

کما فی مسجد لیس له إمام ولا مؤذن، ویصلی الناس فیہ فوجاً فوجاً۔ (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۸، کراچی ۱/۵۵۲)

أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (الدر) أي ویصلی الناس فیہ فوجاً فوجاً۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کوئٹہ ۱/۲۴۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۳/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۵/۳/۱۰ھ
(الف توئی نمبر: ۳۸۹۹/۳۱)

محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے

سوال [۲۰۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جس مسجد میں امام اور مؤذن دونوں مقرر ہیں تو اس مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کراہت ہے تو کون سی؟

المستفتی: شرف الحق، پیر بھوم، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مسجد میں محلہ والوں کا جماعت ثانیہ کرنا لینی

جماعت دومرتبہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۴۶)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى منزله ، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفكر ۵/۱۳۲ ، رقم: ۶۸۲۰ ، ۳/۲۸۴ ، رقم: ۴۶۰۱ ، مجمع الزوائد ، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۴۵ ، رقم: ۲۱۷۷ ، وفيه رواه الطبرانی في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

ویکړه تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة وفي الشامية ويكره أي تحريماً الخ . (الدر المختار مع الشامى ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد مصرى ۱/۵۱۶ ، كراچى ۱/۵۵۲ ، زکریا ۲/۲۸۸)
وإذا دخل القوم مسجداً قد صلى فيه أهله كرهت لهم أن يصلوا جماعة بأذان وإقامة . (المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/۱ یقعدہ ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴۴۶/۲۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۱۱/۱۴۱۱ھ

جماعت خانہ میں جماعت ثانیہ

سوال [۲۰۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک مسجد میں امام ہوں ، آج نماز جمعہ میں عین نماز کے وقت بارش ہوگئی ، نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد سے ملحق روڈ پر بھی نماز ہوتی ہے لیکن بارش ہونے کی وجہ سے روڈ پر پانی بہنے لگا جو ناپاک تھا ، اس وجہ سے نماز کیلئے موجود افراد کی تعداد اتنی ہوگئی جو مسجد میں کسی حال میں نہیں سما سکتی تھی ، چنانچہ میں نے اعلان کر دیا کہ لوگ ناپاک جگہ پر نماز نہ پڑھیں بلکہ نماز کے بعد ایک اور جماعت ہو جائے گی ، اور اس کیلئے ایک امام مقرر کر دیا پہلے نماز

میں نے پڑھائی اور دوسری نماز مؤذن صاحب نے اگر دوسری نماز نہ ہوتی تو قریب میں کوئی ایسی مسجد بھی نہ تھی جہاں پر جمعہ کی نماز مل سکتی تھی، اور اگر روکانہ جاتا تو عوام بھیگے ہوئے ناپاک روڈ پر ہی نماز پڑھ لیتے ان تمام وجہوں کو دیکھ کر دوسری نماز کا اعلان کیا چونکہ یہ مسئلہ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا بلکہ ایک جگہ کی جامع مسجد میں دیکھا تھا کہ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری تیسری اور چوتھی تک نماز ہوئی تھی، تو پھر خیال پیدا ہوا کہ کسی کا عمل تو حجت نہیں ہے، اسلئے ذہن میں خلجان پیدا ہو گیا کہ نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نماز نہیں ہوئی تو اس غلطی کے ازالہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے، مقتدی مسائل میں کافی اعتماد کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اعتماد کا فائدہ اٹھا کر میں کسی بڑی غلطی کا مرتکب ہو رہا ہوں، اسلئے جو بھی صورت ہو آگاہ فرمائیں، اور اگر نماز ہو گئی تو فیہا نعمت جو بھی صورت ہو تحریر فرمادیں؟

المستفتی: عطاء الرحمن قاسمی،
۱۷۲۰: مین روڈ، کیلاش نگر، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تکرار جماعت کی کراہت کا مدار اصل جماعت کی کثرت کا متاثر ہونا ہے، اور پہلی جماعت میں کثرت کے بجائے قلت پیدا ہونا ہے، جہاں کراہت کی یہ علت پائی جائے گی وہاں تکرار جماعت مکروہ ہے، لہذا اگر کسی مسجد سے متصل مدرسہ کا کوئی ہال یا کمرہ ہے اس میں محلہ کے مصلیٰ اور روزانہ نماز پڑھنے والے لوگ جماعت کرنے لگیں تو یہ بھی مکروہ ہوگا، اسلئے کہ اگرچہ یہ خارج مسجد ہے لیکن یہ جماعت مسجد کی اصل جماعت کی قلت کا باعث بنی ہوئی ہے، اور جہاں اصل جماعت کی کثرت متاثر نہ ہو بلکہ کثرت بدستور باقی رہے، یا اصل جماعت متعین نہیں ہے تو وہاں پر تکرار جماعت مکروہ نہیں ہے، اسلئے کہ یہاں تکرار جماعت اصل جماعت کی قلت کا باعث نہیں ہے، لہذا فقہاء کی جزئیات کی گہرائی میں پہنچنے کے بعد یہ بات واضح ہو گئی

کہ سوالنامہ میں بارش اور کچھڑ کے اعذار کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں جمعہ کی نماز دوبارہ ادا کرنا مکروہ نہیں ہے،، کیونکہ یہاں دوسری جماعت پہلی جماعت کی کثرت کو متاثر کرنے والی نہیں ہے، لہذا آپ نے پیش آمدہ اعذار کی بنا پر جو عمل کیا ہے، وہ شرعاً جائز اور درست ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے۔ فقہی جزئیات ملاحظہ فرمائیے!

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة، لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون، فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله، لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة، لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان زكريا ۱/۳۸۰، كراچی ۱/۱۵۳، بيروت ۱/۶۵۵، ۶۵۶، المبسوط للسرخسی، كتاب الصلوة، باب الأذان، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶، منحة الخالق، كتاب الصلاة، باب الأذان كوئنه ۱/۲۵۹، زكريا ۱/۵۱۱، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲/۲۳۰، ۱۷۵/۲۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳ھ/۶/۲۳

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۳ھ/۶/۲۳

(الف فتویٰ نمبر: ۷۷۱۵/۳۶)

جماعت ثانیہ سے متعلق ایک جامع فتویٰ

سوال [۲۰۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) بس اڈہ اور اسٹیشن کی مسجدوں میں جب امام و مؤذن متعین ہوں جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟ امداداً حکام کی بعض عبارات سے عدم جواز کی بات سمجھ میں آتی ہے۔

(۲) محلّہ کی مسجد میں روزمرہ کے نمازیوں کیلئے جماعت ثانیہ مکروہ ہونا فقہاء نے لکھا ہے، تو کیا محلّہ کی مسجد میں دوسرے علاقہ سے آئے ہوئے لوگوں کیلئے یا دور دراز سے آنے والے مسافروں کیلئے جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ اور محلّہ کے لوگوں کیلئے حدود مسجد سے خارج دالان اور کمروں میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ثابت، منصور پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسٹیشن اور بس اڈہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ، ثالثہ، رابعہ کرنا بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ ان مسجدوں میں آجکل باقاعدہ امام و مؤذن متعین ہو چکے ہوں جیسا کہ سہارنپور، دیوبند، مظفرنگر، میرٹھ اور مراد آباد کے اسٹیشن پر مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور یہ مسجدیں آنے جانے والے مسافروں ہی کیلئے تعمیر کی گئی ہیں، اور یہ مسجدیں مسلمانوں کے محلّہ میں نہیں ہیں، بلکہ ہر آنے اور جانے والے مسافروں کی نماز کے لئے یہ مسجدیں تعمیر کی گئی ہیں، لہذا ہر آنے اور جانے والے لوگوں کیلئے ان مسجدوں میں اپنی اپنی الگ جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہوگا، ہاں البتہ امام و مؤذن کے ساتھ جو جماعت ہوتی ہے، اس کے لئے اذان دی جائے اس کے علاوہ بقیہ جماعتوں کیلئے اذان نہ دی جائے گی، یہ ایسا ہے جیسا کہ محلّہ کی مسجد میں باہر سے آنیوالے مسافر جن کو محلّہ کی متعین جماعت کیساتھ نماز پڑھ کر جانا ہے ان کا اصل جماعت سے پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر جانا سب کے نزدیک جائز ہے، اور اس کے بعد محلّہ کے لوگوں کی باضابطہ جماعت ہوتی ہے، اور امداد الفتاویٰ ۱/۳۶۴، اور ۴/۳۷۷، میں اسی طرح لکھا ہوا موجود ہے، نیز امداد الاحکام میں جو مسئلہ لکھا گیا ہے، اسمیں مسجد طریق کی وضاحت نہیں ہے اور یہاں زیر بحث مسئلہ بس اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں اور راستوں کی مساجد سے متعلق ہے، ایسی مساجد میں اگرچہ امام و مؤذن متعین ہوں مگر ارجماعت بلا کراہت جائز ہے، اور امداد الاحکام کے مرتب مولانا ظفر احمد تھانویؒ نے یہ مسئلہ اعلاء السنن میں وضاحت کیساتھ لکھا ہے، جس میں

جواز کی بات واضح طور پر موجود ہے، اور تکرار جماعت، جماعت ثانیہ و ثالثہ وغیرہ کی کراہت کی اصل علت متعین جماعت میں قلت کا ہونا ہے، اور یہ علت محلوں کی مسجدوں میں پائی جاتی ہے، ان مساجد میں نہیں، ملاحظہ فرمائیں اعلاء السنن، مبسوط سرخسی، فتاویٰ شامی اور بدائع الصنائع کی عبارات:

رجل دخل مسجداً قد صلى أهله فيه يصلي بغير أذان وإقامة؛ لأن في تكرار الجماعة تقليلاً بأن كل واحد لا يخاف فوت الجماعة، فيكون مكروهاً كذا في القطف الدانية لشيخنا المحدث الجنحويّ، وإنما اختصت الكراهة بمسجد المحلة لانعدام علتها في مسجد الشارع والسوق ونحوهما، فإن الناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق وهذا هو مذهب أبي حنيفةؒ. (اعلاء السنن، كتاب الصلوة، باب كراهة تكرار الجماعة في المسجد المحلة، بيروت ۴/۲۶۱)

إنّا أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلاً؛ لأن الناس إذا عرفوا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدّي إلى تقليل الجماعات، وبهذا فارق المسجد الذي على قارعة الطريق، لأنه ليس له قوم معلومون، فكل من حضر يصلي فيه فاعادة الجماعة فيه مرة بعد مرة، لا تؤدّي إلى تقليل الجماعات. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلوة، باب الأذان، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶)

يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلي بهما فيه أو لا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً. (شامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۱/۳۹۵، زکریا ۲/۲۸۸)

وَأَمَّا مسجد الشارع فالناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون

فریق. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۱/۵۵۳، زکریا ۲/۲۸۹)

وتقلیل الجماعة مکروه بخلاف المساجد التي علی قوارع

الطرق. (بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان محل وجوب الأذان کراچی ۱/۵۵۳، بیروت ۱/۶۵۵، زکریا ۱/۳۸۰)

(۲) محلّہ کی مسجد میں اسی محلّہ کے لوگوں کے لئے، یا اس مسجد میں اکثر و بیشتر آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے لئے جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح روزمرہ کے نمازیوں کے لئے حدود مسجد سے خارج دالان اور کمروں وغیرہ میں بھی جماعت ثانیہ کرنا اسی طرح مکروہ ہے، جس طرح حدود مسجد میں جماعت ثانیہ کرنے میں ہوتا ہے، اس لئے کہ روزمرہ کے نمازیوں کا جماعت ثانیہ کرنا چاہے احاطہ مسجد کے کمروں میں کیوں نہ ہو، اصل جماعت میں قلت اور کمی کا باعث ہے، اسی وجہ سے حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم ہند چھتہ مسجد کے دائیں بائیں کے دالانوں اور کمروں میں بھی طلبہ کے لئے جماعت ثانیہ کرنے کو منع فرماتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى منزله ، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفکر ۵/۱۳۲ ، رقم: ۶۸۲۰ ، ۳/۲۸۴ ، رقم: ۴۶۰۱ ، مجمع الزوائد ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۵۰ ، رقم: ۲۱۷۷ ، وفيه رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن ، قال : كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد ، وقد صلى فيه صلوا فرادى . (المصنف لابن أبي شيبة ، كتاب الصلاة ، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جدیدہ ۵/۵۵ ، رقم: ۷۱۸۸)

التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة ، لأن الناس إذا علموا أنهم

تفوتہم الجماعة، فيستعجلون فتكسر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون، فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله، لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة، لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ.

(بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان، كراچی ۱۵۳/۱، بیروت ۱/۶۵۵، زکریا ۱/۳۷۹) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

۱۲/۳/۱۴۳۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۹۷/۴۰)

ایسی مسجد جس میں تکرار جماعت جائز ہے

سوال [۲۰۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تکرار جماعت کے متعلق فقہ کی کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ ایسی مسجد میں دوبارہ جماعت قائم کی جاسکتی ہے جن کا کوئی امام ومؤذن متعین نہ ہو، عام طور پر تو مسجد کا امام ومؤذن متعین ہی ہوتا ہے، لہذا اس مسجد سے کوئی مسجد مراد ہے جس میں تکرار جماعت کر سکتے ہیں۔

المستفتی: عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مسجد میں جماعت کا تکرار جائز ہے، جو شاہ راہ عام پر قائم ہو اور جوق در جوق لوگ آتے رہتے ہوں اور جماعت ہوتی رہتی ہو اور ایسی مسجد دو قسموں پر ہے۔ (۱) وہ مسجد جس میں کوئی امام مقرر نہیں ہوتا ہے آنیوالے اپنی اپنی نماز پڑھ کر چلے جایا کرتے ہیں۔ (۲) وہ مسجد جس میں امام تو مقرر ہوتا ہے، لیکن آنیوالے لوگ اس امام

کے پیچھے نماز کا اہتمام نہیں کر سکتے تو ان کے لئے امام کی نماز سے پہلے ہی نماز پڑھ کر جانے کی اجازت ہے، اور امام کی نماز کے بعد بھی الگ سے جماعت کرنیکی اجازت ہے لیکن امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر آنیوالوں کے امام کا کھڑا ہونا بہتر ہے، نیز محلہ کی مسجد جس میں امام و مؤذن متعین ہیں، اس میں محلہ کے لوگوں کے لئے جماعت ثانیہ قائم کرنا جائز نہیں ہے، نیز مسجد کے احاطہ میں حدود مسجد سے باہر والاں یا کمرے میں بھی جماعت ثانیہ قائم کرنا مکروہ ہے، ہاں البتہ اس محلہ کے علاوہ دوسری جگہوں سے آنے والے لوگوں کیلئے امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرنا بلا کراہت جائز ہے، اسلئے کہ آنے والے لوگوں کی جماعت ثانیہ کی وجہ سے اصل جماعت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

وإن كان مسجد أليس له أهل معلوم بأن كان على شوارع الطريق لا يكره تكرار الأذان والإقامة فيه . (بدائع ، كتاب الصلوة ، فصل فى بيان محل الأذان كراچی ۱/۱۵۳، بیروت ۱/۶۵۴، زکریا ۱/۳۷۹)

ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة ، لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون ، فتقل الجماعة ، وتقليل الجماعة مكروه ، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى ، لا يؤدي إلى تقليل الجماعات ، وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ . (بدائع الصنائع كتاب الصلاة ، فصل فى بيان محل وجوب الأذان بیروت ۱/۶۵۵، بدائع الصنائع زکریا ۱/۳۸۰، کوئٹہ ۱/۱۵۳، کراچی ۱/۱۵۳، المبسوط للسرخسی ، كتاب الصلوة ، باب الأذان ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶، اعلاء السنن ، كتاب الصلوة ، باب کراهة تكرار الجماعة فى مسجد المحلة بیروت ۴/۲۶۱)

وإن كان المسجد على قارعة الطريق ، وليس فيه قوم معينون فلا بأس بتكرار الجماعة . (الفتاویٰ التاتار خانیہ ، کتاب الصلاة ، الفصل الثاني في المتفرقات، زکریا ۲/۱۵۶، رقم: ۲۰۱۳)

وإن كان المسجد على قارعة الطريق ، وليس فيه قوم معينون ، فلا بأس بتكرار الجماعة فيه؛ لأن تكرار الجماعة في هذا الفصل لا يؤدي إلى تقليل الجماعة . (المحيط البرهاني ، كتاب الصلاة ، الفصل الثاني في الفرائض المجلس العلمي جديد ۲/۱۰۳، رقم: ۱۳۱۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۶۸۴/۳۷)

مسافر کا محلہ کی مسجد میں متعینہ جماعت سے قبل اپنی جماعت کرنا

سوال [۲۰۷۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی محلہ کی مسجد میں متعینہ جماعت سے پہلے مسافر حضرات اپنے سفر کے تقاضہ کی وجہ سے جماعت کرنا چاہیں اور مسجد کے دائیں بائیں کوئی خارج مسجد جگہ نہ ہو تو کیا مسجد ہی میں اقامت کے ساتھ اندر یا باہر کے حصہ میں جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرشید، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں مسافرین جماعت کے وقت مقررہ سے پہلے محراب سے ہٹ کر اندر یا باہر کے حصہ میں اقامت کے ساتھ جماعت کر سکتے ہیں، اس سے مسجد کی اصل جماعت پر فرق نہیں پڑتا ہے ۔

قال في المنيع وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعاً يكره تكرار الجماعة

فی مسجد محلۃ بأذان وإقامة إلا إذا صلى بهما فيه أو لا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۸، کراچی ۱/۵۵۲)

هذا وقدمنا فی باب الأذان عن آخر شرح المنیة عن أبي يوسف أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تکره، وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة کذا فی البرازية، انتهى، وفي التاتارخانية عن الولوالجية: وبه نأخذ. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۲)

وروی عن محمد رحمه الله أنه لم یر بالتکرار بأساً إذا صلوا فی زاوية المسجد على سبيل الخفية.... وفي الولوالجية ولم یقم مقام الأول وبه نأخذ..... وإن كان المسجد على قارعة الطريق وليس فيه قوم معينون فلا بأس بتکرار الجماعة. (الفتاویٰ التاتارخانية، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی المتفرقات ۲/۱۵۵، ۱۵۶، رقم: ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، المحيط البرهانی، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی الفرائض، المجلس العلمي جدید ۲/۱۰۲، ۱۰۳، رقم: ۱۳۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۷۸/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۲/۱۴۳۴ھ

بازار کی مسجد میں متعدد جماعت کرنا

سوال [۲۰۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بازار میں ایک مسجد ہے جس میں بازار کے دن نمازیوں کی بہت تعداد ہو جاتی ہے، ایک جماعت میں سب حضرات کی شرکت ممکن نہیں ہوتی بلکہ متعدد جماعتوں کی ضرورت پڑتی ہے تو کیا ایسی صورت میں متعدد جماعت کرنے کی گنجائش ہے نیز واضح رہے کہ اس مسجد کے امام اور

مؤذن وغیرہ سب متعین ہیں اس مسجد میں نماز کا مدار بازار والوں پر ہے اور آس پاس وہاں کوئی مکان نہیں ہے، اگر بازار بند ہو جائے تو مسجد سنسان ہو جاتی ہے، وہاں پر ہفتہ میں صرف دو دن بازار لگتا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جماعت ثانیہ یا متعدد بار ایک مسجد میں جماعت کرنے کے ممانعت کی علت تقلیل جماعت ہے، یعنی جب سب لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ متعدد بار جماعت کی جاسکتی ہے تو وقت مقررہ پر پہنچنے کی کوشش نہیں کریں گے جس کی بناء پر مقتدیوں کی تعداد کم ہوگی، جبکہ شریعت نے ہمیں تکثیر جماعت کا حکم دیا ہے، لہذا تقلیل جماعت کے سبب جماعت ثانیہ سے روکا گیا ہے، لیکن بازار کی مسجد میں چوں کہ مصلیان دیگر محلوں کے ہوتے ہیں اور ایک وقت میں سب کا مسجد میں سمانا بھی مشکل ہے تو تقلیل جماعت کا سبب نہ ہونے کی وجہ سے بازار کے دونوں دنوں میں حسب ضرورت دو بار سہ بار جماعت کرنے کی گنجائش ہے عبارت ملاحظہ فرمائیے:

إنا أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد
تقليلها ؛ لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور ،
فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدى إلى تقليل
الجماعات . (المبسوط للسرخسي ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، دارالكتب العلمية
بيروت ۱/۱۳۵ ، وهكذا في بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان محل وجوب
الأذان كراچی ۱/۱۵۳ ، زكريا ۱/۳۷۹ ، ۳۸۰ ، بيروت ۱/۶۵۵ ، ۶۵۶ ، منحة الخالق ،
كتاب الصلاة ، باب الأذان كوئٹہ ۱/۲۵۹ ، زكريا ۱/۴۵۱ ، الموسوعة الفقهية
۲۳۰/۱۲ فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۷/۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۷۳۳)

کن صورتوں میں جماعت ثانیہ جائز اور کن صورتوں میں ممنوع

سوال [۲۰۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کیا نماز ثانی جماعت ثانیہ کرنے سے ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد یامین، خداوند پور، بیگوسرائے، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کے اندر تکرار جماعت کا حکم مختلف ہے ہر صورت کا حکم الگ الگ درج ہے۔

(۱) مسجد طریق ہو جس کے نمازی معین نہ ہوں۔

(۲) امام ومؤذن معین نہ ہوں۔

(۳) مسجد محلّہ میں اہل محلّہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے جماعت کی ہو۔

(۴) مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے بلا اعلان اذان یا بلا اذان جماعت کی ہو ان تمام

صورتوں میں جماعت ثانیہ بالاجماع جائز ہے۔

(۵) مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی

بالاتفاق اذان سے ہو، تکرار جماعت بلا اذان ہو اور جماعت ثانیہ بیئتِ اولیٰ ہی پر ہو یہ دونوں

صورتیں مکروہ ہیں، اہل محلّہ نے محراب سے عدول کر کے جماعت ثانیہ کی ہو تب بھی امام ابو

حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے، اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا

۳۳۲/۳، ۳۳۶/۳)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من

بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فذهب إلى

منزله ، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دار الفكر ۵/ ۱۳۲ ،

رقم: ۶۸۲۰ ، ۲۸۴/۳ ، رقم: ۴۶۰۱ ، مجمع الزوائد ، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۴۵ ،

رقم: ۲۱۷۷، وفيه رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجاله ثقات)

ویکره تکرار الجماعة، بأذان وإقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (تحتہ فی الشامیہ) ویکره أي تحریماً..... یکره تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان وإقامة، إلا إذا صلی بهما فیہ أو لا غیر أهلہ أو أهلہ لکن بمخافتة الأذان، ولو کرر أهلہ بدوניהما أو کان مسجد طریق جاز إجماعاً، كما فی مسجد لیس له إمام ولا مؤذن ویصلی الناس فیہ فوجاً فوجاً -إلی- إذا لم تکن الجماعة علی الهيئة الأولى لا تکره، وإلا تکره، وهو الصحيح، وبالعَدول عن المحراب تختلف الهيئة، کذا فی البزازیة انتهى وفی التاتارخانیة عن الولولجیة وبه نأخذ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، زکریا ۲/۲۸۸، ۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۲، ۵۵۳، التفاوی التاتارخانیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی المتفرقات ۲/۱۵۵، ۱۵۶، رقم: ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، المحيط البرهانی کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی الفرائض المجلس العلمی جدید ۲/۱۰۲، ۱۰۳، رقم: ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل فی بیان محل وجوب الأذان، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۶۵۵، ۶۵۶، زکریا ۱/۳۷۹، ۳۸۰، کراچی ۱/۱۵۳، المبسوط، کتاب الصلاة، باب الأذان، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶، منحة الخالق، کتاب الصلاة، باب الأذان، کوئٹہ ۱/۲۵۹، زکریا ۱/۴۵۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۲۸۱)

جماعت ثانیہ کہاں جائز اور کہاں مکروہ ہے

سوال [۲۰۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ایک مسجد میں

دوبارہ جماعت کرنا کیسا ہے، اس مسئلہ کو واضح کر کے مفصل جواب دیں، اگر جماعت کرنا درست ہے تو اسمیں ائمہ کا کیا اختلاف ہے؟

(۲) اگر مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہیں تو کیا مسئلہ ہے اور امام و مؤذن مقرر نہ ہوں تو کیا مسئلہ ہے اختلافی مسئلہ ہو تو پوری وضاحت سے جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد جبیلانی، بکھیل گھاٹ، دربھنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) ہیئت اولیٰ کے ساتھ مقامی لوگوں کا محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور ہیئت اولیٰ کی تبدیلی کیساتھ مثلاً محراب سے ہٹ کر کسی کنارے پر جماعت ثانیہ کی جائے تو حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے، اور طرفین کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۹/۷، جدید ڈبھیل ۶/۱، ۳۳۵، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۳/۲۶، جدید زکریا ۴/۱۳۴)

یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محله بأذان وإقامة الخ. (شامی کتاب

الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۸)

(۲) اگر امام و مؤذن مقرر ہیں یا محلہ کا مخصوص شخص نماز پڑھایا کرتا ہے، تو مکروہ ہے اور اگر امام و مؤذن مقرر نہیں ہیں یا محلہ کی مسجد نہیں ہے، راستہ اور اسٹیشن کی مسجد ہے یا محلہ ہی کی مسجد ہے لیکن جماعت ثانیہ کرنے والے مسافر ہیں تو ان تمام صورتوں میں بلا کراہت جائز ہے۔

ولو کرر أهلہ بدونها أو کان مسجد طریق جاز إجماعاً، کما فی مسجد لیس له إمام ولا مؤذن ویصلی الناس فیہ فوجاً فوجاً الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۱/۵۵۳، زکریا ۲/۲۲۸، وھکذا فی التارخانیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی المتفرقات

زکریا ۱۵۶/۲، رقم: ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، المحيط البرہانی کتاب الصلاة، الفصل الثانی فی الفرائض المجلس العلمی جدید ۲/۱۰۳، رقم: ۱۳۱۴، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۲۴۰) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۱۱۰/۲۸)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۴/۴/۱۴۱۳ھ

چار صورتوں میں جماعت ثانیہ جائز ہے

سوال [۲۰۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) اگر مسجد میں جماعت اولیٰ ہو چکی ہو تو جماعت ثانیہ کس صورت میں ادا کی جائے گی جو احاطہ مسجد میں ہی ادا کر سکیں اور ایک امام مسجد اندرون احاطہ مسجد جہاں امام کے نماز پڑھانے کی جگہ مقرر ہے جماعت ثانیہ کو اسی مقام پر پڑھتا ہے، جس سے جماعت اولیٰ اور جماعت ثانیہ میں کوئی فرق نہیں رہتا تو کیا امام مسجد کا یہ عمل شرعاً جائز ہے؟

المستفتی: ابرار حسین، کاتب قانون گوین، مراد آباد
 باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چار صورتوں میں تکرار جماعت بالاجماع جائز ہے۔

- (۱) مسجد طریق ہو جسکے نمازی معین نہ ہوں۔
- (۲) اس مسجد میں امام و مؤذن معین نہ ہوں۔
- (۳) مسجد محلّہ میں غیر اہل محلّہ نے جماعت کی ہو۔
- (۴) مسجد محلّہ میں بلا اعلان اذان یا بلا اذان جماعت کی ہو۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۲)

(۲) اس میں دو صورتیں بالاجماع فقہائے احناف مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔
 (۱) مسجد محلّہ نے اہل محلّہ کے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی

اذان سے ہو۔

(۲) جماعت ثانیہ بلا اذان ہو اور جماعت ہیئت اولیٰ پر محراب ہی میں ہو۔
(مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۲)

اور ایک صورت مکروہ تنزیہی ہے کہ بلا اذان محراب سے ہٹ کر ہیئت اولیٰ کے خلاف جماعت ثانیہ کی جاوے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۲ تا ۳۲۶، فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۴، جدید زکریا/۳۳۶)

ویکرہ تکرار الجماعة، بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (تحتہ فی الشامیة) یکرہ تکرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة، إلا إذا صلى بهما فيه أو لا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان، ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً، كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن، ويصلى الناس فيه فوجاً فوجاً - إلى - إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تكره، وإلا تكره، وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البرازية. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۸، ۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۲، ۵۵۳، هکذا فی بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل فی بیان محل وجوب الأذان، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۶۵۵، ۶۵۶، زکریا ۱/۳۷۹، ۳۸۰، کراچی ۱/۱۵۳، المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، باب الأذان دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۸۲/۲۳)

بارش کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں متعدد بار نماز جمعہ یا نماز عید ادا کرنا

سوال [۲۰۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عیدین یا جمعہ کے

وقت بارش ہونے پر لوگوں کی بھیڑ ہو تو مسجد میں ایک بار جماعت سے نماز ہونے پر دوبارہ اسی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: مدرسہ عربیہ اشاعت
العلوم، کرن کھیرا کولہ، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عیدین یا جمعہ کے وقت بارش ہونے پر اگر لوگوں کی بھیڑ ہو اور مسجد تنگ پڑ جائے تو اگر کوئی دوسری ایسی مسجد ہو جس میں جمعہ نہیں ہوتا ہے، تو اس میں بھی جمعہ کر لیا جائے یا کسی کا بڑا گھر بڑا ہال ہو تو اس میں بھی جمعہ یا عیدین پڑھ سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی دوسری ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر بقیہ لوگوں کا جمعہ یا عیدین ادا کرنا آسان ہو تو ایسی مجبوری اور عذر کی وجہ سے جمعہ اور عیدین کیلئے جماعت ثانیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ جماعت ثانیہ کی ممانعت کی علت تقلیل جماعت ہے اور یہاں یہ علت موجود نہیں ہے۔

لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكسر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان زكريا ۱/۳۸۰، كراچی ۱/۱۵۳، بیروت ۱/۶۵۵، المبسوط للسرخسی، كتاب الصلاة، باب الأذان، دارالكتب العلمية بیروت ۱/۱۳۵، ۱۳۶، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲/۲۳۰، ۲۷/۱۷۵) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۱/۱ھ

کتبہ: شمیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
کیم/ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۸۱۵)



(۸) باب الإمامة

(۱) فصل: فی أوصاف الإمام

شریعت اسلامی میں امام کا مرتبہ

سوال [۲۰۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر مسجد میں پیش امام ہے، اور مسجد کے اندر ہی بنے مدرسہ میں مدرس ہے اور اسی مدرسہ میں رہتا ہے، نماز پڑھانے عین وقت پر اور کئی دفعہ وقت مقررہ سے ایک یا دو منٹ بعد مصلے پر آتا ہے، کبھی کبھی نماز فجر میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ غلطی ہو جانے پر نماز دہرانے تک کا وقت کم رہ جاتا ہے۔

جمعہ کے دن ہمارے یہاں پینٹھ (بازار) لگتی ہے اور شام کو کئی وجہ سے نمازیوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے گزرے جمعہ کو مغرب میں نمازی کافی تھے، مگر مسجد کے صحن میں آگے کافی جگہ چھوڑ کر برآمدے سے کئی صف پیچھے صفیں بچھائی گئیں جو جوتے اتارنے کی جگہ تک پہنچ گئیں، (مسجد کے برآمدے میں کافی پتھ لگے ہیں، اور بجلی بھی آرہی تھی) نتیجہ جماعت ہونے پر لوگوں کو جماعت میں شریک ہونے میں دقت ہوگئی، نماز ختم ہونے پر نمازیوں نے اعتراض کیا کہ اتنی جگہ ہوتے ہوئے نمازیوں کو جوتوں میں دھکیل دیا گیا ہے اور ایسا کئی بار ہوا ہے جسکے لئے امام صاحب کو کئی بار کہا گیا ہے، اور کئی بار ہنگامہ ہوا ہے، مگر امام صاحب نے کبھی دھیان نہیں دیا زید بھی امام سے دو صف پیچھے بیٹھا ہوا تھا جو مسجد کے ذمہ دار آدمیوں میں سے ہے، زید نے کہا امام صاحب اکثر عین وقت پر یا ایک دو منٹ بعد مصلے پر آتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ آج کون سا دن ہے اور کتنے نمازی بڑھیں گے، اور نماز پڑھانے کو کھڑے ہو جاتے ہیں، امام صاحب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نماز سے پانچ منٹ پہلے آئیں اور صفوں وغیرہ کا دھیان کریں اور صفیں قاعدے سے بچھوائیں اور

اسی بات پر کئی بار ہنگامہ ہو چکا ہے، اس پر امام صاحب نے طیش میں اٹھ کر اپنے نیچے کا مصلیٰ اٹھا کر زید کے منہ پر مار دیا اور کہا کہ اب تم نماز پڑھنا زید نے کہا اگر آپ نماز نہیں پڑھائیں گے تو کوئی اور نماز پڑھائے گا، اس مسئلہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ جس امام نے مصلیٰ پھینک کر زید کے منہ پر مار دیا ہو اور کہا ہو کہ اب تم نماز پڑھنا، زید امام صاحب سے دو صف پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

(۱) کیا ایسا کرنے پر مصلیٰ کی توہین نہیں ہوئی اور آداب مسجد کی توہین نہیں ہوئی، اور اگر مصلیٰ اور مسجد کی توہین نہیں ہوئی تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اور اگر جائز ہے تو کن حالات میں جواب با صواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کیا زید کیلئے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اگر جائز ہے تو کن حالات میں جائز ہے، جواب با صواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: صغیر احمد، بازار گنج، ٹھاکر دوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کبھی کبھار وقت سے ایک دو منٹ تاخیر کر کے آئے تو یہ شرعاً قابل اعتراض اور ناجائز عمل نہیں ہے، جسکی وجہ سے آپس میں فتنہ و فساد برپا کیا جائے اور ایسی تاخیر کو درگزر کرنا چاہئے نیز اگر اس طرح معمولی تاخیر سے لوگوں میں انتشار کا خطرہ ہے تو امام کا ادب و احترام اور اعلیٰ مقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور درخواست اور یاد دہانی کے امام کو آگاہ کرنا چاہئے، اور اتنی بات کرنے کیلئے امام کے سامنے آمرانہ اور حاکمانہ انداز اختیار کرنا اور اسی انداز سے گفتگو کرنا شرعاً درست نہیں ہے، شریعت اسلامی میں امام کا بہت بڑا درجہ ہے، اسلئے اس کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے، اور جمعہ کے روز جب مجمع کثیر ہوتا ہے تو امام صاحب کو از خود اس کا خیال رکھنا چاہئے، اور اگر امام کو خیال نہ رہے تو بہت ادب اور مہذب انداز سے یاد دہانی کرانی چاہئے کوئی تشدد اور سخت جملہ زبان سے نہ نکالنا چاہئے، اور سوالنامہ کی عبارت

میں نمازیوں کو جوتیوں میں دھکیل دیا گیا یہ نہیں دیکھتے کہ آج کون سا دن ہے اور کتنے نمازی بڑھیں گے اور نماز پڑھانے کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہ الفاظ سخت غیر مہذب اور بے ادبی اور حاکمانہ اور گستاخانہ ہیں اور ایسے الفاظ سے نا اہل جاہل کو بھی تکلیف اور غصہ آ سکتا ہے، اور امام کا درجہ تو شریعت میں بہت اونچا ہے تو ایسے الفاظ سے امام کو بھی ضرور تکلیف اور ایذا پہنچ سکتی ہے، اور امام کو شرعاً ۵ منٹ قبل آنا لازم نہیں ہے، اور نہ ہی یہ امام کی ذمہ داری ہے بلکہ وقت پر آنا لازم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر شروع ہوتے وقت مصلیٰ پر تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی تکبیر شروع ہونے کے بعد تشریف لایا کرتے تھے، اس لئے امام پر بے جا سختی نہیں کرنی چاہئے۔

أقيمت الصلوة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ، الحديث. (مسلم شريف ، كتاب الصلوة ، باب متى يقوم الناس

للصلوة، النخسة الهندية ۱/ ۲۲۰، بيت الأفكار رقم: ۶۰۵)

اور زید کی گفتگو پر امام صاحب کا زید کے منہ پر مصلیٰ پھینک کر مارنا مذکورہ طرز گفتگو کی بناء پر ہے اسلئے طرز عمل زید اور امام صاحب دونوں کا غیر مہذب ہے اس لئے اس واقعہ میں دونوں غلطی پر ہیں، اور کسی ایک کو خاص کر کے مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا ہے اور ایسی صورت میں امام صاحب کو تنہا ظالم یا فاسق نہیں قرار دیا جاسکتا اور ایسے امام کے پیچھے نماز میں کوئی خرابی نہ ہوگی اور اس واقعہ کا حل صرف یہ ہے کہ آپس میں معافی تلافی کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۳/۱۴۱۲ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴/ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۲۵۸۹)

امام کیسا ہونا چاہیے؟

سوال [۲۰۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی پنجوقتہ نماز

پڑھانے والا امام اس طرح نماز پڑھاتا ہو۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی سمت نہ کرے۔

(۲) جب نیت باندھے تو ہاتھوں کو ناف سے خوب اوپر رکھے دائیں ہاتھ کی تینوں انگلیوں کو کلائی پر نہ رکھے بلکہ ٹکاکر رکھے۔

(۳) تلاوت کرتا ہو تو لحن جلی کے ساتھ کرتا ہو، تبدیلی حرف با حرف کرتا ہو، حرکات و سکنات میں غلطی کرتا ہو، نون مشدد و میم مشدد پر غنہ نہ کرتا ہو، ادغام شفوی، اخفاء شفوی اور اقلاب و اخفاء کا غنہ نہ کرتا ہو۔ (قرأت نماز میں)

(۴) اللہ اکبر کی آواز رکوع اور سجدے میں مکمل پہونچنے کے بعد ختم کرتا ہو۔

(۵) سجدے میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکتا ہو۔

(۶) قرأت مسنونہ سے ہٹ کر پڑھتا ہو۔ (اکثر و بیشتر)

(۷) منع کرنے کے باوجود بھی جو اپنی غلطیوں کو دور نہ کرتا ہو، تو ایسے شخص کا امام بننا کیسا ہے؟ جن مقتدیوں کو غلطیوں کا علم ہے انکے لئے بھی کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن شریف و حدیث پاک کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد شاہد، باڑہ ہندوراؤ، دہلی ۱۱۰۰۶

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام کا تبع شریعت اور نماز کے ضروری مسائل

سے واقف کار ہونا لازم ہے، اور سوالنامہ میں جن امور کا ذکر ہے ان میں نماز کے آداب اور مستحبات کے خلاف عمل کا ذکر ہے، ایسی صورت میں نماز درست ہو جاتی ہے واجب الاعادہ نہیں ہے؛ لیکن مستحب طریقہ سے نماز نہیں ہو پاتی ہے، اس لئے امام صاحب کو مذکورہ امور کے متعلق توجہ دلانا چاہئے، اور امام صاحب کو مان لینا چاہئے، اب رہی امام صاحب کو امامت پر باقی رکھنے یا معزول کرنے کی بات تو اس سلسلہ میں انتظامیہ کو اختیار ہے کہ مسجد کی کمیٹی امام کو توجہ دلا دے ضد کرنے کی صورت میں مسجد کی کمیٹی ان کو معزول کر سکتی ہے۔

عن أبي مسعود الأنصاري ^{رض} قال: قال رسول الله ﷺ: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء، فأعملهم بالسنة. (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ۱/۲۳۶، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳، سنن الترمذی، الصلاة، باب من أحق بالإمامة النسخة الهندية ۱/۵۵، دارالسلام رقم: ۲۳۵)

والأحق بالإمامة... الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة ثم الأورع، ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقوف وما يتعلق بها. (درمختار مع الشامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة، زكريا ۲/۲۹۴، كراچی ۱/۵۵۷، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، دارالكتاب ديوبند ۱/۳۰۰، البنایہ، كتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفیه ديوبند ۲/۳۲۹، شرح النقایہ، كتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازیہ ديوبند ۱/۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۸/۱۴۳۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۸۰/۳۹)

امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

سوال [۲۰۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں نمازیوں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو امام ہیں اور دونوں اچھی تعلیم یافتہ ہیں، اور دونوں قابل اعتبار ہیں، مگر ان میں سے ایک اعلیٰ برادری کے ہیں، اور ایک ادنیٰ برادری کے ہیں، اب ان میں سے کچھ لوگ اعلیٰ برادری والے کو امام بنانا چاہتے ہیں، اور کچھ لوگ ادنیٰ برادری والے کو امام بنانا چاہتے ہیں، تو ایسی صورت میں کس کو امام بنانا افضل ہے؟

المستفتی: مبارک علی، مہر کی پٹی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شریعت میں اعلیٰ برادری اور ادنیٰ برادری کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ تقویٰ، پرہیزگاری اور علم دین کی حیثیت ہے، لہذا دینداری، تقویٰ، پرہیزگاری اور علم کے اعتبار سے جو اعلیٰ ہوگا وہ دوسروں کے مقابلہ میں امامت کا زیادہ حقدار اور افضل ثابت ہوگا، لہذا دونوں میں سے جو علم اور تقویٰ میں فائق ہو اس کو امام بنالیا جائے، اگر دونوں اچھی تعلیم یافتہ ہیں قابل اعتبار ہیں تو دونوں میں سے جو تقویٰ اور عبادت میں آگے بڑھا ہوا ہو، اور قراءت بھی اس کی دوسرے سے اچھی ہو اس کو امام بنالیا جائے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ . (حجرات : ۲۶)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً
للقراءة ثم الأورع . (تنوير الابصار مع الدر، كتاب الصلاة ، باب الإمامة کراچی
۵۵۷/۱، زکریا ۲۹۴/۱)

عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله ﷺ: يؤم القوم
أقرؤهم لكتاب الله ، فإن كانوا في القراءة سواء ، فأعلمهم بالسنة فإن كانوا
في السنة سواء فأقدمهم هجرة . (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة،
النسخة الهندية ۲۳۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳)

عن مرثد بن أبي مرثد الغندي ، وكان بدريا ، قال: قال رسول الله ﷺ:
إن سرکم أن تقبل صلاتکم ، فليؤمکم خيارکم ، فإنهم وفدکم فيما
بينکم وبين ربکم . (المعجم الكبير للطبراني ، دار احیاء التراث العربی ۳۲۸/۲۰،
رقم: ۷۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/رجب ۱۴۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۹۱۵/۳۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۷/۲۹ھ

کیا اسلام میں امام کا اعلیٰ نسب والا ہونا مطلوب ہے؟

سوال [۲۰۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چند روز قبل حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی مکمل و مدلل مسائل نماز نظر نواز ہوئی یقیناً مولانا موصوف نے اس کتاب میں نماز کے متعلق سیکڑوں مسائل درج کئے ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے اشد لازمی سمجھتا ہوں، کتاب کے صفحہ نمبر ۷ پر مولانا فرماتے ہیں کہ امام اعلیٰ نسب والا ہو، میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) کیا اسلام میں ادنیٰ نسب اور اعلیٰ نسب کا تصور ہے؟

(۲) کون سا نسب اعلیٰ ہے اور کون سا ادنیٰ؟

(۳) کیا رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے تعلق سے ایسی مثالیں شریعت مطہرہ میں موجود ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ امام کے لئے اعلیٰ نسب کو ترجیح دی گئی ہو؟

(۴) کیا ادنیٰ نسب والوں کو امامت کا اختیار نہیں ہے؟

(۵) کیا ادنیٰ نسب والوں کو ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھنا، نیز ایسے لوگ جو ادنیٰ نسب کو حقیر سمجھیں ان کیلئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: ناصر پرویز، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مولانا رفعت قاسمی نے اپنی کتاب میں فتاویٰ

رجیمہ ۳/۲۸ کی عبارت نقل کی ہے اور فتاویٰ رجیمہ میں فقہ کی مشہور کتاب شرح النقایہ ۸۶/۱ کے حوالہ سے فتویٰ لکھا گیا ہے، اور شرح النقایہ میں مستدرک حاکم قدیم ۲/۲۴۶،

جدید ۵/۸۶۲، رقم: ۴۹۸۱ کی ایک حدیث شریف ہے جس کے الفاظ ”فلیؤمکم

خیارکم“ ہے، اور بیہقی قدیم ۳/۹۰، جدید ۴/۲۳۸، رقم: ۵۲۳۵ کی حدیث: ”اجعلوا أئمتکم خیارکم“ کا حوالہ ہے، فتاویٰ رجیمہ میں شرح نقایہ سے حدیث کے الفاظ کو نقل

فرمایا ہے، اور ”أئمتکم خیار کم“ سے انھوں نے اپنی طرف سے اعلیٰ حسب والا اور نسبی شرافت کی قید لگائی ہے، اور مولانا رفعت قاسمی نے اپنی کتاب میں فتاویٰ رحیمیہ کی عبارت اعلیٰ حسب کے بجائے اعلیٰ نسب نقل فرمایا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہو، بہر حال شرح النقایہ کی کسی عبارت میں نہ اعلیٰ نسب کی قید ہے، اور نہ ہی اعلیٰ حسب کی اور نہ ہی نسبی شرافت کی قید ہے، بلکہ یہ قیودات ان حضرات کی طرف سے ہی ہیں اور شرح النقایہ فقہ کی مشہور کتاب میں صرف ”اجعلوا أئمتکم خیار کم“ اور ”فلیؤمکم خیار کم“ کے الفاظ ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم اپنے میں سے بہتر آدمی کو امام بناؤ، اور چاہئے کہ تم میں سے بہتر آدمی تمہارا امام بنے یہ حدیث کے الفاظ کا ترجمہ ہے، اور بہتر آدمی کون ہے، تو اس کے بارے میں قرآن کریم نے اعلان فرمایا ہے، ”إن أکرمکم عند اللہ أتقاکم“ (سورہ حجرات، آیت: ۱۳) بیشک تم میں سے سب سے بہتر اور مکرم اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو، لہذا امامت کی افضلیت میں اعلیٰ نسب، اور نسبی شرافت کی قید سے ہم کو اتفاق نہیں ہے، اسلئے کہ حدیث وفقہ میں اس کی قید نہیں ہے شرح النقایہ کی مکمل عبارت اور حدیث شریف مع حوالہ کے ملاحظہ فرمائیں:

وأما في زماننا فقد يكون الرجل ماهرا بالقراءة ولا حظ له في معرفة الأحكام ، فالأعلم بالسنة أولى إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس يرغبون في الاقتداء به وقد ورد عن ابن عمر مرفوعاً اجعلوا أئمتکم خیار کم فإنهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم ، رواه البيهقي ، بسند ضعيف وفي رواية إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم علماؤکم فإنهم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم ، رواه الطبرانی ، وفي رواية الحاكم فلیؤمکم خیار کم وسکت عنه .

(شرح النقایہ ، کتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة ، اعزازیہ دیوبند ۱/ ۸۶)

حدیث کے لئے ملاحظہ فرمائیں: المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربی

۳۲۸/۲۰، رقم: ۷۷۷، سنن الدارقطنی، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۷۴، رقم: ۱۸۶۳،

۱۸۶۵، المستدرک کتاب معرفة الصحابة قدیم ۲/۶۴۲، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز
جدیدہ ۱۸۶۵، رقم: ۹۸۱، السنن الكبرى للبيهقي، باب اجعلوا أئمتكم خياركم ماجاء
في إمامة ولد الزنا، دارالفکر جدیدہ ۴/۲۳۸، رقم: ۵۲۳۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۳۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۶/۱۴۲۸ھ

حافظ اور عالم حافظ میں امامت کا حقدار کون ہے؟

سوال [۲۰۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب
مقررہ نماز پڑھانے تشریف نہ لائیں، مصلیوں میں ایک حافظ صاحب اور ایک حافظ عالم مفتی
بھی ہیں، تو نماز پڑھانے کا حق عالم حافظ مجود کو ہے یا حافظ صاحب کو ہے، اگر یہ حق عالم
صاحب کا ہے تو ایسی نماز جو حافظ کے پیچھے پڑھی گئی ہے، جبکہ عالم موجود ہے اور وہ پڑھانا بھی
چاہ رہا ہے تو مؤذن کا عالم کو چھوڑ کر حافظ کو آگے بڑھانا کیسا ہے اور یہ نماز جو حافظ کے پیچھے
پڑھی گئی ہے کیا درجہ رکھتی ہے۔

المستفتی: عقیل احمد، فیروز آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حافظ عالم کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا زیادہ
حقدار وہی ہے، لیکن عالم حافظ کے باوجود صرف حافظ کا نماز پڑھنا دینا اور عالم صاحب کا ان
کے پیچھے نماز پڑھ لینا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ولو قد موا غیر الأولیٰ أسأؤا بلا أثم (تحتہ فی الشامیہ) قال فی
التاتارخانیۃ: ولو أن رجلین فی الفقہ والصلاح سواء إلا أن أحدهما أقرأ
فقدم القوم الآخر فقد أسأؤا وترکوا السنۃ، ولكن لا یأثمون لأنهم قدموا
رجلاً صالحاً. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، کراچی ۱/۵۵۹،

زکریا ۲/۲۹۷، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۳/۹۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

۱۴۳۳/۱۲/۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۰۴/۴۰)

افضل کے ہوتے ہوئے مفضل کو مستقل امام متعین کرنا

سوال [۲۰۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قراءۃ مفروضہ ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں اگر کوئی شخص اتنی مقدار قراءت کرنے پر قادر ہے اور بقیہ قراءت کرنے پر قادر نہیں ہے، تو کیا ایسے شخص کا امام بننا درست ہے، جبکہ قاری صاحب موجود ہوں، اور اگر بن گیا تو نماز صحیح ہو جائیگی یا نہیں، اگر نماز صحیح ہو جائے گی تو تحریر فرمائیں۔ جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

المستفتی: جمیل احمد قاسمی، بستوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اتفاقی طور پر اگر ایسا شخص امام بن جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، البتہ مستقل طور پر ایسے شخص کو امام بنانا اور مستحق کو حق نہ دینا درست نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۴۱، جدید زکریا)

الأحق بالإمامة تقديماً بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة، (إلى قوله) فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو قدموا غير الأولي أساءوا. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، زکریا ۲/۲۹۴، ۲۹۷، حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، الصلاة، فصل فی بیان الأحق، باب الإمامة دارالکتاب دیوبند ۱/۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۰۹۴/۲۶)

اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کی امامت

سوال [۲۰۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ شخص کیلئے شریعت کی رو سے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کسی مستقل امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کا نماز پڑھانا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد رشید الہ آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امامت کا زیادہ حق دار قرأت اور علم کے اعتبار سے اعلیٰ شخص ہی ہے، لیکن اعلیٰ کے ہوتے ہوئے قرأت اور علم کے اعتبار سے ادنیٰ شخص کی امامت بھی بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور اعلیٰ کو امام بنانا صرف افضلیت اور اولیت کے اعتبار سے ہے، جائز اور ناجائز ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے۔

عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله ﷺ: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء، فأعلمهم بالسنة. (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ۲۳۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳، سنن الترمذی، الصلاة، باب من أحق بالإمامة النسخة الهندية ۵۵/۱، دار السلام رقم: ۲۳۵)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۵۵۷/۱، زکریا ۲۹۴/۱)

مستقل امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کا امام بن کر نماز پڑھانا مکروہ ہے چاہے وہ دوسرا شخص علم و فضل کے اعتبار سے مستقل امام کے مقابلے میں زیادہ اعلیٰ اور افضل کیوں نہ ہو، ہاں البتہ مستقل امام بخوشی اجازت دیدے تو بلا کراہت نماز درست ہو جاتی ہے۔

عن أبي مسعودٍ قال: قال رسول الله ﷺ.... ولا تؤم الرجل في سلطانه ، ولا تقعد على تكبرته إلا أن يأذن لك . (سنن النسائي ، كتاب الإمامة ،

باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية ۱۷/۸۹ ، دارالسلام رقم: ۷۸۱)

صاحب البيت والمسجد وإمام المسجد أحق بالإمامة من غيره وإن كان الغير أفقه وأقرأ وأورع وأفضل منه إن شاء تقدم وإن شاء قدم من يريدہ .

(طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، دارالکتاب: ۲۹۹)

وقال بعض أهل العلم إذا أذن له فلا بأس أن يصلى به . (بذل المجهود ،

الصلاة ، باب إمامة الزائر دار البشائر الإسلامیہ ۵/۴۸۰ ، مطبع میرٹھ قدیم ۱/۳۳۲ ، سنن

الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فیمن زار قومًا فلا يصلى بهم ، النسخة الهندية ۱/۸۱ تحتہ

دارالسلام رقم: ۳۵۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۱۲۸)

امام و مؤذن کے فرائض و ذمہ داریاں

سوال [۲۰۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام کی کیا ذمہ داری ہے نیز مؤذن کے کیا فرائض ہیں ، امام کیسا ہونا چاہئے ، روشنی ڈالتے ہوئے امام کا مقتدیوں پر کیا حق ہے ، جبکہ صورت حال بڑی خطرناک ہے ، امام کیساتھ نوکر سا معاملہ رکھا جاتا ہے ، امامت کو ایک ڈیوٹی کی حیثیت دی جاتی ہے۔

المستفتی: محمد ہارون ، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام و مؤذن دونوں متبع شریعت ہونے

چاہئیں اور امام کی ذمہ داری صرف نماز پڑھانے کی ہوتی ہے ، اور مؤذن کی ذمہ داری

صرف اذان دینے کی ہوتی ہے، اور امام پر ایسی ذمہ داری کی شرط لگانا ممنوع ہے، جو اس منصب کے خلاف ہو، ہاں البتہ مؤذن پر شرط لگائی جائے اور مؤذن اس شرط پر راضی ہو تو اس سے وہ کام لینا درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۴۶، جدید زکریا ۳/۸۶، زکریا مطول ۴/۲۹۶)

کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی، عن أبیه، عن جدہ، أن رسول اللہ ﷺ قال: الصلح جائز بین المسلمین، إلا صلحاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً، والمسلمون علیٰ شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، الأحکام، باب ما ذکر عن رسول اللہ فی الصلح بین الناس، النسخة الهندیہ ۱/۲۵۱، دار السلام رقم: ۱۳۵۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ صفر ۱۴۱۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۲۰)

امام صاحب ومؤذن نماز سے کتنی دیر قبل مسجد میں آئیں

سوال [۲۰۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کو اور مؤذن صاحب کو نماز سے کتنی دیر پہلے مسجد میں آ کر بیٹھنا چاہئے؟

المستفتی: محمد محبوب، مغل پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: موجودہ زمانے میں لوگوں کے حالات کے پیش نظر نماز کیلئے وقت کی تعیین کر دی جاتی ہے، اور امام ومؤذن دونوں باتنخواہ ہوتے ہیں، اسلئے ان پر مقررہ وقت کی پابندی لازم ہے، ہاں اگر ان سے آنے میں کبھی تاخیر ہو جائے تو ان پر لعن طعن کرنے سے احتراز کیا جائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۰۱، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۴/۱۹۱، جدید ڈائجیل ۵/۳۲۳)

إذا كان في الوقت متسع فينبغي أن يزيل العارض أولاً ثم يشروع في الصلاة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۸۵/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۷۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۵/۶ھ

امام کا تکبیر سے قبل یا تکبیر ہوتے ہوئے مصلے پر بیٹھنا

سوال [۲۰۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کا تکبیر ہوتے ہوئے یا تکبیر سے پہلے آکر مصلے پر بیٹھنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد یونس، ملک مالپور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب کا اقامت کے وقت یا اقامت سے پہلے مصلے پر جا کر بیٹھ جانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ائمہ مجتہدین اور فقہاء میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ عمل حدیث و فقہ کے حکم کے خلاف ہے، حدیث میں آیا ہے، کہ جب تکبیر شروع ہو جائے تو امام صاحب کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر مقتدیوں کی صفیں درست کرائیں اسلئے امام صاحب کا یہ عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقہاء اور امام ابو حنیفہؒ کے عمل کے خلاف ہے، اسلئے ایسا عمل امام صاحب کو ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

عن سماک سمعت النعمان بن بشیر قال: کان رسول اللہ ﷺ

یسوی صفوفنا إذا قمنا للصلاة، فإذا استوينا كبر. (سنن أبي داود، الصلاة، باب

تسوية الصفوف النسخة الهندية ۱/۹۷، دار السلام رقم: ۶۶۵، المعجم الكبير للطبراني،

دار احیاء التراث العربی ۲۱/۱۰۷، رقم: ۱۱۸)

عن عمرؓ أنه كان يؤكل رجلا بإقامة الصفوف ولا يكبر حتى
 يخبر أن الصفوف قد استوت . (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء في إقامة
 الصفوف، النسخة الهندية ۳۱/۱، دار السلام رقم: ۲۲۷)

روى عن على وعثمان رضى الله عنهما أنهما كانا يتعاهدان ذلك
 ويقولان استتوا . (ترمذی شریف، الصلاة، باب ماجاء في إقامة الصفوف، النسخة
 الهندية ۳۱/۱، دار السلام رقم: ۲۲۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۳ شعبان ۱۴۲۵ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۸۵۲۴/۳۷)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۵/۸/۵ھ

بوقت اقامت امام صاحب کا سیدھے مصلے پر جانا

سوال [۲۰۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت سے
 پہلے امام صاحب کا صف میں آ کر تھوڑی دیر بیٹھنا ضروری ہے یا حجرہ سے آ کر سیدھے
 مصلے پر نماز پڑھانے چلے جانا چاہئے، اگر امام صاحب بغیر بیٹھے ہوئے نماز پڑھادیں تو
 کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمود علی، محمدی مسجد، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب نماز کا وقت ہو جائے تو امام صاحب کا صف
 میں آ کر بیٹھ جانا کہیں سے ثابت نہیں، جبکہ حضور اکرم ﷺ بھی نہیں بیٹھتے تھے، بلکہ سیدھے
 مصلے پر تشریف لیجاتے تھے، اسلئے سیدھے مصلے پر پہنچ جانا ہی سنت کے مطابق ہوگا۔

أقيمت الصلوة، فقمنا، فعدلنا الصفوف، قبل أن يخرج إلينا
 رسول الله ﷺ، فأتى رسول الله ﷺ حتى إذا قام في مصلاه قبل أن

یکبر الحدیث . (مسلم شریف ، المساجد ، باب متى يقوم الناس للصلاة ، النسخة الهندية ۱/۲۲۰ ، بیت الأفکار رقم: ۶۰۵ ، سنن النسائی الصلاة ، إقامة الصفوف قبل خروج الإمام النسخة الهندية ۱/۹۲ ، دارالسلام رقم: ۸۰۹ ، صحيح ابن خزيمة ، المكتب الإسلامي ۲/۷۸۴ ، رقم: ۱۲۲۸)

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: أقيمت الصلاة، وعدلت الصفوف قياماً فخرج إلينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ، فلما قام في مصلاه فكبر فصلينا معه . (صحيح البخاري الغسل ، باب إذا ذكر في المسجد أنه جنب النسخة الهندية ۱/۴۱ ، رقم: ۲۷۵) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ شعبان ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۴۲۵/۳۳)

امام رکوع و سجود کی تسبیحات کے درجات میں سے کس پر عمل کرے

سوال [۲۰۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام کے لئے رکوع و سجود میں کتنی بار تسبیح کہنا احسن ہے، کتب فقہ میں تسبیحات کے تین درجے بتلا میں گئے ہیں، (۱) ادنیٰ (۲) اوسط (۳) اکمل، تو امام کون سے درجے پر عمل کرے اور یہ بھی مذکور ہے، کہ اگر قوم زیادتی پر راضی ہے تو امام زیادتی بھی کر سکتا ہے، اب اگر زیادتی کرے تو کتنی تسبیحات کے بقدر زیادتی کر سکتا ہے، وضاحت کے طور پر تحریر فرمائیں۔

المستفتی: علی احمد، محلہ زنبہ عنایت خاں، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) أن ادنى تسبيحات الركوع

والسجود الثلث وإن الأوسط خمس مرات والأكمل سبع مرات

الخ. (کبیری ، کتاب الصلوٰۃ ، الفرع الرابع الركوع ، جدید اشرفیہ دیوبند/۲۸۲ ، قدیم

رحیمیہ دیوبند/۲۷۷، صغیری، مطبع مجتہائی دہلی/۱۵۳)

(۲) والزیادة مستحبة بعد أن یختم علی وتر خمس أو سبع أو تسع مالم یکن إماماً فلا یطول، الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب صفة الصلوة، قبیل مطلب فی إطاعة الركوع للحائى زکریا ۱۹۸/۲، کراچی ۱/۴۹۴، مطبوعہ کوئٹہ ۱/۳۶۵)

ونقل فی الحلیة عن عبد الله بن المبارك واسحاق وإبراهيم والثوری أنه یستحب للإمام أن یسبح خمس تسبیحات لیدرک من خلفه الثلث، الخ. (شامی کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، مطلب فی إطاعة الركوع للحائى زکریا ۱۹۹/۲، کراچی ۱/۴۹۵، کوئٹہ ۱/۳۶۶)

واعلم أن التطویل المکروه وهو الزیادة علی قدر أدنى السنة عند ملل القوم حتی أن رضوا بالزیادة لا یکرهه وكذا إذا ملوا من قدر أدنى السنة، لا یکرهه الخ. (کبیری، کتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، جدید اشرفیہ دیوبند ۳۱۶، قدیم رحیمیہ دیوبند/۳۰۸)

أما الإمام فلا یزید علی الثلاث إلا أن یرضی الجماعة الخ. (صغیری مطبع مجتہائی دہلی/۱۵۳)

عبارت ۱ اور ۲ کا حاصل یہ ہے کہ سنیت کا ادنیٰ درجہ تین ۳ مرتبہ ہے، اوسط ۵/ پانچ مرتبہ ہے اور اکمل ۷/ سات مرتبہ ہے یا اس سے زائد ہے جبکہ طاق طریقے سے ہو، اور عبارت ۳/۵ کا حاصل یہ ہے کہ امام سنیت کے ادنیٰ درجہ پر عمل کرے، اور اگر لوگ راضی ہوں تو اوسط درجہ اختیار کر سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴۰/۷۳۷)

امام کا دو تین منٹ تاخیر کر کے نماز پڑھانا

سوال [۲۰۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر امام کو وقت

مقررہ سے کسی مجبوری کی وجہ سے دو تین منٹ تاخیر ہو جائے نماز پڑھانے میں تو اس میں مقتدیوں کی جانب سے کچھ اعتراض ہو سکتا ہے یا نہیں، یعنی مقتدی انتظار کریں گے یا نہیں؟ اور مقتدی امام پر تقاضہ کر سکتے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان، دانشمندان، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وقت میں وسعت ہو اور پہلے سے بیٹھے ہوئے مقتدی پر کسی قسم کی گرائی محسوس نہ ہو تو وقت مقررہ پر امام کے نہ پہنچنے کی وجہ سے دو تین منٹ مقتدی حضرات انتظار کریں گے، نیز امام صاحب کسی مجبوری کی تحت وقت متعینہ پر نہ آسکیں تو مقتدی حضرات کو تقاضہ نہیں کرنا چاہئے البتہ درخواست کر سکتے ہیں۔

وينتظر المؤذن الناس ويقيم للضعيف المستعجل ولا ينتظر
رئيس المحلة الخ. (ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی کلمات الأذان
والإقامة و کیفیتہما زکریا قدیم ۱/ ۵۷، جدید ۱/ ۱۱۴)

وفي الوقت سعة فيعذر. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الأذان،
زکریا ۱/ ۴۴۷، کوئٹہ ۱/ ۵۷) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۵/۲۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۰۳۵)

متعینہ شخص کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا

سوال [۲۰۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام کے موجود ہونے کے باوجود امام کا کسی متعینہ شخص کے انتظار میں اکثر جماعت کو وقت مقررہ سے لیٹ کرنا جبکہ مقتدیوں کو یہ بات ناپسند ہو شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: عقیل احمد، نثار احمد، حاجی جاوید،

رشید احمد، محمد عالم، حاجی پورہ فیروزہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام کے کسی متعین شخص کے انتظار میں متعین وقت سے تاخیر کرنے پر جب مقتدیوں پر گراں گذرے تو انتظار نہیں کرنا چاہئے، وقت پر نماز شروع کر دینی چاہئے، اس طرح کسی ایک شخص کے انتظار میں بار بار لیٹ اور تاخیر کرنے کی صورت میں مسجد کا نظام خراب ہوتا ہے، اور نمازیوں کو ایذا پہنچتی ہے اور نظام کا خراب کرنا اور نمازیوں کو ایذا پہنچانا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں البتہ کبھی کبھار کسی بڑی شخصیت کی آمد میں معمولی سی تاخیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح کسی شری آدمی کا انتظار نہ کرنے پر شر پھیلانے اور فتنہ برپا کرنے کا خطرہ ہو تو بھی کبھی کبھار اس کے فتنہ سے بچنے کیلئے تاخیر کرنے میں بھی امام پر کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن اگر بار بار وہ لیٹ آتا ہے اور امام کو انتظار کراتا ہے، تو نمازیوں کی ذمہ داری ہے کہ سب اکٹھا ہو کر اس شری آدمی کو ملامت کریں۔

رئیس المحلة لا ينتظر مالم یکن شریراً والوقت متسع . (درمختار مع

حاشیۃ الطحطاوی ، کتاب الصلاة ، باب الأذان کوئٹہ ۱/۸۹)

وأما الانتظار قبل الشروع فی غیر مایکمرہ تأخیرہ کمغرب ،
وعند ضیق وقت فالظاهر عدم الکراهة ولولمیعین إلا إذا ثقل علی القوم
(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ، کتاب الصلاة ، فصل وإذا أراد الشروع

۱/۲۲۰ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۱۵/۴۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۴/۱/۲ھ

کیا امام پر مقتدیوں کی رعایت کرنا لازم ہے؟

سوال [۲۰۹۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں، سلام پھیرتے ہیں اس پر کچھ مقتدی یوں کہتے ہیں کہ ہماری درود شریف پوری

نہیں ہوتی اور آپ سلام پھیر دیتے ہیں، تو کیا امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے، یا نہیں کرنی چاہئے؟

المستفتی: محمد آصف، سنبھلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں جبکہ امام صاحب التحیات درود شریف وغیرہ پڑھ کر جلدی فارغ ہو جاتے ہیں، اور مقتدی حضرات کی درود شریف مکمل باقی رہ جاتی ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ مقتدی امام کی متابعت کرتے ہوئے اسی کے ساتھ سلام پھیر دیں، درود شریف وغیرہ پوری کرنا ضروری نہیں۔

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ أنه قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به ، فلا تختلفوا عليه ، فإذا ركع فاركعوا . (صحيح البخارى، الصلاة، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، النخسة الهندية ١٥/١٠٠، رقم: ٧١٣، ف: ٧٢٢، مسند الدارمی، دارالمغني ٢/٧٩٨، رقم: ١٢٩١، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ٢/٤٦١، رقم: ٤٠٨٢)

ولو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدى من الدعاء الذى يكون بعد التشهد وقبل أن يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم فإنه يسلم مع الإمام . (عالمگیری، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ، الفصل السادس فیما یتابع الإمام فیما لا یتابعه، زکریا قدیم ١/٩٠، جدید ١/٤٨)

لو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدى من التشهد فإنه يتم التشهد ولو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدى من الدعاء الذى يكون بعد التشهد أو قبل أن يصلى على النبي ﷺ فإنه يسلم مع الإمام بخلاف التشهد لأن قراءة التشهد واجبة، ولهذا يلزم السهو بتركه ساهياً بخلاف الدعاء والصلوٰۃ على النبي ﷺ. (خانيه، کتاب الصلوٰۃ، باب افتتاح الصلوٰۃ، فصل فى من يصح الإقتداء به وفى

من لا یصح، زکریا جلد ۱/۶۲، وعلی ہامش الہندیہ ۱/۹۶، تاتارخانیہ، کتاب الصلوٰۃ،

الفصل الثالث فی کیفیۃ الصلاۃ ۱/۹۱، رقم: ۲۱۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

یکم رذی الحجۃ ۱۴۳۳ھ

۱۴۳۳/۱۲/۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۸۷۶/۴۰)

امام کو مقتدیوں کی کس قدر رعایت کرنی چاہئے

سوال [۲۰۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) امام کو مقتدی

کی رعایت کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۲) امام صاحب کو اگر رعایت کرنی چاہئے تو کس قدر اور کن کن رکن میں کرنی چاہئے ہر رکن

میں یا بعض رکن میں؟

(۳) امام رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں کتنی دیر کے بعد جائے، اٹھتے ہی فوراً چلا جائے یا تھوڑا

رک کر اگر رک کر جائے تو اس کی مقدار بیان فرمائیے؟

(۴) امام کو ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے کیلئے کتنی دیر تک ٹھہرنا چاہئے، نیز یہ

بھی تحریر فرمائیے کہ نماز سکون کے ساتھ امام کو کب کب پڑھنی چاہئے؟ اور کب کب نہ پڑھنی

چاہئے؟

المستفتی: احقر محمد مزیر، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال إذا صلى أحدكم للناس

فليخفف فإن فيهم الضعيف والسقيم والكبير، وإذا صلى أحدكم لنفسه

فليطوّل ماشاء. (بخاری شریف، کتاب الأذان، باب تخفيف الإمام في القيام وتمام

الركوع والسجود ۱/۹۷، رقم: ۶۹۴، ف: ۷۰۳)

أن الإمام ينبغي له أن يراعى حال قومه. (مبسوط سرخسی ۱/۱۶۲)
 (۲) امام کو صرف قرأت میں مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے، اس طور پر کہ مقدار مسنونہ یعنی فجر اور ظہر میں طوال مفصل عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل سے زیادہ قرأت کرنے کو مقتدیوں کی رعایت کی بنیاد پر ترک کر دے، ہاں البتہ ارکان و واجبات و سنن مکمل طور پر ادا کرے، اس رعایت کی بنیاد پر کوتاہی نہ کرے۔

ويسن في الحضر لإمام ومنفرد طوال المفصل في الفجر والظهر،
 وأوسطه في العصر والعشاء، وقصاره في المغرب. (درمختار مع الشامی
 زکریا ۲/۲۶۱، کراچی ۱/۹۹۲)

ويكره تحريماً تطويل الصلوة على القوم زائداً على قدر السنة، في
 قراءة وأذكار رضى القوم أولاً لإطلاق الأمر بالتخفيف. (شامی
 زکریا ۲/۳۰۴، کراچی ۱/۵۶۴)

ولا يزيد على القراءة المستحبة ولا ينقل على القوم، ولكن يخفف بعد
 أن يكون على التمام والإستحباب. (عالمگیری، زکریا قدیم ۱/۷۸، جدید ۱/۱۳۵)
 (۳) امام کو رکوع سے سرائٹھانے کے بعد اطمینان کیساتھ قومہ کرنا چاہئے کہ تمام اعضاء اپنی حالت پر صحیح سالم آجائیں، جس کی مقدار ایک تسبیح کے بقدر ہے، اور قومہ میں جو دعاء پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، وہ دعا پڑھنا بھی افضل اور مستحب ہے۔

عن أبي سعيد الخدري قال: كان رسول الله ﷺ إذا رفع رأسه من
 الركوع قال ربنا لك الحمد ملء السموات والأرض، وملء ما شئت من
 شيء بعد، أهل الثناء والمجد أحق ما قال العبد وكلنا لك عبد، اللهم:
 لا مانع لما أعطيت، ولا معطى لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد.

(مسلم شریف، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسهم الركوع النسخة الهندية ۱/۱۹۰،
 بیت الأفكار رقم: ۴۷۷)

وتعديل الأركان أي تسكين الجوارح قدر تسيحة في الركوع
والسجود وكذا في الرفع منهما على ما اختاره الكمال . (درمختار مع الشامی ،

كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، كراچی ۱/۴۶، زکریا ۲/۱۵۷)

(۴) امام کو ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے میں تعدیل ارکان کا لحاظ رکھنا
ضروری ہے، اور تعدیل ارکان میں جتنا وقت لگ جائے اتنی دیر ٹھہرے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ، دخل المسجد فدخل رجل
فصلي، فسلم على النبي ﷺ فرد وقال: ارجع فصل فإنك لم تصل
فرجع فصلي كما صلي ثم جاء فسلم على النبي ﷺ فقال: ارجع فصل
فإنك لم تصل ثلاثاً فقال والذي بعثك بالحق ما أحسن غيره فعلمني،
فقال: إذا قمت إلى الصلاة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن، ثم
اركع حتى تطمئن راکعاً، ثم ارفع حتى تعتدل قائماً، ثم اسجد حتى
تطمئن ساجداً، ثم ارفع حتى تطمئن جالساً وافعل ذلك في صلاتك
كلها. (صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في
الصلوات كلها الخ النسخة الهندية ۱/۱۰۴، رقم: ۷۴۸، ف: ۷۵۷)

ومقتضى الدليل وجوب الطمانينة في الأربعة أي في الركوع
والسجود وفي القومة والجلسة. (شامی، كتاب الصلاة، صفة الصلاة كراچی
۱/۴۶، زکریا ۲/۱۵۷)

(۵) امام چونکہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے، اس لئے اسے ہر حال میں نماز خشوع
وسکون کے ساتھ پڑھنی چاہئے، ہاں البتہ اگر کوئی خوف کی حالت ہو یا کوئی اور ضرورت
وغیرہ ہو تو نماز میں زیادہ سے زیادہ اختصار کرنا بہتر ہے، مثلاً نماز شروع ہوگئی، اور اسی اثناء
میں بارش ہونے لگے اور کچھ لوگ مسقف حصہ سے باہر بھیگ رہے ہوں یا سخت گرمی کا زمانہ
ہے اور کچھ لوگ دھوپ میں کھڑے ہوں، یا اسٹیشن میں نماز پڑھی جا رہی ہے، اور گاڑی نکل

جانے کا خطرہ ہے تو اس قسم کے حالات میں زیادہ سے زیادہ اختصار کر کے مائجز بہ الصلوٰۃ کے ساتھ جلد نماز ختم کر دینی چاہئے، اور عام حالات میں مفصلات سے مسنون قرأت کرنا مسنون اور افضل ہے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: إذا صلى أحدكم للناس فليخفف، فإن فيهم الضعيف، والسقيم، والكبير، وإذا صلى أحدكم لنفسه، فليطول ما شاء. (بخاری شریف، کتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء النسخة الهندية ۹۷/۱، رقم: ۶۹۴، ف: ۷۰۳)

الإمام ضامن أي متكفل للصلاة المؤمنین بالإتمام - إلى قوله - فالضامن هنا ليس لمعنى الغرامة بل يرجع إلى الحفظ والرعاية. (مرقاۃ المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح امدادیہ ملتان ۱۶۵/۲)

فقد ظهر من كلامه أنه لا ينقص عن المسنون، إلا لضرورة كقراءته بالمعوذین لبكاء الصبی. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۵/۶۵، زکریا ۳۰۵/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۳/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۷۵۵/۳۷)

کسی کی آہٹ پر امام کا رکوع کو لمبا کرنا

سوال [۲۰۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا قول ہے کہ اگر امام نے بحالت رکوع کسی ان جان آدمی کے آنے کی آہٹ محسوس کی اور اعانت علی الصلوٰۃ کی وجہ سے نہ کہ اس کو اپنی طرف مائل کرنیکی وجہ سے رکوع کو ایک دو تسبیح کے بقدر طول دیدیا تو درست ہے، کیونکہ کبیری میں موجود ہے۔

”إن كان لا يعرف الجاني فلا بأس به لأنه إعانة على الطاعة، لكن

یطیل مقدار تسبیحہٴ او تسبیحتین ، وھكذا فی کتب الأردویۃ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری و ذکر فی الصغیری إن کان لا یعرف الجائی فلا بأس أن یتیل قدر مالا یثقل علی القوم، وکذا إن أطال القراءة الخ۔“

اور امام کی نیت صرف اعانت نماز ہے، نہ کہ میلان قوم لیکن عمر و کہتا ہے یہ غلط ہے، اب آپ بیان فرمائیں کہ کس کا قول صحیح اور معتبر ہے، اور ان جان کیلئے صرف اعانت نماز کی خاطر اگر بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: اچھن خان صاحب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں زید نے اپنے قول کے اثبات میں کبیری کی عبارت صحیح نقل نہیں کی ہے، کبیری کی عبارت یوں ہے۔

وأكثر العلماء حملوه على الكراهة وكذا المروى على ما إذا كان الإمام يعرف الجائی بعينه أما إذا كان لا يعرفه فقد قالوا لا بأس به لأنه إعانة على الطاعة لكن يطول مقدار مالا يثقل على القوم بأن يزيد تسبیحة او تسبیحتین على المعتاد لأن الزیادة على ذلك سبب للتفیر كما تقدم وعلى هذا لو طول القراءة فی الركعة الأولى لیدرک الناس تلك الركعة لا بأس به إذا كان مقدار مالا یثقل ، واعلم أن لفظ لا بأس یفید فی الغالب أن تركه أفضل وینبغی أن یكون هنا كذلك فإن فعل العباد لأمر فيه شبهة عدم إخلاصها لله تعالى لا شك أن تركه أفضل لقوله ﷺ دع ما یریبک إلی مالا یریبک ولأنه ، وإن كان إعانة على إدراك الركعة ففيه إعانة على التکاسل وترك المبادرة والنهی للصلوة قبل حضور وقتها فالأولی تركه الخ. (کبیری ، کتاب الصلوة ، باب صفة الصلوة اشرفیہ دیوبند / ۳۱۷ ، قدیم / ۳۰۹)

خط کشیدہ عبارت سے یہی ثابت ہے کہ ہر حال میں آنے والے کی رعایت میں طول نہ

دینا ہی افضل اور اولیٰ ہے، نیز صغیری کی پوری عبارت سے بھی عدم طول افضل اور احوط ثابت ہوتا ہے۔

وقیل إن كان لا يعرف الجائی فلا بأس أن يطیل قدر مالا یثقل علی القوم، وكذا إن أطل القراءة لأجل إدراك الناس الركعة الأصح أن تركه أولى وأما لو أطل الركوع عند مجي الجائی تقرّباً لله تعالى من غیر أن يتخالج قلبه شئ سوى تقرب فلا بأس به، أي بفعله الإطالة ولا شك أن مثل هذه الحال فی غاية الندرة وهذه المسئلة تلعب بمسئلة الرياء التي ینبغي التحرز والإحتیاط فیها، الخ. (صغیری مطبع مجتہائی دہلی / ۱۷۱)

لہذا ہر حال میں عدم طول ہی اولیٰ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۷۳۷)

نماز میں بٹن کھلا رکھنے والے امام کی امامت

سوال [۲۰۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کے کرتے کے بٹن نماز پڑھاتے وقت کھلے رہ گئے، تو امام صاحب کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح (یعنی بٹن کھلے رہنے کی حالت میں نماز) حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں ہے حقیقت کا اظہار فرمائیں۔

المستفتی: سید شمشاد علی، محلہ مانپور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث میں خارج نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بٹن کھلے رکھنے کا ثبوت ہے۔

عن معاوية بن قرة عن أبيه قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فى رهط من مزينة لنبأه ، وإن قميصه لمطلق أو قال زرقميصه مطلق
 الحديث : (شمائل ترمذی ، باب ماجاء فى لباس رسول الله صلى الله عليه وسلم / ۵ ،
 ابوداؤد شریف ، کتاب اللباس ، باب فى حل الإزار ، النسخة الهندية ۲/ ۵۶۴ ، دار السلام
 رقم : ۴۰۸۲ ، صحيح ابن حبان ، کتاب اللباس ، ذکر الإباحة للمرء أن يكون مطلق الإزار
 فى الأحوال ، دارالفکر ۵/ ۲۵۷ ، رقم : ۵۴۶۱ ، المعجم الكبير للطبرانی ، داراحیاء التراث
 العربی ۱۹/ ۲۱ ، رقم : ۴۱)

لہذا کبھی کبھار کھلے رہنے سے اعتراض نہیں کرنا چاہئے تاہم بہتر یہی ہے کہ بند رکھا
 جائے ، کیونکہ فقہاء نے کھلے رکھنے کو غیر اولیٰ قرار دیا ہے۔

وإن كان اختياراً لما هو خلاف الأولى خصوصاً فى الصلوات
 (وقوله) ولم يكن هذا من عامة أحواله صلى الله عليه وسلم الخ . (بذل
 المجهود ، کتاب اللباس ، باب فى حل الإزار قديم مطبوعه ميرثه ۵/ ۵۲ ، دارالبشاء
 الاسلامیہ بیروت ۱۲/ ۱۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷۰/۲۳)

گریبان کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھانا

سوال [۲۱۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کر
 رہا ہے، یعنی نماز پڑھا رہا ہے، یا مقتدی ہے حال یہ ہے کہ امام یا مقتدی میں سے کسی کے
 گریبان کا بٹن کھلا ہوا ہے تو کیا زید کی امامت حالت نماز میں گریبان کے بٹن ایک یا دو یا
 تینوں کھلے ہوں درست ہے یا نہیں؟ جواب تحریر کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد مختار، نگلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گریبان کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، چاہے ایک بٹن ہو یا دو بٹن یا تین ہر حال میں نماز بلا کراہت جائز ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار گریبان کھول کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۵۰/۷، امداد الفتاویٰ زکریا ۴۳۶/۱، بذل المنجود، کتاب اللباس، باب فی حل الأزار قدیم مطبع میرٹھ ۵۲/۵)

عن عروة بن عبد الله بن قشير، قال: حدثني معاوية بن قرة عن أبيه، قال: أتيت رسول الله ﷺ فبايعته، وإن زرقميصه لمطلق، قال عروة: فما رأيت معاوية ولا ابنه في شتاء لا صيف، إلا مطلقاً أزرارهما. (سنن ابن ماجه،

كتاب اللباس، باب حل الإزار، النسخة الهندية ۲/۵۶، دارالسلام رقم: ۳۵۷۸)
حدثنا معاوية بن قرة، حدثنا أبي، قال: أتيت رسول الله ﷺ في رهط من مزينة، فبايعناه، وإن قميصه لمطلق الأزرار، قال: فبايعناه، ثم أدخلت يدي في جيب قميصه فمست الخاتم، قال عروة: فما رأيت معاوية ولا ابنه قط إلا مطلقاً أزرارهما في شتاء ولا حر ولا يزرران أزرارهما أبداً. (سنن أبي داود، كتاب اللباس؛ باب في حل الإزار، النسخة الهندية ۲/۵۶۴، دارالسلام رقم: ۴۰۸۲، صحيح ابن حبان، كتاب اللباس ذكر الإباحة للمرء أن يكون مطلق الأزرار في الأحوال دارالفكر ۵/۲۹۷، رقم: ۵۴۶۱، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۹/۲۱، رقم: ۴۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱۲۱/۲۸)

صاحب عمامہ کی بلا عمامہ والے امام کے پیچھے نماز

سوال [۲۱۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں نماز روزانہ

جماعت سے ہوتی ہے لیکن ایک شخص روزانہ اپنی نماز تہا ادا کرتا ہے، معلوم کرنے پر وہ شخص کہتا ہے کہ میرے سر پر عمامہ ہے، اور امام صاحب کے سر پر عمامہ نہیں ہے، اسلئے میری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوگی، جبکہ امام صاحب ایک عالم ہیں اور عمامہ والے صاحب جاہل ہیں، اس صورت میں عمامہ والے کی نماز امام صاحب کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: احمد نبی، بیرتھان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا اور امامت کرنا بلا کراہت

جائز اور درست ہے اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۸/۳۹)
اور جماعت کیساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی جماعت میں شریک نہ ہو تو وہ مستحق تعزیر اور گنہگار ہے، چنانچہ صاحب عمامہ مقتدی کا پیش امام کے پاس عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونا گناہ کا سبب ہے، جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے۔

عن عبد اللہ ، قال : من سره أن يلقي الله غدا مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادي بهن ، فإن الله شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى ، وإنهن من سنن الهدى ، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم . (صحيح مسلم ، المساجد ، باب فضل صلاة الجماعة ، النسخة الهندية ۱/۲۳۲ ، بيت الأفكار رقم: ۶۵۴)

يجب التعزير على تاركها أي الجماعة بغير عذر الخ. (البحر الرائق،

كتاب الصلوة ، باب الإمامة زكريا ۱/۶۰۳ ، كوثه ۱/۳۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۵/۲۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۲۳۰۴)

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا

سوال [۲۱۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی شخص امامت کرتا ہے، یا مقتدی ہے، حالت نماز میں چین والی گھڑی پہن کر امام نماز پڑھا رہا ہے، یا مقتدی نماز پڑھ رہا ہے، تو کیا چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنے یا پڑھانے سے نماز میں کراہت آجاتی ہے یا نماز ہی فاسد ہو جاتی ہے جو بھی مسئلہ ہو اس کی تشفی بخش تشریح فرما کر ممنون فرمائیں، کرم ہوگا؟

المستفتی: محمد مختار، سکھونگہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھی جائے تو نماز نہ فاسد ہوتی ہے، اور نہ ہی مکروہ ہوتی ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ بجائے چین کے چمڑے کی استعمال کی جائے، تو محض احتیاط کی بات ہو سکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۲/۹/۲۰۰۹، جدید ڈھابیل ۶/۶/۶۶۹، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۶/۶/۲۷۹، جدید زکریا ۱۰/۱۵۷)

ولا یکرہ فی المنطقة حلقة حديد أو نحاس وعظم.... والحاصل أن کل ما فعل تجبراکرہ، وما فعل لحاجة لا. (الدر المختار، کتاب الحضر والإباحة، فصل فی اللبس کراچی ۶/۹/۳۵، زکریا ۹/۱۷۵)

ولا بأس باستعمال منطقة ملتقاها فضة. (ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ من ذلك وما لا یکرہ، زکریا قدیم ۵/۳۳۲، جدید ۵/۳۸۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱۲۰/۲۸)

تہبند اور بنیائیں پہن کر امامت کرنا

سوال [۲۱۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب تہبند اور بنیائیں پہن کر اور بنیائیں پر ایک لنگی ڈال کر نماز پڑھا دیتے ہیں، باوجودیکہ انکے پاس کرتہ وغیرہ موجود رہتا ہے اور عذر میں گرمی پیش کرتے ہیں، مفصل و مدلل جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالقیوم، پوسٹ:

امان اللہ پٹی، پورنیہ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بنیائیں تہبند اوڑھ کر صلحاء و معزز لوگوں کی مجلس میں حاضر ہونا معیوب سمجھا جاتا ہے، لہذا ایسا لباس پہن کر نماز پڑھانا شرعاً مکروہ ہوگا اور امام کی نماز مکروہ ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہو جائیگی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۴۰۸، فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۱۲۳)

يَبْنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. (سورہ اعراف آیت: ۳۱)

و كذلك يكره أن يصلى في ثياب البذلة (إلى قوله) أو ثياب المهنة

الخ. (کبیری کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان الذی یکره فعله فی الصلوٰۃ وما لا یکره ۳۳۷، جدید اشرفیہ دیوبند ۳/۴۹، الدر المختار، باب ما یفسد الصلوٰۃ، مطلب فی مکروہات الصلوٰۃ زکریا ۲/۴۰۷، کراچی ۱/۶۴۰، فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع فی ما یفسد الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی ما یکره فی الصلوٰۃ، زکریا قدیم ۱/۱۰۷، جدید ۱/۱۶۵، فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۱۰۰)

وقيد الكراهة في الخلاصة والمنية بأن يكون رافعاً كميته إلى

المرفقين الخ. (شامی، باب ما یفسد الصلوٰۃ، مطلب فی کراهة التحريم والتنزيهية

کراچی ۱/۶۴۰، زکریا ۲/۴۰۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۵۶۷/۲۵)

پٹھانی سوٹ پہنکر نماز پڑھنا

سوال [۲۱۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صالح ایک مسجد کے امام ہیں، حافظ وقاری ہیں بظاہر شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں، ایک مدرسہ کے درجہ حفظ کے مدرس ہیں، چونکہ جو ان شخص ہیں، لباس میں غالباً پاکستانی لباس یعنی پٹھانی سوٹ (کرتا شلوار) پہننے کے عادی ہیں، نماز میں کبھی ان کی شلوار ٹخنوں سے نیچے نہیں رہتی نماز سے باہر ہم نے نہیں دیکھا کہ ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم کیا تو وہ منع کرتے ہیں، کہ ٹخنوں سے نیچے میں نماز کے علاوہ بھی نہیں پہنتا ہوں، غفلت اور لا پرواہی میں کبھی ایسا ہو جائے وہ الگ بات ہے، ایک شخص نے مذکورہ امام کے پیچھے نماز اسلئے پڑھنا چھوڑ دیا ہے کہ یہ لباس پہنکر نماز نہیں ہوتی ہے، صالحین کا لباس کلیوں کا کرتا مغلی پانجامہ ہی پہنا جائے، تو کیا مذکورہ امام کا لباس مذکورہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؟ مذکورہ مقتدی فرماتے ہیں، کہ یہ لباس پہن کر نماز پڑھنا ناجائز نہیں اور اس امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، صحیح قول ارشاد فرمائیں؟

المستفتی: حافظ شرافت اللہ، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: پٹھانی سوٹ پہن کر نماز پڑھانے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی، نماز بلا کراہت درست ہو جاتی ہے، لیکن چونکہ یہ علماء و صلحاء کا لباس نہیں ہے، اسلئے ائمہ کو اس طرح کے لباس سے احتراز کرنا چاہئے، خصوصاً جبکہ مقتدی اس کو ناپسند کرتے ہوں تو احتیاط اور بھی لازم ہو جاتی ہے، حسنات الا برار سینات المقر بین کی جہ

سے لیکن بہر حال نماز فی نفسہ درست ہو جاتی ہے، ہاں البتہ اگر پانچامہ ٹخنوں سے نیچے بلا اختیار چلا جاتا ہو، تو نماز مکروہ نہیں ہوتی لیکن اگر خود ٹخنوں سے نیچے کر لیتے ہوں تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور امام صاحب شرعاً فاسق شمار ہوں گے، صلحاء کا لباس کلی والا کرتا اور پانچامہ ہے، اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۷۲، جدید ڈیڑھ اہل ۶/۵۳)

يَبْنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. (سورة الأعراف: ۳۱)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين ففي النار، النخسة الهنديہ ۲/۸۶۱، رقم: ۵۵۵۹، ف: ۵۷۸۷)

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جازأه بطراً. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلا، النسخة الهنديہ ۲۶/۸۶۱، رقم: ۵۵۶۰، ف: ۵۷۸۸)

ويكره للرجال السراويل التي تقع على ظهر القدمين. (شامی کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس کراچی ۶/۳۵۱، زکریا ۹/۵۰۶)

ولو ستر قدميه في المسجد يكره. (هنديہ قديم، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة، وما يكره فيها، الفصل الثاني في ما يكره في الصلوة وما لا يكره، زكريا قديم ۱/۱۰۸، جديد ۱/۱۶۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ صفر ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۱۰۱۹)

لقطہ کی قمیص پہن کر نماز پڑھانے کا حکم

سوال [۲۱۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام مسجد ہے، ایک صاف شفاف قمیص کرتا مسجد کے صحن میں پاتا ہے، بطور نشان دہی

(اعلان) تاکہ جس کا ہو حاصل کر لے مسجد میں ٹانگ دیتا ہے، عشرہ دوعشرہ تک کوئی نمازی اور دیگر شخص مالک نہ بنا، پھر مسجد کے محلہ کے ملحقہ گھروالوں سے معلوم کیا ممکن ہے بندروں کے ذریعہ آیا ہو، مگر مالک کا پتہ نہیں چلا دیں اثناء امام صاحب کو اچانک ایک تقریب میں باہر ضرورہ بر بنا مجبوری جانا پڑ گیا، کرتا صاف دھلا ہوا اس وقت مہیا نہیں تھا، اس کو پہن کر تقریب میں شرکت کر لی کئی دن لگ گئے، اپنے آپ بھی نمازیں پڑھیں اور پڑھائی بھی واپسی میں اتار کر دھو بی کو دیدیا تاکہ صاف کر کے رکھ دیا جائے اور مالک کو سوئپ دیا جائے دھو بی نے پہچان کر ذکر کیا یہ کرتا گاؤں والے ڈاکٹر جو کہ غیر مسلم ہیں ان کا ہے، جو راستہ میں گر گیا تھا وہ راستہ ملحقہ مسجد سے جاتا ہے، دھلا کر پیسے ادا کر کے ان کو واپس کر دیا گیا اب امام صاحب کو وہ نمازیں لوٹانی ضروری ہیں جو کہ اس کرتے کو پہن کر پڑھی گئی ہیں از روئے شرع کیا کفارہ واجب ہے امام صاحب کو پریشان کیا جا رہا ہے، جبکہ ایک مولانا صاحب نماز لوٹانے سے منع فرماتے ہیں؟

المستفتی: حافظ محمد صدیق، ناظم:

مدرسہ تعلیم القرآن شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ صورت میں امام صاحب کے سوال میں ذکر کردہ کپڑا پہن کر نماز پڑھانے کی وجہ سے نماز میں کوئی فرق نہیں آیا ہے، نماز کا لوٹانا لازم نہیں ہے، سب کی نمازیں صحیح ہو گئیں ہیں، ہاں البتہ امام صاحب ہندو مالک کو واقعہ بتا دیں تو زیادہ بہتر ہے، اور اگر امام صاحب غریب آدمی ہیں تو مالک سے معذرت خواہ ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

عن عیاض بن حمار قال: قال رسول اللہ ﷺ: من وجد لقطة فليشهد ذا عدل، أو ذوی عدل، ولا یکتّم ولا یغیب، فإن وجد صاحبها فليردّها علیہ، وإلا فهو مال اللہ عز وجل یؤتیہ من یشاء. (سنن أبی داؤد، اللقطة، باب التعریف فی أخذ اللقطة النسخة الهندية ۱/ ۲۴۰،

دارالسلام رقم: ۱۷۰۹، سنن ابن ماجہ اللقطة، باب اللقطة، النسخة الهندية ۱/۸۰، دارالسلام رقم: ۲۵۰۵

فینتفع الرافع بها لو فقيراً الخ. (درمختار کتاب اللقطة کراچی ۴/۲۷۹، زکریا ۶/۳۷، ۴۳۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ شعبان ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۵۷۲)

شخص واحد کا دو جگہ نماز جمعہ کی امامت کرنا

سوال [۲۱۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بعض خطیب حضرات متعدد جگہ نماز جمعہ کی امامت کرتے ہیں، تو خطیب کی امامت ثانیہ میں شریک مقتدیوں کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ مدلل و مفصل جواب تحریر کریں۔

المستفتی: محمد عبدالسبحان، کیلی فورنیا، امریکہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک جگہ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد امام صاحب منتقل ہو گئے اور منتقل کے پیچھے مفترض کی نماز درست نہیں ہے، اس لئے خطیب کی جماعت ثانیہ میں شریک مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (مستفتا و فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۲/۵۰۹)

وشروط صحة الإقضاء أربعة عشر شيئاً - إلى قوله - وأن لا يكون الإمام أدنى حالاً من المأموم كافتراضه وتنفل الإمام. (مراقبي الفلاح مع الطحطاوى، كتاب الصلوة، باب الإمامة دار الكتاب ديوبند/ ۲۹۰، شامی کتاب الصلوة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۷۹، زکریا ۲/۳۲۴)

ومن شروط الإمام أن لا يكون الإمام أدنى حالاً من المأموم؛ فلا يصح إقضاء مفترض بمنتفل. (الفقه على المذهب الأربعة مکمل/ ۲۳۵)

ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضاً آخر لأن اتحاد الصلاتين

شرط عندنا. (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۳۲، کراچی ۱/۵۷۹)

ولا اقتداء المفترض بالمتنفل. (ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی

الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۶، جدید ۱/۴۳)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳ھ/۱۱/۷

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۱۲۸۹)

غیر شادی شدہ کی امامت

سوال [۲۱۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر شادی شدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت ہے یا نہیں، نہیں تو کیوں (حدیث میں ہے) ”النکاح نصف الإیمان“ جبکہ ابھی ایمان ہی تکمیل کو نہیں پہنچا تو نماز بغیر کراہت کے کیسے صحیح ہوگی، نیز حدیث شریف مذکور کا کیا مطلب ہے کیا حقیقتاً غیر شادی شدہ کا ایمان ناقص ہوتا ہے، حالانکہ بہت سے بزرگان دین غیر شادی شدہ رہے، کیا ان کا ایمان ناقص تھا، مفصل اور تسلی بخش جواب تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد خالد قاسمی، نماز کمیٹی جماعت المسلمین،

مدرسہ تعلیم القرآن پانکی پاٹھ، آزادنگر ٹرامبے، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث شریف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بغیر نکاح

کے نفس ایمان ناقص رہتا ہے، بلکہ لفظ ایمان یہاں پر بمعنی دین کے ہے، اور فساد دین کا مدار دو شہوتوں پر ہے، (۱) شہوت لطن، (۲) شہوت فرج جب انسان نکاح کر لیتا ہے، تو فرج کے راستہ سے فساد دین کا خطرہ باقی نہیں رہتا ہے تو گویا نصف دین فساد سے محفوظ ہو کر کامل ہو چکا

ہے، اور باقی نصف میں خطرہ باقی رہتا ہے، (شہوتِ بطن سے فسادِ دین کا خطرہ باقی رہتا ہے، اس لئے اگلے جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فلیتق الله فى النصف الباقي“ فرمایا ہے، لہذا حقیقت میں یہ مراد نہیں ہے کہ بغیر نکاح کے آدمی ناقص فی الایمان اور فاسق ہوتا ہے، جسکی وجہ سے نماز میں کراہت آتی ہو، بلکہ فساد کے ایک پہلو سے حفاظت مراد ہے، اس لئے غیر شادی شدہ کی امامت بلا کراہت درست ہوگی۔

عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: من تزوج فقد استكمل نصف الإيمان، فليتق الله فى النصف الباقي. (المعجم الأوسط دار الفکر جدید ۳۷۲/۵، رقم: ۷۶۴۷، ۶/۲۸۶، رقم: ۸۷۹)

الغالب فى إفساد الدين الفرج والبطن وقد كفى بالتزوج أحدهما ولأن فى التزوج التحصن عن الشيطان وكسر التوقان ودفع غوائل الشهوة وغض البصر وحفظ الفرج الخ. (مرقات، كتاب النكاح، الفصل الثالث مكتبه امداديه ملتان ۱۹۴/۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۶۱)

قاری و عالم صاحب اگر انگریزی ڈاکٹر ہوں تو ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال [۲۱۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب مولانا وقاری ہیں اور انگریزی ڈاکٹری کرتے ہیں اب ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ سے گزارش ہے کہ تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عبدالرقيب، پوسٹ،

سری کونہ، ضلع: کچھاڑ، صوبہ: آسام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مذکورہ امام صاحب انگریزی ڈاکٹری کیساتھ شریعت کے پابند ہیں تو انکے پیچھے نماز اور انکی امامت بلا کراہت جائز ہے، نیز برائے علاج اگر ڈاکٹر غیر محرم کی نبض پکڑے یا کسی دوسری ضرورت سے اس کے اعضاء دیکھے تو گناہ نہیں ہے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون ، قال : هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقليل لنا : إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی أم مؤماوهم له كارهون ، النسخة الهندية ۱/۸۳ ، دار السلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم الخ. (طحطاوی علی المراقی ، كتاب الصلاة ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، دار الكتاب دیوبند جدید/ ۳۰۱ ، قدیم/ ۱۶۴)

إن كان هو أحق بالإمامة ومع هذا يكرهون إمامته لا يكره له أن يؤمهم ، قال محمد: إذا عرف فرائض الصلاة ، وأدا بها فلا معتبر لكراهية القوم. (الفتاویٰ تاتارخانیة ، كتاب الكراهية الفصل الرابع رفع الصوت عند قراءة القرآن ۱۸/۵۹ ، رقم: ۲۸۰۲۵)

ويجوز للطبيب أن ينظر إلى موضع المرض منها للمضروره الخ. (هدايه ، كتاب الكراهية ، فصل فی الوطی والنظر واللمس اشرفی دیوبند ۴/۴۵۹)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۰ھ رجب الآخر

(الف فتویٰ نمبر: ۱۷۵۰/۲۵)

امامت کے ساتھ تجارت کا حکم

سوال [۲۱۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب یا عالم صاحب اگر امامت کے ساتھ تجارت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں، جبکہ اس دور میں مشاہرہ اتنا نہیں مل پاتا جس سے اخراجات پورے ہو سکیں؟

المستفتی: محمد ہارون، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب یا عالم صاحب کیلئے امامت و تدریس کے ساتھ تجارت کرنا بلا کراہت جائز ہے اس میں کسی شبہ و تردد کا سوال نہیں۔

عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضة. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله بيديه، دارالفكر جديد ۵۶/۹، رقم: ۱۹۰۷، شعب الإيمان للبيهقي، باب في حقوق الأولاد، دارالكتب العلمية بيروت ۶/۴۲۰، رقم: ۸۷۴۱)

ہاں البتہ تجارت کی وجہ سے فريضہ امامت میں کوتاہی نہ ہونی چاہئے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۸۱۸، جدید ذکر یا ۳/۱۲۲، ذکر یا مطول ۴/۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ صفر ۱۴۱۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۶۲۱)

ثوب جاذب سے استنجاء کرنے والے شخص کی امامت

سوال [۲۱۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ایسے کپڑے سے استنجاء کرنا جس کے اندر جذب کرنیکی صلاحیت ہو اور وہ پاک ہو جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مذکورہ صفات والے کپڑے سے استنجاء کر نیوالے کے امام بننے میں کسی قسم کی کراہت تو؟

نہیں ہے؟ (۳) اور اگر کسی شخص نے پیشاب وغیرہ کے مرض کی بنا پر ایسے کپڑے سے استنجاء کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے شخص کے امام بننے کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

المستفتی: فضل الرحمن، نواب پورہ،
راجو والا کنواں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عذر کی صورت میں جذب کرنے والے کپڑے

اور کاغذ سے استنجاء کر لینا جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم/۱/۳۷۹)

ویسن أن یستنجی بحجر منق الخ ونحوه من کل طاهر منزیل بلا ضرر. (مراقی الفلاح) کما لمدر وهو الطین الیابس، والتراب، والخلة البالية، والجلد الممتھن. (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، دارالکتاب دیوبند/۴۵)

(۲) بلا کراہت امامت جائز ہے۔

(۳) استنجاء جائز ہے اور امامت درست ہے، بشرطیکہ وضو کے بعد قطرہ نہ نکلے۔

ولا یصلی الطاهر خلف من به سلسل البول. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، زکریا قدیم ۸/۴۱، جدید ۱/۴۲، البناہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۷/۱، اشرفیہ ۶/۲، شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۷۸، زکریا ۲/۳۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ شعبان ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۹۳۱/۲۶)

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام یا مولانا

صاحب سیاہ خضاب لگاتے ہوں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی ہے یا ناجائز، کیونکہ حدیث میں ہے، جو سیاہ خضاب لگائے وہ جنت کی بو بھی نہیں پائیگا،

المستفتی: منزل الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سیاہ خضاب لگانا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے، اسلئے اگر کوئی شخص بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگاتا ہے، تو اس کو مکروہ تحریمی نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جاسکتا ہے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے، اور خلاف اولیٰ کا ارتکاب کرنے والا شرعاً فاسق نہیں ہوتا، اور اس کی امامت بلا کراہت درست ہے، اسلئے اس امام صاحب سے پوچھا جائے کہ سیاہ خضاب کس بناء پر لگاتے ہیں۔

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولوفى غير حرب فى الأصح، والأصح أنه عليه السلام لم يفعل به ويكره بالسواد، وقيل: لا وفى الشامية تحت قوله ويكره بالسواد أى بغير الحرب.... الخ، وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه وعليه عامة المشائخ، وبعضهم جوزة بلا كراهة روى عن أبى يوسف أنه قال كما يعجبني أن تتزين لى يعجبها أن أتزين لها. (ردالمختار على الدر المختار، شامى كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره كراچى ۶/۴۲۲، زكريا ۹/۶۰۵، كذا فى عالمگیری، كتاب الكراهية، الباب العشرون فى الزينة زكريا قديم ۵/۳۵۹، جديد ۵/۴۱۴) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۰/۶۲۵۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱/۱۴۲۱ھ

بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ابھی جوان ہے نزلہ ہو جانے کی وجہ سے کچھ بال سفید ہو گئے ہیں، بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگاتا ہے ایک جگہ امامت کرتا ہے، بعض مقتدیوں کو کالا خضاب لگانے پر اعتراض ہوا تو مدرسہ شاہی سے فتویٰ منگایا گیا، جس میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگاتا ہے تو اس کو مکروہ تحریمی نہیں کہا جاسکتا، اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جاسکتا ہے، اور اس کی امامت بلا کراہت درست ہے، فتویٰ نمبر ۶۶۵، لیکن اب اس پر بعض مقتدیوں کا کہنا ہے کہ امام صاحب نے سیاہ خضاب لگا کر بیوی کو تو خوش کر لیا لیکن مقتدی اس سیاہ خضاب لگانے کی بنا پر ناراض ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ بعض مقتدیوں کا اس طرح ناراض ہونا کیسا ہے، اور بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگانے کی بناء پر بعض مقتدیوں کی ناراضگی کے باوجود امامت کرنا کیسا ہے تمام اجزاء کا تفصیل سے جواب دیں؟

المستفتی: محمد صابر عالم، امام مسجد
رحمانی، رحمت نگر، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جوان بیوی کو خوش کرنے کیلئے داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا شریعت میں جائز ہے جو مدرسہ شاہی کے پہلے فتویٰ میں لکھا جا چکا ہے، اور امام صاحب فتویٰ پر عمل کر رہے ہیں تو امام صاحب کے اس فتویٰ پر عمل کرنے کی وجہ سے مقتدیوں کا ناراض ہونا شرعاً جائز نہیں ہے، ایسی صورت میں مقتدی گنہگار ہوں گے، امام صاحب پر کوئی گناہ نہیں ہے، فتویٰ آپکنے کے بعد پھر اعتراض کرنا بلا وجہ ہے جس سے اعتراض کرنے والے اور ناراض ہونے والے خود گنہگار ہوں گے، اور امام صاحب کی

امامت میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئے گی۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون، قال: هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقبل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۱/ ۸۲ ، دار السلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم . (طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلاة ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة / ۱۶۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۷/۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰/رجب ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۸۲۸/۳۵)

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو نزلہ ہونے کی وجہ سے اس کے کچھ بال سفید ہو گئے ہیں، زید ابھی جوان ہے اور امامت بھی کر رہا ہے، اس حال میں زید خضاب لگا کر امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد صابر عالم، امام مسجد
رحمانی، رحمت نگر، کرولہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سیاہ خضاب لگانا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے، اسلئے اگر کوئی شخص بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب

لگاتا ہے، تو اس کو مکروہ نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جاسکتا ہے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے، اور خلاف اولیٰ کا ارتکاب کرنے والا شرعاً فاسق نہیں ہوتا، اور اس کی امامت بلا کراہت درست ہوتی ہے، اسلئے اس امام صاحب سے پوچھا جائے کہ سیاہ خضاب کس بناء پر لگاتے ہیں۔

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولوفى غير حرب فى الأصح، والأصح أنه عليه السلام لم يفعله ويكره بالسواد، وقيل: لا. (درمختار) وقال ابن عابدين تحت قوله يكره بالسواد أي بغير الحرب..... الخ، وإن تزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشائخ، وبعضهم جوزة، بلا كراهة، روى عن أبي يوسف أنه قال: كما يعجبني أن تزين لى يعجبها أن أتزين لها. (ردالمختار على الدر المختار، شامى، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، كراچى ۲۲/۶، زكريا ۹/۵، ۶۰، كذا فى الهنديه، كتاب الكراهية، الباب العشرون فى الزينة، زكريا قديم ۵/۳۵۹، جديد ۵/۴۱، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۱/۳۵۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۵/۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۶۵)

امامت کی اجرت مقرر کرنا

سوال [۲۱۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امامت کیلئے اجرت مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ توضیح فرمائیں۔

المستفتی: اسرار احمد، اہل ضابطہ گنج، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امامت کیلئے اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔ (مستفاد:

فتاویٰ محمودیہ قدیم ۴/۲۶۱، جدید ڈائجیل ۱۷/۶۸)

ویفتی اليوم بصحتها لتعليم القرآن و الفقه والإمامة والأذان

الخ. (الدر المختار، کتاب الإجارة، مطلب فی الاستئجار علی الطاعات، کوئٹہ

۳۸/۵، زکریا ۹/۷۶، کراچی ۶/۵۵، ہکذا عالمگیری، کتاب الإجارة، الباب

السادس عشر ولاستئجار علی الطاعات، زکریا قدیم ۴/۴۴۸، جدید ۴/، فتاویٰ

بزازیہ، کتاب الإجارة، نوع فی تعليم القرآن زکریا جدید ۲/۲۲، وعلی هامش الہندیہ

۳۷/۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۰۹/۲۳)

باتخواہ امام کی امامت

سوال [۲۱۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام تنخواہ طے

کر کے نماز پڑھاتا ہے، اس کے بارے میں بتائیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ذاکر حسین، کٹ گھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام کیلئے تنخواہ طے کر کے نماز پڑھانا بلا کراہت

جائز ہے، مگر تراویح میں قرآن سننے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

ولا تصح الإجارة لأجل الطاعات ویفتی اليوم بصحتها لتعليم القرآن

والفقه والإمامة والأذان. (درمختار مع الشامی، کتاب الإجارة، باب إجارة الفاسدة،

مطلب فی الاستئجار علی الطاعات کراچی ۶/۵۵، زکریا ۹/۷۶، امداد الفتاویٰ

زکریا ۳/۳۴۰، الموسوعة الفقهية ۶/۲۱۵، ۲۲/۲۰۲)

ویفتی اليوم بالجواز أي بجواز أخذ الأجرة على الإمامة وتعليم القرآن والفقه والأذان، كما في عامة المعبرات. (مجمع الأنهر، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، دارالكتب العلمية بیروت ۳/۵۳۳، مصری قدیم ۲/۳۸۴) وفي الروضة: وفي زماننا يجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذ الأجرة، ومثله في الذخيرة. (البحر الرائق، كتاب الإجارة، باب إجارة الفاسدة کوئٹہ ۸/۲۰، زکریا ۵/۳۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷ھ / ۶/۲۰۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۹۲۵)

مسجد کی دوکان کے کرایہ سے تنخواہ پانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے کرایہ کی آمدنی سے تنخواہ پانے والے امام کے پیچھے جبکہ اسکو علم ہے کہ تنخواہ مسجد کی آمدنی سے دی جاتی ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ہمیشہ اسی کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: حبیب اللہ خان، بنگلور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا کراہت اس امام کے پیچھے نماز درست اور صحیح ہو جائے گی، کیونکہ مسجد کے مکانات کا کرایہ مسجد کے لئے حلال اور جائز ہے، لہذا اس سے تنخواہ حاصل کرنا بھی بلا کراہت جائز ہوگا۔

المتولی إذا أمر المؤذن أن يخدم المسجد وسمى له أجراً معلوماً لكل سنة... فإذا نقد الأجر من مال المسجد حل للمؤذن أخذه. (البحر

الرائق، کتاب الوقف زکریا ۵/ ۴۰، کوئٹہ ۵/ ۴۲ (۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۹ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۱۲۳۵/۲۴)

جمعہ کی نماز پڑھا کر سرکار سے پورے ماہ کی تنخواہ لینے والے کی

امامت

سوال [۲۱۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد سائیں توکل شاہ انبالہ شہر کے امام قاری اسحاق صاحب سہارنپوری جو تقریباً چالیس، پینتالیس سال سے امام ہیں، پنجاب وقف بورڈ کی طرف سے نماز پڑھانے کی تنخواہ بورڈ دیتا ہے، بورڈ نے چنگانہ نماز اور جمعہ وعیدین کی نمازوں کے لئے امام صاحب کا تقرر کیا لیکن امام صرف جمعہ کی نماز سے پہلے آتے ہیں اور سینچر کے روز صبح فجر پڑھا کر چلے جاتے ہیں، باقی اور دنوں میں جو یہاں مؤذن ہیں وہ نماز پڑھاتے ہیں، کیا یہ اجرت ان کیلئے جائز ہے یا نہیں؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: وکیل عثمانی، مفتدی مسجد، انبالہ شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر قاری اسحاق صاحب سہارنپوری مؤذن یا کسی دوسرے کو جو صحیح طریقہ سے نماز پڑھانے پر قادر ہے اپنا نائب امام بنا کر چلے جاتے ہیں اور قاری صاحب کی اس نیابت میں وقف بورڈ کے ذمہ داروں کو کوئی اعتراض نہیں ہے، اور ادھر ان کے نائبین بخوشی نیابت کا فریضہ انجام دیتے ہیں تو ایسی صورت میں قاری صاحب موصوف کیلئے وقف بورڈ کی طرف سے ملنے والی تنخواہ بلا تردد جائز اور حلال ہے، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت بھی نہیں ہے، شریعت میں اس قسم کی نیابت جائز اور

درست ہے، اور آپس کی تراضی سے اس قسم کے عمل کی اجازت ہے۔

عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی ، عن أبيه ، عن جده ، أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين ، إلا صلحا حرم حلالا ، أو أحل حراما ، والمسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالا ، أو أحل حراما . (ترمذی شریف ، الأحکام ، باب ما ذکر عن رسول الله ﷺ فی الصلح بین الناس ، النسخة الهندية ۱/ ۲۵۱ ، دارالسلام رقم: ۱۳۵۲)

کما استفيد من عبارة الهداية المأمور بإقامة الجمعة حيث يستخلف؛ لأنه على شرف الفوات لتوقته فكان الأمر به إذنا في الإستخلاف دلالة . (هدايه ، كتاب أدب القاضي إلى القاضي ، باب كتاب القاضي إلى القاضي اشرفی دیوبند ۱/ ۱۴۱ ، هندیه ، كتاب أدب القاضي ، الباب الخامس فی التقليد والعزل زکریا قدیم ۳/ ۳۱۶ ، جدید ۴/ ۲۸ ، شامی ، كتاب القضاء ، مطلب فی استخلاف القاضي نائباً عنه ، زکریا ۸/ ۷۶ ، کراچی ۵/ ۳۵۲)

الأُمُور بمقاصدها . (الاشباه والنظائر/ ۵۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲ھ/ ۶/ ۳

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۰۷۳/ ۳۷)

کیا امام کو ملنے والا کھانا امام کے اہل خانہ کھا سکتے ہیں؟

سوال [۲۱۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی امام کسی مسجد میں امامت کرتا ہے، اور اس کے بیوی بچے اس کے ساتھ رہتے ہیں، وہ امامت کے علاوہ کچھ کام بھی کرتا ہے، اس کام کے پیسے بھی حاصل کرتا ہے، اور امام ہونے کے تحت کچھ گھروں سے اس کا کھانا بھی آتا ہے، اگر وہ امام اس کھانے کو اپنے بیوی اور بچوں کو کھلا دے

تو وہ کھانا اس کے گھر والوں کیلئے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: سعد انوار ابن عبد الحفیظ، لاجپت نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب کو امامت کے بدلہ میں جو کھانا ملتا ہے، وہ ان کی ملکیت ہے اس میں ان کو جس طرح چاہیں تصرف کا اختیار ہے، چاہے خود کھائیں یا بال بچوں کو کھلائیں، یا مہمان کو کھلائیں کسی کو کوئی اعتراض کا حق نہیں ہے، اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ مال و دولت یا اس کے قبیل کی کوئی چیز عطا کرے تو اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنی ذات پر پھر بیوی بچوں وغیرہ پر خرچ کرے۔

عن عامر بن سعد بن أبي وقاص قال: -إلى- وسمعتہ يقول: إذا أعطى الله أحدكم خيراً، فليبدأ بنفسه، وأهل بيته. (صحيح مسلم الإمامة، باب الناس تبع لقريش والخلافة في قريش النسخة الهندية ۲/ ۱۲۰، بيت الأفكار رقم: ۱۸۲۲)

عن عامر بن سعد، قال: سألت جابر بن سمرة، عن حديث رسول الله ﷺ، فقال: قال رسول الله ﷺ: إذا أعطى الله أحدكم خيراً فليبدأ بنفسه وأهله. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۲/ ۱۹۸، رقم: ۱۸۰۳)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹ھ/۶/۲۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

(الف فٹوی نمبر: ۵۸۲۹/۳۳)

طلبہ کے نام پر سرکاری وظیفہ لے کر اس کو نہ دینے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنے اسکول کے طلبہ کے نام پر سرکاری وظیفہ لیا اور وہ طلبہ کو نہ دے کر اپنی ضروریات میں خرچ کر لیا

ایسے شخص کا امام بنایا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

المستفتی: منظور احمد، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلبہ کے نام پر وظیفہ لے کر خود خرچ کرنے والا شخص فاسق ہے، اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

عن أنس بن مالک رض، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفسه. (سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۳، رقم: ۲۸۶۲)

أما الفاسق، فتجوز الصلاة خلفه ولكن مع هذا يكره تقديمه. (المحیط البرہانی، کتاب الصلاة، الفصل السادس، أحكام الإمامة والإقتداء جدید المجلس العلمي ۲/۱۷۸، رقم: ۱۵۱۲)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحدٍ بغير سبب شرعي الخ. (شامی، باب التعزیر بأخذ المال، کراچی ۴/۶۱، زکریا ۶/۱۰۶)

لیس لأحد أن يأخذ مال غيره بلا سبب شرعي. (الشرح المجله رستم اتحاد بکڈپو ۱/۶۲، رقم المادة: ۹۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

(الف توئی نمبر: ۳۳۲/۵۵۳۲)

چندہ کی رقم سے ۲۵ فیصد رقم لینے والے معلم کی امامت

سوال [۲۱۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جس ادارہ میں مدرس تعلیمی کام انجام دیتا ہے، اس سے ماہ رمضان کے چندے کی رقم میں سے ۲۵/۲۰ فیصد مع تنخواہ کے رقم وصول کرتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں اسکے لئے یہ رقم لینا جائز

ہے، اور چندے کی رقم میں سے ۲۵/۲۰ فیصد رقم وصول کرنے والا معلم اگر کسی مسجد میں امامت کرتا ہو تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔
آپ ان سب مسئلوں کا جواب قرآن کی روشنی میں مع تفصیل و دلیل اور تصدیق کے ساتھ دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتی: محمد سیف اللہ صدیقی، کاشی پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ۲۵/۲۰ فیصد کا انعام قابل اعتراض انعام ہے، اتنا زیادہ انعام نام کا انعام ہے، حقیقت میں یہ اصل تنخواہ سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اس لئے اتنا زیادہ انعام نہیں ہونا چاہئے، بلکہ دس فیصد، زیادہ سے زیادہ پندرہ فیصد ہو اس سے آگے نہیں بڑھانا چاہئے، اگرچہ جائز ہے، لیکن یہ احتیاط کے خلاف ہے، نیز چندہ وصول کرنے والے مدرس پر لازم ہے، کہ زکوٰۃ کی رقوم میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے، اس لئے کہ زکوٰۃ کی رقم اس کے پاس امانت ہے، اور امانت میں خیانت باعث فسق ہے، اور سفر خرچ وغیرہ امداد کی رقم سے یا اپنی جیب خاص سے یا مدرسہ سے پیشگی لے لیا کرے اور بعد میں زکوٰۃ کی رقم جمع کرنے کے بعد مدرسہ کے دفتر سے اپنا حساب صاف کر لے، اگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی کوئی مدرس یا سفیر زکوٰۃ کی رقم میں سے اپنا فیصدی انعام اور تنخواہ لیتا ہے، تو ایسا شخص خائن اور فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۶/۲۹۲)

عن أنس بن مالك قال: ما خطبنا النبي ﷺ إلا قال: لا إيمان لمن لا

أمانة له، ولادين لمن لا عهد له. (مسند امام احمد ۳/۱۳۵، رقم: ۱۲۴۱۰، ۱۵۴/۳، رقم: ۱۲۵۹۵، ۲۱۰/۳، رقم: ۱۳۲۳۱، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۴۳۹/۱۳، رقم: ۷۱۹۶، صحيح ابن حبان دارالفكر ۱/۱۵۰، رقم: ۱۹۴، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۰/۲۲۷، رقم: ۱۰۵۵۳، ۲۱۳/۱۱، رقم: ۱۱۵۳۲)

ویشترط أن يكون الصرف تمليكا لا إباحة. (الدر المختار علی هامش رد المختار، كتاب الزكاة، باب المصرف كراچی ۳۴۴/۲، زکریا ۳۹۱/۲)
ویکبرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع. (الدر المختار علی هامش رد المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲۹۸/۲، كراچی ۵۵۹/۱)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶۰/۳۸۴)

زکوٰۃ و صدقات کھا کر تعلیم حاصل کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید مدرسہ میں ملازم ہے اور مسجد میں امام بھی ہے زید نے ایسے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے، جہاں زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کی رقم کے ذریعہ مدرسہ کے اخراجات پورے ہوتے ہیں، زید کے اوپر بھی زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کا پیسہ خرچ ہوا ہے، اب بکر کا یہ کہنا ہے، کہ زید کو مسجد میں امام نہ رکھا جائے، زید کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، اسلئے کہ زید نے مدرسہ میں رہ کر زکوٰۃ فطرہ صدقہ وغیرہ کے پیسے کے ذریعہ سے تعلیم حاصل کی ہے، موجودہ وقت میں بھی مدرسہ سے زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کے پیسے سے تنخواہ ملتی ہے جس کے ذریعہ زید اپنے اخراجات پورے کرتا ہے، کیا بکر کا یہ کہنا درست ہے، جبکہ ہندوستان کے اندر ۹۹ فیصد ائمہ نے ایسے مدارس میں ہی تعلیم حاصل کی ہے، جنکے اخراجات مذکورہ بالا مدات کی رقوم سے پورے ہوتے ہیں، ایسی شکل میں مسلمانان ہند کیا کریں، برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب مرحمت فرمائیں تاکہ یہ دماغی خلجان دور ہو اور مسلمانان ہند سکون و اطمینان کیساتھ اللہ کا فریضہ ادا کر سکیں؟

المستفتی: عبدالعزیز شوالہ، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طالبان علم دین کیلئے زکوٰۃ کی رقم پاک اور حلال ہے، اگرچہ طالب علم کے ماں باپ مالدار کیوں نہ ہوں، نیز طالبان علم دین کو زکوٰۃ کی رقم دینے اور ان پر خرچ کرنے میں زکوٰۃ دہندگان کو ڈبل ثواب ملتا ہے، ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب دوسرا علم دین کی اعانت کا ثواب اس لئے طالب علم کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا زیادہ افضل ہے، لہذا مذکورہ امام پر جو الزام ہے وہ غلط ہے، اور الزام لگانے والا سخت ترین گنہگار ہوگا۔

التصدق على العالم الفقير أفضل الخ. (البحر الرائق، کتاب الزکوٰۃ، قبیل باب صدقة الفطر زکریا ۳۶/۲، کوئٹہ ۲۵۰/۲، ہندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع من المصارف، زکریا قدیم ۱/۸۷، جدید ۱/۲۴۹)

وأنفع للمسلمين بتعليم الخ. (مراقی الفلاح، کتاب الزکوٰۃ، قبیل باب صدقة الفطر/۳۹۴، جدید دارالکتاب دیوبند/۷۲۲)

اور مدارس کے ملازمین کو زکوٰۃ کے پیسے سے تنخواہ نہیں دی جاتی ہے، بلکہ امداد کی رقم سے دی جاتی ہے، اس لئے یہ بھی محض الزام ہے، اس کا وبال بکر پر ہوگا۔

عن أبي بكر بن الصديق رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ملعون من ضار مؤمنا، أو مكر به. (سنن الترمذی، البر الوصلہ، باب ماجاء فی الخيانة، والغش النسخة الهندية ۱۰/۱، دارالسلام رقم: ۱۹۴۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۷/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹/رجب ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۵۷۷)

حلال و حرام پیشہ والے کے یہاں کھانا کھانے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) ایک شخص سودی لین دین کا کاروبار کرتا ہے، اس کے ساتھ جائز کاروبار بھی کرتا ہے،

اس شخص کے لڑکے باپ کے مال سے جائز کاروبار کرتے ہیں، لڑکے اور باپ شرکت میں ہیں، جبکہ یہ شخص مسجد سے متعلق خرچ کی ضروریات و دین کے دوسرے کاموں میں بھی حصہ لیتا ہے، اس طرح شخص مذکور کے یہاں مسجد سے متعلق لوگوں کی طرح مسجد کے امام صاحب بھی اس کے یہاں از روئے دفع شر اگر کھانا تناول فرمائیں تو ان کی امامت از روئے شرع کیسی ہے؟

(۲) شخص مذکور کے یہاں ایک تو کبھی کبھی مسجد کے امام صاحب کے کھانے کا اتفاق از روئے دفع شر ہوتا ہے، اور ایک صورت یہ کہ بلا جھجک بلا سوچے سمجھے کھاتے رہتے ہیں، تو ان دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا کہ دونوں صورتوں میں کھانے کا ایک حکم ہے؟ یعنی کس صورت میں اجازت اور کس صورت میں ممانعت ہے؟

المستفتی: سراج انور، قصبہ منڈا اور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) سوالنامہ سے واضح ہوتا ہے، کہ اس شخص کا اصل کاروبار جائز آمدنی کا ہے، اور سودی لین دین ضمنی ہے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ جس کے یہاں حلال آمدنی غالب ہو اور حرام مغلوب ہو تو اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے، اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا بھی جائز ہے، اسلئے کہ یہی سمجھا جائے گا کہ حلال مال سے کھلا رہا ہے، اور حلال ہی مال مسجد میں دے رہا ہے، باقی اندرونی حال کیا ہے، اس کا ذمہ دار وہ خود ہے دوسرے مسلمان اور مسجد نہیں۔

إن كان غالب ماله حلالاً ، لا بأس بقبول هديته والأكل منها كذا في الملتقط الخ . (عالمگیری، کتاب الکراهیۃ ، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات زکریا قدیم ۵/۳۴۳، جدید ۵/۳۹۷)

إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به لأن أموال الناس ، لا تخلوا عن قليل حرام فالمتعبر الغالب وكذا

أكل طعامهم كذا في الاختيار. (عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات، زکریا قدیم ۳۴۲/۵، جدید ۳۹۶/۵، الدر المنتقى، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب جدید بیروت ۱۸۶/۴، ۱۸۷، مصری قدیم ۵۲۹/۲)

(۲) پہلے سوال کے جواب سے واضح ہو چکا ہے کہ جب اس کے یہاں اکثر کاروبار اور غالب آمدنی حلال اور جائز ہے، تو اس کے یہاں بلا تردید کھانا کھانا بھی جائز ہے چاہے سوچ کر کھائے یا بلا سوچے سمجھے کھائے۔

وأما الإهداء والضيافة فينظر إن كان غالباً المهدى والضيف لا يقبله مالم يجر أن ذلك المال حلال، وإن كان غالب ماله حلالاً، فلا بأس بأن يقبل حتى يتبين عنده أنه حرام. (البنایہ، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع اشرفیہ ۲۰۹/۱۲، المحيط البرهاني، المجلس العلمي ۳۷/۸، رقم: ۹۶۱۷)

إلا إذا علم أن أكثر ماله من حل، بأن كان صاحب تجارة أو رزق فلا بأس به وفي البزازية غالب مال المهدى، إن كان حلالاً، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله مالم يتبين أنه من حرام لأن أموال الناس لا يخلو عن حرام فيعتبر الغالب. (مجمع الأنهر، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب جدید بیروت ۱۸۶/۴، ۱۸۷، مصری قدیم ۵۲۹/۲)

فإن كان غالب ماله حلالاً فإنه لا بأس بالإجابة والأكل. (کتاب الفقه على مذهب الأربعة، کتاب الحظر والإباحة دار الفکر ۳۷/۲، عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات زکریا قدیم ۳۴۲/۵، جدید ۳۹۶/۵ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر ۳۶/۷۹۹۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۳/۱۹ھ

حضرت حسینؑ رفقاء شہید نہ ہوتے تو دین ٹھوکریں کھاتا کہنے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا عقیدہ یا جملہ بولنے والے شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ حضرت امام حسینؑ اپنا اور اپنے احباب و رفقاء کا کر بلا میں سر نہ کٹاتے تو اللہ کا یہ دین دین اسلام ٹھوکریں کھاتا پھرتا، آپ سے ادباً عرض ہے کہ کیا ان جملوں میں اسلام کی تذلیل و توہین نہیں ہے، پھر بولنے والا یہ بھی دعویٰ کرے، کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے، آپ حضرات عدل و تحقیق سے کام لیتے ہوئے قرآن پاک، احادیث طیبہ، ائمہ مجتہدین و فقہاء کرام کے فرمان کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کیا ایسے شخص پر تو بہ لازم ہے، یا تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی، اور اگر ایسا شخص امامت کرے تو اس کی اقتداء کی جائے یا نہیں، حنفی مسلک کے مطابق حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں؟

المستفتی: حافظ عبدالغفار، ملک
پور، سیملی کا ٹھہروڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرت امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کا کر بلا میں ظالم یزیدی لشکر کے ہاتھوں سے شہید ہو جانا اور ان کا اہل بیت کو بے دردی سے شہید کر دینا ان ظالموں کی انتہائی بد نصیبی اور بد خمتی ہے، اور اہل بیت کی شہادت قیامت تک کے لئے پوری امت مسلمہ کے واسطے دردناک صدمہ کا باعث ہے، امت محمدیہ اس بھیانک حادثہ کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی، تمام امت پر اس کا صدمہ باقی ہے، اور باقی رہے گا، لیکن متکلم کا یہ جملہ کہ دین اسلام ٹھوکریں کھاتا پھرتا دین اسلام کے بارے میں ایک بھونڈی اور جاہلانہ تعبیر ہے، اور

آیت قرآنی: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا. (المائدہ: ۳۱) کے مصداق کے سراسر خلاف ہے، اس لئے ایسا جملہ استعمال کرنے سے گریز کرنا لازم و ضروری ہے، اور ایسے شخص کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے، کہ اسلام کے بارے میں ایسا جملہ استعمال کرنے سے باز رہے، اور توبہ کرے اور احساس پیدا ہو جانے کے بعد امامت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۸۶/۸۷، ڈھابیل)

وَأِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا. (طہ: ۲۰)

عن أبي عبيدة بن عبد الله، عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ،

النسخة الهندیہ ۳۱۳/۱، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبرانی، داراحیاء التراث

العربی ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۰۲۶/۲۰)

ایکشن میں کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۱۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موضع گاندھی بڑی کی مسجد میں ایک امام ہیں جو مقامی ہیں، مسلمانان گاندھی بڑی نے مشورہ سے انہیں ایکشن میں کھڑا کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ وہ ایکشن جیت بھی گئے ہیں مگر مسلمانوں کے ایک سو آٹھ گھر وں میں سے سولہ گھر امام صاحب کیخلاف ہو گئے ہیں جن میں دو نمازی بھی ہیں، دونوں نمازیوں کا کہنا ہے کہ امام کا ایکشن ناجائز ہے سو ہم اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اور کوئی امام لاؤ تب ہی جماعت کی نماز پڑھیں گے ورنہ علیحدہ نماز پڑھیں گے، باقی تمام نمازی انہیں امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں دونوں مخالف نمازیوں کا کہنا ہے کہ ان امام صاحب کی

امامت جائز ہے تو فتویٰ منگا دو ہمیں کوئی اعتراض نہیں رہے گا، سواب جلد از جلد جواب سے نوازیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی: ایس مسعود علوی، گاندھی بڑی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امور سیاسیہ میں امام صاحب مناسبت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے اہل ہیں اور شریعت کے بھی، نماز و روزہ وغیرہ کے بھی پابند ہیں تو امام صاحب فاسق نہیں ہیں، ان کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے، بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳۷۴/۹، جدید زکریا ۳۵۲/۹، زکریا مطول ۲۵۳/۳) نیز الیکشن لڑنا ناجائز نہیں ہے جبکہ پابند شریعت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۳۸/۲۴)

کیا طبیب امامت کر سکتا ہے

سوال [۲۱۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) کوئی طبیب امامت کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ وہ علم دین سے وابستہ ہے وضع قطع بھی درست ہے، تفسیر و فقہ و قراءت سے درس پا کر واقف ہوا ہے۔

(۲) طبیب ایک روپیہ کی دوا دیکر دس روپیہ چارج کرتا ہے۔

(۳) یا بغیر دوائے تشخیص مرض کی فیس لیتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ یا کوئی دوا مثلاً پچاس پیسہ کی آتی ہے، اور اسی دوا کو مارکیٹ میں تمام لوگ چار روپیہ میں فروخت کرتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: سجاد حسین قاسمی،

دارالشفاء، اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) طبیب و حکیم کیلئے بلا کر اہت امامت کرنا جائز ہے، محض ڈاکٹری کرنے کی وجہ سے مستحق امامت ہونے سے خارج نہ ہوں گے خصوصاً جبکہ عالم دین ہوں اور ظاہراً کسی شرعی فسق کے مرتکب نہ ہوں۔

(۲) ایک روپیہ کی دوا دیکر دس روپیہ لینا یہ دوا فروشی ہے، اور فروخت کرنے میں مالک کو اختیار ہے کہ جتنا چاہے، نفع لے لیا کرے اور خریدار کو پسند ہو تو لے ورنہ کسی اور کے یہاں جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/ ۵۵۷، جدید زکریا/ ۵۴۰)

(۳) اور تشخیص امراض کی فیس ایک قسم کی اجرت ہے اسلئے اس کا لینا بھی جائز ہے۔

الأجرة وهو ما يستحق على عمل الخیر الخ. (درمختار، کتاب الإجارة

زکریا ۴/۹، کراچی ۴/۶)

والأجر ما يستحق على عمل الخیر. (تبیین الحقائق، کتاب الإجارة،

مکتبہ امدادیہ، ملتان ۵/۱۰، زکریا ۶/۷۷، البحر الرائق، کتاب الإجارة، زکریا

۴/۸، کوئٹہ ۳/۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۴۷/۲۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۲/۲۳ھ

ڈاکٹر عالم کی امامت

سوال [۲۱۲۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب مولوی ہیں، لیکن وہ انگریزی ڈاکٹری کرتے ہیں، اب ان کے لئے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مع دلائل کے بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد اسلام الدین

فاروقی، سری کوفہ، پچھاڑ، آسام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض انگریزی دواؤں سے ڈاکٹری کر نیکی وجہ سے مستحق امام ہونے سے خارج نہ ہوگا، جبکہ کوئی شرعی فسق کا مرتکب نہ ہو اور حکیم و ڈاکٹر کیلئے مرض کا پتہ لگانے کیلئے اجنبیہ عورت کے اعضاء مرض کا دیکھنا اور نبض پکڑنا بھی جائز ہے، جبکہ بدینتی نہ ہو۔

ویجوز للطیب أن ينظر إلى موضع المرض منها للضرورة الخ. (ہدایہ، کتاب الکراہیہ، فصل فی الوطئی والنظر واللمس، اشرفی دیوبند ۴/۵۹، شامی، کتاب الإباحة، فصل فی النظر واللمس، کراچی ۶/۳۷۱، زکریا ۹/۵۳۳، مجمع الأنهر، کتاب الکراہیہ، فصل فی النظر ونحوہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/۱۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷۰/۲۷)

پیشاب کی نالی بنے ہوئے غسل خانہ میں غسل کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے غسل خانہ میں جو کہ غسل کرنے کیلئے ہے لیکن اسمیں پیشاب کی نالی بنی ہوئی ہے، گا ہے بگا ہے کوئی اسمیں پیشاب بھی کرتا ہے اور امام مسجد اسمیں غسل بھی کرتے ہیں تو کیا اس غسل خانہ میں غسل کرنے کے بعد امام کی امامت جائز ہے؟ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب غسل خانہ میں نالی بنی ہوئی ہے، اور پیشاب جمع ہونے کا خطرہ نہیں تو اسمیں بلا کراہت پیشاب کرنا جائز ہے اور غسل میں بھی نجاست کا شک نہ ہونا چاہئے، امام کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، نیز امام صاحب پر ان حالات میں اعتراض اور الزام وارد کرنے والوں پر رجوع کرنا ضروری ہے۔

من ثم لو كان أرضه بحيث لا يعود منه رشاش أو كان له منفذ لا يثبت

فیه شیئی من البول لم یکره البول فیه إدا لا یجر إلی وسواس لأمنه . (بذل المجهود ، کتاب الطهارة ، باب فی البول فی المستحم قدیم ۱/۹۱ ، دار البشائر الإسلامیہ ۱/۲۵۹)

مکروہ اس وقت ہے جب پیشاب بہہ جانے کا راستہ نہ ہو بلکہ غسل خانہ میں جمع ہو جاتا ہو۔
وإنما نهی عن ذلك إذا لم یکن له مسلك یذهب فیه البول الخ .
(شامی ، کتاب الطهارة ، قبیل مطلب فی الفرق بین الاستبراء ، کراچی ۱/۳۴۴ ، زکریا دیوبند ۱/۵۵۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ / ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷۰/۲۳)

مسائل نماز سے ناواقف شخص کی امامت

سوال [۲۱۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسائل نماز سے واقف نہیں ہے، سب نمازیوں نے ملکر اس کو امام بنالیا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محی الدین، ہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: افضل یہی ہے امام مسائل نماز سے واقف ہو، اگر ایسا نہ ہو، تو مسائل سے ناواقف شخص کی امامت بھی بلا کراہت درست ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۲۳۵)

الأولیٰ بالتقدیم الأعلیٰ بالسنة . (الفتاویٰ التاتاریخانہ ، کتاب الصلاة، الفصل

السادس ، من هو أحق بالامامة ، زکریا ۲/۲۴۷ ، رقم: ۲۳۱۸)

عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله ﷺ يؤم القوم

أقرأهم لكتاب الله ، فإن كانوا فى القراءة سواء فأعلمهم بالسنة . (صحيح مسلم ، المساجد ، باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية ۱/۳۶۲ ، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/۸ صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۱/۲۳)

فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر دوسری جگہ امامت کرنا

سوال [۲۱۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی امام صاحب نماز فجر اول وقت میں پڑھ لیں، (یعنی اذان فجر کے فوراً بعد) پھر کہیں دوسری مسجد میں امامت کا اتفاق ہو جائے اور پھر وہ دوسری مرتبہ نماز پڑھادیں، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے آیا نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: عیاض اللہ، نئی بستی کوٹلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص نے فجر کی فرض نماز پڑھ لی ہے اس کیلئے اسی فجر کی نماز میں دوسرے لوگوں کی امامت جائز نہیں ہے، اور جو لوگ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے، ان کی نماز صحیح نہ ہوگی اعادہ کرنا واجب ہوگا، اسلئے کہ امام کے حق میں یہ نماز نفل ہے۔

عن أبي هريرة رض عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: إنما جعل الإمام ، ليؤتم به، فلا

تختلفوا عليه . (صحيح البخارى، الصلاة ، باب إقامة الصف من تمام الصلاة ۱/۱۰۰ ، رقم:

۷۱۳ ، ف: ۷۲۲ ، مسند دارمی، دار المغني ۲/۷۹۸ ، صحيح مسلم ، الصلاة ، باب اتمام

المأموم بالإمام ، النسخة الهندية ۱/۱۷۷ ، بيت الأفكار رقم: ۴۱۴)

ولا يصلى المفترض خلف المتفل الخ. (هدايہ ، کتاب الصلاة ، باب

الإمامة اشرفی دیوبند ۱/ ۱۲۷، قدوری، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، امدادایہ

دیوبند ۱/ ۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ رجب ۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲۴۶/۲۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/۷/۱۴۱۳ھ

امام کو حدت لاحق ہونے پر دوسرے شخص کو خلیفہ بنانے کی ایک شکل

سوال [۲۱۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوران نماز قعدہ اخیرہ میں امام کا وضو ٹوٹ جائے اور امام کسی کو خلیفہ بنا کر آگے کرنے کی کوشش کرے، مگر وہ شخص آگے نہ آئے بلکہ پہلی صف کے مقتدیوں کیساتھ بیٹھا رہے، اور سلام پھیر دے اور دوسرے مقتدی اس کے سلام کیساتھ سلام پھیر دیں، تو یہ عمل درست ہے یا نہیں، اور امام اپنی نماز کس طرح پوری کریگا؟

المستفتی: شعیب احمد، میرٹھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب امام کے خلیفہ بنانے پر وہ شخص آگے نہیں بڑھا بلکہ اس نے پہلی صف میں بیٹھے بیٹھے امامت کی نیت کر لی اور لوگوں نے اس کی اقتداء میں اپنی نماز پوری کر لی تو یہ عمل درست ہے، اور سب کی نماز درست ہو جائیگی، اور امام بغیر قرأت کے اپنی نماز پوری کریگا، کیونکہ یہ لاحق کے حکم میں ہے، اور اگر نماز پوری نہیں ہوئی تو جس کو خلیفہ بنایا ہے اس کے پیچھے بقیہ نماز پوری کریگا۔

إمام أحدث رجلاً من آخر الصفوف ثم خرج من المسجد

فإن نوى الثانی أن یکون إماماً من ساعته و نوى أن يؤمهم فی ذلک

المكان جازت صلاة الخلیفة وصلاة الإمام الأول ومن كان علی یمین

الخلیفة و علی یمساره فی صفه ومن كان خلفه. (خانیہ، کتاب الصلاة، فصل

فی الإستخلاف، زکریا جدید ۱/۷۳، وعلی ہامش الہندیہ ۱/۱۱۵، ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی الإستخلاف زکریا ۱/۹۶، تاتارخانیہ، کتاب الصلاۃ، الفصل: ۱۶، الإستخلاف ۲/۳۷۵، رقم: ۲۷۱۷)

لو استخلف رجلاً فإنه يصلى صلاته ثم إذا رجع الأول وقد بقى من صلاته شيء يتم خلف الخليفة، وإن فرغ الخليفة أتم صلاته بغير قراءة لأنه لاحق. (تاتارخانیہ، کتاب الصلاۃ، الفصل: ۱۶، الإستخلاف، زکریا ۲/۳۷۰، رقم: ۲۶۹۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ رزی الحجہ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۵۲/۲۰)

دوران نماز ڈراؤنی آواز سے برابر ڈکار لینے والے امام کی امامت

سوال [۲۱۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب کو نماز کے دوران یعنی امامت کے فرائض انجام دیتے وقت ڈکار اتنی زور سے آتی ہے کہ مسجد گونج جاتی ہے، اور ڈکار اتنی زور سے ہوتی ہے کہ لوگ چونک جاتے ہیں، ڈکار کی آواز اتنی زور سے ہوتی ہے کہ جس سے ڈراؤنی شکل ہو جاتی ہے، یہ ڈکار وہ جان کر نہیں لیتے ہیں، ایسی حالت میں کیا امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ایسی ڈراؤنی آواز کیسا تھوڑا کار لیتا ہے کہ اس سے لوگ چونک جاتے ہیں، اور ہر نماز میں کثرت سے ایسا ہوتا ہے، اور اسکی وجہ سے اسکے پیچھے نماز پڑھنے سے لوگ گریز کرتے ہیں اور عام لوگوں میں نفرت پیدا ہوگئی ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہوگا، بشرط سہولت دوسرا امام مقرر کر لینا بہتر ہے، نیز مذکورہ امام کے

پیچھے نماز فاسد بھی نہیں ہوگی۔

إن كان الإمام يتنحح عند القراءة ، إن لم يكن كثيراً لأبأس به ، وإن كثر فغيره أولى منه ، إلا من يكون يتبرك بالصلاة خلفه . (فتح القدير ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة زكريا ۱/۳۵۹ ، كوئٹہ ۳۰۳/۱)

ولو أم قوما وهم له كارهون إن لفسادٍ فيه أو لأنهم أولى بالإمامة منه كره الخ . (الدر المتقی ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۶۲۱ ، مصری قدیم ۱/۱۰۷ ، الدر المختار ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة زكريا ۲/۹۸ ، کراچی ۱/۵۵۹ ، مصری ۱/۵۳)

والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع ليكون ظاهراً . (شامی ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة مطلب في إمامة الأمر كراچی ۱/۵۶۲ ، زكريا ۲/۳۰۲ ، مصری ۱/۵۲۵ ، البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة زكريا ۱/۶۰۹ ، كوئٹہ ۳۴۸/۱)

ولو عطس أو تجشأ فحصل منه الكلام لا تفسد . (فتاویٰ عالمگیری ، كتاب الصلوة ، باب ما يفسد الصلوة ، الفصل الأول فيما يفسد الصلوة ، زكريا قدیم ۱/۱۰۱ ، جدید ۱/۱۶۰ ، فتاویٰ قاضی خان ، كتاب الصلوة ، فصل فيما يفسد الصلوة ، زكريا جدید ۱/۸۵ ، وعلى هامش الهندیہ ۱/۳۶ ، الدر المختار ، باب ما يفسد الصلوة ، وما يكره فيها ، مطلب في مواضع التي لا يجب فيها رد السلام كراچی ۱/۶۱۹ ، زكريا ۲/۳۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۷۵۵/۲۵)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کی اقتداء

سوال [۲۱۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص بیٹھ کر

رکوع سجدہ سے نماز پڑھتا ہے، تو اس کی اقتداء میں قیام کے ساتھ رکوع سجدہ کرنے والے کی نماز درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص بیٹھ کر رکوع سجدہ کرتا ہے اس کی اقتداء میں کھڑے ہو کر رکوع سجدہ کرنے والے کی نماز درست ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی۔ (مستفاد: راجح الفتاویٰ زکریا ۳/۲۶۵، کتاب المسائل ۱/۳۱۱)

عن عائشةؓ قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم -إلى- فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جلس عن يسار أبي بكر ، فكان أبو بكر يصلي قائماً، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قاعداً، يقتدى أبو بكر بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، والناس مقتدون بصلاة أبي بكر . (صحيح البخاري، الصلاة، باب الرجل يأتُم الإمام، ويأتُم الناس بالمأموم ۹۹/۱، رقم: ۷۰۴، ف: ۷۱۳، صحيح مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر.... النسخة الهندية ۱/۱۷۸، رقم: ۴۱۸)

وصح اقتداء قائم بقاعد لأن النبي ﷺ صلى الظهر يوم السبت أو الأحد في مرض موته جالسا والناس خلفه قياماً؛ (مراقى الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة مكتبه فيصل / ۱۱۰، دارالكتاب دیوبند/ ۲۹۵)

يجوز اقتداء القائم بالقاعد لأنه عليه السلام صلى آخر صلاته قاعداً والقوم خلفه قياماً. (مجمع الأنهر، كتاب الصلوة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دارالكتب العلمية بیروت ۱/۴۹، فتح القدير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، زکریا ۱/۳۷۹، کوئٹہ ۱/۳۲۰)

يجوز اقتداء القائم الذى يركع ويسجد بالقاعد الذى يركع

و یسجد استحسنًا. (بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰۃ، بیان شرائط الإقتداء زکریا ۱/۳۵۵، کراچی ۱/۱۴۲)

إذا كان الإمام يصلي قاعداً برکوع وسجود وخلفه قوم يصلون قياماً برکوع وسجود تجوز صلاة القوم. (التاتارخانية، کتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس من يصلح إماماً لغيره ومن لا يصلح زکریا ۲/۲۵۴، برقم: ۲۳۴۴)

يجوز اقتداء القائم بالقاعد. (خانيه، کتاب الصلوٰۃ، فصل في من يصلح الإقتداء به وفي من لا يصلح زکریا، جديد ۱/۵۸، وعلى هامش الهنديه قديم ۱/۹۰) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ رذی الحجۃ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۵۱/۲۰)

ایک نماز فوت ہونے والے صاحب ترتیب کی امامت کا حکم

سوال [۲۱۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر صاحب ترتیب ہے، وہ ایک مسجد میں امام ہے، ہفتہ میں ایک دو نمازیں قضاء ہو جاتی ہیں، مثلاً فجر کی نماز قضا ہوگئی، اس نے دوسری نماز ظہر پڑھادی اور مزید چار نمازیں اس نے قضا نہیں کیں اس صورت میں ان کی اور مقتدیوں کی نماز میں تو کوئی فساد آئے گا یا نہیں؟ اگر نماز فاسد ہوگئی تو ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟

المستفتی: محمد کوثر علی، محلہ کچا باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید نے فجر کی نماز نہیں پڑھی ہے اور بھول کر فجر کی نماز قضا کرنے سے پہلے ظہر کی نماز پڑھادی اور بقیہ نمازیں بھی بھول کر پڑھادی ہیں، تو ایسی صورت میں سب کی نمازیں درست ہو گئیں ہیں، اور اگر زید نے فجر کی نماز

ترک کر دی ہے، اور اس کو یاد رہا ہے کہ فجر کی نماز چھوٹی ہوئی ہے، پھر بھی اس نے ظہر کی نماز پڑھادی ہے تو یہ نماز فساد و موقوف کے طور پر فاسد ہوگئی اور اسی حالت میں عصر مغرب عشاء کی نماز پڑھادی ہے اور دوسرے دن کا سورج طلوع ہو جانے تک سابقہ فجر کی قضا نہیں پڑھی ہے تو ساری نمازیں صحیح ہو جائیں گی، اور مقتدیوں کی نمازیں بھی صحیح ہو جائیں گی، اور اگر دوسرے دن کا سورج طلوع ہونے سے پہلے سابقہ فجر کی نماز پڑھ لی ہے تو اب تک پڑھی ہوئی ساری نمازیں لوٹانی ضروری ہوں گی، اور مقتدیوں پر بھی لوٹانی ضروری ہوں گی۔

الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداء وقضاء لازم فلم
يجز فجر من تذكر أنه لم يؤثر إلا إذا ضاق الوقت المستحب أو نسيت
الفائتة لأنه عذر أو فاتت ست اعتقادية الخ. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء
الفوات مطلب فی تعریف الإعادة زکریا ۲/۵۲۳، ۵۲۷، کراچی ۲/۶۵)
قال رحمه الله فلو صلى فرضاً ذاكراً فائتة ولو وتراً فسد فرضه
موقوفاً حتى لو صلى ست صلوات مالم يقض الفائتة انقلب الكل جائزاً،
ولو قضى الفائتة قبل أن يمضى ستة أوقات بطل وصف الفرضية،
وانقلبت نفلاً. (تبيين الحقائق، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوات زکریا ۱/۴۶۸،
مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۱۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۲/۲۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۸۲/۲۰)

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کا بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی اقتداء کرنا

سوال [۲۱۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جامع مسجد کے امام صاحب چالیس سال سے زیادہ کے ہونے والے ہیں امامت کر رہے ہیں، اللہ کے

فضل و کرم سے حافظ قرآن اور عالم دین ہیں، پانچ یا چھ سال کا عرصہ ہونے والا ہے، امام صاحب کے مسانے کا آپریشن ہوا تھا، انڈے کے برابر پتھری نکلی تھی، جسم کا سب خون بہہ گیا تھا، جمعہ کے دن دو آدمی پکڑ کر جمعہ کی نماز پڑھانے کیلئے لاتے ہیں، ممبر پر بیٹھ جاتے ہیں آدھا گھنٹہ بیان کرتے ہیں خطبہ پڑھتے ہیں، اور مصلیٰ پر آ کر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں بغیر سہارے کے تکبیر تحریمہ اور قرات وغیرہ رکوع قیام و سجود سب قاعدے کے مطابق پورے کراتے ہیں، دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھاتے ہیں کیونکہ کھڑے ہونے میں پریشانی ہوتی ہے یعنی بذات خود بغیر سہارے کے اکیسے تنہا کھڑے نہیں ہو سکتے اکیلے کھڑا ہونا نہ ممکن اور محال ہے کیا امام صاحب کو دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھانا جائز ہے یا ناجائز کسی قسم کا کوئی شور ہنگامہ نہیں ہوتا، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، مقتدیوں کی نماز درست اور ٹھیک ہوگی یا مکروہ ہوگی، اگر جائز اور نماز ٹھیک ہوتی ہے تو ان امام صاحب سے یہ کہنا کہ تم مستعفی ہو جاؤ، یا چھی بات ہے یا بری بات ہے، صاف صاف بیان فرمائیے؟

المستفتی: محمد فضل الرحمن، محلہ
پیر زادگان، جامع مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ امام صاحب اگر دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور صحیح طور پر رکوع سجدے کرتے ہیں تو اس صورت میں حضرات شیخین کے قول کے مطابق امامت درست ہو جاتی ہے، اور امام محمد کے قول کے مطابق درست نہیں ہوتی اسلئے احتیاط اسی میں ہے کہ جب تک مذکورہ امام صاحب باقاعدہ دونوں رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھانے کے لائق نہ ہوں، اس وقت تک دوسرے اچھے امام کے ذریعہ سے نماز پڑھوائی جائے، اور اب تک جو نمازیں بیٹھ کر پڑھائی ہیں، وہ حضرات شیخین کے قول کے مطابق صحیح ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

عن عائشۃؓ قالت: اشتکی رسول اللہ ﷺ، فدخل علیہ ناس من

أصحابه يعودونه فصلی النبی ﷺ جالساً، فصلوا بصلاته قیاماً، فأشار إليهم أن اجلسوا، فلما انصرف قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا ركع، فاركعوا، وإذا رفع فارفعوا، وإذا صلى جالساً، فصلوا جلوساً. (سنن ابن ماجه الصلاة، باب ماجاء في أن الإمام ليؤتم به النسخة الهندية / ۸۷، دارالسلام رقم: ۱۲۳۷، سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء إذا صلى الإمام قاعداً فصلوا فعوداً، النسخة الهندية / ۸۳، دارالسلام رقم: ۳۶۱، صحيح ابن خزيمة المكتب الإسلامي / ۱، ۷۲۰، رقم: ۱۴۸۷)

عن عائشةؓ قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم -إلى- فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جلس عن يسار أبي بكر، قالت: فكان رسول الله ﷺ يصلي بالناس جالساً، وأبو بكر قائماً، يقتدى أبو بكر بصلاة النبي ﷺ ويقتدى الناس بصلاة أبي بكر. (صحيح مسلم، الصلاة، باب استحلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، النسخة الهندية / ۱، ۱۷۸، بيت الأفكار رقم: ۴۱۸، سنن النسائي الإمامة، باب الإتيان بالإمام يصلي قاعداً، النسخة الهندية / ۱، ۹۵، دارالسلام رقم: ۸۲۹)

وصح اقتداء قائم بقاعد أي يركع ويسجد وهذا عندهما خلافاً لمحمد وقوله أحوط. (حاشية الطحطاوى على المراقي، كتاب الصلوة، باب الإمامة دارالكتاب ديوبند / ۲۹۵، ۲۹۶، الدر مع الشامى، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا / ۲، ۳۳۶، كراچى / ۱، ۵۸۸، امداد الأحكام / ۲، ۱۱۸، شرح النقاى، كتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازه ديوبند / ۱، ۸۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۷/۷/۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رجب ۱۴۲۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۰۵۰)

ایک وضو سے کئی وقتوں کی نماز پڑھانا

سوال [۲۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا امام ایک وضو سے کئی وقتوں کی امامت کر سکتا ہے؟

المستفتی: محمد غفران، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں ایک وضو سے کئی وقتوں کی نماز خود پڑھنا یا امام بن کر کسی دوسرے کو پڑھانا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

عن عمر و بن عامر البجلي قال محمد: هو أبو أسد بن عمر ، قال : سألت أنس بن مالك عن الوضوء ، فقال: كان النبي ﷺ يتوضأ لكل صلاة ، وكنا نصلي الصلوات بوضوء واحد . (أبو داود شريف، الطهارة ، باب الرجل يصلي الصلوات بوضوء واحد النسخة الهندية ۱/۲۳، دارالسلام رقم: ۱۷۱، سنن ابن ماجه ، باب الوضوء لكل صلاة ، والصلوات كلها بوضوء واحد النسخة الهندية/۳۸، دارالسلام رقم: ۵۱۰) عن سليمان بن بريدة عن أبيه قال كان النبي ﷺ يتوضأ لكل صلاة فلما كان عام الفتح صلى الصلوات كلها بوضوء واحد . (ترمذی شريف، الطهارة ، باب ماجاء أنه يصلي الصلوات بوضوء واحد النسخة الهندية ۱/۱۹، دارالسلام رقم: ۶۱)

عن سليمان بن بريدة عن أبيه أن النبي ﷺ صلى الصلوات يوم الفتح بوضوء واحد ومسح على خفيه . (صحيح مسلم ، الطهارة ، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، النسخة الهندية ۱/۱۳۵، بيت الأفكار رقم: ۲۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ صفر ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۵۲۶/۳۶)

تیمم کرنے والے کے پیچھے با وضو پڑھنے والوں کی اقتداء

سوال [۲۱۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص وضو پر قدرت نہیں رکھتا ہے تیمم کے ذریعے نماز پڑھتا ہے تو اس تیمم کرنے والے کی اقتداء میں وضو کرنے والوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: اکبر، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تیمم کرنے والے کی اقتداء میں وضو کرنے والے

کی نماز درست ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۵)

عن عمرو بن عاص ، قال احتلمت في ليلة باردة في غزوة ذات السلاسل فأشفقت ، أن أغتسل ، فأهلكت ، فتيممت ، ثم صليت بأصحابي الصبح . (سنن أبي داود ، الطهارة ، باب إذا خاف الجنب البرد، أيتيمم؟ النسخة الهندية ۴۸/۱ ، دارالسلام رقم: ۳۳۴ ، المستدرک ، کتاب الطهارة ، مکتبہ نزار مصطفى الباز، جدید ۲۶۲/۱ ، رقم: ۶۲۹ ، سنن الدار قطنی ، کتاب الطهارة ، باب التيمم ، دارالکتب العلمية بیروت ۱۸۷/۱ ، رقم: ۶۷۰ ، مسند أحمد بن حنبل ۴/۲۰۳ ، ۲۰۴ ، رقم: ۱۷۹۶۵)

يجوز اقتداء المتوضئ بالتيمم عند أبي حنيفة وأبي يوسف . (بدائع

الصنائع ، کتاب الصلاة ، بیان شرائط الإقتداء ، زکریا ۱/۲۹۵ ، کراچی ۱/۴۲۱)

صح اقتداء متوضئ بمتميم عندهما . (مراقی الفلاح ، کتاب الصلوة ،

باب الإمامة / ۱۱۰)

يجوز اقتداء المتوضئ بالتيمم . (مجمع الأنهر ، کتاب الصلوة ، فصل

الجماعة سنة مؤکدة ، دارالکتب العلمية بیروت ۱/۱۶۹ ، مصری قدیم ۱/۱۱۲)

يجوز أن يؤم المقيم المتوضئين. (فتح القدير، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ۱/۳۷۷، كوئٹھ ۱/۳۱۹، دارالفكر ۱/۳۶۷، قاضی خان، كتاب الصلوة، فصل في من يصح الاقتداء به وفي من لا يصح زكريا جديدي ۱/۵۸، وعلى هامش الهنديه قديم ۱/۹۰) لا يفسد اقتداء متوضيء بمقيم. (تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، باب

الإمامة زكريا ۱/۳۶۳، امداديه ملتان ۱/۱۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ربی الحجہ ۱۴۳۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۵۲/۲۰)

نصف عضو پر وضو اور نصف پر مسح کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کے چہرے پر خیم ہو گیا اس پر پھایا لگا ہوا ہے، وضو میں پورا چہرہ دھل نہیں سکتا آدھے چہرے پر مسح کرتا ہے، تو اس کی اقتداء میں کامل وضو کرنے والوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: اچھن خان صاحب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص آدھے چہرے پر مسح کر سکتا ہے اور آدھے پر غسل تو ایسے شخص کی اقتداء میں کامل وضو کرنے والوں کی نماز درست ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۵، کتاب المسائل ۱/۴۱۲)

يجوز اقتداء غاسل بماسح؛ (مجمع الأنهر، كتاب الصلوة، فصل الجماعة

سنة مؤكدة، مصرى قديم ۱/۱۱۲، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۱۶۸)

صح اقتداء غاسل بماسح على خرقة. (مراقى الفلاح، كتاب الصلاة،

باب الإمامة، مكتبة فيصل / ۱۰، دارالكتاب ديو بند / ۲۹۵)

لا يفسد اقتداء غاسل بماسح لا ستواء حالهما... والماسح على

الجيرة كالماسح على الخفين . (تبيين الحقائق ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة زكريا ۱/۳۶۴ ، امداديه ملتان ۱/۴۳)

يجوز اقتداء الغاسل بالماسح وصاحب الجرح بمثله . (خانيه ، على هامش الهنديه ، كتاب الصلوة ، فصل فى من يصح الاقتداء به وفى من لا يصح زكريا ۱/۹۰ ، زكريا جديد ۱/۵۸ ، بدائع الصنائع ، كتاب الصلوة ، بيان شرائط الاقتداء زكريا ۱/۳۵۵ ، كراچى ۱/۴۲) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۰۹۹/۲۸)

بیٹھ کر اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے رکوع سجدہ کرنے والوں کی نماز

سوال [۲۱۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عذر کی وجہ سے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے، تو اس کے پیچھے رکوع سجدہ کرنے والوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: قاسم ، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اشارہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں رکوع سجدہ کرنے والے کی اقتداء درست نہیں ہے۔ (مستفاد حسن الفتاویٰ ۳/۲۶۵)

لايجوز اقتداء من یرکع ویسجد بالمؤمى ۴ . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلوة ، بيان شرائط جواز الاقتداء زكريا ۱/۳۵۰ ، كراچى ۱/۳۹)

ولا یصلی الذی یرکع ویسجد خلف المؤمى ، لأن حال

المقتدی أقوی۔ (فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/۳۸۱، کوئٹہ ۳۲۳/۱، دارالفکر ۱/۳۷۱)

ولا یصح اقتداء الراكع والساجد بالمؤمى۔ (خانیہ، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی من یصح الاقتداء وفی من لا یصح الاقتداء، زکریا جدید ۱/۵۸، وعلی ہامش الہندیہ قدیم ۱/۸۹)

إن كان الإمام یصلی قاعدا بالإیماء لا یقدر علی السجود وخلفه قوم یصلون قعوداً بالإیماء أيضاً یجوز، وإن كان خلفه قوم یرکعون ویسجدون لا تجوز، صلاة القوم عندنا۔ (تاتار خانیہ، کتاب الصلاة، الفصل السادس من یصلح إماماً لغيره ومن لا یصلح زکریا ۲/۲۵۴، برقم: ۲۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ رزی الحجۃ ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۵۱/۴۰)

امام مسجد سے مسئلہ دریافت کرنا

سوال [۲۱۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام سے اگر بابت نماز کوئی مسئلہ معلوم کیا جائے تو امام کو بتا دینے کا حکم ہے یا نہیں، اور اگر بابت نماز نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد یاسین، محلہ: اہل ضابطہ گنج، نجیب آباد، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل کو واقعی مسئلہ معلوم کرنے کی شدید ضرورت ہے، اور امام صاحب کو بھی باوثوق طریقہ سے معلوم ہے تو نہ بتلانے میں امام صاحب سخت گناہ گار ہونگے، اور اگر مسائل کو سخت ضرورت نہیں ہے یا امام صاحب کو باوثوق

طریقہ سے یا نہیں ہے، تو گناہ گار نہیں ہونگے۔

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من سئل عن علم، فكتمه، ألجمه الله بلجام من نار يوم القيامة. (سنن أبي داود، باب كراهية منع العلم النسخة الهندية ۱۵۹/۲، دارالسلام رقم: ۳۶۵۸، سنن ابن ماجه، العلم، باب من سئل عن علم فكتمه، النسخة الهندية ۲۳/۱، دارالسلام رقم: ۲۶۶، سنن ترمذی باب ماجاء في كتمان العلم، النسخة الهندية ۹۳/۲، دارالسلام رقم: ۲۶۴۹، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۱۸۳/۱۶، رقم: ۹۳۰۰، المعجم الكبير للطبرانی، داراحیاء التراث العربی ۳۳۴/۸، رقم: ۸۲۵۱)

وليس كذلك الأمر في نوافل العلم الذي لا ضرورة للناس إلى معرفتها الخ. (بذل المجهود كتاب العلم، باب في كراهية منع العلم، سهران پور، قدیم ۳۲۶/۴، دارالبشائر الاسلامیہ ۳۹۰/۱۱، مفہومہ مرقاة، کتاب العلم، الفصل الثانی، منع الكتاب عن الطالب عند الضرورة... امدادیہ ملتان ۲۸۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۰۹/۲۴)

تعویذات کی اجرت لینے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں حافظ قرآن ہوں میرا پیشہ مسجد کی امامت اور تعویذات کرنا ہے، دیگر کوئی کاروبار نہیں ہے، مسجد سے ماہانہ کوئی وظیفہ بھی نہیں ہے، اگر سال پورا ہو جائے تو منجانب مسجد کئی ہزار روپے ملجاتے ہیں، تعویذات کرنے کے بارے میں مریض سے میں روپیہ طے کر لیتا ہوں اس مشغلہ میں جھوٹ فریب سے کام نہیں لیتا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ تعویذات کے بدلہ میں اس طرح روپیہ لینا میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور بعوض تعویذات روپیہ لینے کی صورت میں میری

امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ محمد مقدس، بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تعویذات سے مناسب اجر لینے کی گنجائش ہے مگر اس کو پیشہ بنالینا بھی بہتر نہیں ہے، اور تعویذات کی اجر لینے کی وجہ سے امامت پر کسی قسم کی خرابی لازم نہیں آتی ہے، جبکہ تعویذات میں کوئی غیر شرعی عمل شامل نہ کیا جاتا ہو۔

عن عوف بن مالک الأشجعیؓ، قال كنا نرقى في الجاهلية، فقلنا يا رسول الله! كيف تری فی ذلک؟ فقال: اعرضو علي رقاكم لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية... النسخة الهندية ۲/۲۲۴، بيت الأفكار رقم: ۲۲۰۰)

إن أحق ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله يعني إذا رقيتم به. (عمدة القاري، كتاب الإجارة، باب ما يعطى في الرقية على احياء العرب دار احياء التراث العربي بيروت ۹۶/۱۲، جديد زكريا ۸/۶۲۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۲/۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ صفحہ المفطر ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۶۱۵/۳۳)

تعویذ پر اجرت لینے والے کے پیچھے نماز

سوال [۲۱۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں کے امام صاحب دعا تعویذ کا کام کرتے ہیں اور اس کی اجرت مانگتے ہیں یا لیتے ہیں تو کیا ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد منظور الحق، سمستی پور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تعویذ پرا جرت لینا درست ہے، بشرطیکہ دھوکہ بازی نہ کرے اور خلاف شرع تعویذ نہ کرے، لہذا ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی درست ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۲۹۹، جدید ڈابھیل)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن نفر امن أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم -إلی- فقرأ بفاتحة الكتاب علی شاء ، فبرأ ، فجاء بالشاء إلی أصحابه ، فکمر هو اذ لک وقالوا : أخذت علی کتاب اللہ أجراً ، حتی قدموا المدينة ، فقالوا : یا رسول اللہ ! أخذ علی کتاب اللہ أجراً ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : إن أحق ما أخذتم علیہ أجراً کتاب اللہ . (صحيح البخاری ، باب الشرط فی الرقية بقطيع من الغنم ، النسخة الهندیه ۲/۸۵۴ ، رقم: ۵۵۱۳ ، ف: ۵۷۳۷)

إن أحق ما أخذتم علیہ أجراً کتاب اللہ یعنی إذا رقیتم به . (عمدة القاری، کتاب الإجارة ، باب ما یعطی فی الرقية علی أحياء العرب ، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲/۹۶ ، زکریا ۸/۸۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۶/۱۰ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲۰/۵۷۵)

تعویذ گنڈا کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال [۲۱۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام تعویذ گنڈا کرتا ہے اور پیسہ وصول کرتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟
المستفتی: عبدالقیوم، مقبرہ روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تعویذ پر پیسہ لینے کی گنجائش تو ہے مگر نہ لینا بہتر ہے، اور ایسے امام کے پیچھے نماز بہر حال صحیح ہو جائیگی۔ (مستفاد امداد الفتاویٰ ۳/۴۰۳)

إن أحق ما أخذتم عليه أجرًا كتاب الله يعني إذا رقيتم به. (عمدة القاري، كتاب الإجارة، باب ما يعطى فى الرقية على أحياء العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲/۹۶، زکریا ۸/۶۲۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۳/۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۰۹۹/۲۸)

گھر کی عورتوں کی امامت کرنا

سوال [۲۱۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بیوی، بہن اور ماں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عزیز الرحمن، معلم مدرسہ شاہی، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جی ہاں زید کیلئے اپنی ماں، بہن اور بیوی وغیرہ گھر کی عورتوں کی امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

ولو أمهن رجل فلا كراهة (إلى قوله) فإن كان واحد ممن ذكر معهن فلا كراهة الخ. (طحطاوی، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان أحق بالإمامة قدیم ۱۶۶، دارالکتاب دیوبند ۱/۳۰۴)

تكره إمارة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه، كأخته أو زوجته، أو أمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في

المسجد لا یکره . (در مختار مع الشامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة کراچی ۵۶۶/۱ ، زکریا ۲/۷۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۳۶۱/۳۲)

محرم اور غیر محرم میں عورتوں کو نماز پڑھانا

سوال [۲۱۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مرد امام ہو اور اس کے پیچھے نماز میں سب عورتیں ہی ہیں، ان میں بعض عورتیں محرم بھی ہیں اور بعض غیر محرم بھی ہیں، تو ایسی صورت میں ان عورتوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ جو بھی مسئلہ ہو مکمل طریقہ سے وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد قاسم، گانوڑی، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مقتدیوں میں اس مرد کی محرم عورت بھی ہے تو ایسی صورت میں امامت بلا کراہت درست ہے، اور نماز ہو جائیگی، لیکن چونکہ غیر محرم عورتیں بھی ہیں اسلئے پردہ کا اہتمام بھی رکھیں۔ (مستفا محمودیہ قدیم ۱۴۲/۲، جدید ڈابھیل ۶/۶۷۷)

و كذلك یکره أن یؤم النساء فی بیت و لیس معهن رجل ولا محرم منه مثل زوجته و أمته و أخته ، فإن كانت واحدة منهن فلا یکره . (البحر الرائق ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۶ ، کوئٹہ ۳۵۲/۱)

تکرہ الإمامة الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیره ، ولا محرم منه كأخته ، وزوجته ، و أمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذکر أو أمهن فی المسجد لا یکره . (الدر مع الرد ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ، کراچی ۵۶۶/۱)

زکریا ۷/۳۰، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی بیان

الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۴/۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۶۰۱/۳۵)

طلاق دینے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، تو کیا وہ کسی وقت امام کے نہ ہونیکی وجہ سے امام بن کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں کیا مسئلہ ہے۔

المستفتی: محمد فضل حسن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اپنی بیوی کو طلاق دینے کی وجہ سے شوہر شرعاً فاسق نہیں ہوتا ہے اسلئے اسکے پیچھے نماز اور اسکی امامت بلا کراہت درست ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ . (سورة البقرة: ۲۳۶)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا

اللَّهَ رَبَّكُمْ . (سورة الطلاق: ۱)

الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيْعٍ بِإِحْسَانٍ . (سورة البقرة: ۲۲۹)

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ . (سورة البقرة: آية: ۲۲۷)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ شوال ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۹۸۷/۲۶)

مجبوراً پردہ کا انتظام نہ کر پانے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام کی بیوی اور بچے کی بے پردگی ہوتی ہے، اور امام پردہ نہ کرنے پر مجبور ہے مقتدی حضرات اور منتظمین کی سستی و لاپرواہی کی وجہ سے امام کے گھر کے آگے پردہ نہیں ہے نہ منتظمین پردہ کا انتظام کرتے ہیں اور نہ ہی امام کو اجازت ہے کہ اپنے گھر کے آگے پردہ کر لے جس کے نتیجے میں ہر آنے جانے والے نمازی کی نگاہ امام صاحب کی بیوی پر قصداً و سہواً پڑتی ہے ایسی حالت میں اس امام کے پیچھے مقتدیوں و منتظمین کا نماز پڑھنا کیسا ہے۔

المستفتی: محمد فیروز عالم، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی صورت میں مسجد کی کمیٹی کے افراد پر ضروری ہے کہ اپنے امام کیلئے باعزت طریقہ سے انتظام کر دیں جبکہ امام کا گھر منجانب مسجد ہے تو اس کا انتظام بھی منجانب مسجد پوری طرح کر دینا چاہئے، ورنہ امام صاحب پر ضروری ہے کہ گھر کے سامنے کم از کم کپڑے وغیرہ ڈال کر پردہ کا انتظام کر لیں، اور انتظامیہ کی طرف سے اس انتظام پر روک لگانا قطعاً جائز نہیں، اس سے انتظامیہ کے لوگ گنہگار ہوں گے، اور اگر اس معاملہ میں امام صاحب مجبور ہیں تو ان پر فسق کا حکم نہ لگے گا اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز میں کوئی خرابی آئیگی۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۷/۴۶، جدید ڈیڑھ اہل ۶/۲۴۰)

عبد اللہ بن عمر یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: کلکم راعٍ، وکلکم مسؤول عن رعیتہ، فالإمام راعٍ ومسؤول عن رعیتہ، والرجل راعٍ فی أهله، وهو مسؤول عن رعیتہ. (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القرى والمدن، النسخة الهندیہ ۱/۲۲، رقم: ۸۸۳، ف: ۸۹۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲۰/۳۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۳/۱۴۱۷ھ

کمیشن پر چندہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کمیشن پر چندہ کرنے والا اگر امامت کرے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی ظہیر احمد، مدرسہ انوار العلوم، زویا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام تنخواہ دار ملازم کو بطور انعام پچاس فیصد سے کم تنخواہ کے علاوہ مدرسہ کے امدادی فنڈ سے کمیشن دیا جائے تو جائز ہے، اس کے نتیجے میں نماز پڑھانے اور امامت کرنے سے نماز میں کسی قسم کی کراہت نہ آئے گی۔ (مستفاد ایضاح المسائل ۱۲۲/۱، ایضاح النوادر ۲/۵۵، امداد المفتیین کراچی/۴۵۷، ۴۶۱)

لکن لا یزاد علی نصف ما قبضہ . (شامی، کتاب الزکوٰۃ، باب المصروف

کراچی ۲/۳۴۰، ذکر یا ۳/۲۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۰/۶/۱۴۱۷ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲۰/۳۳)



فصل فی النیابة عن الإمام

شاہی امام کی تاخیر کی بناء پر نائب امام کے نماز پڑھانے پر تنازع

سوال [۲۱۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا نائب امام ہے مغرب کی اذان ہو چکی ہے، مؤذن اپنی صف میں تکبیر کہنے آچکا ہے، تقریباً دو یا تین منٹ تک شاہی امام مسجد میں نہیں ہے، نائب امام سے لوگوں نے کہا کہ آپ نماز پڑھا دو نائب امام نے معلوم کیا شاہی امام صاحب نہیں ہیں، تب نائب امام نماز پڑھانے کیلئے مصلے پر کھڑے ہو گئے مکمل آدھی تکبیر کہہ چکا ہے، اس کے بعد شاہی امام صاحب اپنے کمرہ سے غصہ میں بڑبڑاتے ہوئے آئے کہ یہ کیا ہو رہا ہے، اور نائب امام کو مصلے سے ہٹا کر خود کھڑے ہو گئے، نماز پوری کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ امام کی بغیر اجازت نماز بالکل نہیں ہوگی، جبکہ جن کو مصلے سے ہٹایا ہے وہ بھی نائب امام ہیں، نائب امام نے کہا نماز ہو جائے گی شاہی امام نے کہا کہ قطعاً نہیں ہوگی، اس پر دونوں میں کافی دیر بحث رہی مسئلہ زیر بحث ہے، آپ فرمائیں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور پھر شاہی امام کا یہ فعل نائب امام کے ساتھ کیسا ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، ٹھاکر دارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شاہی امام کے وقت پر موجود نہ ہونے پر نائب امام کا مصلے پر پہنچ جانا درست اور صحیح ہے، اسلئے کہ نائب امام کو اسلئے مقرر کیا جاتا ہے، کہ اصل امام کے نہ ہونے پر نائب امام وقت پر نماز پڑھا دیا کرے، اور نائب امام کے مصلے پر پہنچنے کے بعد شاہی امام کا سخت سست انداز اختیار کرنا غیر مناسب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عوالی میں تشریف لے جا رہے تھے، تاخیر کی صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

اپنا نائب بنا کر تشریف لے گئے، اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع فرمادی تو اسی اثناء میں حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ابو بکرؓ پیچھے کو ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں تم ہی نماز پڑھا دو، چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

عن سهل بن سعد الساعدي ، أن رسول الله ﷺ ذهب إلى بني عمرو بن عوف ليصلح بينهم ، فحانت الصلوة ، فجاء المؤذن إلى أبي بكر ، فقال : أتصلي الناس فأقيم ؟ قال : نعم ، ف صلى أبو بكرؓ . (بخاری شریف، الأذان ، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول ، النسخة الهنديه ۱/ ۴۹ ، رقم: ۶۷۵ ، ف: ۶۸۴ ، صحيح مسلم ، الصلاة الجماعة ، من يصلي بهم إذا تأخر الإمام النسخة الهنديه ۱/ ۱۷۹ ، بيت الأفكار رقم: ۴۲۱)

قلت لأنه لا يجوز التقدم بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم وليس لسائر الناس اليوم من الفضل من يجب أن يتأخر له وكان جائزاً لأبي بكر أن لا يتأخر لإشارة النبي صلى الله عليه وسلم أن امكث مكانك . (عمدة القارى، كتاب الأذان ، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول زكريا ۴/ ۲۹۳ ، دار احياء التراث العربى بيروت ۵/ ۲۱۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳/۲/۱۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ صفر ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۹۱۸)

امام کے ہوتے ہوئے بضرورت اسکے نائب امام کو رکھ سکتے ہیں
یا نہیں؟

سوال [۲۱۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد جسکی

آمدنی تقریباً ۱۲۵۰ روپے ماہوار ہے، امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں جن کو ڈیڑھ سو روپے منجانب مسجد دیئے جاتے ہیں امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھانے میں کافی پریشانی ہوتی ہے، (تختی سے بھی کام نہیں چلتا ہے) امام کے انکار کا خوف ہے تو کیا ہم نائب امام مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں اور اسکو جس وقت کاروبار دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اصل امام اور نائب کو تنخواہ دے سکتے ہیں تو کتنی تنخواہ دینا جائز ہے، نیز دیگر خادم مسجد اور مؤذن کو بھی تنخواہ دینا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ اصل امام کو بھی سو ڈیڑھ سو سے زیادہ تنخواہ دینا نہیں چاہئے، جبکہ امام اور نائب سبھی مسجد کی بھی خدمت کرتے ہیں، تو کیا زید کا قول از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: خیب احمد عفی عنہ، بنارس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ضرورت ہو تو نائب امام مقرر کرنا بھی درست ہے؛ اور اصل امام اور نائب دونوں کو تنخواہ میں اتنی رقم دی جائے جتنی پر دونوں راضی ہو جائیں مسجد میں پیسہ کم ہو جائے تو اہل مسجد کو توجہ کے ساتھ اس کا معقول انتظام کرنا ضروری ہوگا! زید کا قول صحیح نہیں ہے بلکہ امام کو اتنا لینا جائز ہے جتنے میں امام اپنی بیوی بچوں کی تمام ضروریات بآسانی پوری کر سکے! (مستفاد: امدار الفتاویٰ زکریا ۳/۳۴۰)

ویفتی الیوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الدر

المختار، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب فی الإستجار علی الطاعات کراچی ۵۵/۶، زکریا ۷۶/۹)

ویفتی الیوم بالجواز أى بجواز أخذ الأجرة علی الإمامة وتعليم

القرآن والفقه والأذان كما فی عامة المعتمرات. (مجمع الأنهر، کتاب الإجارة

الفاسدة، دارالکتب العلمیة بیروت ۵۳۳/۳، مصری قدیم ۳۸۴/۲)

وفی الروضة: وفي زماننا يجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذ الأجرة

ومثله فی الذخيرة. (البحر الرائق، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة کوئٹہ ۲۰/۸،

زکریا ۸/۳۵، ہندیہ، کتاب الإجارة، الباب السادس عشر الاستئجار علی الطاعات،
 زکریا قدیم ۴/۴۸، جدید ۴/۴۸، فتاویٰ ہزازیہ، کتاب الإجارة، نوع فی تعلیم القرآن
 زکریا، جدید ۲/۲۲، وعلی ہامش الہندیہ ۵/۳۷، الموسوعة الفقهية الكويتية ۶/۲۱۵،
 ۲۲/۲۰۲ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۱۱۹۴/۲۴)

مقررہ امام کی موجودگی میں بغیر اسکی اجازت کے دوسرے کا

امامت کرنا

سوال [۲۱۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کسی مسجد میں امامت کر رہا ہے، زید کی موجودگی کے باوجود زید کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا شخص نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھ گیا، تو کیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اعلم، پٹن والی
 مسجد، گلشہید، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کا مقررہ امام امامت کا زیادہ حقدار ہے، اس کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کا امام بن کر نماز پڑھانا مکروہ ہے، لیکن نماز فاسد اور واجب الاعادہ بھی نہیں ہوگی، اسلئے ایسا کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن ابن مسعودؓ، یقول: قال لنا رسول الله ﷺ ولا تؤمن الرجل في أهله، ولا في سلطانه، ولا تجلس على تكميمه في بيته إلا أن يأذن

لک، أو بإذنه . (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة

الهندية ۲۳۶/۱، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳)

عن أبي مسعود رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا يؤم الرجل في سلطانه، ولا يجلس على تكرمته في بيته إلا بإذنه . (سنن الترمذی، الأدب، باب بالترجمة

النسخة الهندية ۲/۶۱، دارالسلام رقم: ۲۷۷۲، الصلاة، باب من أحق بالإمامة، النسخة

الهندية ۱/۵۵، دارالسلام رقم: ۲۳۵)

وإمام المسجد أحق بالإمامة من غيره الخ. (طحطاوی علی المراقی،

كتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، قديم ۱۶۳/۱، دارالكتاب ديوبند/۲۹۹)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/۱ یقعدہ ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴۶۳/۲۷)

امام کی موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانے کا حق نہیں

سوال [۲۱۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں مسجد میں ایک حافظ صاحب مستقل امام ہیں تو کیا ان مستقل امام صاحب کی موجودگی میں دوسرے کوئی عالم یا حافظ یا قاری یا مولانا مفتی نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں، اگر پڑھا سکتے ہیں تو تو کس صورت میں؟

المستفتی: حاجی محمد عمر صدیقی، خٹک پورہ، فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب حافظ صاحب مستقل امام ہیں تو ان کی

موجودگی میں کسی اور کو نماز نہ پڑھانا چاہئے، ہاں اگر امام صاحب خود ہی آگے بڑھادیں تو ایسا کرنا درست ہے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۱۶/۲۳۷، جدید ڈائجیل ۶/۳۴۵)

عن أبی مسعود البدري قال: قال رسول الله ﷺ يؤم القوم أقرؤهم
-إلى - ولا يؤم الرجل في بيته ، ولا في سلطانه ، ولا يجلس على تكريمته ،
إلا بإذنه . (سنن أبی داؤد ، الصلاة ، باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية ۸۶/۱ ،
دارالسلام رقم: ۵۸۲ ، سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية
۶۹/ ، دارالسلام رقم: ۹۸۰ ، المعجم الكبير للطبراني ، داراحياء التراث العربي ۱۷/ ۲۲۲ ،
رقم: ۶۱۳ ، ۶۱۴ ، ۶۱۷ ، ۶۲۰)

واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة
من غيره مطلقاً ، وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه .
(شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۷ ، کراچی ۱/ ۵۵۹)

تقديم الأعلّم بغير الإمام الراتب وأما الراتب فهو أحق من غيره ،
وإن كان غيره أفقه منه . (مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، فصل فی الجماعة قديم
۱/ ۱۰۷ ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۱۶۱ ، ۱۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: -/ ۸۶۵۱)

متعینہ امام کا بغیر کسی عذر کے وقتیہ اور نماز جمعہ دوسروں سے پڑھوانا

سوال [۲۱۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی بھی مسجد کا متعینہ
امام اپنی موجودگی میں بغیر کسی عذر کے دوسرے سے نمازیں اور نماز جمعہ پڑھوائے ، اور اکثر
مصلیان مسجد امام کے اس عمل سے راضی نہ ہوں تو از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے ؟

المستفتی: محمد شرافت ٹانڈہ بادی ، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داری خود انجام دے اسلئے کہ متولی مسجد نے اسی کو اس اہم کام کیلئے منتخب کیا ہے، لہذا بلا ضرورت اور بغیر عذر دوسرے سے نماز پڑھوانا جبکہ اکثر مصلیان مسجد اس عمل سے راضی نہ ہوں درست نہیں ہے، لیکن اگر کوئی معزز مہمان آیا ہے، اور اسے اجازت دیتا ہے، تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح کسی خاص عذر کی بناء پر متعلقین میں سے کسی کو نماز پڑھانے کا مکلف بنادے تو اسمیں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أبی عطیة، رجل منهم قال: کان مالک بن الحویرث یأتینافی مصلانا یتحدث، فحضرت الصلاة یوماً، فقلنا له: تقدم، فقال: لیقدم بعضکم حتی أحدثکم لم لا أتقدم؛ سمعت رسول الله ﷺ یقول: من زار قوماً فلا یؤمهم، ولیؤمهم رجل منهم. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن زار قوماً فلا یصل بهم، النسخة الهندیة ۸۲/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۶، المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۸۶/۱۹، رقم: ۶۳۲)

قال بعض أهل العلم إذا أذن له فلا بأس أن یصلی به. (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن زار قوماً فلا یؤمهم، النسخة الهندیة ۸۲/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۶، بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب إمامة الزائر، دارالبشائر الاسلامیہ بیروت ۴۸۰/۳، میرٹھ قدیم ۳۳۲/۱)

لیکن دوسرے کے ذریعہ سے نماز پڑھانے کا معمول بنانا جس سے مقتدی ناراض ہو جائیں یہ عمل جائز نہیں ہے، اگر یہ فریضہ بحسن و خوبی انجام نہیں ہو پا رہا ہے تو امامت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

أنس بن مالک، قال: لعن رسول الله ﷺ ثلثة: رجل أم قوماً وهم له کارهون. (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن ام قوماً وهم له کارهون، النسخة

الہندیہ ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۸)

عن عبد اللہ بن عمر ، أن رسول اللہ ﷺ كان يقول : ثلاثة لا يقبل اللہ منهم صلاة ، من تقدم قوماً وهم له كارهون . (سنن أبي داود ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، النسخة الہندیہ ۸۸/۱ ، دارالسلام رقم: ۵۹۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۵۸۱/۳۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۴/۱۴ھ

کیا اجازت شدہ شاگرد امامت کر سکتا ہے؟

سوال [۲۱۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی مسجد میں امام اپنے شاگرد کو نماز پڑھانے کی اجازت دے تو کیا وہ نماز پڑھا سکتا ہے، یا نہیں جبکہ وہ عاقل بالغ ہونے کے ساتھ باشرع ہے، اور حافظ قرآن بھی ہے، لیکن مسائل سے واقفیت کم ہے، کیونکہ وہ ابھی زیر تعلیم ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: امام مسجد شوکت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: استاد کیلئے ایسے شاگرد کو نماز کیلئے مصلے پر آگے بڑھانا جائز ہے جو شاگرد عاقل بالغ ہو اور قراءت صحیح پڑھتا ہو مسئلہ مسائل سے زیادہ واقفیت ضروری نہیں ہے، ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز مسنون طریقہ سے پڑھانے پر قادر ہو نیز استاد کا شاگرد کو نماز کیلئے آگے بڑھانا صرف عارضی طور پر نماز پڑھانے کیلئے ہوتا ہے، مستقل امام نہیں بنایا جاتا، اور جس کو مستقل امام بنایا جاتا ہے، اس پر نماز کے فرائض و ارکان اور شرائط پر واقفیت لازم ہے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۴/۳، جدید زکریا ۸۲/۳، زکریا مطول ۴/۱۴۷)

وقال بعض أهل العلم : إذا أذن له فلا بأس أن يصلي به . (سنن الترمذی،

کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن زار قومًا فلا یؤمهم ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۶، بذل
المجهود، کتاب الصلاة، باب إمامة الزائر، دارالبشائر الإسلامیہ بیروت ۴۸۰/۳، مطبوعه
میرٹھ قدیم ۳۳۲/۱ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ شعبان ۱۴۲۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۱۰۰/۳۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۷/۸/۵ھ

امام صاحب کی عدم موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانا

سوال [۲۱۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ:

(۱) مسجد میں نماز باجماعت کیلئے ایک وقت متعین ہے اور مقررہ امام صاحب وقت پڑھاں
موجود نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں کوئی دوسرا شخص امام بن کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا امام صاحب کا انتظار کرنا ضروری ہے، اور اگر ضروری ہے تو کتنے وقت تک انتظار
کر کے دوسرے شخص سے نماز پڑھوائی جائے؟

(۳) اگر انتظار کیلئے مقررہ وقت سے پہلے امام کی اجازت کے بغیر کسی شخص نے نماز پڑھا دی
تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) مسجد میں امام موجود ہے نماز کا وقت ہو رہا ہے امام کو اس کا علم ہے لیکن مقتدی حضرات
امام کو ٹوکنا شروع کرتے ہیں کہ چلئے صاحب وقت ہو گیا کوئی کہتا ہے کہ نہیں ابھی میری گھڑی
کے حساب سے آدھا منٹ یا کچھ کم باقی ہے، تو کیا یہ سب کچھ درست ہے اور اگر نہیں ہے تو
اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبداللہ، بھٹی محلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جماعت کا وقت متعین و مقرر ہوا اور اس مقررہ

وقت پر امام صاحب کسی وجہ سے مسجد میں نہ آئے ہوں یا آنے میں دیر ہوگئی ہو تو ایسی صورت

میں کوئی دوسرا قابل شخص ذمہ دار ان مسجد کی اجازت و ایما پر نماز پڑھا سکتا ہے، اسمیں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۸۱/۲، جدید ڈابھیل ۶/۳۳۴، احسن الفتاویٰ ۳/۳۰۱) (۳/۲) جماعت کے مقررہ وقت تک امام کا انتظار کرنا ضروری ہے اس کے بعد مقتدیوں پر امام کا انتظار کرنا لازم نہیں ہے، لیکن چارپانچ منٹ کے اندر اندر امام کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کر لینا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۳۰۱، فتاویٰ رشیدیہ ۳۵۶)

(۴) مسجد کی گھڑی کو صحیح رکھنے کی کوشش کی جائے اور اسی گھڑی کے ٹائم سے نماز پڑھی جائے کسی اور کی گھڑی کے ٹائم کا اعتبار نہ کریں، آپس میں بحث و مباحثہ کی کوئی ضرورت نہیں، مسجد کی گھڑی کا اعتبار ہے اس سے سارا جھگڑا دور ہو جائیگا۔

قال ابن الہمام فی شرح الہدایۃ ، الکلام المباح فی المسجد مکروہ
یأکل الحسنات . (مرقاۃ ، الفصل الثالث ، قبیل باب الستر ، ملتان ۲/۲۲۲، شرح
مشکوٰۃ مصری ۱/۴۷۲، شامی ، کتاب الصلاة ، باب ما یفسد الصلاة ، وما یکرہ فیہا ،
مطلب فی الغرس فی المسجد زکریا ۲/۴۳۶، کراچی ۱/۶۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۵/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۷/۵/۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۲/۳۸۳۲)



فصل في إمامة الصبي

بارہ سال کے طالب علم کی امامت

سوال [۲۱۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مغرب کا وقت ہے پیش امام صاحب ضرورت سے کہیں گئے ہوئے ہیں، مقتدیوں میں بھی کوئی نماز نہیں پڑھا رہا سب اپنی اپنی نماز پڑھنے پر آمادہ ہیں تو اس مجبوری کی حالت میں قریب بارہ سال کا لڑکا جو طالب علم ہے، اور آٹھ پاروں کا حافظ ہے، اسے امام بنا کر جماعت سے نماز ادا کر لیں تو کیا نماز درست ہو جائیگی؟

المستفتی: عبدالحسب سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر وہ لڑکا بالغ تھا تو نماز درست ہوگئی ورنہ نہیں، اب تحقیق کر لی جائے کہ وہ بالغ ہے یا نہیں۔

وأدنی مدته له اثنتا عشرة سنة فبعد ثنتی عشرة سنة يشترط شرط آخر لصحة إقراره بالبلوغ ، وهو أن يكون بحال يحتلم مثله وإلا لا يقبل قوله . (درمختار مع الشامی ، کتاب الحجر ، فصل بلوغ الغلام بالإحتلام ، کراچی ۶/۱۵۴ ، زکریا ۹/۲۲۷ ، البناہ ، کتاب الحجر ، فصل فی حد البلوغ ، اشرفیہ ۱۱/۱۱۱ ، ہدایہ ، کتاب الحجر ، فصل فی حد البلوغ ، اشرفی ۳/۳۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۱/۲۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۰۰۲/۳۶)

عالم قاری کے ہوتے ہوئے تیرہ سالہ لڑکے کی امامت

سوال [۲۱۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جس کی عمر تقریباً ۶۰ سال ہے، ایک ایسی مسجد جو شارع عام پر واقع ہے، موصوف اسی مسجد کے امام ہیں اور عالم فاضل بھی ہیں، ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۱۳ سال ہے چہرے پر داڑھی مونچھ کا نشان بھی نہیں ہے، اور بارہ پارے کا حافظ ہے، امام موصوف کی غیر موجودگی میں انکا شاگرد یہ لڑکا نماز پڑھاتا ہے، نمازی حضرات میں عالم فاضل و حافظ وقاری ہوتے ہیں، کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اس لڑکے کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے، کیونکہ نہ یہ لڑکا فاضل ہے نہ ہی حافظ وقاری اور نہ ہی جملہ مسائل نماز سے واقف ہے، کیا اس صورت میں اس لڑکے کی امامت درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مستفیض فرمائیں۔

المستفتی: جملہ نمازی شہر بخنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر نمازیوں میں بارلش صحیح جوان موجود ہے، تو اسی کو امامت کے لئے آگے بڑھانا چاہئے، اور مذکورہ لڑکا اگر بالغ ہو چکا ہے، تو مذکورہ صورت میں اسکے پیچھے نماز تو ہو جائے گی لیکن مکروہ تنزیہی ہوگی۔

وکذا تکرہ خلف أمر دوفی الشامیة الظاهر أنها تنزیہیة الخ .

(الدرالمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة مصری ۱/۵۲۵، کوئٹہ ۱/۴۱۵، زکریا

۳۰۲/۲، کراچی ۱/۵۶۲، الموسوعة الفقهية ۱/۳۱۹، ۶/۲۵۳)

اور اگر لڑکا بالغ نہیں ہوا ہے، تو اسکے پیچھے نماز ہی درست نہیں ہوگی۔

ولا یصح اقتداء البالغ بغير البالغ فی الفرض وغیره وهو الصحيح .

(حلبی کبیر، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة اشرفیہ/۵۱۶)

فلا یصح اقتداء بالغ بصبی مطلقاً، سواء کان فی فرض لأن صلاة

الصبی ولو نوى الفرض نفل. (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة،

باب الإمامة، دارالکتاب دیوبند جدید/۲۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۷۰/۲۳)

کتنی عمر میں لڑکا امامت کے قابل بن سکتا ہے؟

سوال [۲۱۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا لڑکا جس کا نام اعظم علی ہے، رحیم اللہ والی مسجد سے قاری عبد القدیر ٹانڈہ والے کا شاگرد ہے جس کی عمر پندرہ سال ہے، یہ لڑکا امامت کے قابل ہے یا نہیں؟

المستفتی: لیاقت علی، اصل تپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امامت کیلئے بالغ ہونا شرط ہے، اور لڑکا مفتی بہ قول کے مطابق پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے، لہذا آپکا لڑکا شرعی طور پر امامت کے قابل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۹۰، جدید ۱/بھیل ۶/۳۱۱، ۳۱۲، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۱۶)

فإن لم يوجد فيها شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتي.

(شامی، کتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالإحتمام کراچی ۶/۱۵۳ ذکر یا ۹/۲۶۶)

ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً. (درمختار، کتاب

الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۴۸، ذکر یا ۲/۲۸۰، وهكذا في فتاوى الهندية،

كتاب الحجر الفصل الثاني في معرفة البلوغ، ذكر يا قديم ۵/۶۱، جديد ۵/۷۳،

البحر الرائق، كتاب الإكراه، باب الحجر، فصل في حد البلوغ، ذكر يا ۸/۱۵۳،

کوئٹہ ۸/۸۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۳۴۲/۳۳)

باشعور نابالغ کی امامت

سوال [۲۱۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مکتب میں رہتا ہے، جہاں تقریباً کل طلبہ نابالغ ہیں اور انہیں نابالغ طلبہ کی امامت کرتا ہے، گا ہے بگا ہے، کچھ نابالغ مرد بھی شریک ہو جایا کرتے ہیں، آیا ایسی صورت میں زید جو امام ہے اس کی نماز ہوگی یا نہیں، اور اگر امام کے پیچھے صرف ایک بالغ شخص ہے اور بقیہ نابالغ بچے ہیں تو اس بالغ کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد ابوالحسن، مدرسہ امدادیہ
اشرفیہ، راجوٹی، سیتامڑھی، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نابالغ باشعور بچوں کی امامت کرنے میں نماز بھی درست اور امامت کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۲/۲۹۸)

ولو كان الواحد المقتدى صبياً مميزاً قل في السراج لو حلف لا يصلی جماعة وأم صبياً يعقل حنث ولا عبرة بغير العاقل ويؤخذ منه أنه يحصل ثواب الجماعة باقتداء المتنفل بالمفترض لأن الصبي متنفل الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۷، مصری ۱/۵۱۷، البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۷، کوئٹہ ۱/۳۵۳)

أقل الجماعة اثنان، وكذا إذا كان معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقاہ، کتاب الصلاة، باب الجماعة اعزازیہ دیوبند ۱/۸۵)
ایک بالغ بقیہ نابالغ ہونے کی صورت میں بھی بلاشبہ شرعاً نماز باجماعت کا ثواب ملے گا۔

وظاهر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أنه يستوی بین الرجل والصبي ويكونان خلفه فإنه قال: فصفت أنا والیتیم وراءه الخ. (البحر الرائق،

کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۶، کوئٹہ ۱/۳۵۳)

عن أنس بن مالك قال: صليت أنا ویتیم، في بيتنا خلف النبي ﷺ، وأمي خلفنا أم سليم. (صحيح البخارى، كتاب الصلوة، باب المرأة وحدها تكون صفاء، النسخة الهندية ۱/۱۱۰، رقم: ۷۱۸، ف: ۷۲۷، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۱۳/۸۹، صحيح ابن خزيمة، المكتب الإسلامي ۱/۷۴۳، رقم: ۱۵۳۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/زیقہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۴۷۲/۲۵)

بالغ کا نابالغوں کی امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال [۲۱۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مدرسہ میں کل نابالغ بچے مقتدی ہیں اور امام بالغ ہے تو کیا یہ امامت صحیح ہے یا نہیں؟ چونکہ بالغ بچے کبھی رہتے ہیں اور کبھی نہیں اور قریب البلوغ بچے بھی رہتے ہیں

المستفتی: مولانا لطیف اللہ قاسمی، سیون، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام بالغ ہو اور مقتدی سب نابالغ ہوں تب بھی جماعت صحیح ہو جاتی ہے، بشرطیکہ بچے باشعور ہوں نماز پڑھنا جانتے ہوں اور نماز کو جانتے ہوں۔
یحصل ثواب الجماعة باقتداء المتففل بالمفترض لأن الصبي متففل

الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۷، کراچی ۱/۵۵۳)

أقل الجماعة إثنتان، وكذا إذا كان معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقاہ، کتاب الصلاة، باب الجماعة اعزازیہ

دیوبند ۱/۵۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ صفر ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲۰/۲۶۶۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۲/۱۹ھ

اٹھارہ سالہ لڑکے کی امامت

سوال [۲۱۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جسکی عمر تقریباً ۱۸ سال ہے لیکن چہرے پر داڑھی کے بال ابھی بالکل سرے سے نہیں نکلے ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے، کہ زید ہدایہ وغیرہ کتابیں پڑھ چکا ہے بایں وجہ زید کے گاؤں والوں نے بخوشی اسے نماز پڑھانے کیلئے امام بنادیا ہے، اس وقت یعنی زید اور مقتدیوں کی موجودگی میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا، جس کو امام بنایا جائے، اب اس صورت میں زید کے پیچھے مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کراہت کیساتھ ہوگی یا بلا کراہت؟

(۲) ایسا ہی امام مصلے پر کھڑا کر دیا گیا اور مکمبر نے تکبیر بھی مکمل کر دی اس مکمبر کے تکبیر کہنے کے بعد اس امام کو مصلے سے ہٹانا کیسا ہے؟

المستفتی: عبداللہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۲/۱) مفتی بہ قول کے اعتبار سے پندرہ برس کی عمر کا لڑکا بالغ ہے، لہذا صورت مسئلہ میں ۱۸ برس کا لڑکا اگرچہ اسکے داڑھی مونچھ نہ نکلی ہو امامت کر سکتا ہے، اور اس کے پیچھے اقتداء کرنے والوں کی نماز بلا کراہت صحیح ہو جائیگی اور اس لڑکے کو تکبیر ہو جانے کے بعد مصلے سے ہٹانا جائز نہیں ہے۔

وقالا إذا تم للغلام والجارية خمس عشرة سنة فقد بلغا والفتوى

على قولهما. (ہدایہ، کتاب الحجر، فصل فی حد الغلام، اشرفی ۳/۳۴۲،

البحر الرائق، کتاب الإكراه، باب الحجر، فصل فی حد البلوغ، زکریا ۸/۱۵۳، کوئٹہ

۸/۴، ہندیہ، کتاب الحجر، الفصل الثانی فی معرفة حد البلوغ، زکریا قدیم ۶۱/۵،
جدید ۷۳/۵ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۵۶۱)

نابالغ بچوں کی امامت

سوال [۲۱۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں جہاں پڑھاتا ہوں وہاں دیہات میں دینیات کا ایک مکتب ہے، لہذا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے، کہ عاقل بالغ ایک مرد بھی نہیں ہوتا ہے، سب نابالغ بچے ہوتے ہیں، تو کیا میں انکی امامت آگے بڑھ کر کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور بعض اوقات ایک بالغ مرد ہوتا ہے، اور بقیہ مقتدی مکتب کے بچے ہوتے ہیں، تو کیا میں انکی امامت کر سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: محمد انوار الحق، دربھنگہ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مکتب کے نابالغ بچوں کی امامت آگے بڑھ کر کر سکتے ہیں اس سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، بشرطیکہ وہ بچے سمجھدار اور ممیز ہوں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۹۸)

والجماعة سنة مؤكدة للرجال وأقلهما إثنتان، وواحد مع الإمام ولو مميزاً (وفى الشامية) قوله: ولو مميزاً أي ولو كان الواحد المقتدى صبيّاً مميزاً. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۷ تا ۲۸۹، کراچی ۵۵۲/۱)

أقل الجماعة إثنتان - وكذا إذا كان معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقاہ، کتاب الصلاة، باب الجماعة، اعزازیہ)

دیوبند ۱/۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۵۲۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/۱۱/۱۴۱۸ھ

ناظرہ خواں کی امامت

سوال [۲۱۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ناظرہ خواں نے امامت کی حفظ قرآن کا ایک طالب علم جماعت میں شامل ہے، امام نے قرأت کی الحمد کے بعد جیسے ہی امام نے سورۃ پڑھی طالب علم نے جماعت چھوڑ دی اور جماعت سے الگ ہو کر بیٹھ گیا، جماعت میں اس کے ہٹنے سے جو خلا ہوا وہ اخیر تک رہا اس کا یہ عمل کیسا ہے، اس کا یہ کرنا کیا ٹھیک تھا یا اسکی نماز نہیں ہوئی؟

المستفتی: عبدالحسین سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ناظرہ خواں آدمی جبکہ قرأت ماتجوز بہ الصلوٰۃ پر قادر ہو تو اس کی امامت جائز ہے، اور اسکی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز بھی درست ہو جائیگی، لہذا کسی حافظ کا محض ناظرہ خواں ہونے کی وجہ سے اقتداء سے الگ ہو جانا جائز نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ جب ”الحمد“ کے بعد وہ نماز سے الگ ہو گیا تو اسکی وہ نماز فاسد ہو گئی، دوبارہ اس پر نماز پڑھنا لازم ہے، لیکن اگر وہ ناظرہ خواں غلط قرآن پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے والے کی نماز غلط پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں ہوگی، اگر حافظ صاحب اس وجہ سے الگ ہوئے ہیں، تو حافظ صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

أما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بذلك فقد فسدت

صلواته و صلوٰۃ القوم الخ. (تاتار خانیہ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی مسائل زلۃ القاری

قدیم ۱/۴۷۸، زکریا ۲/۹۳، رقم: ۱۹۳۴)

لايجوز إمامة الأئمة الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف الخ. (الفتاوى الهندية كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا و كوثه قديم ۱/۸۶، جديد ۱/۱۴۴، كذا في در المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في الأئمة كراچی ۱/۵۸۱، ۵۸۳، زكريا ۲/۳۲۷، ۳۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱/۱۴۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۰/۶۰۰۲)

امرد کی امامت

سوال [۲۱۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بالغ لڑکا جس کے داڑھی نہ نکلی ہو اور وہ علم دین حاصل کر رہا ہو مسائل نماز سے واقف ہو، اگر وہ امامت کرے تو کیا اس کی امامت میں کراہت ہے اور اگر مستقل طور پر امام ہو تو کیا حکم ہے؟ اور عارضی طور پر ہو تو کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں؟

المستفتی: محمد یاسین، اہل
ضابطہ گنج، نجیب آباد، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے بے ریش لڑکے کے پیچھے باریش لوگوں کی نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

و کذا تکرہ خلف أمر د الظاهر أنها تنزيهية الخ. (شامی، کتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب فی امامة الأمرد کراچی ۱/۵۶۲، زكريا ۲/۳۰۱، کوثہ ۱/۴۱۵، مصری ۱/۵۲۵) مستقل طور پر بے ریش کو امام نہ رکھنا چاہئے، عارضی طور پر اگر نماز یوں میں باریش صحیح

خواں ہوں تو بھی مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر صحیح خواں نہ ہوں تو بلا کراہت اس کے پیچھے نماز در سب ہو جائیگی۔

وہل يقال هنا أيضاً إذا كان أعلم القوم تنتفى الكراهة؟ فإن كانت علة الكراهة خشية الشهوة، وهو الأظهر الخ. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، مطلب فی إمامة الأمرد کراچی ۱/۵۶۲، زکریا ۲/۳۰۱، کوئٹہ ۱/۴۱۵، مصری ۱/۵۲۵)

وتكره الصلوٰۃ خلف أمرد. (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الإمامة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالكتاب دیوبند/۳۰۳، الموسوعة الفقهية الكويتية ۶/۲۱۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۰۹/۲۴)

بے ریش امرد کی امامت

سوال [۲۱۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی عمر سترہ سال نوامہ کی ہے، اور ماشاء اللہ حافظ قرآن بھی ہے، لیکن ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے، تو کیا فرض نماز پڑھا سکتا ہے، یا نہیں؟

المستفتی: عبدالولی، ضلع بہتی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر زید کے زیادہ خوبصورت ہونے کی وجہ سے دوسروں کی نگاہ زید کی طرف شہوت کیساتھ پڑ سکتی ہے، اور زید کے پیچھے مقتدیوں میں صحیح خواں موجود ہوں تو زید کی امامت مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر نگاہ شہوت نہیں پڑ سکتی ہے، اور زید صحیح خواں بھی ہے تو بلا کراہت زید کی امامت درست ہو جائیگی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ)

۱/۳۵۸، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۶۸، جدید زکریا ۴/۱۸۵

و کذا تکره خلف أمر دالظاهر أنها تنزيهية (قوله) هل يقال هنا أيضا إذا كان أعلم القوم تنتفى الكراهة فإن كانت علة الكراهة خشية الشهوة وهو الأظهر الخ. (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد، كوئته ۱/۴۱۵، مصری ۱/۵۲۵، زکریا ۲/۳۰۱، کراچی ۱/۵۶۲، الموسوعة الفقهية الكويتية ۶/۲۱۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۲۱۲/۲۴)

بے ریش امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۱۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کا قد پورا ہو چکا ہے، اور عاقل بالغ ہے لیکن ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے، تو کیا بے ریش ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: شبین، محلہ پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر وہ بے ریش شخص خوبصورت ہے، کہ دوسرے لوگوں کا اس کی طرف نگاہ شہوت سے دیکھنے کا احتمال ہے، اور مقتدیوں میں باریش صحیح خواں موجود ہیں، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر نگاہ شہوت کی بات نہیں ہے، اور دوسرے مقتدیوں کے مقابلہ میں اچھا قرآن پڑھتا ہے تو بلا کراہت اس کے پیچھے نماز درست اور جائز ہو جائیگی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۳۵۸، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۶۸، جدید زکریا ۴/۱۸۵)

و کذا تکره خلف أمر دالظاهر أنها تنزيهية (قوله) هل يقال هنا

أیضا إذا كان أعلم القوم تنتفی الكراهة، فإن كانت علما الكراهة خشية الشهوة، وهو الأظهر الخ. (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمر كراچی ۱/ ۵۶۲، زکریا ۲/ ۳۰۱، کوئٹہ ۱/ ۴۱۵، مصری ۱/ ۵۲۵، حاشیة الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، جدید دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۴۸)



فصل في إمامة تارك الصلاة، والجماعة، والنوافل

امام صاحب کو فجر کی نماز پڑھانا یا نہیں رہا

سوال [۲۱۶۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، اتفاق کی بات ہے کہ زید نے ایک روز فجر کی نماز پڑھائی لیکن نہ ہی دوران نماز اس کو علم رہا کہ میں نماز پڑھا رہا ہوں اور نہ ہی بعد میں یہ معلوم رہا کہ میں نے نماز پڑھائی ہے، جب وہ دوسروں سے معلوم کر تاہیکہ آج کی نماز کس نے پڑھائی تو لوگ کہتے ہیں کہ تم ہی نے تو پڑھائی ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز ہو جائیگی، یا اعادہ کی ضرورت پیش آئے گی۔

المستفتی: ہارون رشید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر وقت کے اندر اندر اس طرح احساس پیدا ہو جائے تو احتیاطاً وقت کے اندر نماز لوٹا لینا چاہئے، اور اگر وقت نکل جائے تو نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے بلکہ ادا ہو چکی ہے۔

عن الحسن، قال: إذا كان شك بعد الإصراف فلا بأس عليه، وإذا شك أصلى أم لا؟ فإن كان في وقت أعاد، وإن ذهب لم يعد. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۳۱۸/۲، رقم: ۳۵۱۹)

رجل شك في صلاة أنه صلاها أم لا، فإن في الوقت فعليه أن يعيد وإن خرج الوقت ثم شك فلا شيء عليه الخ. (هندية، الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، زكريا قديم ۱۳۰/۱، جديد ۱۹۰/۱)

شك في صلاة صلاها أم لا؟ أعاد في الوقت. (الأشباه والنظائر الفن

الأول القاعدة الثالثة مطبع، کراچی ۱/ ۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۱۵/۲۴)

آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے فجر کی نماز قضا کر نیوالے کی امامت

سوال [۲۱۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کسی مجبوری کی وجہ سے فجر کی نماز فجر کے ٹائم میں نہیں پڑھتا ہے آنکھ کھلنے کے بعد فوراً ادا کر لیتا ہے، یا ظہر کی نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کر لیتا ہے، کیا وہ شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نماز پڑھائی تو اس میں کوئی کمی ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالستار، پچھرا یوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے جماعت نکل جاتی ہے، یا وقت نکل جاتا ہے، اور بیدار ہوتے ہی فوراً نماز پڑھ لیتا ہے، تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے ایسے آدمی کی امامت بلا کراہت درست ہے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا ہے، اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یاد آنے اور بیدار ہونے پر ادا کر لی جائے۔

عن عائشةؓ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاث: عن النائم حتى يستيقظ. (سنن النسائي، كتاب الطلاق، باب من لا يقع طلاقه من الأزواج، النسخة الهندية ۲/ ۸۶، دار السلام رقم: ۳۴۳۲، صحيح ابن خزيمة، المكتب الإسلامي ۱/ ۹۷، رقم: ۱۰۰۴، مسند أبي داود الطيالسي، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۱۵۹، رقم: ۱۴۸۵)

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ حين قفل من غزوة خيبر -إلى- فصلی بهم الصبح، فلما قضى الصلاة، قال: من نسي الصلاة، فليصلها إذا

ذکرہا۔ (صحیح مسلم، الصلاة، باب قضاء الصلاة، الفائتة، النسخة الهندية ۲۳۸/۱،

یت الأفكار رقم: ۶۸۰، مسند الدارمی، دارالمغنی ۷۸۳/۲، رقم: ۱۱۲۶۵)

عن أنس بن مالک، قال: سئل النبي ﷺ عن الرجل يغفل عن

الصلاة، أو يرقد عنها، قال: يصليها إذا ذكرها۔ (سنن ابن ماجه الصلاة، باب من نام

عن الصلاة أو نسيها، النسخة الهندية / ۵۰، دارالسلام رقم: ۶۹۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۲۱۰/۲۶)

فجر کی نماز باجماعت نہ پڑھنے والے مؤذن کی امامت

سوال [۲۱۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صبح کی نماز

جماعت سے مؤذن صاحب ادا نہیں کرتے، جب امام صاحب باہر ہوتے ہیں، تو مؤذن

صاحب نماز پڑھاتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

المستفتی: محمد سلمان غفرلہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر جماعت چھوڑنے والا شخص فاسق ہے، اور

فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، تاہم اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے،

اور اگر مؤذن صاحب اپنی اس حرکت سے باز آجائیں تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست

ہو سکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۳۴)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (الماعون: ۵، ۴)

قال عبد الله، من سره أن يلقي غداً مسلماً فليحافظ على هذه

الصلوات المكتوبات حيث ينادي بهن فإنهن من سنن الهدى، وإن الله قد

شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى، ولعمري ما أخال أحدكم إلا

وقد اتخذ مسجداً في بيته، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم، الحديث. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۱/ ۵۱۶، رقم: ۱۹۷۹)

لا تقبل شهادته إذا تركها استخفافاً بذلك ومجانةً أما إذا تركها سهواً أو تركها بتأويل بأن يكون الإمام من أهل الأهواء أو مخالفاً لمذهب المقتدى لا يراعى مذهب المقتدى فلا يستوجب الإساءة وتقبل شهادته الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كوثه ۱/ ۵۰۴، زكريا ۱/ ۶۰۳ و مثله شرح النقا، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة، اعزازه ديو بند ۱/ ۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹ھ/۷/۳

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/ رجب ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۴۱/۳۴)

جماعت سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال [۲۱۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص تارک جماعت ہے یعنی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے، یا پابندی سے نہیں پڑھتا ہے، گاہ بگا ہے مسجد میں آجاتا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟
المستفتی: محی الدین، قصبہ: سہس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کسی عذر کی بناء پر جماعت میں حاضر نہیں ہو پاتا ہے تو بلا کراہت درست ہے، اور اگر بلا عذر جماعت ترک کیا کرتا ہے، تو ایسا شخص شرعاً فاسق مردود الشہادت ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/ ۳۴۷، جدید زکریا/ ۳۲۹، فتاویٰ دارالعلوم/ ۳/ ۳۰۴)

عن أبی ہریرۃؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب ليحطب ثم آمر بالصلوة، فيؤذن لها ثم آمر رجلاً فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم .
الحديث (صحيح البخارى ، كتاب الأذان ، باب وجوب صلوة الجماعة ، النسخة الهنديه ۸۹/۱ ، رقم: ۶۳۵ ، ف: ۶۴۴)

إن تارك الجماعة يستوجب إساءة ولا تقبل شهادته إذا تركها استخفافاً بذلك ومجانةً أما إذا تركها سهواً أو تركها بتأويل بأن يكون الإمام من أهل الأهواء أو مخالفاً لمذهب المقتدى لا يراعى مذهبه فلا يستوجب الإساءة وتقبل شهادته الخ . (البحر الرائق ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة زكريا ۱/۶۰۳ كوثه ۱/۳۴۵)

وكذا الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه . (كبرى كتاب الصلوة ، باب الإمامة قديم ۴۷۵/ ، جديد اشرفيه ديوبند ۵۰۹)

كون الكراهة فى الفاسق تحريمية . (طحطاوى على المراقى ، كتاب الصلوة ، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۵ ، دار الكتاب ديوبند ۳۰۳ ، فتاوى محموديه قديم ۷۰/۲ ، جديد ذابھيل ۱۴۹/۶)

آپ کے اس سوال کا جواب ۱۵ صفر ۱۴۰۸ھ ، کورجسٹر نمبر ۲۳/۵۲۰ ، میں دے دیا گیا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۹۳/۳۳)

تارک جماعت کی امامت

سوال [۲۱۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص تارک

جماعت ہے یعنی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے، نماز کی جماعت چھوڑ دیتا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محی الدین، قصبہ سہس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر شدید تارک جماعت فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ہاں البتہ اگر عذر شدید ہے یا دوسرے مذہب کا امام ہے تو ترک جماعت سے فاسق نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۷۰، جدید ڈائجیل ۶/۲۰۹، فتاویٰ رشیدیہ قدیم ۲۵۹/۳، جدید زکریا ۳۲۱/۳، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۳۵۸)

عن عبد الله ، قال من سره أن يلقي الله عز وجل غدا مسلماً ، فليحافظ على هؤلاء الصلوات الخمس ، حيث ينادى بهن فإن الله قد شرع لنبیکم صلی الله علیه وسلم سنن الهدی ، وإنهن من سنن الهدی ، وإنی لا أحسب منکم أحداً إلا له مسجد یصلی فیہ فی بیتہ ، ولو صلیتم فی بیوتکم ، وترکتُم مساجدکم ، لشرکتُم سنۃ نبیکم ، صلی الله علیه وسلم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتُم . (مسند أبي داؤد الطیالسی ، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۲۴۷ ، رقم: ۳۱۱ ، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمی ۱/۵۱۶ ، رقم: ۱۹۷۹ ، المعجم الكبير للطبرانی ، دار احیاء التراث العربی ۹/۱۱۶ ، رقم: ۸۵۹۶ ، ۸۵۹۷)

إن تارک الجماعة یستوجب إساءة ولا تقبل شهادتہ إذا ترکها استخفافاً بذلک ومجانۃً ، أما إذا ترکها سهواً أو ترکها بتأویل بأن یکون الإمام من أهل الا هواء أو مخالف لمذهب المقتدی لایراعی مذهبه فلا یستوجب الإساءة وتقبل شهادتہ الخ . (البحر الرائق ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ، زکریا ۱/۶۰۳ ، کوئٹہ ۱/۳۴۵ ، کبیری ، کتاب الصلوۃ ، فصل فی الإمامة قدیم ۵/۴۷۵ ،

جدید اشرفیہ (۵۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۱/۲۳)

تارک صلوٰۃ کی امامت

سوال [۲۱۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو بیخ وقتہ نماز کا پابند نہیں ہے، یعنی شب و روز میں ایک دو ہی نمازیں پڑھتا ہو اور کبھی کبھار ہفتہ میں ایک دو نمازیں پڑھ لیتا ہو اسکو نماز عیدین کا امام بنانا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے عوام و خواص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: علیم الدین، سرجن نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص ایسا غافل ہو کہ نماز پنجگانہ میں بعض پڑھتا ہو اور بعض ترک کر دیتا ہو تو ایسا شخص شرعاً فاسق ہے اسکو نماز عیدین و نماز پنجگانہ کا امام بنانا درست نہیں، کیونکہ وہ شرعاً امامت کا اہل نہیں ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، وہاں والوں پر لازم ہے کہ کوئی متبع شریعت پابند صوم و صلوٰۃ امام مقرر کریں۔

إن تارک الجماعة یستوجب إساءة ولا تقبل شهادته إذا ترکها
استخفافاً بذلک ومجانة الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة

زکریا ۱/۶۰۳، کوئٹہ ۱/۳۴۵)

کون الکراهة فی الفاسق تحریمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب

الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند ۳۰۳)

وإن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة قبیل

مطلب البدعة خمسة أقسام كراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۵۴۱/۲۵)

ایک دو نماز ترک کرنے والے کا جمعہ وعیدین کی امامت کرنا

سوال [۲۱۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نمازوں کی پابندی نہیں کرتا اور پنجوقتہ نمازوں میں اکثر ایک دو وقت کی نماز ترک کر دیتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے بلا کسی عذر شرعی کے نماز جمعہ وعیدین درست ہے یا نہیں؟ جواب صحیح سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

المتسفتی: عبدالرحمن، مراد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص شرعاً فاسق ہے وہ امامت کا اہل نہیں، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو درست ہو جائیگی، واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۱۴۶، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۹۳، جدید ڈیجیٹل ۶/۱۵۵)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ. (الماعون: ۵، ۴)

عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك صلاة لقي الله وهو عليه غضبان. (المعجم الكبير للطبرانی، داراحیاء التراث العربی ۱۱/۲۹۴، رقم: ۱۱۷۸۲)

وتارکھا عداً مجانۃً أي تکاسلاً فاسق الخ. (درمختار مع الشامی، کتاب

الصلوة ۱/۲۵۹، کراچی ۱/۳۵۲)

وتارک الصلوة غیر مبال بہا فاسق الخ. (طحطاوی، کتاب الصلوة،

قدیم/۹۳، جدید دارالکتاب دیوبند/۱۷۴)

ویکرمہ امامہ عبد و فاسق الخ. (البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۸، شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۹، مصری ۱/۴۱۳)

ویکرمہ تقدیم فاسق کراہة تحریم الخ. (صغیری، مطبع مجتہائی دہلی/۲۶)
من صلی خلف فاسق و مبتدع ینال فضل الجماعة لكن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۱۱/۲۳)

عمرانماز پنجگانہ چھوڑنے والا امامت کا اہل نہیں

سوال [۲۱۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص تارک نماز ہے یعنی کبھی جمعہ و عیدین کی نماز پڑھ لیتا ہے، پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتا ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محی الدین، سمس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص فاسق ہے امامت کا اہل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر پڑھ لی جائے تو درست ہو جائیگی واجب الاعادہ نہیں۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۴۶، امداد الفتاویٰ ۳۳۴/۱، احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۳)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ. (الماعون : ۴، ۵)
عن جابر أن النبي ﷺ قال: بين الكفر والإيمان ترك الصلاة. (سنن

الترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی ترک الصلاة، النسخة الهنديه ۲/ ۹۰، دارالسلام رقم: ۲۶۱۸)
وتارکها عمداً مجاناً أي تکاسلاً فاسق الخ. (درمختار، کتاب
الصلاة، کراچی ۱/ ۳۵۲، زکریا ۲/ ۲۵۹)

وتارک الصلاة غیر مبال بها فاسق یحبس حتی یصلی الخ.
(طحطاوی علی الدر، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۹۳)

وکره الإمامة العبد والفاسق الخ. (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح،
کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند ۲/ ۳۰۲، قدیم ۱۶۵)

ویکره تقديم الفاسق کراهة تحریم الخ. (صغیری قدیم ۴/ ۲۶۴)
فإن أمکن الصلوة خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالافتداء أولى من
الانفراد (قوله) وینال فضل الجماعة ولكن لا ینال کما ینال خلف تقی
ورع الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۱/ ۶۱۰، کوئٹہ ۱/ ۳۴۹)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۱/۲۳)

مہینہ میں صرف ۷ یا ۸ دن نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام مہینہ میں
سات یا آٹھ دن فجر کی نماز پڑھتا ہے اور باقی دنوں میں بغیر عذر کے قضا کرتا رہتا ہے، کیا
ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟ یا نہیں؟

المستفتی: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص شرعاً فاسق ہے امامت کا حقدار

نہیں، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے تو مع
الکراہت درست ہو جائیگی، واجب الاعادہ نہیں، تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔ (مستفاد:
فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۹۳، جدید ڈائجیل ۶/۱۵۵، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۴۶، امداد الفتاویٰ ۷/۸۶،
احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۶۳)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
، قال: والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب ليحطب ثم آمر
بالصلوة، فيؤذن لها ثم آمر رجلاً فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق
عليهم بيوتهم. الحديث. (صحيح البخاري، كتاب الصلوة، باب وجوب صلوة
الجماعة، النسخة الهندية ۸۹/۱، رقم: ۶۳۵، ف: ۶۴۴)

وتارکھا عمداً أي تکاسلاً فاسق الخ. (درمختار، کتاب الصلوة،
کراچی ۱/۳۵۲، زکریا ۲/۵، مصری ۱/۲۵۹، طحطاوی، کتاب الصلوة، جدید
دارالکتاب دیوبند/۱۷۴، قدیم/۳۹)

ویکرہ تقدیم الفاسق کراہۃ تحریم الخ. (صغیری مطبع مجتبائی
دہلی/۲۶۴، طحطاوی، کتاب الصلوة، فصل فی الأحق بالإمامۃ جدید دارالکتاب
دیوبند/۳۰۳، قدیم/۱۶۵)

فإن أمکن الصلوة خلف غیرہم فهو أفضل والا فلا اقتداء اولیٰ من
الانفراد (إلیٰ قوله) وینال فضل الجماعة لكن لا ینال کما ینال خلف تقی
ورع الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامۃ زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۵۱/۲۳)

دو وقت کی نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص باصلاحیت عالم اور حافظ ہے مگر شب و روز میں صرف دو وقت کی نماز ادا کرتا ہے، باقی فرائض کو جان بوجھ کر ترک کر دیتا ہے، تو کیا ہم اس امام کی اقتدا کریں گے اور ایک دوسرا شخص ہے نماز کے ارکان سے خوب واقف ہے مگر اسکی زبان میں کچھ لکنت ہے، بڑی شین کی جگہ چھوٹی سین کہتا ہے ص اور ث میں کوئی فرق نہیں کرتا ہے ادا کرنے میں یہ شخص بہت کوشش کرتا ہے مشق بھی کرتا ہے مگر ادا نہیں ہوتا ہے پیدائش ہی سے اس کی زبان میں لکنت ہے تو ہم کس امام کی اقتداء کریں اوپر والے کی یا اس امام کی؟

المستفتی: ضیاء الرحمن، نیپالی، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص دو وقت کی نماز پڑھتا ہے اور بقیہ نمازیں ترک کر دیتا ہے، وہ شرعاً فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

ولذا کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم إهتمامه بالدين وكون الكراهة في

الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، جدید

دارالکتاب/۳۰۲، قدیم/۱۶۵)

اور جس شخص کی زبان میں لکنت ہے قرآن صحیح نہیں پڑھتا ہے، اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔

فلا يصح (إلى قوله) والفأفة والتممة والثلغ (إلى قوله) لا يكون إماما

لغيره وإذا لم يجد في القرآن شيئاً خالياً عن لثغة وعجز عن إصلاح لسانه آناء الليل وأطراف النهار فصلاته جائزة لنفسه الخ. (مراقی مع الطحطاوی، کتاب

الصلوة، باب الإمامة دارالكتاب ۹/۲۸/۵۷ (۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۱/ جماد الثانیہ ۱۴۱۸ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۳۳۳)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۱/۶/۱۴۱۸ھ

جمعہ کے دن تارک فجر کا نماز جمعہ کی امامت کرنا

سوال [۶/۲۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام جمعہ کے دن فجر کی نماز بغیر عذر کے نہیں پڑھتے ہیں کیا انکے پیچھے جمعہ کی نماز اور خطبہ درست ہے؟ مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: سخاوت حسین، مرشد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز جمعہ و خطبہ مکروہ تحریمی کے ساتھ صحیح ہو جائے گا۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ. (الماعون: ۴، ۵)

قال فی شرح المنیة: والأحكام تدل علی الوجوب من أن

تارکھا بلا عذر یعذر وترد شہادته. (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۷)

و کرہ الإمامة الفاسق لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتہ شرعاً، فلا

يعظم بتقديمه للإمامة (تحتہ) كون الكراهة فی الفاسق تحریمیة. (حاشیة

الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب الإمامة قدیم ۵/۱۶، دارالكتاب دیوبند جدید ۱/۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۶۵۱)

سنتوں کا اہتمام نہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر امام سے گاہ بگاہ سنت مؤکدہ نکل جاتی ہے، اور امام نے بغیر سنت مؤکدہ ادا کئے فرض نماز پڑھادی تو ایسی صورت میں فرض نماز ہوگی یا نہیں؟

امام صاحب سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کا اہتمام نہیں کرتے ہیں تو اس حالت میں فرض نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محرم طارق انور رشیدی،، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سنت مؤکدہ کا اہتمام ضروری ہے خاص طور پر امام کیلئے سنت مؤکدہ میں لا پرواہی نہایت نقصان دہ ہے اتفاق سے کبھی کسی عذر سے چھوٹ جائے تو اس کو بعد میں پڑھ لینا چاہئے، لیکن اگر لا پرواہی کا سلسلہ شروع ہو جائے اور یہ سلسلہ بار بار پیش آنے لگے اور بعد میں پڑھنے کا بھی اہتمام نہ ہو تو فقہاء نے ایسے شخص کو فاسق کہا ہے، اور امامت بھی اسکی مکروہ ہے، اس کے بجائے کسی متبع سنت امام کا انتظام ہونا چاہئے۔

قال الفقيه: أبو الليث السنيّة ما يكون تاركها فاسقاً وجاحداً مبتدعاً والنفل ما لا يكون تاركه فاسقاً ولا جاحداً مبتدعاً. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء دارالکتاب دیوبند / ۶۴، قدیم ۳۵، الجوہرہ، کتاب الطہارۃ، سنن الطہارۃ ۴/۱)

سنة أخذها هدى وترکها ضلالة. (شرح النقایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب القراءة فی الصلوٰۃ، اعزازیہ دیوبند ۸۴/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲ صفر ۱۴۲۲ھ

۱۴۲۲/۱/۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۹۰۳/۳۶)

نوافل کی پابندی نہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مغرب اور عشاء کی نماز میں امام صاحب کا نفل چھوڑ دینا اور فجر میں التحیات کی حالت میں دائیں پیر کو کھڑا نہ کرنا کیسا ہے؟ اکثر امام صاحب کو دیکھا گیا ہے؟

المستفتی: محمد اسماعیل، بلدور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ لیتے ہیں، اور اس کے بعد پھر دو رکعت نفل یا چھ رکعات اوابین کی نماز امام صاحب نہیں پڑھتے ہیں، اسی طرح عشاء کی نماز میں وتر کے بعد نفل نہیں پڑھتے ہیں، تو امام صاحب پر نہ کوئی الزام ہے اور نہ شرعی طور پر کوئی داروگیر ہے، یہ اختیاری نماز ہے، جو پڑھے گا اس کیلئے بلند درجات ہیں اور جو نہیں پڑھے گا اس کو وہ ثواب نہیں ملیگا، اور ان نوافل کے نہ پڑھنے کی وجہ سے امام صاحب کی امامت اور ان کی دیانتداری میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم/۱۱۸، جدید ڈابھیل/۷/۲۰۴)

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله ﷺ: من صلى بعد المغرب ست

ركعات، لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة. (ترمذی شریف، الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع وست ركعات بعد المغرب، النسخة الهندية ۹۸/۱، دارالسلام رقم: ۴۳۵، سنن ابن ماجه، الصلاة، باب ماجاء في الست ركعات بعد المغرب، النسخة الهندية ۸۱/۱، دارالسلام رقم: ۱۱۶۷، الصلاة، باب ماجاء في الصلاة، بين المغرب والعشاء، النسخة الهندية ۹۸، دارالسلام رقم: ۱۳۷۴، صحيح ابن خزيمة المكتب الإسلامي ۵۸۸/۱، رقم: ۱۱۹۳، المعجم الأوسط دارالفکر ۲۳۹/۱، رقم: ۸۱۹)

اور مرد کیلئے قعدہ کی حالت میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دایاں پیر کھڑا کر کے اور

بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھے بلا عذر مسنون طریقہ کے خلاف بیٹھنا مکروہ ہے، لہذا اگر امام صاحب کسی عذر کی وجہ سے دایاں پیر کھڑا نہیں کرتے ہیں تو کسی طرح قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

عن عائشةؓ قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، يستفتح الصلاة، بالتكبير، -إلى- وكان يفرش رجله اليسرى وينصب رجله اليمنى، وكان ينهى عن عقبة الشيطان، وينهى أن يفتروش الرجل ذراعيه افتراش السبع. (صحيح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود، النسخة الهندية ۱/ ۱۹۴، بيت الأفكار رقم: ۴۹۸)

عن عبد الله أنه أخبره: أنه كان يرى عبد الله بن عمرؓ يتربع في الصلاة، إذا جلس، ففعلته وأنا يومئذ حديث السن، فنهاني عبد الله بن عمرؓ وقال: إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى، وتثنى اليسرى، فقلت: إنك تفعل ذلك؟ فقال: إن رجلي لا تحملاني. (صحيح البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، النسخة الهندية ۱/ ۱۱۴، رقم: ۸۱۹، ف: ۸۲۷)

وسننها افتراش رجله اليسرى (في الشامية) مع نصب اليمنى سواء كان في القعدة الأولى أو الأخرى. (شامی، الصلاة، باب صفة الصلاة، زکریا ۲/ ۱۷۴، کراچی ۱/ ۴۷۷)

وكره التربع بلا عذر أما بالعدر فلا كراهة لأن العذر يبيح ترك الواجب فأولى السنة. (طحطاوی علی المراقی، الصلاة، فصل فی المكروهات ۱۱۲/، دار الكتاب دیوبند ۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/ جب ۱۴۲۳ھ

۲۳/ ۷/ ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶۰/ ۷۷۷۷)

سنت کی پابندی کرنے والے امام پر زبانِ طعن دراز کرنا

سوال [۲۱۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں، فرائض نماز اور واجبات نماز و سنن نماز کی رعایت رکھتے ہیں جس میں تقریباً ۸ یا ۹ منٹ لگ جاتے ہیں، ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہنے کے بعد ”ربنا لک الحمد“ بھی کہتے ہیں، تو امام صاحب کے سجدہ میں جانے سے پہلے بعض مقتدی سجدہ میں چلے جاتے ہیں اسی طرح جلسہ میں ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافْنِيْ وَاهْدِنِيْ“ پڑھتے ہیں تو بعض مقتدی امام صاحب سے پہلے سجدہ میں چلے جاتے ہیں بعدہ سلام پھیرنے کے امام صاحب کو کہتے ہیں، کہ تم غلط نماز پڑھاتے ہو جس میں ہمارے ماسٹر محمد فاروق حافظ شکیل احمد عرف رمضان کہتے ہیں، کہ تم ضدی ہو اپنی ضد سے باز آ جاؤ، تم نماز میں کافی وقت خرچ کرتے ہو اور دلیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا کہ نماز ہلکی پھلکی پڑھایا کرو، ارشاد فرمائیے، کہ امام صاحب گنہگار رہیں گے یا مقتدی جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے؟

المستفتی: حافظ امین الدین،
نارائن پور، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام کیلئے نماز میں فرائض واجبات اور سنتوں کی رعایت کرنا ضروری ہے، اس میں کسی قسم کی کوتاہی مناسب نہیں ہے، اور حدیث میں جو ہلکی پھلکی نماز پڑھنے کے متعلق وارد ہوا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لمبی لمبی سورتیں نہ پڑھی جائیں، لہذا مقتدیوں کو امام صاحب پر یہ اعتراض کرنا کہ تم غلط نماز پڑھاتے ہو صحیح نہیں ہے، یہ مقتدیوں کی غلطی ہے، امام صاحب اپنی جگہ درست پر ہیں۔

وفی المصمورات شرح القدوری ای لا یزید علی القراءۃ المستحبة

ولا يشقل على القوم ولكن يخفف بعد أن يكون على التمام والإستحباب .

(البحر الرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۱/ ۶۱ ، کوئٹہ ۱/ ۳۵)

اور امام صاحب کا ”سمع الله لمن حمده“ کہنے کے بعد ”ربنا لك الحمد“ کہنے کے بارے میں حنفی مسلک کے فقہاء کے درمیان دو طرح کے قول ہیں،

(۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق امام صرف ”سمع الله لمن حمده“ کہے، ربنا لك الحمد نہ کہے۔

(۲) اور امام ابوحنیفہؒ کے دوسرے قول نیز حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک امام ربنا لك الحمد بھی کہے گا، اور بعد کے فقہاء نے دونوں طرح کے قول کیلئے وجہ ترجیح بھی بیان کی ہے، اسلئے امام صاحب کو اختیار ہے چاہے ربنا لك الحمد کہے یا نہ کہے، اس پر کسی بھی مقتدی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔

ويكفى به الإمام وقالوا يضم التحميد سرّاً وفي الشامية: وهو رواية عن الإمام أيضاً وإليه مال الفضلي والطحاوي وجماعة المتأخرين ، واختاره في الحاوي القدسي ، ولكن المتون على قول الإمام . (شامی ، كتاب الصلاة باب صفة الصلاة، کراچی ۱/ ۹۷، زکریا ۲/ ۲۰۱)

اور دونوں سجدوں کے درمیان امام صاحب جو دعا پڑھتے ہیں وہ حدیث سے ثابت ہے حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباسؓ أن النبي ﷺ كان يقول بين السجدين ، اَللّٰهُمَّ اغفر لي وارحمني واجبرني وأهدني وارزقني . (ترمذی شریف ، الصلاة، باب ما

يقول بين السجدين ۱/ ۶۳، دارالسلام رقم: ۲۸۴)

لیکن اس قسم کی دعائیں نفلوں میں پڑھنا بالاتفاق مستحب ہے، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ فرائض میں ان مقامات میں اس قسم کی دعائیں مسنون یا مستحب نہیں ہیں اور حدیث نوافل پر محمول ہے درمختار کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

ويجلس بين السجدين مطمئناً وليس بينهما ذكر مسنون وكذا
ليس بعد رفعه من الركوع دعاء وكذا لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير
التسبيح على المذهب وما ورد محمول على النفل . (شامی، کتاب الصلاة،
باب صفة الصلاة، زكريا ۲/۲۱۳، كراچی ۱/۵۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۴/۱۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۵۹۳/۳۶)



فصل : في إمامة الفاسق

فاسق کی تعریف اور اس کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۱۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فاسق کی تعریف کیا ہے کیا فاسق شخص کے پیچھے نماز ہو جائیگی؟

المستفتی: سید شا کر حین، اورنگ آباد، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شخص شرعاً فاسق ہے اور جب کہیں دوسری جگہ باجماعت نماز مل سکتی ہے، ایسی حالت میں فاسق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور جب فاسق امام کے علاوہ دوسرا امام دستیاب نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ایسے شخص کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے، اس صورت میں باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب ملیگا، البتہ بہر دو صورت فاسق کی اقتداء میں ادا کی گئی نماز درست ہے، اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

ویکرہ إمامة الفاسق ولعل المراد به من يرتكب الكبائر. (شامی، کتاب

الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹)

بل مشی فی شرح المنیة علی أن الکراهة تقدیمہ کراهة تحریم لما

ذکرنا. (شامی، باب الإمامة، زکریا ۲/۲۹۹، کراچی ۱/۵۶۰)

وفی الفتاویٰ لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة۔

(البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة، زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)

فإن أمکن الصلاة خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فلا اقتداء أولى من

الانفراد الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۳۲/۸/۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۸۵/۳۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۸/۱۳ھ

فاسق کی امامت کا حکم

سوال [۲۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید مسجد میں امامت کرتا ہے، اور فاسقوں جیسے فعل کرتا ہے، مثلاً داڑھی دو انگلی سے کم رکھتا ہے، زائد کو کتر وادیتا ہے، کیا اس امام کے پیچھے نماز ہو جائیگی؟ نیز وہ امام اپنے کو حنفی کہتا ہے۔

(۲) اگر ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے تو کیا جو نمازیں اس سے پہلے اس کے پیچھے پڑھی ہیں تو ان کا دہرانا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) بکر اور اہل محلہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں، کیا بکر اور اہل محلہ کا یہ فعل جائز ہے؟ زید مذکورہ زبردستی امامت کر رہا ہے، محلہ والے اس کو ہٹانا چاہتے لیکن زید ہائی کورٹ سے آرڈر لا کر نماز پڑھا رہا ہے، زید کے چند دوست نمازیں پڑھتے ہیں اور کمیٹی والے بھی اس (زید) کا ساتھ دیتے ہیں۔

(۴) محلہ والے کیا کمیٹی والوں سے اختلاف کر کے دوسری کمیٹی بنا سکتے ہیں، جو اہل محلہ کی پسند کا باشرع امام رکھیں، بینوا تو جروا۔

(۵) ایک اور امام ہے جو دوسری مسجد میں امامت کر رہا ہے، لیکن اس امام کی کھل کر حمایت کرتا ہے، کیا اس دوسرے امام کے پیچھے نمازیں اہل محلہ پڑھیں؟ اس دوسرے امام کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟ نمازیں ہونگی یا نہیں؟

(۶) اور اقتداء میں اس دوسرے امام کی نمازوں کا کیا حال ہوگا، دہرانا پڑے گا، اگر اہل محلہ قدرت رکھتے ہوئے ایسے امام اور اراکین مسجد کو نہ ہٹائیں تو کیا اہل محلہ گناہ گار ہوں گے۔

(۷) ایسے امام اور اراکین مسجد کو ہٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے، تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: نور احمد شریف، میسور، کرناٹک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) داڑھی ایک مشیت سے کم کرانے والا شرعاً فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، ایسا شخص امامت کا اہل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، البتہ نماز لوٹانا واجب نہیں ہے۔

والسنة فيها القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ. (الدر المختار، كتاب الخطر والإباحة، باب الاستبراء زکریا ۵۸۳/۹، کراچی

۴۰۷/۶، کتاب الصوم تحت الأخذ من اللحية، کراچی ۴۱۸/۲، زکریا ۳۹۷/۳)

(۲) نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ہو جاتی ہے، واجب الاعادہ نہیں ہے۔

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقى ورع الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۶۱۰/۱، کوئٹہ ۳۴۹/۱)

(۳) اگر بکر اور محلّہ والے ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر کسی باشرع آدمی کے پیچھے اپنی نماز ادا کرتے ہیں تو یہ ان کے لئے افضل و بہتر ہے، لیکن اگر مذکورہ فاسق امام کے پیچھے باجماعت نماز نہ پڑھ کر تنہا نماز ادا کرتے ہیں تو ان کیلئے یہ افضل و بہتر نہیں ہے بلکہ تنہا پڑھنے سے فاسق کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

ويكره الاقتداء بهم (إلى قوله) فإن أمكن الصلوة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالأقتداء أولى عن الانفراد. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۶۱۰/۱، کوئٹہ ۳۴۹/۱)

(۴) اگر فتنہ و فساد کا خطرہ نہ ہو تو بنا سکتے ہیں۔

والبانی للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار
إلا إذا عين القوم أصلح مما عينه. (مجمع الأنهر، كتاب الوقف دار الكتب العلمية
بيروت ۲/۶۰۳، مصری قدیم ۱/۷۵۴، البناہ، اشرفیہ دیوبند ۱۳/۲۴۱)

(۵) اگر دوسرا امام با شرع ہے تو اس کے پیچھے نماز با کراہت درست ہوگی، اور اس کا فاسق امام کی حمایت کرنا کسی حکمت یا مصلحت کی بنا پر ہے، معلوم ہونے کے بعد ہی غور کیا جاسکتا ہے۔
(۷) بلا کسی فتنہ و فساد کے اہل محلہ کمیٹی امام کو بدلنے پر قادر ہیں تو ان پر لازم ہے کہ تبدیل کر دیں، اور امام و متولی اور اراکین مسجد کا با شرع و متبع سنت ہونا لازم ہے، ایسے با شرع لوگ ہوتے ہوئے نا اہل کو ذمہ دار بنانا ہرگز درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۲/۱۶۶، جدید زکریا ۹/۷۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۲۲۰/۲۵)

فاسق کی امامت کا حکم

سوال [۲۱۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ ہے اور امامت کرتا ہے اس کی بیوی پردہ وغیرہ کا بالکل خیال نہیں کرتی ہے، دروازہ چوپٹ کھلا ہوا رہتا ہے اس پر کسی کپڑے کے پردہ وغیرہ کا بھی انتظام نہیں آنگن میں بلا جھجک بغیر کسی حجاب ووپٹہ کے ننگے سر گھومتی پھرتی رہتی ہے، حتیٰ کہ آنگن میں چار پائی پر لیٹی بھی رہتی ہے، نمازی حضرات پردہ کے بارے میں کہہ کر تھک چکے ہیں، اب ان سے نمازی ناراض بھی رہنے لگے ہیں، امام صاحب کا حال یہ ہے کہ ان کو ٹیلی ویژن کا شوق ہے ٹاک وغیرہ اور کیا کیا واللہ اعلم دیکھتے رہتے ہیں، اس کی وجہ سے تبلیغی کام کیلئے بھی انکے پاس وقت نہیں ہے، سو پوچھنا یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آتی وہ منصب امامت پر رہنے کے حقدار ہیں یا نہیں؟ امامت

چھوڑ کر اپنا پیشہ کام کھیتی باڑی دیکھنا چاہئے؟

المستفتی: مصلیان مسجد محلہ نوادہ سرانے، سنبھل، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص کے یہاں شرعی پردہ کا اہتمام نہ ہو اور خود امام کو ٹیلی ویژن کا شوق ہو تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے بجائے اسکے کسی تبع شریعت امام کا انتظام کرنا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۸۸، امداد الاحکام ۲/۱۳۰)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ. (سورۃ لقمان: ۶)

عن مرثد بن ابی مرثد العتوی وکان بدریاً قال قال رسول اللہ ﷺ،
إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیار کم فإنهم وفدکم فیما بینکم
وبین ربکم عزوجل. (المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، مکتبہ نزار مصطفیٰ
الباز جدید ۵/۱۸۶، رقم: ۹۸۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

(الف توئی نمبر: ۳۵/۶۶۴۳)

فاسق کی امامت کا حکم

سوال: [۲۱۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان جو داڑھی شرعی حد سے کم رکھتا ہے، نہ وہ دینی تعلیم کی کوئی ڈگری رکھتا ہے نہ حافظ ہے نہ مولوی ہے نہ مقامی تبلیغی جماعت کا فرد ہے، نہ اس کے پاس دنیوی درجوں کی تعلیم کی کوئی ڈگری ہے ایسا شخص اگر دینی تقریر کرتا ہے اور جو چاہتا ہے بیان کرتا ہے، وہ شخص شریعت کی روشنی میں کس گناہ کا مرتکب ہے آیا اسے گھروں پر جا کر یا مسجدوں میں نمازیوں کو روک کر

بیان کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اور یہ عمل اس کا صرف اپنی شہرت ظاہر کرنے کے لئے گاہ بگاہ ہے۔

امامت کے فرائض بھی انجام دیدیتا ہے، نیز تعویذ گنڈے کرتا ہے نامحرم عورتوں کو بے حجاب اپنے پاس بٹھاتا ہے، ایسا شخص کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالصمد، نکیہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) ڈاڑھی ایک مشیت سے کم کرنا حرام اور

گناہ کبیرہ ہے۔

السنة فيها القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ. (الدر

المختار، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره زکریا ۹/۵۸۳، کراچی ۶/۴۰۷)

(۲) غیر مستند غیر عالم کا وعظ و تقریر کرنا شرعاً ناجائز ہے، حدیث شریف میں ایسے شخص کو متکبر و ریاکار کہا گیا ہے، ہاں البتہ چھ نمبر کے دائرہ میں رہ کر دعوتی گفتگو کرنا ہر مسلمان کیلئے جائز ہے۔

عن عوف بن مالک الأشجعی، قال: قال رسول الله ﷺ لا يقص إلا

أميراً أو مأموراً أو مختالاً وفي رواية أو مرأاً. (مسند النارمی، دار المغنی ۳/۱۸۲۸،

رقم: ۲۸۲۱، مسند أحمد بن حنبل ۲/۱۷۸، رقم: ۶۶۶۱، مشکوٰۃ شریف ۱/۳۵)

(۳) ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والا شرعاً فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ

ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ۱/۳۰۱)

(۴) بے حجابانہ طور پر اجنبیہ عورتوں کو بٹھانا اور بلا ضرورت شدیدہ انکی طرف دیکھنا اور

بالمشافہ باتیں کرنا حرام ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو ہرگز اپنا مقتدی نہ بنائیں۔

قال رسول الله ﷺ لعلى يا على لا تتبع النظرة النظرة فان لك

الأول وليست لك الآخرة. (سنن أبي داؤد، النکاح، باب ما يؤمر به عن غض

البصر النسخة الهندية ۲۹۲/۱، دارالسلام رقم: ۲۱۴۸، مسند الدارمی، دارالمغنی
۱۷۷۹/۳، رقم: ۲۷۵۱، مسند البزار، مکتبہ العلوم والحکم ۲/۲۸۰، رقم: ۷۰۱

فزننا العین النظر پس زناء چشم نظر حرام است الخ. (اشعة اللمعات
۹۳/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۲۵۷/۲۴)

مرتکب کبائر کی امامت

سوال: [۲۱۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عالم ہے، اپنے والد کو مارتا پیٹتا رہتا ہے، اور اپنی بیوی کو خلاف شرع لباس پہناتا ہے اور مسجد میں قرآن پاک کی جھوٹی قسم کھاتا ہے اور رشوت دیکر غریبوں کو پٹواتا ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مرشد عالم مستی پور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بشرط صحت واقعہ سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت کے مطابق زید کا اپنے والد کو ستانا مارنا پیٹنا اور بیوی کو غیر شرعی لباس پہنا کر بے پردہ رکھنا اور رشوت دیکر لوگوں پر ظلم کرنا یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، پھر بھی نماز ادا ہو جائیگی تنجی سنت اور صالح امام میسر ہونے کی صورت میں ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔

عن عطاء بن دینار الہذلی: أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم: رجل أم قومًا وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمة باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامته،

المکتب الاسلامی ۷۳۵/۱، رقم: ۱۵۱۷)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ولا يؤم فاجر مؤمناً. الحديث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة، النسخة الهندية ۷۵/۱، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)

عن واقد بن أبي مرثد الفنوی وكان بدریاً، قال: رسول الله ﷺ: إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فليؤمکم خيارکم، فإنهم وفدکم فيما بینکم وبين ربکم. (المعجم الكبير للطبرانی، داراحیاء التراث العربی ۳۲۸/۲۰، رقم: ۷۷۷)
لو قدموا فاسقاً یاثمون بناءً علی أن کراهة تقديمه کراهة تحریم.
(کبیری شرح منیة المصلی، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة اشرفیه ۵۱۳)

قال الرملى ذكر الحلبي فى شرح منية المصلی إن کراهة تقديم الفاسق والمبتدع کراهة التحريم. (منحة الخالق على البحر، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئته ۱/۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف توئی نمبر: ۳۵/۶۶۶)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۵/۱۸ھ

خلاف شرع امور کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۱۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم تین چار آدمی ایسی جگہ رہتے ہیں اس مقام سے لگ بھگ چاروں طرف کی مسجدوں پر بدعتی صاحبان کا قبضہ ہے، ان حضرات نے کچھ اس طرح کے کام شروع کر رکھے ہیں جو اصلی عبادت سے زائد ہیں، مثلاً ہر نماز سے پہلے یہ دو در شریف صلی اللہ علیہ... یا رسول اللہ، ساتھ ہی الصلوٰۃ والسلام، علیک یا رسول اللہ.... یا نبی اللہ.... یا حبیب اللہ... اس کے بعد پھر اذان کہتے ہیں

مغرب کی نماز چھوڑ کر باقی نمازوں میں اذان کے بعد اور جب جماعت میں پانچ منٹ باقی رہتے ہیں، پھر مانگ سے تین بار الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، پھر پورے جملے یا نبی اللہ یا حبیب اللہ پڑھتے ہیں، اس کے بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے، تو تکبیر کے وقت کوئی اگر کھڑا ہو گیا تو سختی سے اس کو بٹھا دیتے ہیں۔

(۲) دعاؤں میں اکثر اس طرح شعر پڑھتے ہیں، یا الہی رحم کر مصطفیٰ کے واسطے اور یا رسول اللہ رحم کر خدا کے واسطے۔

(۳) فجر کی نماز میں دعا کے بعد ہر روز کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں، ہر ایک کا کھڑا ہونا ضروری ہے۔

(۴) ہر نماز کے بعد دو صفیں بنا کر امام صاحب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں پھر ان سے سلام و مصافحہ کرتے ہیں، اس کے بعد آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔

(۵) مصافحہ کے بعد امام صاحب محراب میں کھڑے ہو کر شمالی و مغربی گوشہ کی سمت منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں ہاتھ باندھ کر نہایت ادب سے کچھ پڑھتے ہیں، مصافحہ کے بعد کچھ لوگ مسجد میں رک جاتے ہیں، اور وہ بھی امام صاحب کی طرح شمالی و مغربی گوشہ کی سمت منہ کر کے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جس طرح امام صاحب کھڑے ہو کر کچھ پڑھتے ہیں۔

(۶) خاص خاص راتوں میں یہ صاحبان حلقہ وار بھی کرتے رہتے ہیں، اللہ کے علاوہ بڑے پیر صاحب سے بھی مدد کی پکار کرتے ہیں۔

ایک دوسری مسجد کے امام صاحب مصافحہ تو اوپر لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق کرتے ہیں جبکہ اذان میں کوئی بات نہیں یہاں جمعہ کی نماز کے بعد سلام پڑھتے ہیں، اس کے علاوہ یہ امام صاحب ہر جمعرات کو عصر کی نماز کے بعد مسجد کے احاطہ میں ایک مزار ہے وہاں لگ بھگ سبھی نمازیوں کے ہمراہ مٹھائی جلیبی جو کہ کوئی ایک ہی لے آتا ہے، اور بعد میں لانے والا شخص سب کو تقسیم کر دیتا ہے جبکہ امام صاحب کو زیادہ ہی حصہ ملتا ہے یہ لوگ وہی کھانے کی ایک طرح رسم ادا کرتے ہیں۔

اب آپ کی خدمت عالی میں عرض ہے کہ ایسے بدعتی اماموں کے پیچھے نماز ادا کرنی چاہیے یا نہیں؟

ہمارے یہاں سے اہل حق کی مسجد جو سب سے قریب ہے وہ لگ بھگ تین کلومیٹر ہے، پھر بھی دن میں ایک دو نماز ان مسجدوں میں ادا ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ تین چار آدمی ونچے ملکر کبھی کبھی گھر پر بھی جماعت کر لیتے ہیں مگر دن میں گھر سے باہر رہنے کی وجہ سے گھر پر ناغہ ہوتا ہے، جبکہ وہ مسجد جس پر بدعتی صاحبان کا قبضہ ہے گھر سے قریب ہی ہے۔

لہذا جناب عالی محترم مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہ یا جو بھی منصب عالی ہوں رہنمائی فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالعزیز

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں جو امور لکھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب خلاف شرع اور ناجائز ہیں ایسے امور کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہوتا ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہوتی ہے، لہذا فاسق امام کے پیچھے آپ کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، مگر پڑھنے کے بعد اس کا اعادہ لازم نہ ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: **صلوا خلف كل بر وفاجر الحديث:** (سنن الدار قطنی، الصلاة، باب تجوز الصلاة معه الخ دار الكتب العلمية ۲/۴۲، رقم: ۱۷۵۰)

اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ اہل حق کے لوگ آپس میں کسی مناسب جگہ یا کسی ہال میں الگ سے جماعت بندی کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں۔

إمامة صاحب الهوى والبدعة مكروهة . (بدائع، كتاب الصلوة، فصل في

بيان من يصلح للإمامة کراچی ۱/۱۵۷، زکریا ۱/۳۸۷)

وتجوز إمامة الأعرابي (إلى قوله) والفسق إلا أنها تكره هكذا في

المتمون. (ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الإمامة زکریا قدیم ۸۵/۱، جدید ۱/۴۳)
 کون الکراہۃ فی الفاسق تحریمیۃ. (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی،
 کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامۃ، دارالکتاب دبوند/۳۰۱، قدیم/۱۶۵)
 فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۶/۶/۲۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ
 (الف توئی نمبر: ۳۸/۵۸۷۵)

مختلف محرمات کے مرتکب امام کا حکم

سوال: [۲۱۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین امام ہے، سودی بس چلاتا ہے، بیاج پر قرض لیتا ہے بیوقوف بنا کر مسجد و مدرسہ کے نام پر بھی قرض لیتا ہے، وعدہ کے مطابق دیتا نہیں ہے، مسجد و مدرسہ کے نام پر مسجد و مدرسہ کی رقم کھا جاتا ہے، مسجد و مدرسہ کا کوئی حساب نہیں رکھتا، ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے، زنا کرواتا ہے، تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، اور ایسے شخص کی امامت پر شریعت کا کیا حکم ہے، اور ایسے شخص کو مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالرحمن، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں جن امور قبیحہ کا ذکر ہے، اگر واقعہ مذکورہ شخص ان امور کا ارتکاب کرتا ہے، سودی قرض لینا، اور مسجد و مدرسہ کے نام سے اپنی ذات کیلئے قرض لینا اور مسجد و مدرسہ کی رقم کو خود اپنی ذات کیلئے استعمال کرنا، اور جھوٹ بولنا، زنا کا ارتکاب کرنا یہ تمام امور ناجائز اور حرام ہیں جن کا ارتکاب کرنے والا شریعت کے نزدیک کھلا ہوا فاسق ہوتا ہے، اور ایسے فاسق شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے،

اس کو ہٹا کر قبیح شریعت آدمی کو امام بنانا ضروری ہے اور ایسے شخص کو مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا بھی شرعاً درست نہیں ہے۔

عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ آكل الربا، وموكله، وكاتبه، وشاهد به، وقال: هم سواء. (صحیح مسلم، باب لعن آكل الربو وموكله، النسخة الهندیہ ۲/۲۷، بیت الأفكار رقم: ۱۵۹۸)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وفي الشامية ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی وآكل الربو ونحوه ذلك - بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، ذکر یا ۲/۲۹۸، ۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ شعبان ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۸۱۴)

مختلف منہیات کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۱۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر کو دینی مسائل اچھی طرح معلوم ہیں مگر مندرجہ ذیل باتیں عمر کے اندر پائی جاتی ہیں۔

(۱) عمر پابندی سے کرکٹ کا میچ ہار جیت کا کھیلتا ہے۔

(۲) عمر غیر محرم بالغ لڑکیوں کو بے پردہ ٹیوشن پڑھاتا ہے۔

(۳) عمر غیر محرم بالغ لڑکیوں کو نمائش میں بے پردگی کیساتھ گھماتا ہے۔

(۴) عمر فجر کی فرض نماز سے پہلے کی سنت ظہر کی پہلے کی سنت اور بعد کی سنت اور عشاء کے فرض کے بعد کی سنت اور تراکثر و بیشتر نہیں پڑھتا ہے۔

(۵) عمر ٹی وی کے پروگرام بڑے شوق سے دیکھتا ہے۔
 (۶) عمر کے چہرے پر شرعی داڑھی نہیں ہے، یعنی شرعی داڑھی ہونے نہیں دیتا کاٹ چھانٹ کر تار ہوتا ہے۔

(۷) ان وجوہات سے کچھ مقتدی عمر کی امامت سے ناراض ہیں تو کیا ان سب وجوہ کی بنا پر عمر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز اور درست ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔
 المستفتی: عبدالغنی، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عمر کا ہار جیت کیساتھ کرکٹ میچ کھیلنا غیر محرم لڑکیوں کو بے پردہ ٹیوشن پڑھانا اور ان کو نمائش وغیرہ میں گھمانا، سنن مؤکدہ اور واجبات کو چھوڑنا، ٹی وی کے پروگرام دیکھنا اور داڑھی کا ثنایہ سب فسق و فجور اور ناجائز و حرام افعال ہیں، اور ان چیزوں کا مرتکب فاسق معطل ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے امام کو منصب امامت سے ہٹا کر کسی متبع شریعت شخص کو امام بنانا چاہئے۔

و کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم إهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً
 فلا يعظم بتقديمه للإمامة . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان
 الأحق بالإمامة، دار الكتاب دیوبند/ ۳۰۱، قدیم ۱/ ۱۶۵)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق (تحتہ فی الشامیة) فاسق من
 الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد من به یرتکب الكبائر،
 کشارب الخمر، والزانی، و آکل الربوا ونحوہ ذلک . (شامی، کتاب
 الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰، ذکر یا ۲/ ۲۹۸)

وفیه إشارة إلى أنهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناءً علی أن کراهة
 تقديمه کراهة تحریم لعدم اعتناؤه بأمور دینیة وتساهله فی الإتيان بلوازمه .

(کتاب الصلاة فصل فی الإمامة ، غنیة المستملی اشرفیہ ۱/ ۵۱۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳ھ/۶/۱

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۸۱-۷)

خلاف سنت افعال کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۱۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص صرف امامت کی غرض سے آتا ہے، اور جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے، کبھی کبھی جماعت میں شریک ہوتا ہے، پابند جماعت نہیں ہے، اور خلاف سنت اس کے افعال ہیں یعنی کہ داڑھی کٹواتا ہے ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہے، اور خلاف سنت اس کا لباس ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: توفیق، ہریدواری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر تارک جماعت فاسق لائق امامت نہیں

اس پر ملامت کرنی چاہیے۔

عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: والذی نفسی بیدہ لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب ثم آمر بالصلوة فيؤذن لها ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم. الحديث (صحيح البخارى، كتاب الاذان، باب وجوب صلوة الجماعة، النسخة الهندية ۱/ ۸۹، رقم: ۶۳۵، ف: ۶۴۴)

يجب التعزير به على تاركها بغير عذر ويأثم الجيران بالسكوت

الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة ذكر کیا ۱/ ۱۰۳، کوئٹہ ۱/ ۳۴۵)

داڑھی منڈوانے والا شرعاً فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے داڑھی ایک مشت رکھنا سنت ہے، اس سے کم کرنا حرام ہے۔

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه أمر باحفاء الشوارب وإعفاء اللحية الحديث، (صحيح مسلم، باب خصال الفطرة، النسخة الهنديه ۱/۲۹، بيت الأفكار رقم: ۲۵۹)

والسنة فيهما القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ. (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، ذكرى ۵۸۳/۹، كراچی ۴۰۷/۶، مطبوعه كوئٹہ ۵/۲۸۸)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى وتحتة فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني، وآكل الربوا ونحو ذلك. (شامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة ذكرى ۲/۲۹۸، كراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، هدايه كتاب الصلوة، باب الإمامة، اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲)

اگر انگشت نمالباس ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۳/۲۳)

کیا امور شنیعہ کا مرتکب امامت نہیں کر سکتا؟

سوال: [۲۱۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد جو شہر کے بازار میں واقع ہے، اور بازار کے دوکاندار ہی اس کے مستقل نمازی ہیں، اور یہی لوگ اس کی انتظامیہ کمیٹی میں ہیں، ایک شخص جو اس مسجد کا موروثی امام ہونے کا دعویدار ہے، اور بردستی امامت کے منصب پر قابض ہے جبکہ نمازیوں کی اکثریت اس کے غیر صالح ہونے کی وجہ سے اسکی اقتداء میں نماز ادا کرنا نہیں چاہتی کیونکہ ان کو اس امام کے خلاف حسب ذیل شکایتیں ہیں۔

(۱) یہ امام ایسے پیر کا خلیفہ ہے جو نماز کی فرضیت کا اعلانیہ منکر تھا، خود بھی نماز نہیں پڑھتا تھا اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تلقین کرتا تھا، چنانچہ یہ امام بھی نماز کو بطور آبائی پیشہ پڑھاتا ہے۔

(۲) امام کی داڑھی غیر شرعی بلکہ فرنج کٹ ہے۔

(۳) امام کو کسی نے کبھی وضو کرتے یا سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ رمضان المبارک میں سنت و تریاتِ اربع میں بھی شرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(۴) یہ امام مسجد کی آمدنی کو ذاتی کمائی کے طور پر خرید برد کرتا ہے اور کبھی کمیٹی کو کوئی حساب نہیں دیتا ہے۔

(۵) یہ امام جھوٹ بکثرت بولتا ہے، مسجد کے اراکین کمیٹی کے خلاف جھوٹا مقدمہ کر رکھا ہے اور وقف بورڈ میں جھوٹا حلف نامہ داخل کیا ہے۔

(۶) مسجد بہت شکستہ تھی اس کو کمیٹی نے از سر نو تعمیر کرایا اس کام میں بھی امام نے طرح طرح سے رخنہ اندازی کی اور پولیس کو مداخلت کیلئے رشوتیں دیں، ان ناپسندیدہ حرکات سے متنفّر ہو کر کمیٹی اور بازار کے دوکانداروں نے ایک دوسرے امام کا تقرر کیا اور اس کے پیچھے سارے مستقل نمازی بنو قوتہ اور جمعہ کی نماز ادا کرنے لگے، لیکن اس ناپسندیدہ امام نے چند لوگوں کو دور سے بلا کر جمع کر کے اپنی دوسری جماعت شروع کر دی جسمیں چند لوگ ہوتے ہیں، اس طرح اب اس مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں ہو رہی ہیں، جس سے فساد بین المسلمین کا ماحول پیدا ہو گیا ہے جس کا سبب وہ تنازعہ امام ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کو جس کی صفات بیان ہوئیں امام بنانا جائز ہے؟ نمازیوں کی اکثریت اس کے پیچھے نماز ادا کرنا نہیں چاہتی تو اس کو زبردستی امامت پر قابض رہنا جائز ہے، کیا امامت کے منصب میں بھی وراثت چلتی ہے؟ کیا ایک مسجد میں بیک وقت دو دو جماعتیں ہونا جائز ہے؟ ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو بیان فرمائیں

اور ایسے ناپسندیدہ امام کی امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: اراکین مسجد کمیٹی

دوکانداران، متعلقہ مسجد، ضلع: رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو امام سوالنامہ کے درج شدہ امور شنیعہ کا مرتکب ہے وہ شرعی طور پر امامت کا مستحق نہیں ہے اور شرعی طور پر امامت کے فریضہ پر وراثت نہیں چلتی، لہذا شخص مذکور جو موروثی طور پر امامت پر قابض ہونے کی کوشش کر رہا ہے، اسلامی شریعت میں اس کیلئے یہ عمل جائز نہیں ہے اور نہ یہ شخص امامت کا مستحق ہے، ذمہ داران مسجد کو اپنی مرضی سے باشرع امام مقرر کرنے کا حق ہے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان: إمرة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال جرير: قال منصور: فسألنا عن الإمام فقل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

لو أم قوماً وهم له كارهون، فهو على ثلاثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره وتحتة في الطحطاوى وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية الخ. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلوة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/ ۱۶۴، جديد دارالكتاب ديوبند ۱/ ۳۰۱)

ولو أم قوماً لهم كارهون، إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً - إلى - وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (شامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ديوبند ۲/ ۲۹۸، كراچی

۱/۵۵۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۸۹۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹/۳/۱۴۱۵ھ

مختلف منکرات سے متصف شخص کی امامت

سوال: [۲۱۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے یہاں غیر محرم کا آنا جانا ہوتا ہے، اور زید کی بیوی ان سے پردہ بھی نہیں کرتی ہے اور نہ زید پردہ کیلئے تنبیہ کرتا ہے، اور غیر محرم سے بات بھی کرتی ہے، اور بازار وغیرہ کو جب جاتی ہے تو چہرہ کھول کر جاتی ہے اور بغیر اجازت جاتی ہے، اس پر زید بیوی کو تنبیہ نہیں کرتا، اور زید ذرا سی باتوں پر جھوٹی قسم کھاتا ہے، اور قرآن مقدس بھی اٹھالیتا ہے، یہ زید کی عادت بن چکی ہے، اگر کسی شخص سے بات کرتا ہے تو اس کے منہ پر اس کی تعریف کرتا ہے، اور اس کے پیچھے اسکی برائی کرتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ یا ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد یونس، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص کے یہاں شرعی پردہ نہ ہو اور اسی طرح وہ بات بات میں جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور لوگوں کی غیبت کرتا پھرتا ہے تو ایسا شخص شریعت کی نظر میں فاسق ہے اسے توبہ کرنی چاہئے، صالح اور دیندار امام کی موجودگی میں ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، وہاں والوں پر ضروری ہے کہ کسی متبع شریعت شخص کو امام بنائیں، لیکن اگر یہ اپنے افعال سے توبہ کر لے تو اس کے پیچھے بلا کر اہت نماز درست ہے۔ (مستقداً حسن الفتاویٰ ۳/۲۸۸، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۸۷، جدید ڈابھیل ۶/۹۷، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۲۳۳)

عن عبد اللہ بن عمروؓ أن رسول اللہ ﷺ كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله

منہم صلاۃ: من تقدم قوماً وهم له كارهون . (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب الرجل يقوم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۸/۱، دارالسلام رقم: ۵۹۴، المعجم الكبير للطبرانی، داراحیاء التراث العربی ۷۱/۱۳، رقم: ۱۷۶، ۱۴/۱۳۶، رقم: ۱۴۷۵۹)

لو قدموا فاسقاً يَأْتُمُونُ بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحریم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان . (كبيری شرح منية المصلى، كتاب الصلوة، باب الإمامة، مكتبته اشرفيه/۵۱۳، مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة/۱۶۵، دارالكتاب ديوبند ۱/۳۰، منحة الخالق على البحر، كتاب الصلاة، باب الإمامة/کوئٹہ ۱/۳۴۹، زکریا ۱/۶۰۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۷۹)

بداخلاق و بدکردار امام کی امامت

سوال: [۲۱۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا امام جو غیر اخلاقی عادت اور بد فعلی کا مرتکب ہو، جھوٹ غیبت وغیرہ گناہوں سے اجتناب نہ کرتا ہو، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، اور ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟

المستفتی: ساجد علی، ناظر پورہ، بہرائچ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ ذاتیات سے متعلق مسائل ہیں جب تک کسی امام کی ذاتیات سے متعلق کوئی بات شرعی طور پر پائے ثبوت تک نہ پہنچے اس کے بارے میں شرعی حکم لکھنا مناسب نہیں اور منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ متبع شریعت امام رکھیں۔

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي وكان بدريا قال: قال رسول الله ﷺ: إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خيارکم فإنهم وفدکم فیما بینکم

وبین ربکم عزوجل۔ (المستدرک، کتاب معرفة الصحابة، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، جدید ۵/۱۸۶۴، رقم: ۴۹۸۱، المعجم الكبير للطبراني، داراحیاء التراث العربی ۲۰/۳۲۸، رقم: ۷۷۷، سنن الدارقطنی، کتاب الجنائز، باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن يقوم الإمام فوق شئ والناس خلفه، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۷۴، رقم: ۱۷۶۵)

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: اجعلوا أئمتكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين الله عزوجل۔ (سنن الدارقطنی، کتاب الجنائز، باب تخفيف القراءة لحاجة، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۷۴، رقم: ۱۸۶۳)

من أم قوماً وهم له كارهون، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة كره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره۔ (تاتارخانیہ، کتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة ۲/۲۵۲، رقم المسئلة ۲۳۳۶، ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، قدیم ۱/۸۷، جدید ۱/۱۴۴، البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۳۴۸، زکریا ۱/۶۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۱۱/۱۴۳۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ رذیقعدہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۱۱/۴۰)

والدین کو برا بھلا کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۱۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین ہے، اپنے والدین کو گالیاں دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ والدین کے پاس جب کھلانے کی طاقت نہیں تھی، تو مجھ کو کیوں نکالا تھا، اور ٹخنوں سے نیچے لنگی اور پانچامہ پہنتا ہے، کہنے پر بھی نہیں مانتا تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، اور ایسے شخص کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے، اور جو لوگ نماز کیلئے جان بوجھ کر ایسے شخص کو کھڑا کرتے ہیں ان کے اس فعل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالرحمن، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: والدین کو گالیاں دینا بدترین عمل ہے، اور والدین کو گالیاں دینے والا سخت ترین عذاب الہی کا مستحق ہوگا۔

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. (سورۃ: بنی

اسرائیل، آیت: ۲۳)

حدیث پاک میں والدین کو گالیاں دینے برا بھلا کہنے کو اکبر الکبائر کہا گیا ہے، (سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے)

عن عبد الله بن عمر رض قال: قال رسول الله ﷺ: إن من أكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه. (بخاری شریف، باب لا یسب الرجل والديه، النسخة

الہندیہ ۸۸۳/۲، رقم: ۵۷۳۹، ف: ۵۹۷۳، مسند احمد بن حنبل ۲/۲۱۶، رقم: ۷۰۲۹)

عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن من أكبر

الكبائر أن يسب الرجل والديه. (صحیح ابن حبان دار الفکر ۲۲۸/۱، رقم: ۴۱۴)

عن عبد الله بن أنيس الجهني، قال: قال رسول الله ﷺ: إن من أكبر

الكبائر الشرك بالله، وعقوق الوالدين. (سنن الترمذی، باب ومن سورة النساء،

النسخة الہندیہ ۱۳۱/۲، دار السلام رقم: ۳۰۲۰)

اور کُتھنوں سے نیچے لگی پاپاٹجامہ پہننا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور حدیث میں ایسے شخص کیلئے سخت ترین وعید آئی ہے، ایسا شخص فاسق ہے اس کو نماز کیلئے آگے کھڑا کرنا جائز نہیں ہے۔

عن ابن عمر رض أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ينظر الله

إلى من جر ثوبه خيلاء. (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب قول الله قل من

حرم زينة الله التي أخرج لعباده، النسخة الہندیہ ۸۶۰/۲، رقم: ۵۵۵۵، ف: ۵۷۸۳،

صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء النسخة الہندیہ

۱۹۴/۲، بیت الأفكار رقم: ۲۰۸۵)

عن أبي هريرة^{رض} عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. (بخاری، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ۸۶۱/۲، رقم: ۵۵۵۱، ف: ۵۷۸۷)

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. (سنن أبي داود الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۸/۱، دارالسلام رقم: ۵۹۳، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۷۱/۱۳، رقم: ۱۷۶، ۱۳۶/۱، رقم: ۱۴۷۵۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳ھ/۶/۱۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف توئی نمبر: ۷۳۶/۷۷۱)

اسباب کے منکر کی امامت

سوال: [۲۱۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید ایک مسجد کا امام ہے، اور اسی مسجد کا عمر بھی امام ہے، زید کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کو اسباب کے ذریعہ چلاتا ہے، یعنی کسی کو امیر کسی کو غریب بنایا ہے، امیر کو غریب کی ضرورت ہے اور غریب کو امیر کی ضرورت ہے، جیسے کہ فرم والے کو غریب مزدور کی احتیاج ہے اور مزدور کو امیر کی احتیاج ہے، اس طرح سے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی حاجت ہے، اور تمام انسانوں کو اللہ کی حاجت ہے۔

(۲) عمر امام کا کہنا ہے کہ کسی کو کسی کی حاجت نہیں ہے، کوئی کسی کا محتاج نہیں اور کسی کو اسباب کی ضرورت نہیں تو زید امام کہتا ہے عمر سے کہ آپ کو کچھ معلوم نہیں تو عمر زید سے کہتا ہے کہ تمہاری نماز میرے پیچھے نہیں ہوگی، یعنی زید کی کچھ دنوں کے بعد عمر نے غلط فہمی میں زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، پھر پڑھنی شروع کر دی تو شریعت مطہرہ عمر کی امامت کیلئے کیا حکم دیتی

ہے، ان دونوں میں سے مستحق امامت کون ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: وسیم احمد، گولی بارشانتا کروڑ، ایسٹ، بمبئی
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: دنیا دار الاسباب ہے اور اس کائنات کے تمام نظام کا مدار اللہ نے اسباب پر رکھا ہے، گرچہ وہ بلا اسباب بھی نظام کو چلانے پر قادر ہے چنانچہ اس بنا پر انسان فطری طور پر اپنی زندگی میں باہمی تعاون اور معاملات میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ہر انسان کی ضرورت کو اللہ نے ایک دوسرے انسان سے وابستہ فرمادیا ہے، مثلاً غریب مالدار کا اور مالدار غریب کا اپنی ضرورت کو پورا کرنے میں محتاج ہے، اسی لئے قرآن وحدیث میں جا بجا معاملات ومعاشرت سے متعلق بے شمار مسائل کا بیان اور حقوق کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے، نیز اسباب کو اختیار کرنا توکل علی اللہ کے خلاف نہیں ہے، بلکہ توکل کے عین مطابق ہے، کیونکہ توکل کا مطلب ہے، اسباب وذرائع کو اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ واعتماد کرنا اور ہر چیز میں اسی کو فاعل حقیقی تصور کرنا اسی سے امید وخوف کرنا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص طور پر ہمارے آقا جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام وتابعین نیز ہر دور کے علماء وصلحاء وعارفین کا توکل یہی تھا، کہ وہ پہلے ظاہری اسباب کو اختیار کرتے اور پھر اللہ پر بھروسہ واعتماد کرتے اسی کا حکم آقائے نامدار علیہ السلام نے امت کو فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا کہ پہلے اپنے اونٹ کو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر، الحدیث۔

عن أنس بن مالک ^{رض} يقول: قال رجل: يا رسول الله! أعقلها وأتوكل، أو أطلقها وأتوكل؟ قال: أعقلها وتوكل. (ترمذی شریف، صفة القيامة، باب

بلا ترجمہ، النسخة الهندية ۲/۷۸، دارالسلام رقم: ۲۵۱۷)

عن جعفر بن عمرو بن أمية، عن أبيه قال: قال رجل للنبي ﷺ -

أرسل ناقتی وأتوكل؟ قال: أعقلها وتوكل. (صحيح ابن حبان دارالفكر ۴۳/۲، رقم: ۷۲۹، شعب الإيمان للبيهقي، باب التوكل والتسليم، دارالكتب العلمية بيروت ۸۰/۲، رقم: ۱۲۱۱، ۱۲۱۲)

اسی طرح بیمار ہونے پر علاج کا حکم فرمایا نیز فرمایا کہ فرائض کے بعد سب سے پہلا فریضہ کسب حلال کی تلاش ہے۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله يديه، دارالفكر جديد ۵۶/۹، رقم: ۱۱۹۰۷، شعب الإيمان للبيهقي، باب في حقوق الأولاد والأهلين، دارالكتب العلمية بيروت ۴۲۰/۶، رقم: ۸۷۴۱، مشكوة شريف ۲۴۲/۲) اور فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف، وفي كل خير احرص على ما ينفعك، واستعن بالله ولا تعجز. (صحيح مسلم، كتاب القدر، باب الإيمان بالقدر والإذعان له بالله، النسخة الهندية ۳۳۸/۲، دارالسلام رقم: ۲۶۶۴، مشكوة شريف ۲۵۲/۲)

خلاصہ یہ ہے کہ اسباب کا اختیار کرنا نہ توکل کے خلاف ہے اور نہ توکل کیلئے اسباب کا ترک لازم ہے۔ (معارف الحديث، مکتبۃ الفرقان لکھنؤ ۳۰۸/۲)

لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں عمر کی بات درست نہیں ہے، عمر کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے، نیز عمر کا یہ کہنا کہ زید کی میرے پیچھے نماز نہ ہوگی یہ غلطی پڑی ہے، اس کے پیچھے پڑھی گئی زید کی نماز ادا ہوگئی۔

مستفاد من هذه العبارة: ولو حلف أن لا يؤم أحداً فاقتدى به انسان صح الاقتداء - لكن لا ثواب له على الإمامة. (الاشباه القاعدة الأولى قديم ۳۵/۳)

رہا امامت کا مسئلہ تو اگر ذمہ داران مسجد نے دونوں کو اہل سمجھ کر اپنی سہولت کے پیش نظر رکھا ہے

تو دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے ذمہ دار ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۹۸)

موبائل کی دوکان اور مینڈھے لڑوانے والے کی امامت

سوال: [۲۱۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک امیر زادہ نوجوان جو کہ حافظ قرآن ہے رمضان المبارک میں دوسری جگہ قرآن سنانے جایا کرتا ہے، شرعی قوانین کو بالائے طاق رکھ کر موبائل کا کاروبار بھی کرتا ہے، عید الاضحیٰ کے چند روز پہلے لڑا کو قسم کے مینڈھے خرید کر لاتا ہے، اور علاقہ کے دوسرے مینڈھوں سے لڑواتا ہے اور بار بار ایسی لڑائی ہوتی رہتی ہے، باہر کے کچھ لڑکے اپنا اپنا جانور لے کر ہمارے کمپاؤنڈ میں آ کر لڑواتے ہیں، یہ حافظ صاحب جانور لڑوانے میں کافی مشہور ہیں، جانور جب آپس میں ٹکراتے ہیں تو کلیجہ دہل جاتا ہے، اور جانور زخمی ہو جاتا ہے، اور اس کے سر سے کافی خون بھی نکلتا ہے، یہ سلسلہ تقریباً رات کو دو بجے تک چلتا ہے، مزید اس پر طرہ یہ کہ یہ حافظ صاحب اپنے موبائل میں لڑائی کی تصویر بھی قید کر لیتے ہیں، اور تصویر اپنے دوستوں کے موبائل میں منتقل بھی کرتے ہیں، کبھی کبھی ہماری مسجد میں ایک وقت کی نماز بھی پڑھاتے ہیں، جماعت کا کام بھی کرتے ہیں، لوگوں پر ان کے اس عمل کے برے اثرات پڑتے ہیں۔

نوٹ: کوئی اختلافی بات نہیں مجھے اپنی نماز کی فکر ہے کیا شرعی اعتبار سے اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی: عبدالقادر، کوسروالا، جوگیشوری، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: موبائل کا کاروبار اور تجارت بلا تردد جائز اور

درست ہے، اسلئے کہ موبائل اس زمانہ میں ایک ضرورت کی چیز ہے اس کو کوئی شخص غلط استعمال کرتا ہے تو استعمال کرنے والا گناہ گار ہوگا تجارت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ . (سورة النجم: آیت/۳۸)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار الخ . (شامی کتاب الحظر

والإباحة ، باب الاستبراء وغیره زکریا ۹/۵۶۲ ، کراچی ۶/۳۹۲)

اور شوقیہ تصویر اور فوٹو لینا چاہے موبائل سے ہو یا کسی دوسرے آلات سے جائز نہیں۔

إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون الحديث .

(بخاری شریف ، باب عذاب المصورین يوم القيامة ، النسخة الهندیہ ۲/۸۸۰ ، رقم:

۵۷۱۷ ، ف: ۵۹۵۰)

اور جانوروں کو لڑوانا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، اور جانوروں کو لڑوانا ایسا ہے جیسا کہ دو معصوم بچوں کے ہاتھوں تیز چھری دیدی جائے اور دونوں آپس میں ایک دوسرے کو چھری سے مارتے رہیں اور دونوں کے ماں باپ تماشہ دیکھتے رہیں۔

نہی رسول الله عن التحريش بين البهائم الحديث . (ابوداؤد ، باب فی

التحريش بين البهائم ۱/۳۴۶ ، دارالسلام رقم: ۲۵۶۲)

وتحتته في البذل : التحريش هو الإغرا وتهيج بعضها على بعض

كما يفعل بين الجمال والكباش والديوك وغيرها، وإنما نهى عن

ذلك لأنه من الملاهي وفيه إيلاام الدواب وإهلاكهم . (بذل المحجود ،

کتاب الجهاد، باب فی التحريش بين البهائم ، قدیم ۳/۴۳۰ ، جدید دارالبشائر

الإسلامیہ بیروت ۹/۱۳۷ ، رقم: ۲۵۶۲)

نیز اس فتویٰ کو مذکورہ حافظ کو دکھا دیا جائے اگر وہ فوٹو کھینچنا اور جانور لڑانا چھوڑ دے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. (النساء: ۱۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۸ صفر ۱۴۲۹ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۹۴۵۸/۳۸)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۹/۲/۱۹ھ

مند تعمیر کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۱۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک راج مستری جو ہر طرح سے آزاد ہے، اور اس کے سامنے کوئی مصلحت نہیں ہے، صرف غیر مسلم کی بات کو رکھنے کیلئے مندر کی عمارت بناتا ہے، اور کبھی نماز بھی پڑھا دیتا ہے، کیا اس کا مندر کی عمارت بنانا اور اجرت لینا درست ہے، اور اس کی امامت جائز ہے؟

المستفتی: محمد اشتیاق، بھالگپور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مندر وغیرہ کی تعمیر میں مسلمان کو مزدوری کرنا تعاون علی المعصیت ہونے کی وجہ سے ممنوع و مکروہ ہے اور اسکی اجرت بھی مکروہ ہے، لیکن اگر یہ شخص اپنے اس عمل سے باز آ جائے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

وعندہما یکرہ لأنه إغانة علی المعصية . (مجمع الأنهر، کتاب الکراہیۃ فصل فی الکسب، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۱۸۷، مصری قدیم ۲/ ۵۲۹، شامی، کتاب الحظر والإباحۃ، باب الإستبراء ۹/ ۵۶۳، کراچی ۶/ ۳۹۲)

عن أنسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: كل بني آدم خطاء، وخير الخطائين التوابون. (مسند الدارمی، باب فی التوبۃ، دار المغنی ۳/ ۱۷۹۳، رقم: ۲۷۶۹، مسند البزار، مکتبۃ العلوم والحکم ۱۳/ ۵۹، رقم: ۷۲۳۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **التائب من الذنب كمن لا ذنب له**. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلمية بيروت ۵/ ۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جديد دار الفکر ۱۵/ ۱۷۵، ۱۷۶، رقم: ۲۱۱۵۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۴/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۵/ ۱۵۸)

نسبندی کرائے ہوئے شخص کا جماعت میں شریک ہونا اور امامت کرنا

سوال: [۲۱۹۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے بلا کسی ضرورت کے نسبندی کرائی تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، وہ شخص لوگوں کیساتھ جماعت میں شریک ہوتا ہے، اور لوگوں کو اس کیساتھ نماز پڑھنے میں کراہت ہوتی ہے، تو کیا وہ جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

المستفتی: اختر حسین، گوئی والا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نسبندی کرانے والا شخص شرعاً فاسق ہے لیکن فاسق ہونے کی وجہ سے اس کو نماز سے روکنا جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے توبہ کر لی ہے، تو اس کا فسق بھی ختم ہو جائے گا۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له.

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، لنسخۃ الہندیہ ۲/ ۳۱۳، دار السلام رقم: ۴۲۵۰)

لیکن نسبندی کی وجہ سے اس کے اندر ایک ایسا عیب لاحق ہو گیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں اس کی حیثیت گھٹ گئی ہے، اسلئے اس کو امام بنانا مکروہ ہوگا، جیسا کہ ولد الزنا کی

امامت مکروہ ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹۴۰/۳۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۳/۲۳ھ

نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: [۲۱۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام ہے اور اس نے نسبندی کرائی ہے، لیکن اسکے بعد بھی اسکے بچے پیدا ہوئے کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ اگر یہ توبہ کر لیں تو نماز ان کی اقتدا میں درست ہے کیا بکر کا قول درست ہے؟

المستفتی: نصیر الدین، ملک جھنڈے والی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ضبط تولید کیلئے نسبندی کرنا قتل اولاد کے مشابہ ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ ہے، کرانے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
عن ابن مسعودؓ قال: کنا نغزو مع رسول اللہ ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا یا رسول اللہ! ألا نستخصی؟ فنہانا عن ذلک. (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر الذی معہ القرآن والإسلام، النسخة الهندیہ ۷۵۹/۲۰، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء الآدمی فحرام الخ. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع زکریا ۵۵۷/۹، الموسوعة الفقہیة ۱۹/۱۲۰، کراچی ۶/۳۸۸، نبراس شرح عقائد/۲۲۸)

تکروہ إمامة عبد و اعرابی و فاسق الخ. (الدر المختار، کتاب الصلوة، الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸، ہدایہ، کتاب الصلوة، باب الإمامة اشرفی

دیوبند ۱/۱۲۲، مجمع الأنهر، کتاب الصلوٰۃ، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۰۸)

البتہ اگر زید نے خالص توبہ کر لی ہے تو نماز مکروہ تحریمی نہیں ہوگی، اور بکر کا کہنا صحیح اور درست ہے۔

الثائب من الذنب کمن لا ذنب له. (الحديث: ابن ماجه شريف، ابواب الزهد، ذکر الذنوب، النسخة الهندية ۲/۳۱۳، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، مشکوٰۃ شریف ۱/۲۰۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۶۳/۲۳)

نسبندی کرانیوالے کی امامت اور ناجائز و حرام میں فرق

سوال: [۲۱۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) نسبندی کروانے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی بعد توبہ کے کراہت مرتفع ہوگی یا نہیں، نسبندی کے بعد آدمی مردہ ہی باقی رہتا ہے، یا اس پر عورت اور مخنث کا حکم لگے گا؟

(۲) اگر امام کی نسبندی زبردستی کر دی گئی ہو تو کیا حکم ہے یعنی اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ناجائز اور حرام میں حکماً کیا فرق ہے، کیا ہر فعل ناجائز پر حرام کا اطلاق کر سکتے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی: رحمت علی، مظاہری، امام
مسجد صدیقان، تاجپور، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) نسبندی کے بعد آدمی مردہ ہی رہتا ہے، اس پر

عورت یا فطری منث کا حکم نہیں لگتا ہے البتہ اس فعل شنیع کی وجہ سے فاسق ہو جاتا ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

وَأَمَّا خَصَاءُ الْآدَمِيِّ فَحَرَامٌ . (شامی، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیرہ زکریا ۵۵۷/۹، کراچی ۳۸۸/۶، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۹/۲۰)

ویکروہ إمامة عبد و فاسق . (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲۹۸/۲،

کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰)

لیکن اگر وہ نادم ہو کر توبہ کر لیتا ہے، تو اسکی فسقیت ختم ہو جاتی ہے، لہذا توبہ کے بعد نماز بلا کراہت صحیح ہو جائیگی۔

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له . (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلمية بيروت ۵/۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸)

(۲) ایسی صورت میں وہ فاسق بھی نہیں ہوگا۔

(۳) لفظ ناجائز عام ہے، اس کے تحت میں حرام مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی ممنوع سب داخل ہیں۔

لفظ ناجائز اور حرام میں فرق یہ ہے کہ لفظ ناجائز عام ہے اور لفظ حرام خاص ہے، کہ ناجائز کے دائرے میں حرام مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی سب داخل ہیں، جیسا کہ جائز کا لفظ عام ہے، اور اس کے ماتحت فرض، واجب، سنت، مباح مندوب سب داخل ہیں۔

الجواز هو الجواز يشمل الواجب، والمندوب، والمباح الخ.

(حاشیہ نور الانوار ۵۵/۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/ذی الحجۃ ۱۴۱۴ھ

۱۴۱۴/۱۲/۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷۶۷)

نسبندی شدہ شخص کی امامت کا حکم

سوال: [۲۱۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص نسبندی شدہ ہو وہ نماز پڑھانا چاہے، اگرچہ وہ صاحب اولاد بھی ہے، تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد جنید، لالباغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نسبندی کرنا حرام ہے، لہذا اگر مذکورہ شخص نے بالقصد بخوشی نسبندی کرائی ہے، تو وہ شرعاً فعل حرام کا مرتکب ہو کر فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

عن ابن مسعودؓ قال كنا نغزو مع رسول الله ﷺ ليس لنا نساء، فقلنا يا رسول الله؟ ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك. (صحيح البخاري، النكاح، باب تزويج المعسر الذي معه القرآن والإسلام، النسخة الهندية ۷۵۹/۲، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء آدمي حرام الخ. (درمختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره كراچی ۳۸۸/۶، مكتبه زكريا ۵۵۷/۹، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۹/۱۲۰)

ويكره إمامة عبد وفاسق. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۵۶۰/۱، زكريا ديوبند ۲۹۸/۲، مثله في الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفی ۱/۲۲، مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۱۰۸) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۱۱/۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۷۷)

نسبندی کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی نسبندی کرائی ہے اب زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ زید کو مستقل طور پر امام بنانا کیسا ہے؟ نیز اگر کسی وقت کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو امامت کر سکے لیکن زید کے اندر صلاحیت ہے اب زید کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: العارض: محمد جسیم الدین بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نسبندی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس کا مرتکب شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اگر کوئی بھی باشرع آدمی نماز پڑھانے کے لئے نہ ملے تو بدرجہ مجبوری فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لینے سے نماز ہو جائے گی، مگر بکراہت تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے، لیکن محلہ والوں پر لازم ہے کہ کوئی متبع شرع امام مقرر کریں۔

عن ابن مسعود قال كنا نغزو مع رسول الله ﷺ ليس لنا نساء، فقلنا

يا رسول الله؟ ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك. (صحيح البخاري، النكاح، باب

تزويج المعسر، النسخة الهنديه ۷۵۹/۲، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء الأدمي فحرام الخ. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة،

فصل في البيع زكريا ۵۵۷/۹، كراچی ۳۸۸/۶)

كون كراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب

الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند/۳۰۳)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما

ينال خلف تقى ورع الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة کوئٹہ ۳۴۹/۱،

زکریا ۱۰/۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رزی الحجۃ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۵۴۰/۲۵)

نسبندی کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر نے نسبندی کرائی ہے، نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

المستفتی: شوکت حسین، ٹھا کردوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بخوشی نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز مکروہ

ہے۔ (فتاویٰ رحمہ قادیان ۴/۳۵۱، جدید زکریا ۴/۱۷۸)

عن ابن مسعود^{رضی اللہ عنہ} قال کنا نغزو مع رسول اللہ ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا یا رسول اللہ؟ ألا نستخصی؟ فنہانا عن ذلک. (صحیح البخاری، النکاح، باب تزویج المعسر الذی معہ القرآن والإسلام، النسخة الهندیہ ۲/۷۵۹، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء الآدمی حرام الخ. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل

فی البیع زکریا ۹/۵۵۷، کراچی ۶/۳۸۸، الموسوعة الفقہیة الكويتیة ۱۹/۱۲۰)

تکروہ الإمامة عبد وأعرابی وفاسق الخ. (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب

الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸، ہدایہ، کتاب الصلوة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲، مجمع الأنهر، کتاب الصلوة، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب

العلمیۃ بیروت ۱/۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۶۳۵)

اپنی نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز

سوال: [۲۲۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے کسی مجبوری کے تحت اپنی نسبندی کرالی ہے آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں؟

المستفتی: امتیاز احمد، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سائل نے مجبوری کی تعیین نہیں کی ہے لہذا اگر کوئی ایسی شرعی مجبوری ہے جس میں جان و مال کا سخت خطرہ تھا، تو زید شرعاً فاسق نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، اور ایسی شرعی مجبوری نہیں ہے، تو وہ شرعاً فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

عن ابن مسعود رض قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس لنا نساء، فقلنا یا رسول اللہ؟ ألا نستخصی؟ فنہانا عن ذاک. (صحیح البخاری، النکاح، باب تزویج المعسر الذی معہ القرآن والإسلام، النسخة الهندیہ ۲/۷۵۹، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء آدمی فحرام الخ. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل

فی البیع زکریا دیوبند ۹/۵۵۷، کراچی ۶/۳۸۸)

کون الکراہۃ فی الفاسق تحریمیۃ الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب

الصلوۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامۃ قدیم/۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند/۳۰۳، شامی

کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ قبیل مطلب البدعة خمسة أقسام کراچی ۱/۵۶۰، زکریا دیوبند ۲/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳۳۹/۲۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۱۱/۱۱/۱۳ھ

نسبندی کرانے اور ٹخنوں سے نیچے پانچامہ پہننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ صاحب جو ٹخنوں سے نیچے پانچامہ پہنتے ہیں مزید یہ کہ انھوں نے اپنی بیوی کی نسبندی کرائی ہے، جس کی وجہ سے یہ مہلک بیماری ساری ہستی میں پھیل چکی ہے، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نسبندی کرانا جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ: لوگ نسبندی کراتے ہوئے کچھ عار محسوس نہیں کرتے، جسکی وجہ سے عوام بجائے علماء کے ایک عام آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

اس مسئلہ کا تسلی و تشفی بخش قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالماجد ترکی، معلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نسبندی کروانا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے نیز مذکورہ حافظ صاحب کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اس گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں، تو کرانے والے کے گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ مذکورہ حافظ کو بھی گناہ ملے گا۔

نیز ٹخنوں سے نیچے پانچامہ پہننے والا فاسق ہے اور مرتکب گناہ کبیرہ ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جب تک اپنی حرکتوں سے باز نہ آجائے، اسکو امام نہ بنایا جائے

عن ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول الله ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا

یا رسول اللہ؟ ألا نستخصی؟ فہانا عن ذلك. (صحیح البخاری، النکاح، باب

تزویج المعسر، النسخة الهندیہ ۷۵۹/۲، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء الآدمی فحرام الخ. (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل

فی البیع زکریا ۵۵۷/۹، کراچی ۳۸۸/۶، الموسوعة الفقهیة الكويتیة ۱۲۰/۱۹)

من سن فی الإسلام سنة سیئة کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا،
من بعدہ من غیر أن ینقص من أوزارہم شیئاً الحدیث. (مشکوٰۃ

شریف/۳۳، صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة، النسخة الهندیة

۳۴۱/۲، بیت الأفكار رقم: ۱۶۷۷)

إن الله جل ذكرہ لا یقبل صلوة رجل مسبل إزارہ. (ابوداؤد شریف،

کتاب الصلوة، باب الإسبال فی الصلوة، النسخة الهندیہ ۹۳/۱، دارالسلام رقم: ۶۳۸)

كون الكراهة فی الفاسق تحريمیة الخ. (طحطاوی علی المراقی،

کتاب الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، قديم/۱۶۵، جدید دارالکتب دیوبند

/۳۰۳ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

کیم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۵۲۶/۲۵)

چوری کرنے والے اور سود لینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام شہر ہونیکے

ساتھ ساتھ قاضی شہر بھی ہے اس پر مندرجہ ذیل الزامات بھی ثابت ہو چکے ہیں، جیسا کہ

(۱) چوریاں کرنا۔ (۲) سود کا لین دین کرنا۔ (۳) کسی کا مال لیکر نہ دینا۔ (۴) کثرت سے

جھوٹ بولنا اور شر پھیلانا۔ (۵) چھوٹے چھوٹے بچوں سے منہ زوری کرنا، گالیاں سننا جگہ جگہ

پٹنا، اور گالیاں بکنا وغیرہ وغیرہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز

ہے، یا نہیں؟ از روئے شرع قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔
المستفتی: احقر محمد الیاس احمد، چندوسی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چوری کرنے والا سودی لین دین کرنے والا اور دوسرے امور مذکورہ کا مرتکب شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے، لیکن مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

ولذا کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانة شرعاً (وتحتہ) كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (حاشية الطحطاوى على المراقى كتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالكتاب دیوبند جدید / ۳۰۱، قدیم / ۱۶۵)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
افتخار احمد غفرلہ
۲۹ رمضان ۱۴۰۷ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۲۵۷)

سودی کاروبار سے وابستگی رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قرآن حج اور منیٰ کی ڈگری لئے ہوئے ہیں، اور عید گاہ کی نماز کے لئے تجویز کئے گئے ہیں وہ اپنا کام تجارت اور عمارات بنوانے کا کرتے ہیں لیکن ادارہ مسلم فنڈ نجیب آباد کے ڈائرکٹر صرف اعزازی ووٹ کو بڑھوانے کیلئے بنائے گئے ہیں، ایسے امام صاحب کو عید گاہ کا امام بنایا جاسکتا ہے، یا نہیں؟

المستفتی: اطہار الحق قاضی، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسلم فنڈ نجیب آباد کا پورا کاروبار سود پر مبنی ہے اس

لئے مذکورہ امام صاحب کو چاہئے کہ ایسے ادارہ سے ذمہ دارانہ وابستگی نہ رکھیں، تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ہو۔

عن جابرؓ قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه. (مسلم شریف، کتاب المساقاة، باب الربا، النسخة الهندية ۲/۲۷، بیت الأفكار رقم: ۱۵۹۷)

عن عبد الله، قال: لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا، ومؤكله. (مسند الدارمي، دار المغني ۳/۱۶۵۰، رقم: ۲۵۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کاتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۳۴/۱۱/۲۴
(الف فٹوی نمبر: ۱۱۳۱۶/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱۱/۲۴

رشوت دے کر زمین حاصل کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے حکومت کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو نسبندی کرائے اسے کچھ زمین دی جائیگی، تو زید نے نسبندی نہیں کرائی اور رشوت دیکر زمین حاصل کر لی، اور اپنے نام پٹہ کروالیا اس صورت میں زید کو امام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: افتخار عالم، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مسئلہ میں امام صاحب نے رشوت دیکر زمین حاصل کی ہے اور بلا ضرورت رشوت دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

عن عبد الله بن عمر و قال: قال النبي ﷺ: الراشي والمرتشي في

النار. (المعجم الأوسط، دار الفكر ۱/۵۵۰، رقم: ۲۰۲۶، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۳/۲۴۷، رقم: ۱۰۳۷)

عن عبد الله بن عمرو ، قال : لعن رسول الله ﷺ الراشئ والمرتشئ .
(سنن أبي داؤد ، القضاء ، باب فى الكراهية الرشوة ، النسخة الهندية ٥٠٤ / ٢ ، دارالسلام
رقم: ٣٥٨٠ ، مسند أحمد بن حنبل ١٦٤ / ٢ ، رقم: ٦٥٣٢)
اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے۔

و مرتکب الکبیرة فاسق . (شرح عقائد تسفى / ١٠٩)
اور شرعاً فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔
أن کراهة تقديمه کراهة تحريم . (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ،
زکریا ٢ / ٢٩٨ ، کراچی ١ / ٥٦٠)
لہذا امام صاحب اگر اس فعل سے توبہ کر لیتے ہیں ، تو پھر ان کی امامت صحیح اور ان کے پیچھے نماز
پڑھنے والوں کی نماز صحیح ہوگی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا . (التحریم: ٨)
عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ : كل ابن آدم خطاء
وخير الخطائين التوابون . (سنن الترمذی ، کتاب الزهد ، باب بلا ترجمة ، النسخة
الهندية ٧٦ / ٢ ، دارالسلام رقم: ٢٤٩٩ ، المصنف لابن أبي شيبة ، کتاب ذکر رحمة الله ،
مؤسسہ علوم القرآن جدید ١٨ / ٥٣٨ ، ٥٣٩ ، رقم: ٣٥٣٥٧)

عن عبد الله بن مسعود قال رسول الله ﷺ : التائب من الذنب كمن لا
ذنب له . (سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد ، باب ذکر التوبة ، النسخة الهندية ٣١٣ / ٢ ،
دارالسلام رقم: ٤٢٥٠ ، المعجم الكبير للطبرانی ، داراحیاء التراث العربی ١٠ / ١٥٠ ،
رقم: ١٠٢٨١ ، السنن الكبرى للبيهقي ، کتاب الشهادات ، باب شهادة الفاذف جدید
دارالفکرہ ١ / ١٧٥ ، رقم: ٢١١٥٠ ، مشکوٰۃ ١ / ٢٠٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤١٢/٦/٤

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٤١٢/٦/٤
(الف توئی نمبر: ٣١/٣٣٩٣)

لاٹری کی خرید و فرخت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو آدمی لاٹری ٹکٹ خرید و فرخت کرتا ہے، ہمیشہ یعنی روزانہ تو اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس آدمی کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس آدمی کو امام بناتے ہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی: محمد مزمل الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: لاٹری کی خرید و فروخت شرعی طور پر ناجائز اور حرام

ہے۔ (ایضاح النوادر/۱۲۳، محمودیہ/۱۲/۳۵۸)

جو امام صاحب اس میں ہمیشہ مبتلا ہیں وہ شرعاً فاسق ہیں، اور فاسق شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا جو لوگ اس کو امام بناتے ہیں، وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ (محمودیہ، تدبیر/۲/۱۰۸، جدید ڈائجیل/۶/۹۵)

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلوة من تقدم قوماً وهم له كارهون. الحديث (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۸/۱، دار السلام رقم: ۵۹۳)

إنهم قدموا فاسقاً يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحریم لعدم اعتنائه بأمر دينه الخ. (كبیری، كتاب الصلوة، فصل فی الإمامة اشرفیہ/۵۱۳)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين وفي الطحطاوى: كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة، دار الكتاب ديوبند جديد/۳۰۱، قديم/۱۶۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۵۷۷۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۶/۶ھ

مسلم فنڈ میں ملازم شخص کی امامت

سوال: [۲۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسجد میں امامت کرتا ہے اور مسلم فنڈ میں ملازم ہے جس کی تنخواہ مسلم فنڈ کے ادارے سے ملتی ہے مسلم فنڈ کے کاروبار سے حاصل شدہ پیسے کو بینک میں جمع کر کے بیان و سود حاصل کرتے ہیں پھر اسی بیان سے ملازموں کو تنخواہ دیتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: ماسٹر مطلوب الرحمن، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسلم فنڈ سود سے بچنے کیلئے قائم کئے جاتے ہیں اور سوالنامہ میں اس کے برعکس حالات بیان کئے گئے ہیں، اگر واقعی طور پر اس میں سود ہی کا کاروبار ہوتا ہے اور اسی سودی حساب و کتاب کو مذکورہ امام کرتا ہے، تو اسکی امامت مکروہ ہوگی۔

عن جابر قال: لعن رسول الله ﷺ أكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه

وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم، باب لعن أكل الربوا، ومؤكله، والنسخة

الهندية ۲/۲۷، بيت الأفكار رقم: ۱۵۹۸)

ويكره الاقتداء بمن عرف بأكل الربا الخ. (بزازيه، كتاب الصلاة،

زكريا، جديد ۱/۳۸، وعلى هامش الهندية، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء

۵۵/۴، قاضی خان، کتاب الصلاة، فصل فیمن یصح الاقتداء به الخ، زکریا جدید
۵۹/۱، وعلی ہامش الہندیہ ۹۱/۱

یکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی و فی الشامیۃ (قوله فاسق)
من الفسق هو الخروج عن الاستقامة لعل المراد من به یرتکب الکبائر
کشارب الخمر والزانی و آکل الربوا ونحو ذلک. (شامی، کتاب الصلاة، باب
الإمامۃ، کراچی ۵۵۹/۱، ۵۶۰، زکریا ۲/۹۸، کذا فی الہدایۃ، کتاب الصلاة، باب
الإمامۃ، مکتبۃ اشرفی دیوبند ۱/۲۲، وکذا فی مجمع الأنهر شرح ملتقى البحر کتاب
الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤکدة دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۰۸)
اور اگر سودی حساب و کتاب مذکورہ امام سے متعلق نہیں ہے، تو اسکی امامت بلا کراہت
جائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۶۴۴/۳۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۲/۲۰ھ

سود خور کی امامت

سوال: [۲۲۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں حافظ قرآن
ہوں امامت کرتا ہوں اور امامت سے دو سال پہلے میں نے پچیس ہزار روپے کسی شخص کو
بطور قرض دیئے، ایک سال کیلئے اس شرط پر کہ اس سے سود لینا ہے، مقتدیوں پر میرا راز
فاش ہو گیا، ایک سال میں ۶۱ ہزار روپیہ بشل سود میں نے لئے اور اصلی رقم جمع کی ہوئی رقم
سے دس ہزار روپیہ مقروض نے مجھے واپس کر دی ہے، اور میری ۱۵ ہزار کی رقم باقی ہے، تو
مقتدیوں نے اعتراض کیا تو میں نے توبہ کا اقرار کیا کہ توبہ کر لی اور آئندہ کا وعدہ کیا کبھی اس
طرح کا میں لین دین نہیں کرونگا، مقتدیوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن پھر وہ اعتراض کر رہے
ہیں کہ وہ حاصل شدہ سودی رقم چھ ہزار روپے مقروض کو واپس کرو میں وہ رقم واپس نہیں کرتا

اب مقتدی حضرات میرے بارے میں آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، اور چند آدمی خاموش ہیں، مگر میرے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی کہتے ہیں وہ سودی رقم واپس کروادیں اور میں نے امسال حج کا ارادہ کر لیا ہے، اور درخواست بھی دیدی ہے، براہ کرم مندرجہ ذیل عبارت کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب دیں۔

(۱) میرا ایک سال پہلے کی حاصل شدہ سودی رقم کو واپس نہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اس رقم کو واپس نہ کرنے کی حالت میں میری امامت جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اور اس رقم سے حج کرنا درست ہے یا نہیں؟

نوٹ: ان تینوں باتوں پر غور و فکر فرما کر صراحۃً مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: حافظ شمیم احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسلمان کیلئے سودی لین دین قطعاً ناجائز اور

حرام ہے، حدیث شریف میں اس پر سخت ترین وعید آئی ہے، اگر آپ نے سودی پیسہ حاصل کر لیا ہے، تو آپ کیلئے ضروری ہے کہ یا تو وہ پیسہ مالک کو واپس کریں یا اس کو اپنے قرض خواہ پر باقی رقم میں محسوب کر لیں اور اس سے صرف ۹ ہزار کی اصل رقم واپس لیں، اگر ان میں سے کسی بات پر آپ تیار نہ ہوں تو ایسی صورت میں مقتدیوں کا آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھنے پر اڑے رہنا صحیح ہے، اور آپ کیلئے سودی رقم سے حج کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور اگر اوپر لکھے گئے طریقہ پر آپ عمل کر لیں تو پھر آپ کی امامت اور اس پیسہ سے حج کرنا شرعاً جائز ہے۔

أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا. (سورة آل عمران: ۲۷۵)

عن جابر قال: لعن رسول الله ﷺ أكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه، وقال: هم سواء. (مسلم شریف، المساقاة، باب لعن أكل الربوا، ومؤكله، النسخة الهندية ۲/۲۷، بيت الأفكار رقم: ۱۵۹۸، ابو داؤد، البيوع، باب في أكل الربوا ومؤكله، النسخة الهندية ۲/۴۷۳، دار السلام رقم: ۳۳۳۳، مشکوٰۃ ۲/۴۴)

يجب عليه أن يردّه على مالكة إن وجد المالک وإلا ففي جميع الصور يجب عليه أن يتصدق بمثل تلك الأموال على الفقراء . (بذل المجهود، کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء، قديم مطبوعه ميرٹھ ۱/۳۷، دار البشائر الاسلاميه ۱/۳۵۹)

ويكره إمامة فاسق . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زكريا ۲/۲۹۸، كراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰)

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له . (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلمية بيروت ۵/۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸) فقط واللّه سبحانه وتعالى أعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۶/۱ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۲۴۲/۳۵)

مسلم فنڈ میں ملازمت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قرآن مسلم فنڈ میں ملازمت کرتے ہیں اور بازار میں روپے کی دوکانداروں سے وصولیابی کرتے ہیں، اور تنخواہ ہر ماہ مسلم فنڈ سے پاتے ہیں کیا ایسا حافظ قرآن امامت کر سکتا ہے، کسی قسم کی کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

المستفتی: حافظ ظریف احمد، مسلم
چودھریان، قصبہ: سیوہارہ، ضلع: بنجور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسلم فنڈ کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو سودی معاملات سے بچانا ہے، اگر مسلم فنڈ اپنے مقصد قیام کے مطابق کام کرتا ہے، تو اس کے تمام

ملازموں کی تنخواہ حلال ہے، اور مذکورہ حافظ قرآن کی ملازمت بھی جائز ہے، اس کے پیچھے نماز بھی بلا کراہت جائز ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح النواذرا/ ۱۵۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۳۲۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۶/۶ھ

لون پر سود لینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان ہے جس کا کاروبار گزارہ کے قابل ٹھیک ہی چل رہا ہے، لیکن اس کو مزید وسیع کرنے کے لئے حکومت وقت سے لون لینا چاہتا ہے، جو ظاہر ہے کہ قرض سودی ہوگا، آیا اس حالت میں وہ قرض سودی لے سکتا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ایسے شخص کے پیچھے جو کہ سودی قرض لے چکا ہے، اور وہ حکومت کا مقروض ہے، نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر ایسا شخص نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے پڑھ لیں یا علیحدہ پڑھیں، اس کے علاوہ اگر سودی قرض کے جواز کی کوئی صورت ہو تو تحریر فرمادیں۔

المستفتی: نسیم احمد اکبر پوری، کانٹھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کاروبار کو وسیع کرنے اور فروغ دینے کیلئے سود و لون پر قرض لینا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا۔

عن جابر رض قال: لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه،

وشاهديه، وقال: هم سواء. (مسلم شریف، باب لعن آكل الربوا ومؤكله،

النسخة الهندية ۲/۲۷، بیت الأفكار رقم: ۱۵۹۸)

عن علی قال: لعن رسول الله ﷺ صلی الله علیہ وسلم آكل الربوا،

ومؤكله، وشاهديه، وكاتبه. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۶/۲۶۹،

رقم: ۱۰۷۹۱، ۸/۳۱۴، رقم: ۱۵۳۴۳، مسند أحمد بن حنبل ۸۳/۱، رقم: ۶۳۵، ۸۷/۱،
رقم: ۶۶۰، ۱۰۷/۱، رقم: ۸۴۴، ۱۲۱/۱، رقم: ۹۸۱، ۵۰/۱، رقم: ۱۲۸۹، مسند
الدارمی، دارالمغنی ۳/۱۶۵۰، رقم: ۲۵۷۷)

ایسی حالت میں مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود جو شخص سود پر قرض لیتا ہے، وہ فاسق
ہے، جب تک توبہ کر کے باز نہ آجائے اس وقت تک اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

لوصلیٰ خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة ؛ لكن لا ینال کما
ینال خلف تقی ورع (إلیٰ قوله) ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیهية فإن
أمكن الصلوة خلف غیرهم فهو أفضل ، وإلا فالأقتداء أولى من الانفراد .
(البحر الرائق ، کتاب الصلوة ، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰ ، کوئٹہ ۱/۳۴۹)

البتہ علیحدہ پڑھنے سے اس کے پیچھے پڑھنا زیادہ اولیٰ ہوگا اور اگر لون پر قرض لے
چکا ہے اور فی الحال حکومت کا مقروض ہے! اور آئندہ کے لئے توبہ واستغفار کر لیا ہے، اب
فاسق نہیں رہے گا۔

قال رسول الله ﷺ : التائب من الذنب کمن لا ذنب له . (سنن ابن
ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبہ ، النسخة الهندیة ۱/۳۱۳ ، دارالسلام رقم: ۴۲۵ ،
شعب الإيمان للبيهقي ، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة ، دارالکتب العلمیہ
بیروت ۵/۴۳۶ ، رقم: ۷۱۷۸ ، مشکوٰۃ شریف ۱/۲۰۶)

اگر فی الحال مقروض ہے، کیونکہ توبہ کے بعد بھی لون نہ دینے کے لئے کوئی صورت باقی نہیں
ہے اسلئے جو آزمائش و تجربہ کر دینا سمجھا جائے گا؟

ونفس الأمر من السلطان عند غیر تهدید یکون إکراه الخ. (فتاویٰ عالمگیری،
کتاب الإکراه، الباب الأول زکریا، قدیم ۵/۳۵ ، جدید ۵/۴۳ ، فتاویٰ قاضی خان، کتاب
الإکراه زکریا ، جدید ۳/۳۵۶ ، وعلی هامش الهندیہ ۳/۴۸۳)

اور سود پر قرض لینے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کسی شخص کو بالکل فاقہ ہے اور بال بچے

بھوکے ہیں نہ اپنے پاس کوئی پیسہ ہے اور نہ ہی کوئی بلا سود کے قرض دیتا ہے، تو اپنی اور اپنے بال بچوں کی بھوک ختم کرنے کے لئے بقدر ضرورت سود پر قرض لیکر جان بچانے کی اجازت ہے، موجودہ زمانے میں اس طرح کی ضرورت دس پندرہ روپے سے پوری ہو جاتی ہے، اس سے زیادہ لینے میں لعنت کا مستحق ہوگا۔

الضرورات تبيح المحظورات ومن ثم جاز أكل الميتة عند
المخمصة وإساعة اللقمة بالخمير والتلفظ بكلمة الكفر (وقوله) ما أبيح
للضرورة يتقدر بقدرها الخ. (الأشباه قديم القاعدة الخامسة / ١٤٠)
يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح الخ. (الأشباه والنظائر قديم القاعدة
الخامسة / ١٤٩) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴۶ / ۱۲۳۶)

زانی کی امامت

سوال: [۲۲۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام جو زنا کر چکا ہے، جس کا کچھ اشخاص کو علم ہے، اور وہ اشخاص اس امام کی اس بد فعلی کی وجہ سے اس کے پیچھے کراہیت کے ساتھ یا بلا کراہیت سے نماز پڑھتے ہیں تو ان کی امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اس امام کی اس زنا کاری کی بد فعلی کو جن کو اس کی اس بد فعلی کا علم ہے دیگر مصلیوں کو بتلانا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: محبوب احمد بمعرفت مشتاق
احمد، دولت باغ، جھوکا نالہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نفس نماز صحیح ہوگی واجب الاعادہ نہیں ہے لیکن امام

اپنی بدکرداری کی وجہ سے شرعاً ناسق ہے نیز جو لوگ بدکرداری پر واقف ہونگی وجہ سے امام کی امامت سے ناراض ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اور ایسے امام کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ثلاثة لا يقبل الله لهم صلاة: إمام قوم وهم له كارهون. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۱/۴۴۹، رقم: ۱۲۲۷۵)

لو أم قوماً هم له كارهون، فهو على ثلاثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه..... يكره الخ. (مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/۱۶۴، دار الكتاب دیوبند جدید ۱/۳۰۱)

عند الحنفية الكراهة تحریمیة قال فی الدر المختار ولو أم قوماً وهم له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دار البشائر الإسلامیہ بیروت، جدید ۵/۴۷۵، مطبع میرٹھ قديم ۱/۳۳۱، شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/۵۹۹، زکریا ۲/۲۹۷ تا ۲۹۸، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئنه ۱/۲۴۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رجب الاول ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۱۷۹)

زانی امام کے پیچھے نماز

سوال: [۲۲۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی امام نے زنا کر لیا اور اس سے حمل ٹھہر گیا یا نہیں دونوں صورتوں میں امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور امام سے علیحدہ تہا پڑھنا بہتر ہے، یا امام کے پیچھے مع دلائل وحوالہ جات قرآن و حدیث کی

روشنی میں تحریر فرمائیں اور ثواب دارین کے مستحق ہوں۔

المستفتی: العارض: محمد محبوب عالم، بھاگلپور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے لیکن تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا اولیٰ ہے، اسلئے کہ جماعت کی اہمیت شریعت کی نظر میں زیادہ ہے لیکن اگر کسی متقی شخص کے پیچھے پڑھنا ممکن ہو تو متقی ہی کے پیچھے پڑھنا ضروری ہے۔

وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانِيَ، إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا. (بنی اسرائیل: ۳۲)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: إذا زنى العبد خرج منه الإيمان فكأن فوق رأسه كالظلة، فإذا خرج من ذلك العمل عاد إليه الإيمان.

(سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ماجاء لا یزنی الزانی وهو مو من، النسخة الهندية ۹۰/۲، دار السلام رقم: ۲۶۲۵)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب

الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة جدید دار الکتاب دیوبند/۳۰۳، قدیم/۱۲۵)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال

كما ينال خلف تقي ورع الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الإمامة

زکریا ۶۱۰/۱، کوئٹہ ۳۴۹/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳۶۰/۲)

لوٹی کی امامت کا حکم

سوال: [۲۲۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موضع

بلوچک دنگھ سرائے کے امام جناب عبداللہ مسجد کے اندر محمد سراج سے لواطت کراتے ہیں، اس نے بستی کے معزز حضرات سے کہا کہ میں ان کا شاگرد ہوں اس فعل کو نہ کرنے پر دھمکاتے ہیں، اور مجھ کو لالچ دیکر بہلاتے ہیں اس ناجائز فعل سے مجھے نجات دلائیں جو مسجد میں کرنا پڑتا ہے، امام عبداللہ کو اشارۃً منع کیا گیا کہ محمد سراج کو ہمراہ نہ رکھیں تو امام عبداللہ اس پر ارضی نہ ہوئے، امام عبداللہ کے مکان کے ہمراہ مسجد ہے اور سراج کا گھر بھی قریب ہے، بستی کے معزز حضرات اور نمازیوں نے اس بات کی چھان بین شروع کی تو کئی رات اپنی آنکھوں سے مسجد میں کرتے ہوئے فعل لواطت دیکھا بعدہ اس فعل کو کرتے ہوئے تصویر کھینچی گئی اور امام عبداللہ کے دو خط اپنے معشوق محمد سراج کے نام وہ بطور شہادت موجود ہیں، امام اس فعل شنیع سے توبہ کرتے ہیں اور نہ باز آ رہے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے اس مسجد میں نماز پڑھی جائے؟ اور ایسے امام کی شریعت میں کیا سزا ہے، جبکہ امام عبداللہ اور محمد سراج دونوں شادی شدہ ہیں، جواب سے جلد نوازیئے، میں آپ کا ممنون و مشکور ہوں گا۔

المستفتی: محمد سہیل، محمد پرویز اختر، سستی پور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال نامہ میں بیان کردہ واقعہ صحیح ہے، تو مذکورہ شخص شرعاً فاسق ہے وہ قابل امامت نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

أَيْنَكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ . (العنکبوت: ۲۹)

ولذا کرہ إمامة الفاسق وتحته في الطحطاوی کون الکراهة في

الفاسق تحريمه الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق

بالإمامة، دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۱، قدیم ۱۶۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

۱۴۱۲/۴/۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۲۳/۲۹)

بدفعی کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۲۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب عالم دین ہیں، لواطت کرتے ہیں، اور کرتے ہوئے پکڑے بھی گئے، دیگر گواہوں سے تحقیق ہوئی اور ثابت بھی ہو گیا پھر بھی وہ شخص کلمہ کی قسم کھاتا ہے، جبکہ معاملہ سچ ہے، تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالصمد، گونڈوی، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال مذکورہ میں اگر معاملہ واقعی سچ اور درست ہے تو پھر وہ عالم فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے اہل مسجد کو چاہئے، کہ اسکی جگہ کسی نیک صالح متبع شریعت امام کو مقرر کریں، اور ایسے شخص کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا بھی درست نہیں ہے بلکہ نیک صالح اور صاحب امانت کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا چاہئے، اور یہ جواب محض سوال کے پیش نظر ہے اگر اصل واقعہ اس کے خلاف ہو جیسا کہ مذکورہ امام اس کے انکار کیلئے کلمہ کی قسم کھانے کو بھی تیار ہے تو ایسی صورت میں امام مذکورہ نہ فاسق ہے اور نہ ہی اس کی امامت میں کراہت ہے، اور نہ ہی بلا وجہ اس کو امامت سے برطرف کرنا درست ہوگا۔

لو أم قوم وهم له كارهون ، فهو على ثلاثة أوجه: إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره ، وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة

، دارالکتاب دیوبند، جدید / ۳۰۱، قدیم / ۱۶۴)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سرکم أن تقبل صلواتکم

فلیؤمکم خیارکم فإنہم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم . (المعجم الکبیر، للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۳۲۸، حدیث: ۷۷۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۹ رجب الثانی ۱۴۲۲ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۸۰۲۲/۳۶)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۲۲/۴/۳۰ھ

لواطت کرنے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو شخص انعام بازی میں مبتلا ہو اور اب تک بہت لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کر چکا ہو اور فخریہ طور پر اس کو بیان کرتا ہو تو ایسے شخص کو امام بنانا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں؟

المستفتی: عبدالرحمن، محلہ چب ٹاڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص جو لوٹی ہو وہ فاسق اور عاصی ہے، فخریہ طور پر اس کو بیان کرنا اور زیادہ گناہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اس پر توبہ کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۲۲، احسن الفتاویٰ ۲/۲۶۰)

أَیْنُکُمْ لَتَأْتُونَ الرَّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّيْلَ . (العنکبوت: ۲۹)

کون الکراہۃ فی الفاسق تحریمیۃ . (طحطاوی، کتاب الصلاۃ، فصل فی

بیان الأحق بالإمامۃ، دارالکتاب دیوبند جدید/ ۳۰۱، قدیم/ ۱۶۵، ہندیہ، کتاب الصلاۃ،

الباب الخامس فی الإمامۃ، زکریا قدیم ۱/۸۵، جدید ۱/۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۵۲۹۹/۳۳)

الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۱۸/۵/۲۱ھ

بدفعلی کرنیوالے کی امامت

سوال: [۲۲۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنے پیچھے کے راستہ سے بدفعلی کراتا ہے، اور کئی بار دیکھا گیا ہے، اور وہ اپنے اس فعل سے باز نہیں آتا، اور نہ ہی اس برائی کو برائی سمجھتا ہے، اور غیر آدمی کا عضو تناسل منہ میں لیکر چوستا ہے، تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کو امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور جو نمازیں ایسے شخص کے پیچھے پڑھی گئی ہیں، ان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسے شخص کا ایمان برقرار ہے؟

المستفتی: نظیر احمد، قاری اکرام احمد رائٹر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر یہ محض الزام ہے تو سائل گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا اور اگر واقعہ ایسا ہی ہے جو سوال نامہ میں مذکور ہے تو اس طرح بہیمانہ حرکت کرنے والا فاسق و فاجر ہے وہ امامت کا اہل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، جو نمازیں پڑھی گئیں ہیں، ان کو لوٹانیکی ضرورت نہیں۔

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ: كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلوة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. الحديث (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الرجل يوم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۸/۱، دار السلام رقم: ۵۹۳، المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۷۱/۱۳، رقم: ۱۷۶، ۱۳۶/۱۴، رقم: ۱۴۷۵۹)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم/۱۶۵، دار الكتاب دیوبند جدید/۳۰۱، شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۵۵۹/۱، زکریا ۲۹۷/۲، ۲۹۸، حاشیة الطحطاوی،

علی الدر المختار کوئٹہ ۲۴۳/۱

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما
ينال خلف تقى ورع. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة کوئٹہ ۲۴۳/۱،
زکریا ۱/۱۰۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۲/۲۱ھ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲۲۲/۳۲)

مہتمم باللواطت کی امامت کا حکم

سوال: [۲۲۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکرنے اپنے
موافق لوگوں سے کہا کہ زید نے ایک لڑکے کے ساتھ لواطت کی ہے ان میں سے ایک نے
کہا کہ آپ نے زید کو دیکھا ہے، اگر واقعی دیکھا ہو تو مسجد میں جا کر قسم کھا لو، بکر مسجد میں
جانے سے گھبرایا، اور کہا کہ میں نے دیکھا تو نہیں ہے، لیکن سنا ہے، بکر کے موافق لوگ یہ
بھی کہہ رہے ہیں کہ زید کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، زید قاری ہے اور زید کا کہنا ہے کہ میں نے
کبھی بھی لڑکے کے ساتھ لواطت نہیں کی ہے، اب یہ فرمائیے کہ زید کے پیچھے نماز ہوگی
یا نہیں؟ اور یہ الزام ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالوحید، شیرکوٹہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ بکرنے زید پر جھوٹا
الزام لگایا ہے، لہذا بکر کو توبہ کر کے زید سے معافی مانگنی چاہئے، جب زید سے اس فعل شنیع کا
ارتکاب ثابت نہیں ہوا تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۸۸)
نیز الزام میں جو شریک ہیں سب کو توبہ کر لینی چاہئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ.

(الحجرات: ۱۲)

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: كفى بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع. (صحيح مسلم، مقدمه ۸/۱، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۲۰/۱۵، رقم: ۸۲۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۸/۲۳)

مسجد کا موقوفہ مکان اپنے نام کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی کے پاس وقف بورڈ (مسجد) کا مکان ہے اور وہ معلوم ہوتے ہوئے بھی رجسٹری کر لیتا ہے، مطلب خرید لیتا ہے، اور بعد میں وقف والے اسکو خالی کرانے کیلئے مقدمہ کرتے ہیں اور وہ شخص مقدمہ لڑ رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: امیر احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: وقف معلوم ہونے کے باوجود مسجد کا مکان اپنے نام رجسٹری کر لینا شرعاً غصب کے درجہ میں ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، جس کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے غیر کی زمین کو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا یا دیا تو روز قیامت ساتوں زمین اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈال دی جائیں گی۔

عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل، أن أروى خاصمته في بعض داره فقال: دعوها وإياها، فإني سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، يقول: من أخذ شبراً من الأرض بغير حقه، طوقه في سبع أرضين يوم القيامة. (صحيح مسلم، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، النسخة الهندية ۲/۲۳۳، بيت الأفكار رقم: ۱۶۱۰)

اس کو چاہئے کہ رجسٹری ختم کر کے مسجد کے متوفہ مکان سے اپنا قبضہ ہٹا کر اپنی بدکرداری سے باز آئے، اور توبہ واستغفار کر کے اپنے کو غضب خداوندی سے بچائے، اور یہ شخص جب توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے تو اس کے پیچھے بھی نماز بلا کراہت درست ہے۔

عن أبي عبيدة بن عبد الله، عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: **التائب من الذنب كمن لا ذنب له**. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة،

النسخة الهندية ۳۱۳/۱، دار السلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادة

القاذف جديد، دار الفكر ۱۵/۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۹۹۳)

غیر مسلم کی دوکان پر قبضہ کرنے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص کے پاس غیر مسلم کی دوکان ہے اور وہ اپنی ضرورت کے تحت دوکان خالی کرانا چاہتا ہے، یہاں تک کہ مقدمہ بازی بھی شروع ہو چکی ہے جبکہ اسی شخص کے پاس ایک دوکان اور بھی ہے، کیا ایسے شخص کو امام بنایا جاسکتا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے، اور خود اسکی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مفصل مدلل بیان فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

المستفتی: امیر احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غیر مسلم سے دوکان کرایہ پر لینا شرعاً جائز ہے،

اب دوکان کرایہ پر لیتے وقت اگر دونوں کے درمیان یہ طے ہو چکا تھا، کہ مالک جب چاہے

دوکان خالی کر سکتا ہے، تو اس معاہدہ کے پیش نظر اس شخص کو دوکان خالی کر دینی چاہئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ. (سورة المائدة: ۱)

اس کے برخلاف کراہیہ دار کا دوکان خالی نہ کر کے اس کے خلاف مقدمہ بازی کرنا شرعاً جائز نہیں، حضور اکرم ﷺ نے کسی کی جائیداد پر ناجائز طریقہ پر تسلط جمانے پر سخت وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناحق کسی کی ایک بالشت زمین بھی دبائے گا تو کل قیامت میں اس کے گلے میں زمین کے سات طوق ڈالے جائیں گے، حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن سعيد بن زيد عمر و بن نفيل ، أن رسول الله ﷺ قال من اقتطع شبراً من الأرض ظلماً طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين . (صحيح مسلم، باب تحريم الظلم ، وغصب الأرض ، النسخة الهندية ۲/ ۲۳۳، بيت الأفكار رقم: ۱۶۱۰)

اس شخص کو چاہئے کہ اپنا قبضہ ہٹا کر دوکان خالی کرے، اور بد عملی سے توبہ کرے جب یہ شخص اپنی بد عملی سے تائب ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله ﷺ : التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان ، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة ، دار الكتب العلمية بيروت ۵/ ۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸، السنن الكبرى للبيهقي ، كتاب الشهادات ، باب شهادة القاذف جديد دار الفكر ۱۵/ ۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲ھ/۱۵

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۹۹۳/۳۵)

پڑوس کی دیوار پر ناجائز قبضہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک پلاٹ دو آدمیوں کے درمیان مشترک تھا، تقسیم کے بعد ایک آدمی نے اپنے حصہ میں مکان بنایا جو

تقریباً ایک سو سال پرانا اور چھوٹی اینٹ کا بنا ہوا ہے، اسکے بعد دوسرے ساتھی نے کچھ سال کے بعد اپنا مکان بنایا جو بڑی اینٹ کا بنا ہوا ہے، مگر اسکے پڑوسی کی طرف جو دیوار تھی اس طرف اپنی دیوار نہ بنا کر پڑوسی کی دیوار سے ملا کر اپنی چھت کی کڑی رکھ لی، پھر اس کے چند سال بعد اپنے پڑوسی کی رضامندی سے پڑوسی کی دیوار میں اپنی الماری بنالی اب ایک زمانہ گزرنے کے بعد اسی دیوار پر بعد میں مکان بنانیوالا پڑوسی اپنا دو منزلہ مکان بنانا چاہتا ہے، اور اس دیوار کو مشترک بتاتا ہے، جبکہ یہ دیوار مشترک نہیں ہے، اب سوال یہ ہے کہ وہ پڑوسی کی دیوار کو جبراً پولیس وغیرہ کے ذریعہ ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے اگر قبضہ ہوگا تو اس قابض شخص کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟ تشفی بخش جواب دیکر مطمئن فرمائیں۔

المستفتی: شریف احمد، محلہ شیشگران، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر یہ شخص بالقصد اپنے پڑوسی کی دیوار کو پولیس وغیرہ کے ذریعہ سے قبضہ کرتا ہے، تو از روئے حدیث یہ ناجائز قبضہ ہوگا، اور مرتکب کبیرہ ہوگا، اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

عن سعید بن زید ابن عمرو بن نفیل ، أن أروى خاصمته في بعض داره، فقال: دعوها وإياها، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من أخذ شبراً من الأرض بغير حقه ، طوقه في سبع أرضين يوم القيامة . (صحيح مسلم ، المساقاة ، باب تحريم ، الظلم وغصب الأرض وغيرها ، النسخة الهندية ۲/ ۳۳ ، بيت الأفكار رقم: ۱۶۱۰)

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن ، وكانت بينه وبين أناس خصومة في أرض ، فدخل على عائشةؓ فذكر لها ذاك ، فقالت : يا أبا سلمة ، اجتنب الأرض ، فإن رسول الله ﷺ قال: من ظلم قيد شبراً من الأرض طوقه من سبع أرضين . (صحيح البخاري ، كتاب بدء الخلق ، باب

ماجاء فی سبع أرضین، النسخة الهندیه ۱/۴۵۳، رقم: ۳۰۱۹، ف: ۳۱۹۵، کتاب المظالم، باب إثم من ظلم شیئاً من الأرض، النسخة الهندیه ۱/۳۳۳، رقم: ۲۳۸۹، ف: ۲۴۵۳، صحیح مسلم، المساقاة، باب تحریم الظلم، وغصب الأرض وغیرها، النسخة الهندیه ۲/۳۳، بیت الأفكار رقم: (۱۶۱۲)

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً فلا يعظم لتقديمه للإمامة. (مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب الإمامة قديم ۱۶۵، دارالکتاب دیوبند ۱/۳۰۲)

أما كراهة الفاسق والمبتدع في إمامتها تعظيمهما، وقد أمرنا بإهانتهم. (شرح النقایه، کتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازیه دیوبند ۱/۸۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۴۹۲/۳۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/۲/۱۴۲۱ھ

غاصب و ظالم کی امامت

سوال: [۲۲۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہم تین بھائی ہیں، عقیل احمد، خلیل احمد، ندیم احمد ہمارے والد محترم کا سال گذشتہ انتقال ہو گیا ہمارے والد کا ایک مکان ہے، جو ہمارے والد صاحب نے مسجد کے امام صاحب کو کرایہ پر رہنے کیلئے دیا تھا اور وصال سے ایک سال قبل ہمارے والد نے ان کو (یعنی امام صاحب کو) گھر خالی کرنے کے لئے کہا تھا اور اسی سال وہ مکان ہمارے والد صاحب نے ہمارے بڑے بھائی عقیل احمد کے نام کر دیا تھا، اپنی حیات ہی میں اور ہمارے والد کا ۲۰۱۰ء میں وصال ہو گیا لیکن ابھی تک امام صاحب نے نہ مکان خالی کیا اور نہ ہی کئی سال سے کرایہ دیا، ہماری ضرورت کے تحت ہم نے امام صاحب سے تقاضہ کیا کہ آپ ہمیں مکان خالی کر کے دیدیں

تو امام صاحب نے کہا تھا کہ حج سے واپسی پر خالی کر دوں گا، آج ڈیڑھ سال ہو رہا ہے، وہ مکان خالی کر کے نہیں دے رہے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے امام صاحب کے پیچھے مقتدیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟ امام صاحب کے ان حالات سے تمام مصلیان واقف ہیں۔

المستفتی: خلیل احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مکان خالی نہ کرنا اور نہ کرایہ ادا کرنا یہ ظلم و غصب ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے لہذا ایسے امام کے پیچھے جب تک وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کرے اور مکان خالی کر کے جو کرایہ رہ گیا ہے وہ ادا نہ کرے نماز مکروہ ہوگی۔

عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، أن رسول الله ﷺ قال: من اقتطع شبراً من الأرض ظلماً، طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح مسلم، المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، النسخة الهندية ۳۳/۲، بيت الأفكار رقم: ۱۶۱۰)

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: مطل الغني ظلم، وإذا اتبع أحدكم على مليئ فليتبع. (صحيح مسلم، المساقاة، باب تحريمه مطل الغني، النسخة الهندية ۱۸/۲، بيت الأفكار رقم: ۱۵۶۴)

الظلم وضع الشيء في غير محله وفي الشرع عبارة عن التعدى عن الحق إلى الباطل وهو الجور قيل هو التصرف في ملك الغير ومجاوزة الحد قاله السيد. (قواعد الفقه اشرفی دیوبند/۳۶۸)

ویکروہ تقدیم الفاسق کراهة تحریم. (صغیری مطبوعه مجتبائی دہلی/۲۶۴)
ویکروہ إمامة عبد..... وأعرابی..... وفاسق قوله وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر

والزانی و آکل الربا ونحو ذلک .. وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا . (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة زکریا ۲/۹۹ ، کراچی ۱/۵۹۹ ، شرح النقایہ ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة مکتبہ اعزازیہ دیوبند ۸۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۳/۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۶۳۴/۳۹)

شراب پینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قرآن لڑکا امسال ایک مسجد میں تراویح میں قرآن پاک سنارہا ہے، اور اس کا والد بھی حافظ قرآن ہے اور بحیثیت سامع کے لڑکے کا قرآن پاک سن رہا ہے، اور لڑکے کا والد شراب پیتا ہے، اچانک لڑکے کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو کیا لڑکے کا والد اس کی جگہ تراویح میں قرآن پاک سناسکتا ہے، یا نہیں؟ جبکہ وہ شرابی ہے اور مسجد کے امام صاحب کو تمام حالات کا علم ہے، اور اسکے باوجود بھی امام صاحب نے اجازت تراویح پڑھانے کی دی ہے، اور اس لڑکے کے والد کے پیچھے مسجد کے امام صاحب نماز تراویح کے اندر قرآن سن رہے ہیں نیز شرعی داڑھی بھی نہیں ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد نسیم، محلہ بازار مقبرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شراب پینے والے اور داڑھی کٹانے اور کتروانے والے شرعاً فاسق معین ہیں، اور داڑھی ایک مشیت سے کم کرنا بلا اتفاق حرام اور فسق ہے، لہذا ایسے شخص کو تراویح کا امام بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ الْقَبْضَةُ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمَخْنَثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يَبَحْهُ أَحَدٌ الْخ. (درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم، وما لا یفسد، مطلب فی الأخذ من اللحیة زکریا ۳/۳۹۸، کراچی ۲/۴۱۸، مصری ۲/۱۵۵) ویکرہ امامہ عبد واعرابی و فاسق و اعمی و تحتہ فاسق من الفسق و هو الخروج عن الاستقامة و لعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی و آکل الربوا و نحو ذلك. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸، ہدایہ، کتاب الصلاة،

باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲)

لہذا اگر مسجد کی مجلس منظمہ ایسے شخص کو تراویح پڑھانے کیلئے امام بنائے، تو ایسی مجلس منظمہ کو معزول کر کے دوسری با شرع مجلس منظمہ مقرر کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۵۱۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۸۵/۳۹)

سالن میں خنزیر کا گوشت ملانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن اور پابند صوم و صلاۃ ہے، زید کا کاروبار ہوٹل ہے جس میں عوام کا کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے، زید ہوٹل کے کھانوں میں مثلاً سالن گوشت کباب وغیرہ میں ملاوٹ کرتا ہے، جو شرعاً وقانوناً جرم ہے، ہوٹل میں کھانا کھانے کے بعد یا قبل اکثر گراہک کھلم کھلا شراب نوشی کرتے ہیں اور شراب نوشی کیلئے گلاس وغیرہ ہوٹل مالک ہی فراہم کرتا ہے، ہوٹل مالک مسجد کے متولی ہیں، او رگاہ بگاہ نماز کی امامت بھی کرتے ہیں کیا مندرجہ بالا صورت میں زید کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے، کیا زید کی امامت شرعاً جائز ہے؟

المستفتی: محمد عارف قاسمی، بخارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر گوشت کباب وغیرہ میں ملاوٹ سے مراد خنزیر کا گوشت ہے تو زید کا یہ فعل ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

ویکمرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى وتحتہ قال ابن عابدين رحمه الله تعالى 'فاسق' من الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر ، والزاني ، وآكل الربا ونحو ذلك . (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸، ہدایہ ، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲، مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤکدة ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۶۳)

مسلمانوں کو اس کے ہوٹل سے کھانا وغیرہ کھانا جائز نہ ہوگا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَلْمِیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ. (سورة المائدة : ۳)

أما الخنزیر فشعره وعظمه وجميع أجزائه نجسة الخ. (البحر الرائق، کتاب الطهارة زکریا ۱/۱۹۱، کوئٹہ ۱/۱۰۷، شامی، کتاب الطهارة ، باب المیاء ، مطلب فی حکم الدباغة زکریا ۱/۳۵۷، کراچی ۱/۲۰۴)

نیز شراب نوشی کے لئے گلاس وغیرہ کافراہم کرنا جائز نہیں ہے، ہوٹل مالک کو اس فعل سے توبہ کر کے باز آ جانا لازم ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیہ ہے، لہذا اگر ہوٹل مالک توبہ کر کے اس فعل سے باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

وَتَعَا وَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (سورة المائد: ۲)
ابن عمر یقول: قال رسول الله ﷺ: لعن الله الخمر وشاربها، وساقیها، وبائعها ومبتاعها، وعاصرها، ومعتصرها، وحاملها، والمحمولة إلیه. (سنن أبي داود ، باب العنب یعصر للخمر ، النسخة الهندیة ۲/۶۱۱، دارالسلام

رقم: ۳۶۷۴، مسند البزار، مکتبہ العلوم والحکم ۳۹/۵، رقم: ۱۶۰۱، المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۳۳/۱۲، رقم: ۱۲۹۷۶ (فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۱۱۱)

جاندار کی تصویر بنانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دینی امور کا پیشوا یا امام اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے کپڑے یا کسی بھی چیز میں جاندار کی تصویر بناتا ہے، یا بنواتا ہے، تو شریعت مطہرہ کے اعتبار سے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور مذکورہ حالت میں اب تک جو نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اور کسی بھی چیز میں جاندار کی تصویر بنانا کیسا ہے؟

المستفتی: مرغوب احمد مظاہری، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جاندار کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

عن عبد الله بن مسعود قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: أشد

الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخارى، كتاب اللباس،

باب عذاب المصورين يوم القيامة، النسخة الهنديه ۲/ ۸۸۰، رقم: ۵۷۱۷، ف: ۵۹۵۰،

صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، النسخة الهندية

۲/ ۲۰۱، بيت الأفكار رقم: ۲۱۰۹، مشكوة شريف ۲/ ۳۸۵)

اس سے کہا جائے کہ تصویر کشی کا کام نہ کرے، اگر باز آ جائے تو نماز مکروہ نہ ہوگی اور

اگر باز نہ آئے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور اب تک جو نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ سب

کراہت کے ساتھ ادا ہو گئی ہیں لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

لوصلی خلف فاسق أو مبتدع ، ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال
خلف تقي ، ورع. (البحر الرائق ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة ، کوئٹہ ۱/۳۴۹ ، زکریا ۱/۶۱۰)
كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (حاشية الطحطاوى ، كتاب
الصلوة ، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/۱۶۵ ، جديد دارالكتاب دیوبند/۳۰۱)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۶۲۰)

ہاتھ پر ٹیٹو (تصویر) بنوانے والے کی امامت، اذان و اقامت

سوال: [۲۲۲۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ماقولکم
رحمکم اللہ تعالیٰ فی هذه المسئلة : لو كان علی کتف الرجل أو ظهر الکف
أو المعاصم الوشم بمثل تماثيل الحيوانات فهل یصح ، أذانه وإقامته وإمامته أو
لا؟ كما تفعل نساء هنود الهند خاصة علی معاصم أیدیہن؟

المستفتی: سہیل احمد المظاہری ، ص ب.: ۸۰۳۱،

الدوحة دولة قطر ، الخلیج العربی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: الوشم وهو غرز إبرة أو مسلة
ونحوهما فی ظهر الکف والمعاصم وغير ذلك من البدن حتی یسبیل
الدم ثم یحشی ذلك الموضع بکحل أو نورة أو نیلة هو حرام علی
الفاعل والمفعول بها باختیارها وإمامة ذی الوشم واقتدائه وأذانه
تصح مع کراهة التحريم عند الحنفية وعند البعض من الأئمة الهداة
لا یصح اقتدائه لحديث البخاری عن أبي هريرة قال: قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم العین حق ونہی عن الوشم. (البخاری ۲/۸۷۹)
 وعن ابن عمرؓ قال: لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الواصلة
 والمستوصلة والواشمة والمستوشمة الخ. (الجامع الصحيح
 للبخاری ۲/۸۸۰، کتاب اللباس، باب المستوشمة رقم: ۵۷۱۴، ف: ۵۹۴۷، وشرحه
 عمدة القاری، دار احیاء التراث العربی ۱۹/۲۲۵، زکریا ۱/۱۲۱، وھامشہ ۲/۷۲۵،
 ۲/۸۸۹، وسنن أبی داؤد، کتاب الرجل، باب صلة الشعر قديم ۲/۲۰۵، جدید/۵۷۴،
 وشرحه بذل المجھود، سھارن پور، قديم ۵/۴۵، دار البشائر الإسلامیہ، مشکوٰۃ
 المصابیح ۲/۳۷۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۹۱/۲۳)

بیڑی سگریٹ پینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیڑی سگریٹ
 تمباکو کھانے والے شخص کی امامت کیسی ہے؟ جبکہ امام صاحب بیڑی پی کر متصل ہی نماز کے
 وقت کھلی کر کے مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں منہ میں بدبو موجود رہتی ہے، امامت درست ہے یا
 نہیں؟ یا مکروہ ہے کون سا مکروہ ہے؟

المستفتی: محمد راغب نیپالی،

مقیم حال امر وہ، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیڑی سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی بدبو منہ میں رہتے
 ہوئے مسجد میں داخل ہونا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے، اور اس حالت میں نماز پڑھنا بھی مکروہ
 تحریمی اور ممنوع ہے، اسلئے ایسی حالت میں نہ مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور نہ امامت کیلئے

مصلیٰ پر کھڑا ہونا جائز ہے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۱۳۵/۹، جدید زکریا ۱۳۷/۹، زکریا مطول ۳/۲۴۹ محمودیہ قدیم ۱۲/۴۱۷، جدید ڈابھیل ۶/۸۳)

عطاء قال: سمعت جابر بن عبد الله، قال: قال النبي ﷺ: من أكل من هذه الشجرة، يريد الثوم، فلا يغشانا في مساجدنا قلت: ما يعني به؟ قال: ما أراه يعني إلا نيئه، وقال مخلص بن يزيد: عن ابن جريج إلا نتنه. (صحيح البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم الني والبصل والكراث، النسخة الهندية ۱/۱۱۸، رقم: ۸۴۶، ف: ۸۵۴)

عن جابر بن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من أكل من هذه البقلة، الثوم، وقال مرة: من أكل البصل والثوم والكراث فلا يقربن مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم. (صحيح مسلم المساجد، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها، النسخة الهندية ۱/۲۰۹، بيت الأفكار رقم: ۵۶۴)

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه قال أول مرة الثوم ثم قال الثوم والبصل والكراث فلا يقربنا في مساجدنا. (ترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في كراهة أكل الثوم والبصل، النسخة الهندية ۲/۳، دار السلام رقم: ۱۸۰۶، مشكوة المصابيح ۳۶۵)

ويكره لمن أراد حضور الجماعة ويلحق به كل ماله رائحة كريهة. (مرقاة، قديم ۴/۳۷۲، بيروت ملتان ۸/۱۹۵)

قال العلماء: ويلحق بالثوم كل ماله رائحة كريهة من المأكولات وغيرها. (شرح الطيبي، كتاب الصلوة، باب المساجد کراچی ۲/۲۳۳، تحت رقم الحديث ۷۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۶/۱۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶۰/۷۸۰۷)

تمباکونوشی اور کفریہ کلمات کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تمباکونوشی کرنے والے امام کے پیچھے جو کفریہ کلام کرے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ایچ نعمان، نیو
ڈیلکس و ایچ سروس، لوئی روڈ کٹرگل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تمباکو پینے والا امام اگر اپنا منہ صاف کر لے اور بدبو ختم ہو جائے تو اسکے پیچھے نماز جائز ہے، بلا کراہت درست ہے، لیکن کفریہ کلمہ زبان پر جاری کرنے والے کے پیچھے توبہ کر کے باز آ جانے سے پہلے نماز جائز نہیں۔

ثم صاحب الهوى ، إن كان هو اء يكفر لا يجوز الصلاة خلفه وإن كان لا يكفر ه يجوز ويكره . (شرح النقاية ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة اعزاز اية ديوبند ۸۶/۱)

حاصل الجواب فيه أن كل من كان من أهل قبلتنا ، ولم يغفل في هواه ، حتى لا يحكم بكونه كافراً ولا بكونه ماجناً بتأويل فاسد ، تجوز الصلاة خلفه ، وإن كان أهواء يكفر لا تجوز . (المحيط البرهاني ، كتاب الصلاة ، الفصل السادس أحكام الإمامة والاقتداء المجلس العلمي ۱۷۸/۲ ، رقم: ۱۵۱۲) فقط والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح:
سیدنا امجد علی غفرلہ
۲/رجب ۱۴۰۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/رجب ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۳۱۰/۲۴)

گٹکا کھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ۲۳ سال

سے امام ہوں، اس دوران آٹھ ماہ گٹکا کھایا ہے، اب میں نے گٹکا کھانا چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ بھی نہ کھانے کا عزم کر چکا ہوں، تو کیا میرے گٹکا کھانے کی وجہ سے ان آٹھ ماہ کی نمازیں متاثر ہوئی ہیں، نمازیں ادا ہوئیں یا نہیں اور اب گٹکا نہ کھانے کا عہد کر لیا ہے، تو نماز کے بارے میں اور امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتی: محمد اسعد، امام مسجد،

ہری چک، اصالت پورہ، شہر مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر گٹکے سے بیڑی سگریٹ اور کچا پیاز لہسن کی طرح بد بو ظاہر نہیں ہوتی ہے، اور اڑوس پڑوس کے لوگوں کو اس میں بد بو نہ ہونے کی وجہ سے اذیت نہیں ہوتی ہے، تو ایسا گٹکا کھانا جائز اور مباح ہے، اگر امام صاحب نے آٹھ مہینہ تک ایسا گٹکا کھایا ہے تو ان کی امامت میں کسی قسم کی خرابی اور کراہت نہیں آئی ہے، نیز اگر بد بو دار گٹکا کھایا ہے، اور مسجد میں منہ صاف کر کے داخل ہوتے رہے ہیں تب بھی کسی قسم کی کراہت اور خرابی لازم نہیں آئے گی، اور امام صاحب کی امامت بہر صورت جائز اور درست رہی ہے، اور جن آٹھ مہینہ میں گٹکا استعمال کیا گیا ہے، ان مہینوں کی نماز بھی بلا کراہت جائز اور درست ہو چکی ہے، اور چونکہ گٹکا کھانا معاشرہ میں ایک گھٹیا اور خسیس عمل شمار کیا جاتا ہے، اسلئے ائمہ حضرات کو اس عمل سے گریز کرنا چاہئے، اور سوالنامہ میں صاف لکھا ہوا ہے، کہ امام صاحب نے اب گٹکا کھانا چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ نہ کھانے کا عزم کر چکے ہیں ایسی صورت میں ان کی امامت میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئے گی، بلا تردد جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۸۵، قدیم ۱۰/۴۰)

یفہم منه حکم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالسنن، وتحتہ فی الشامیہ: وهو الإباحة علی المختار أو التوقف. (شامی، کتاب الأشریہ زکریا ۱۰/۴۱، کراچی ۶/۴۶۰)

فی الأشباه : فی قاعدة الأصل الإباحة، أو التوقف، ويظهر أثره فيما أشكل حاله كالحيوان المشكل أمره والنبات المجهول بسيمته قلت فيفهم منه حكم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالتين فتنبه . (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، دارالکتاب دیوبند ۱/۵۶۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/شوال ۱۴۳۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۸۱۰۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۱۰/۱۴۳۱ھ

متکبر کی امامت

سوال: [۲۲۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اس امام کے پیچھے جو تکبر اور گھمنڈ کرتا ہے، اور سلام نہیں کرتا ہے، نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ بھی واضح فرمائیں سلام نہ کرنے سے ضروری ہے کہ وہ تکبر کرتا ہے؟

المستفتی: العارض: محمد نذیر، مراد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تکبر اور گھمنڈ کا تعلق دل سے ہے یعنی دوسروں کو حقیر سمجھنا اور اپنے کو برتر سمجھنا اور کبھی کبھی عمل اور قول و فعل سے بھی تکبر ظاہر ہوتا ہے، اگر اس کے قول و عمل سے تکبر ظاہر ہوتا ہے، یعنی دوسروں کو حقیر اور اپنے کو دوسروں سے برتر سمجھنا اس کے قول و عمل سے صاف ظاہر ہوتا ہو تب متکبر کہا جاسکتا ہے، ورنہ بلا کسی دلیل کے کسی کو متکبر اور گھمنڈی سمجھنا جائز نہیں اور سلام نہ کرنا تکبر کی دلیل نہیں ہے، بسا اوقات آدمی غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے سلام کا اہتمام نہیں کر پاتا اس کو تکبر کی دلیل بنانا غلط ہے، ہاں البتہ اگر سلام کرنے والے کو بالقصد سلام کا جواب نہیں دیتا ہے تو یہ کبر کی علامت سمجھی جاسکتی ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رض عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا يدخل الجنة من

كان في قلبه، مثقال ذرة من كبر، قال رجل: إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسناً ونعله حسنةً، قال: إن الله جميل يحب الجمال، الكبر بطر الحق، وغمط الناس. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانہ، النسخة الهندية ۱/۶۵، بيت الأفكار رقم: ۹۱)

عن عبد الله، عن النبي ﷺ قال: لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر، ولا يدخل النار من كان في قلبه مثقال ذرة من إيمان، قال: فقال له رجل: إنه يعجبني أن يكون ثوبي حسناً ونعلي حسنة، قال: إن الله يحب الجمال، ولكن الكبر من بطر الحق وغمص الناس. (ترمذی شریف، باب ماجاء في الكبر، النسخة الهندية ۲/۲۰، دار السلام رقم: ۱۹۹۹، صحيح ابن حبان، دار الفكر ۵/جزء ۷/۳۰۰، رقم: ۵۴۷۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶ھ/۷/۱۲

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/رجب ۱۴۲۶ھ
(الف توئی نمبر: ۸۸۹۴/۳۸)

قتل کے ملزم کی امامت

سوال: [۲۲۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص پر قتل کا الزام ہو تو ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر قتل کا الزام محض بہتان ہے، تو بلاشبہ امامت درست ہے، اور اگر قتل کا الزام فی الحقیقت صحیح ہے تو تا وقتیکہ اولیاء مقتول معاف نہ کریں امامت جائز نہیں ہے۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبَعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَّ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ.

(سورة البقرہ: ۱۷۸)

قال فی تبیین المحارم : وأعلم أن توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على إرضاء أولياء المقتول . (شامی ، کتاب الجنایات ، فصل فیما یوجب القود ومالا یوجبہ مصری ۵/ ۲۸۴ ، کراچی ۶/ ۵۴۹ ، زکریا ۱۰/ ۱۹۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۸۶/۲)

قاتل کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۲۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو فریق آپس میں زمین کے اوپر لڑائی کرتے ہیں، جن کی وجہ سے ایک فریق کی طرف سے دو آدمی مر چکے اور دوسرے فریق کے آدمی کو سزا ہو گئی ہے، لہذا اس کے سزا پانے کے بعد ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مقتولین کے ورثاء کی مرضی سے قاتلوں کو سزا ملی ہے، اور سزا پانے کے بعد قاتلوں نے توبہ بھی کر لی ہے، تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہو جائیگی، اور اگر مذکورہ سزا کو مقتولین کے اولیاء کافی نہیں سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس سزا پر رضا مند ہیں تو ایسی صورت میں اس وقت تک قاتلوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، جب تک کہ مقتولین کے ورثاء کو معافی وغیرہ کے ذریعہ سے راضی نہ کر لیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ، الْحُرُّ بِالْحُرِّ، وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ، وَالْأَنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ، فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبَاعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٍ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ. (البقرہ: ۱۷۸)

لا تصح توبۃ القاتل حتی یسلم نفسه للقود قال فی تبیین المحارم وأعلم أن توبۃ القاتل لا تكون بالاستغفار، والندامة فقط بل یتوقف علی إرضاء أولیاء المقتول فإن کان القتل عمداً لا بد أن یمکنهم من القصاص منه، فإن شاءوا قتلوه وإن شاءوا عفوا عنه مجانا، فإن عفوا عنه كفته التوبۃ. (شامی، كتاب الجنایات، قبیل القود فیما دون النفس زکریا ۱۰/۱۹۵، کراچی ۶/۵۴)

ویکمره إمامة عبد وفاسق (وفی الشامیة) أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴ھ/۲/۱۸

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(الف توئی نمبر: ۲۹/۳۴۱۸)

قاتل کی امامت

سوال [۲۲۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جس آدمی نے قتل کیا ہو کیا وہ امامت کر سکتا ہے؟

المستفتی: نبی احمد، نعمت پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: قتل و خوں ریزی کرنا بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے، اس کا مرتکب فاسق ہے صالح اور دیندار امام میسر ہونے کی صورت میں ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا وہاں والوں پر ضروری ہے کہ کسی صالح اور دیندار شخص کو امام بنائیں۔

الكبيرة فروى ابن عمر أنها تسعة : الشرك بالله وقتل النفس ، (إلى

قوله) إن مرتكب الكبيرة فاسق . (شرح عقائد نسفی / ۱۰۶ تا ۱۰۹)

إن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم . (منحة الخالق على

البحر ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، زكريا ۱/۶۱۰ ، كوئٹہ ۱/۳۴۹ ، كبرى شرح منية

المصلی ، كتاب الصلاة ، فصل فى الإمامة اشرفیه / ۵۱۳ ، مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة ، باب

الإمامة ، دار الكتاب دیوبند / ۳۰۱ ، قدیم ۱۶۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۶/۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۷۵)

قاتل کی امامت

سوال: [۲۲۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک طالب علم جس نے پانچ سال قبل قرآن کریم حفظ کر لیا تھا دوبار قرآن کریم رمضان المبارک میں سنایا اس نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جس کی نوعیت یہ تھی کہ طالب علم کے بڑے بھائی کی بیوی شادی سے قبل مقتول سے تعلق رکھتی تھی یہ سلسلہ شادی کے بعد بھی رہا مقتول کا پلان لڑکی کے بھائی کو مارنے کا تھا، مقتول کو مارنے کا پلان دوسری جانب بھی ہوا ایک روز چار پانچ آدمیوں نے انہیں کے برادری کے ایک مسجد میں بیٹھ کر مقتول کو بلایا، لیکن اس کے والد آئے ان لوگوں نے ان کو زد و کوب کیا اور پھر مقتول کو بلایا وہ جب مسجد میں داخل ہوا تو اس کو بھی پکڑ کر مارنا چاہا لیکن وہ چھٹ کر بھاگا بھاگتے وقت اس کی انٹی سے ایک چھری نیچے گری یہ چھری طالب علم نے اٹھائی اور اس کا تعاقب کیا کچھ دور چلنے کے بعد اسے پکڑ لیا، اور اس کے پیٹ میں چھری مار کر آ رہا پار نکال دی اس کے باوجود یہ لڑکا اب بھی کلام پاک سنانا چاہتا ہے، اس کے علاوہ بھی

دوسرے حافظ موجود ہیں کیا اس سے قرآن سن سکتے ہیں۔

المستفتی: محمد اصغر، دوکاندار، محلہ کھوراڑا شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: قتل کرنا بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے، جس پر قرآن وحدیث میں سخت ترین وعید آئی ہے اس کا مرتکب فاسق ہے اور دیندار باشرع نیک صالح شخص میسر ہونے کی صورت میں ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا اگر اس کے مقابلہ میں نیک صالح باشرع شخص موجود ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ ۖ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَعَصِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا مُهِينًا. (النساء: ۹۳)

عن الأحنف بن قيس، قال: ذهبت لأنصر هذا الرجل، فلقيني أبو بكر، فقال أين تريد قلت أنصر هذا الرجل، قال: إرجع فإنني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إذا التقى المسلمان بسيفهما، فالقاتل والمقتول في النار، فقلت: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم! هذا القاتل فما بال المقتول؟ قال: إنه كان حريصاً على قتل صاحبه. (بخاری الإیمان، باب المعاصی من أمر الجاهلیہ، النسخة الهندیہ ۱/۹، رقم: ۳۱)

روی ابن عمر أنها (أى الكبيرة) تسعة: الشرك بالله وقتل النفس إلى قوله ان يرتكب الكبيرة فاسق. (شرح عقائد ۱۰۶ تا ۱۰۹)

أن الكراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (کبیری کتاب الصلاة، باب الامامة اشرفیہ ۱۳/۵۱، منحة الخالق علی البحر، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۹۹، مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند/۳۰۱، قدیم ۱۶۵، شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی

۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/رجب ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۳۲۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۷/۱۴۲۲ھ

چغل خور اور غیبت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کے دل میں مقتدیوں کی طرف سے حسد و بغض و کینہ بھر پور بھرا ہوا ہو اور چغلی کی عادت امام صاحب کے اندر بھر پور ہو مقتدیوں کو اس بات کا علم ہے کہ امام صاحب کے ایسے عمل ہیں تو کیا ان مقتدیوں کی نماز ایسے حالات میں ان کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتی: خلیل احمد، رتو پورہ، ٹھاکر دوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بغض و عناد امام کے دل میں ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے بندہ دلوں کی باتوں کا مکلف نہیں ہوتا اسلئے ایسی صورت میں امام صاحب پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے البتہ زبان سے دوسروں کی غیبت و چغل خوری کرتا ہے تو دوسرا آدمی اگر امامت کے لائق موجود ہو تو چغلی کرنے والے کو ہرگز امام نہ بنایا جائے، بلکہ دوسرے باصلاحیت نیک شخص کو امام بنادیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۷۰، ۸۳/۷، جدید ڈابھیل ۶/۱۷۲، ۱۰۳)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى وتحتہ "قوله فاسق" من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی، وأكل الربوا، ونحو ذلك. (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة، کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸)

و تجوز إمامة الأعرابي، والأعمى، والعبد وولد الزنا، والفاسق، كذا في الخلاصة إلا أنها تكره كذا في المتنون . (ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من يصلح اماما لغيره، زکریا قدیم ۸۵/۱، جدید ۱۴۳/۱) ویکرہ أن يكون الإمام فاسقا ویکرہ للرجال أن يصلو خلفه. (تاتارخانیہ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس فی بیان من هو أحق بالإمامة زکریا ۲/۲۵۰، رقم: ۲۳۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ شوال ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۴۶/۲۴)

اغلام بازو چغل خور کی امامت

سوال: [۲۲۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا اغلام باز و چغل خور کا امامت کرنا صحیح ہے، مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں مقتدی حضرات کی نماز میں کوئی نقص آئے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عالم قاسمی،
ناظم مجلس دعوة الحق، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ولذا کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين الخ. (مراقی الفلاح،

کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم/ ۱۶۵، دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۱، ومثله

شرح النقایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازیہ دیوبند ۸۶/۱، شرح وقایہ، کتاب

الصلاة، فصل فی الجماعة اشرفی ۱/ ۱۵۲، قدوری، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة

امدادیہ/۲۹ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/۱۱/۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۲/۲۳۷۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۱۱/۱۴۲۰ھ

غیبت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر کے اندر غیبت کرنے کی عادت ہے، اور غیبت بھی ایسی کہ لوگوں میں جھگڑا ہو جاتا ہے، تو عمر کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور عمر کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ حضرت مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ دونوں سوالات کا مفصل جواب دیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی: عبدالواحد عفی عنہ، محلہ کھوراڑھ، شیرکوٹہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو غیبت کا عادی ہے اور لوگوں میں غیبت کر کے تفریق کراتا ہے، تو بہ کر کے باز آنے تک فاسق ہے اور اس وقت تک اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

وَلَا يَغْتَبُ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ. (الحجرات: ۱۲)

إِعلم أن الغيبة حرام بنص الكتاب العزيز وشبه المغتاب بأكُل لحم أخيه ميتاً إذ هو أقبح من الأجنبية ومن الحي، فكما يحرم لحمه يحرم عرضه الخ. (شامی، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، کراچی ۶/۴۰۸، زکریا ۹/۵۸۵، ۵۸۶، مطبوعہ کوئٹہ ۵/۲۸۹)

ویکروہ تقدیم فاسق کراہۃ تحریم الخ. (صغیری ۱۶۲/۱، وھکذا فی

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ دارالکتاب

دیوبند/۳۰۱، قدیم/۱۶۵)

اگر توبہ کر کے باز آجائے تو پھر مکروہ نہیں ہوگی۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب

له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية / ۳۱۳، دار السلام

رقم: ۴۵۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۸/۲۳)

قاطع تعلق کی امامت

سوال: [۲۲۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کے گھر والے اس سے ناراض ہوں بھائی بہنوں کے حق دباتا ہو لوگوں کی عزت سے کھیلتا ہو اور اولاد کو گھر سے نکال دیا ہو اپنے خاندان والوں سے بھی بول چال نہ ہو اور اس کے گھر خلاف شرع امور یعنی ٹیب ریکارڈ بجائے جاتے ہوں پڑوسیوں پر جھوٹا الزام لگاتا ہو ایسے شخص کو عید کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ بیان فرمائیں۔

المستفتی: منجانب آزاد کمیٹی، قصبہ ڈھکیہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شخص مذکورہ میں جو قبائح بیان کئے ہیں ان سے یا تو حقوق العباد یا حقوق اللہ ضائع کرنا لازم آتا ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ویکرہ تقدیم العبد والأعرابی والفسق الخ. (ہدایہ اول اشرفی، باب

الإمامة / ۱۰۱، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب الإمامة،

دارالکتاب دیوبند / ۳۰۱، شرح نقایہ، کتاب الصلاة، فصل فی القراءة، اعزازیہ
دیوبند/ ۸۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۵۴۹/۲۵)

کاذب کی امامت

سوال: [۲۲۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص حاجی ہے اور دین کے معاملہ میں جانکاری بھی رکھتا ہے اور محلہ کا امام بھی ہے، لیکن یہ شخص کذب بیانی میں بہت ماہر ہے، جس کو پورے قصبہ کے لوگ جانتے ہیں، کہ یہ چیز فلاں کی ہے اس پر پنچایت بھی ہوئی اس نے اقرار بھی کر لیا پھر یہ شخص انکار کر دیتا ہے، تو عوام الناس کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ شخص امامت کر سکتا ہے اور محلہ کے اکثر لوگ اس سے ناراض بھی ہیں۔

المستفتی: ریاض احمد، سلطان پور، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی امام صاحب صفت جھوٹ سے متصف ہیں تو خدا تعالیٰ سے توبہ کرنی ضروری ہے، اگر وہ توبہ نہ کریں اور جھوٹ پر مصر رہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے، بلکہ سچے امام کو تلاش کرنا ضروری ہے۔

وَيْلٌ لِّیَوْمِئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ . (المطففين : ۱۰)

لأن عين الكذب حرام . (درمختار مع الشامی، کتاب الحظر والإباحة، باب

الإستبراء وغيره زکریا ۶۱۲/۹، کراچی ۴۲۷/۶)

فالحاصل أنه يكره لهؤلاء التقديم ويكره الاقتداء بهم . (البحر الرائق،

کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/ ۶۱۰، کوئٹہ ۱/ ۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

۲۳/۵/۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۰۱۷)

جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کرتا ہے، کسی رقم کے ملنے پر زید نے قسم کھالی کہ یہ رقم میری ہے، پھر دوبارہ رقم واپس کر دی جنکی وہ تھی معلوم ہوا ہے کہ وہ حلف جھوٹا کیا تھا، امام صاحب نے اگر ایسا کیا ہے تو ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد منتظر، سید مزرعہ، بہار نپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا جائز نہیں ہے، اسکی وجہ سے امام مذکورہ گناہ گار ہوگا، اس کو توبہ کرنی چاہئے، اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ .

(المائدہ: ۸۹)

عن عبد الله بن عمرو، عن النبي ﷺ قال: الكبائر، الإِشْرَاقُ بِاللَّهِ

وعقوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغموس. (صحيح البخارى، الأيمان

والنذور، باب اليمين الغموس، النسخة الهندية ۲/ ۹۸۷، رقم: ۶۴۱۹، ف: ۶۶۷۵)

عن عطاء بن رباح قال كنت أنا وعبيد بن عمر الليثي عند عائشة

زوج النبي ﷺ، فسألها عبيد عن قول الله عز وجل: لا يؤاخذكم الله باللغو

في أيمانكم، قالت: حلف الرجل على علمه، ثم لا يجده على ذلك،

فليس فيه كفارة. (السنن الكبرى للبيهقي، الإيمان، باب من حلف على شيء وهو

یری أنه صادق ثم وجده كاذباً، دارالفکر ۱۴/۴۹۴، رقم: ۲۰۵۰۹)

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا. (طہ: ۲۰)

عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلمية بيروت ۵/۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸)

وهی غموس إن حلف على كاذب عمداً. (تنوير الأبصار مع الرد، كتاب الإيمان، مطلب في حكم الحلف بغيره تعالى كراچی ۳/۷۰۵، زکریا دیوبند ۵/۴۷۴)

عن أبي عبيدة بن عبد الله، عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة النسخة الهندية ۱/۳۱۳، دار السلام رقم ۴۲۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۵۸۴)

قرآن کریم کی جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو ایک شخص نے روپے دیئے دوسرے دن عمر نے زید سے پوچھا کہ ایک شخص نے آپکو روپے دیئے ہیں کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ زید نے اس پر انکار کیا اور قرآن مقدس کو اٹھا کر قسم کھائی اور قرآن مقدس عمر کے اوپر پھینک دیا اور پانی کی بوتل اٹھا کر قسم کھائی اور اولاد کی قسم کھائی لیکن بتا کر نہ دیا اور جن کے سامنے روپے دیئے وہ ابھی کہہ رہا ہے کہ دیئے ہیں اور جن کے سامنے قرآن کریم کو اور پانی کی بوتل کو پھینکا ہے، معتبر اور با شرع شخص ہیں، ان کی موجودگی میں یہ سب ہوا، لہذا زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور زید کو امام بنانا کیسا ہے، کیونکہ زید قرآن

مقدس کا گستاخ اور بے ادب ہے۔

المستفتی: محمد یونس، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال واقعہ کے مطابق ہے تو اس صورت میں زید جھوٹی قسم کھانے اور قرآن کریم کی بے ادبی کی وجہ سے فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس پر توبہ لازم ہے، جب تک نادم ہو کر توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو امام نہ بنایا جائے، اور جب اپنی اس حرکت سے توبہ کر لے تو اس وقت اس کو امام بنانا درست ہے۔

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: **التائب من الذنب كمن لا ذنب له**. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة،

النسخة الهندية ۳۱۳/۱، دار السلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث

العربي ۱۵۰/۱، رقم: ۱۰۲۸۱، مشكوة ۲۰۶/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۵/۲۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۶۷۸/۳۵)

جھوٹ بول کر قرض اور سود لینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین امام ہے سود کا کام کرتا ہے، بیوقوف بنا کر کار خیر کے نام پر بھی قرض لیتا ہے، وعدہ کے مطابق دیتا نہیں ہے، ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے، زنا کرواتا ہے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، اور ایسے شخص کی امامت پر شریعت کا کیا حکم ہے نیز ایسے شخص کو مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں جن امور قبیحہ کا ذکر ہے اگر واقعی

مذکورہ شخص ان امور کا ارتکاب کرتا ہے، سودی قرض لیتا ہے، دھوکہ دیکر اپنی ذات کیلئے قرض لیتا ہے، اور مسجد و مدرسہ کی رقم خود اپنی ذات کیلئے استعمال کرتا ہے، اور جھوٹ بولتا ہے، زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ تمام امور ایسے ناجائز اور حرام ہیں جن کا ارتکاب کرنے والا شریعت کے نزدیک کھلا ہوا فاسق ہوتا ہے، اور ایسے فاسق شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس کو ہٹا کر متبع شریعت شخص کو امام بنانا ضروری ہے، اور ایسے شخص کو مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا بھی شرعاً درست نہیں ہے۔

ویکړه إمامة عبد وأعرابي وفاسق وفي الشامية ولعل المراد به من يرتكب الكبائر، كشارب الخمر، والزاني، وآكل الربوا ونحو ذلك، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی کتاب الصلاة باب الإمامة ذكرها ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹ تا ۵۶۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۶/۱۴۲۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ

(الف توئی نمبر: ۷۷۱۰/۳۶)

جھوٹ سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۴۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلہ کی مسجد میں مسجد کے دروازہ کے اوپر ایک کمرہ ہے جس میں امام صاحب مع اہل و عیال کے ایک عرصہ سے رہائش پذیر ہیں، امام صاحب ایک دینی مدرسہ میں بھی ملازم ہیں، وہاں لڑکوں کو کلام پاک پڑھاتے ہیں، وہاں ان کے علاوہ اور بھی مدرس ہیں، ان میں ایک ہیڈ ماسٹر ہیں، امام صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن ہیڈ ماسٹر نے یہ کہا کہ میرے کچھ مہمان آنے والے ہیں، آپ اپنے بیوی بچوں کو کہیں بھیج دیں اور کمرہ کی چابی جس میں آپ رہتے ہیں مجھے دیدیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا رات کو جب ہیڈ مدرس صاحب تشریف لائے تو قریب ۹ بجے انہیں چابی دیدی گئی، امام صاحب اپنے بیوی بچوں کو کسی

عزیز داری میں پہنچانے چلے گئے، ان کی عدم موجودگی میں ہیڈ مدرس صاحب ایک عورت کو اپنے ہمراہ لائے اور اوپر کمرہ پر چلے گئے، اور زینہ کی کنڈی اندر سے لگا دی یہ بات محلہ کے کچھ لڑکے جو مسجد کے باہر بیٹھے تھے، ان کے علم میں بھی آ گئی اس کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد امام صاحب تشریف لائے اور نہ معلوم ان کے دل میں کیا بات پیدا ہوئی، ہیڈ مدرس صاحب اور ان کے مہمان کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا زینہ کی کنڈی اندر سے بند تھی، وہ کسی صورت سے اوپر چڑھے اور کسی طرح ہیڈ مدرس صاحب اور عورت کو دیکھا کہ وہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں، اور باتیں کر رہے ہیں، یہ دیکھ کر نیچے اتر آئے اور کوئی شکل ایسی ہوئی کہ وہ اوپر سے نیچے کو دے تو لڑکے جو باہر بیٹھے تھے، انھوں نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ مولانا کیا بات ہے، امام صاحب نے دروغ گوئی سے کام لیا اور یہ کہا کہ میں اپنے بچہ کو اوپر سلا کر آ رہا ہوں حالانکہ ایسا نہیں تھا، یہ بات عوام میں امام صاحب کو شریک جانتے ہوئے پھیل گئی، اور کچھ لوگوں نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی کیا یہ صحیح ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگیں، وہ خود جھوٹ کے اقراری ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے لوگوں کے سامنے اس جھوٹ کی معافی مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے مجھ سے غلطی ہوئی ہے؟

المستفتی: سعید حسن، میاں سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: امام صاحب نے جب اپنے جرم کا اعتراف

کر کے سچے دل سے توبہ کر لی اور نمازیوں کو بھی ان کی توبہ کا یقین ہو گیا تو اب ان کی امامت میں کراہت باقی نہیں رہی، بلا کراہت ان کی امامت درست ہے، مگر ہیڈ مدرس کو وہاں سے سبکدوش کر دینا محلہ والوں کی ذمہ داری ہے۔

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: الثائب

من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة

الهندية ۳/۱، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، السنن الكبيرى للبيهقى، كتاب الشهادات، باب

شهادة القاذف، جديد الفكر ۱۵/۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۰ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

کیم رزق قدر ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۳۸۴)

چوری کا مال خریدنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عہدہ امامت پر فائز ہے، گورنمنٹ کا مال نمبر دو پر خریدتا ہے یعنی چوری سے اور لوگوں کو منافع پر فروخت کرتا ہے، اور لوگوں سے تو پنی الفاظ استعمال کرتا ہے، اور نماز میں بہت جلدی کرتا ہے، سنن وغیرہ کا بھی خیال نہیں رکھتا ہے، لہذا ان تمام صورتوں میں اور لوگ اس کی امامت سے کراہت کرتے ہیں تو موجودہ صورتوں میں زید کو امامت سے علیحدگی اختیار کرنی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: سائل امجد علی، کاشی پور، مبنی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کے ذمہ دار حضرات مسجد کے حق میں جو مصلحت اور مناسب سمجھتے ہوں وہ راستہ اختیار کریں، اور زید کے بارے میں جو باتیں سوالنامہ میں درج ہیں ان کے بارے میں جب تک زید سے براہ راست معلوم نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی حکم لگانا مشکل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ صفر ۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۳۰۱۴)

دھوکہ میں رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے

رشتہ کیا اور بات مکمل ہوگئی ایک شخص کے واسطے سے تقریباً چار سال کے بعد اس نے جواب دیا اس شخص کو جو درمیان میں تھا اس شخص نے اس بات کو مکمل ایک سال پوشیدہ رکھا اور دونوں گروہ کا یہ شخص بنارہا یعنی دونوں طرف اب ایک سال کے بعد اس نے ظاہر کیا کہ میں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا مگر جہاں یہ بات کر کے آیا تھا درمیانی دلال وہاں جا کر اس نے پھر بھی نہیں بتایا، دیگر جگہ بتلایا اور شخص اول نے کئی جگہ اس طرح کیا ہے، آیا اس پر تاوان وغیرہ لازم کر سکتے ہیں؟ اور اس کی امامت شہادت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: سید شاکر حین، اورنگ آباد، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس پر کوئی تاوان لازم نہیں ہے، دھوکہ میں رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور امامت و شہادت میں کوئی خرابی نہ آئیگی۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا. (سورة طه: ۲۰)

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب

له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ۱/۳۱۳، دار السلام

رقم: ۴۲۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱/شوال ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۴۶۲/۳۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/۱۰/۱۴۱۸ھ

دھوکہ دے کر پیسہ لینے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چند اہل خیر

حضرات نے ایک اسکیم بنائی کہ غریب لڑکیوں کی شادی کی امداد کیلئے کچھ پیسہ جمع کیا جائے،

تاکہ بوقت شادی انکی کچھ مدد کردی جائے مشورہ کے مطابق پیسہ جمع ہوتا ہے اس طرح کہ

جب ان لوگوں کو تنخواہ ملتی اس میں سے تھوڑا تھوڑا سب جمع کر لیتے اور جہاں ایسا موقع محل

دیکھتے یا کارکنوں کو بتایا جاتا ہے کہ فلاں کی مدد کی جائے، وہ اس کام کو انجام دیتے ایک شخص شادی و بیماری وغیرہ میں الجھ کر کافی مقروض ہو گیا اور کئی سال گزر گئے قرض ادا نہ کر سکا لہذا اس شخص نے اس اسکیم کے ایک کارکن سے اپنے حالات صحیح صحیح بتائے کہ میں ایسے ایسے مقروض ہو گیا ہوں کچھ میرے لئے امداد کی جائے، تو اس نے کہا کہ ایک درخواست دو کہ مجھے اپنی لڑکی کی شادی کرنی ہے، میری مدد کی جائے، اس کارکن کے کہنے پر شخص مذکور نے ایک درخواست دیدی درخواست منظور ہو گئی اور پیسہ مل گیا... یہ شخص جس نے پیسہ لیا ہے، امامت کرتا ہے، اور امامت میں جو ملتا ہے وہ سب جانتے ہیں، ہزار پندرہ سو روپیہ ملتے ہیں جب مسجد سے متعلق لوگوں کو معلوم ہوا کہ امام صاحب نے ایسا ایسا کیا ہے، تو انھوں نے کہا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے، انھوں نے دھوکہ سے یہ پیسہ لیا ہے لہذا انھوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اور امام صاحب کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا، لہذا اب از روئے شرع ان امام صاحب کو امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر امامت کرنا درست نہیں؟ تو اب کس صورت میں امامت کرنا درست ہوگا، مفصل و مدلل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: حافظ محمد انور، منڈا اور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مذکورہ امام اگر توبہ کر لے تو ان کی امامت

بلاکراہت درست ہے، اور اس ذمہ دار کو بھی توبہ کرنا چاہئے، جس نے ایسا مشورہ دیا ہے۔

عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ كل ابن آدم خطاء، وخير

الخطائين التوابون. (سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب بالترجمة النسخة الهندية

۷۶/۲، دارالسلام رقم: ۲۴۹۹)

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: الثائب من الذنب

كمن لا ذنب له. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۱۰/۱۵۰، رقم:

۱۰۲۸۱، مشکوٰۃ/۱۰۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۹۹۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۴/۳/۱۹ھ

دھوکہ دینے والے اور والدہ کو پیٹنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب ہیں وہ دوکانداری کرتے ہیں نقلی مال کو اصلی مال کہہ کر فروخت کرتے ہیں، ایک شخص کے دو ہزار دو سو روپیہ جو امام صاحب پر واجب الادا ہیں دینے سے صاف انکار کر دیا ہے، اور اپنے ماں باپ کے ساتھ گستاخی کرتے ہیں، اور اپنی والدہ کو مارتے بھی ہیں، ان حرکتوں کی بنا پر لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے وکراہت محسوس کرتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نقلی مال کو اصلی کہہ کر فروخت کرنا دھوکہ ہے حدیث

شریف میں اس کی سخت وعید آئی ہے۔

عن أبي هريرة رض.... فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ليس منامن غش. (ابو داؤد،

كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش النسخة الهندية ۲/۴۸، دار السلام رقم: ۳۴۵۲)

اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من أتاه الله مالا فلم يؤد زكواته مثل له ماله

يوم القيمة شجاعاً أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيمة ثم يأخذ بلهزمتيه

. (صحيح البخاري، كتاب الزكوة، باب إثم مانع الزكوة، النسخة الهندية

۱/۱۸۸، رقم: ۱۳۸۶، ف: ۱۴۰۳، مشکوٰۃ/۱۵۵)

اور کسی کا روپیہ یا حق دانا اور دینے سے انکار کرنا ظلم ہے اور ماں باپ کا احترام لازم اور

واجب ہے، ان کی گستاخی کرنا اور انہیں تکلیف دینا حرام ہے۔

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. (سورة بنی اسرائیل: ۲۳)
عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ قال: الكبائر، الإشراف بالله
وعقوق الوالدین. (صحيح البخاری، الإيمان والنذور، باب اليمين الغموس، النسخة
الهندية ۲/۹۸۷، رقم: ۶۴۱۹، ف: ۶۶۷۵)

ان مذکورہ حرکتوں کی بنا پر لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت محسوس کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں بہر صورت ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة. (طحطاوی، کتاب الصلاة، فصل فی
بیان الأحق بالإمامة، دارالکتاب دیوبند/۳۰۱، قدیم ۱۶۵)

(ولوام قوماً وهم له کارهون، ان الکراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق
بالإمامة منه کره) له ذلک تحریماً لحديث أبي داود لا يقبل الله صلوة من
تقدم قوماً وهم له کارهون. (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۷،
۲/۹۸۸، کراچی ۱/۵۵۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۶/۱۴۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۳۴۸/۳۳)

ٹی وی کی آواز آنے والے مکان میں امام کے قیام کا حکم

سوال: [۲۲۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے یہاں ٹی وی ہے اور زید کے سارے گھر والے ٹی وی دیکھتے ہیں، اور نماز پڑھنے والا صرف زید ہی ہے اور زید ٹی وی کے بارے میں کچھ نہیں بولتا ہے اور زید ایک مولوی صاحب کو رکھتا ہے اور مولوی صاحب کو ایسے گھر میں رکھتا جہاں ٹی وی کی آواز اور ناچ گانا سنائی دیتا ہے، تو کیا مولوی صاحب زید کے گھر رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: شبیر احسن، دینا چپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص ٹی وی گھر میں لا کر گھر والوں کو اس کی فلمی چیزوں میں مبتلا کرتا ہے، وہ شخص فاسق ہے اور ان خرافات کی جو ابد ہی اسی پر لازم ہوگی، اور امام مسجد اگر خود ٹی وی نہیں دیکھتا ہے بلکہ صرف اس کے یہاں قیام کرتا ہے، تو امام کی امامت میں کوئی فرق نہیں آئے گا اگر چہ ٹی وی کی آواز امام کے کمرہ تک پہنچتی ہو، جبکہ امام صاحب اس سے کوئی دل چسپی نہ لیتے ہوں، اس معاملہ میں زید اور اس کے گھر والے ہی گناہ گار ہوں گے، امام صاحب اس گناہ میں شریک نہ ہوں گے، البتہ اگر امام صاحب کو قیام کیلئے کوئی ایسا گھر مل جائے جس میں یہ خرافات نہ ہوں تو زید کا گھر چھوڑ دینا چاہئے، کیونکہ مقام تہمت ہے۔

وَلَا تَنْزِرُوا زِرَّةً وَزِرَّةً أُخْرَىٰ. (سورة النجم: ۳۸)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار الخ. (شامی، کتاب الحظر

والإباحة، فصل فی البیع کراچی ۶/۳۹۲، زکریا ۹/۵۶۲، تبیین الحقائق، کتاب الکراہیۃ،

فصل فی البیع، امدادیہ ملتان ۶/۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۸/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ذی الحجۃ ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۷۷۷)

چرس کا کاروبار جائز بتانے والے نیز ٹی وی دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چرس کا کاروبار جائز ہے یا نہیں؟ اور جو امام چرس کے کاروبار کو جائز بتائے اور گھنٹوں گھنٹوں دکانوں پر بیٹھ کر ٹی وی دیکھے اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: عقیل احمد، فیروز آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: چرس، فیون، اور گانج وغیرہ کا کاروبار کراہت کے ساتھ جائز ہے، اس کا پیسہ حرام نہیں ہے، امام صاحب کی مراد بھی یہ ہو سکتی ہے، کہ کراہت کیساتھ جائز ہے، اور ٹی وی میں فحش اور ناجائز پروگرام آتا ہے اس لئے اس کا دیکھنا جائز نہیں ہے، اور دوکانوں میں بیٹھ کر گھنٹوں گھنٹوں ٹیلی ویژن دیکھنا کسی امام کے شایان شان نہیں ہے، اس امام کو اس حرکت سے باز آنے پر سمجھایا جائے، اگر وہ باز نہیں آتا ہے، اور نمازیوں کو ایسے امام پر اعتراض ہے تو مسجد کی کمیٹی کو دوسرے متبع شریعت امام کا انتظام کرنا چاہئے، تاکہ نمازیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں تردد نہ رہے۔

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۸، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۲۲۳/۱۳، رقم: ۶۷۰۷)

عن أبي أمامة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة: لا تجاوز صلاتهم رؤوسهم: العبد الآبق، والمرأة تبیت وزوجها عليها ساخط، وإمام أم قوماً وهم له كارهون. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۸۴/۸، رقم: ۸۰۹)

وصح بیع غیر الخمر مما مر ومفاده صحة بیع الحشيشة والأفيون (تحته فی الشامیة) ثم إن البیع وإن صح لكنه یکره كما فی الغایة (شامی، کتاب الأشربة، زکریا ۳۵/۱۰، کراچی ۶/۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۱۵/۴۰)

امام و مقتدیوں کا گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا

سوال: [۲۲۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موجودہ زمانہ

میں ٹیلی ویژن ذرائع ابلاغ کا اہم ترین ذریعہ بن گیا ہے اور دنیا بھر کے تمام ممالک میں پیش آنے والے اہم واقعات سے عوام کو ٹی وی کے ذریعہ خبر ملتی ہے حتیٰ کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا میں نمازیوں کا اجتماع نماز تراویح، منی، مزدلفہ، قیام عرفات، طواف کعبہ اور مناسک حج کا تمام پروگرام ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے، اور تمام دنیا میں دیکھا جاتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسیحی ابوبکر ایک جامع مسجد کے امام ہیں انھوں نے اپنے گھر میں مذکورہ واقعات کو دلیل بنا کر ٹی وی رکھ لیا ہے، جس پر Q.T.V قرآنی تعلیمات کا پروگرام خبریں کرکٹ میچ وغیرہ دیکھے جاتے ہیں، ان پر بحیثیت امام ان کے مقتدی صاحبان معترض ہیں، دراصل حالیکہ تمام مقتدی حضرات کے گھر میں ٹی وی چل رہا ہے، لہذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ

- (۱) مذکورہ امام کو حرمین شریفین زادہما اللہ الخ کے واقعات کو دلیل بنا کر ٹی وی رکھنا خبریں سننا، مناسک حج اور قرآنی تعلیمات کا پروگرام Q.T.V دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) مقتدی حضرات جبکہ سبھی گھروں میں ٹی وی چل رہا ہے، اور ہمہ وقت شرعی وغیر شرعی پروگرام دیکھے جا رہے ہیں، ان کا اعتراض کرنا کس حد تک درست ہے؟ کیا وہ بحیثیت مسلم فقط اعتراض کرنے کے مجاز ہیں، احکام شریعت پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں؟
- (۳) جن ائمہ حضرات کے گھر میں ٹی وی چل رہا ہے ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا تمام واقعات وحقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے شریعت کی روشنی میں مفصل مدلل جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں؟

المستفتی: محمد یونس، امام وخطیب جامع مسجد، سلون، ایچ پی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹی وی اور ٹیلی ویژن میں زیادہ تر فحاشی اور عریانیات اور مخرب اخلاق پروگراموں کا غلبہ ہوتا ہے، اگر حرمین شریفین کے مناسک اور نمازوں کا منظر اور قرآن کریم کی تلاوت وغیرہ آتے ہیں تو وہ اقل قلیل کے درجہ میں ہوتے ہیں،

اکثر ناجائز پروگرام ٹیلی ویژن پر آتے ہیں، اسلئے ٹیلی ویژن کا گھروں میں رکھنا اور اس کے پروگراموں کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، نہ امام کیلئے جائز ہے اور نہ امام پر اعتراض کرنے والے مقتدیوں کیلئے اور اعتراض کرنے والے مقتدی جس طرح امام کیلئے ناجائز سمجھتے ہیں خود ان کیلئے بھی رکھنا ناجائز اور ممنوع ہے، بلکہ ان کے گھروں میں امام صاحب کے گھر کے مقابلہ میں ناجائز پروگرام زیادہ آتے ہوں گے، اسلئے دونوں کیلئے ناجائز ہے۔ (تجاویز آٹھواں فقہی اجتماع ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعۃ علماء ہند، منعقدہ بینگلور، اپریل ۲۰۰۵ء)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ . (لقمان: ۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
یکم/شعبان ۱۴۲۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

یکم/شعبان ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۹۲۱/۳۸)

باجے والی بارات کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام یا عالم دین اگر جان بوجھ کر باجے کی بارات کا نکاح پڑھائے تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: حافظ محمد خلیل پھول باغ، سرانے سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شادی میں خلاف شرع امور گانا بجانا ہوا ایسی شادی میں اگر امام نے نکاح پڑھا دیا اور شرکت کر لی تو اس کو توبہ اور استغفار کرنا چاہئے، اور آئندہ اس سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر امام باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

ویکرہ الإمامۃ عبد و فاسق . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامۃ)

زکریا ۲۹۸/۲، کراچی ۱/۵۶۰، ہدایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفی ۱/۱۲۲،
مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۰۸/۱ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۵۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳/۱/۲۵ھ

سنیما دیکھنے اور بیوی کو بے پردہ گھمانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص زید مسلمانوں کی امامت کرتا ہے، نماز و نکاح وغیرہ پڑھاتا ہے، حج بھی کرتا ہے، اسی کے ساتھ وہ سنیما بھی دیکھتا ہے، جسکی شہادتیں موجود ہیں، نیز اس کی دو بیویاں بھی ہیں ان میں سے ایک اسکی مرضی کے بغیر کئی دفعہ فرار ہو چکی ہے، اور بے پردہ جہاں چاہتی ہے جاتی ہے، اس پر اس نے پچھلے دنوں یہ بھی کہہ دیا کہ تو کچھ بھی کر کہیں بھی رہ مگر مجھ سے جد امت ہو یعنی میری بیوی رہ اسکے علاوہ بھی وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا بھی ہے اس صورت میں زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو اسکے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر پڑھ لی تو ان کی نماز کیسی ہوگی اور اسکا کیا حکم ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: علیم الدین، گوجرانکن جھولو جنگی، مینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سنیما دیکھنے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اس کو

امامت سے ہٹا دینا ضروری ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم

۷۷/۲، جدید ڈائجیل ۶/۹۵)

نیز اگر بیوی کو بے پردہ چھوڑتا ہے، اور اس پر اسکو کوئی شرم نہیں آتی، تو ایسے امام کو

علیحدہ کر کے دوسرے امام کا انتظام کر لینا ضروری ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۸۸، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۴۸، جدید زکریا ۴/۱۷۶)

یکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى وفى الشامیة (قوله فاسق) من الفسق هو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی، وآكل الربا ونحو ذلك. (شامی، کراچی کتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸، کذا فی مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، کتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۴۷۷)

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام صاحب ٹی وی دیکھتا ہو، اور کرکٹ میچ کا عاشق ہو، اور اس کی نیت غلط ہو اور وہ ہیرو کی طرح بال بھی رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد سجاد حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ٹی وی دیکھنا خاص طور سے آجکل سراپا عریانی و نیت یا نیم عریاں اور شہوت انگیز پروگراموں پر مشتمل ہے جو گناہ کبیرہ ہے اسی طرح کرکٹ کھیلنا اس میں یاد خداوندی سے غفلت کلی طور پر ہوتی ہے، لہذا ایسا کھیل بھی ناجائز ہے پھر کسی کے متعلق براگمان کرنا اس کی وعید بھی قرآن وحدیث میں ہے، اور انگریزی بال رکھنا یہ تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہے ان تمام باتوں کا مرتکب بلاشبہ فاسق ہے، اور فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۸۹)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ . (لقمان: ۶)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ . (الحجرات: ۱۲)
عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: إياكم والظن، فإن الظن أكذب
الحديث . (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظن والتجسس،
النسخة الهندية ۳۱۶/۲، بيت الأفكار ۲۵۶۳)

عن ابن عمر قال: نهى رسول الله ﷺ عن القزع، والقزع أن يحلق
الصبي، فيترك بعض شعره . (مسند احمد بن حنبل ۴/۲، رقم: ۴۴۷۳)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية . (طحطاوی، کتاب الصلاة، فصل في
بيان الأحق بالإمامة، دارالكتاب ديوبند/ ۱۶۵، ۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
الجواب صحیح:
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ صفر ۱۴۱۸ھ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۲/۲۵ھ (الف فتویٰ نمبر: ۵۱۹۱/۳۳)

والی بال کا کھیل دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام
ہے، اور اس کو والی بال کھیل دیکھنے کا شوق ہے جبکہ یہ کھیل کھیلنے والوں کا ستر کھلا ہوتا ہے، ایسی
حالت میں ایسا کھیل دیکھنا اور دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
المستفتی: افتخار عالم، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: عموماً والی بال کھیلنے والوں کا ستر کھلا ہوا ہوتا ہے، اسلئے شرعاً
ایسے کھیل کا دیکھنا جائز نہیں ہے، اور صورت مسئلہ میں چونکہ امام صاحب امامت کے عظیم

ترین منصب پر فائز ہیں، لہذا ایسے کھیلوں کا دیکھنا اور اس سے دلچسپی رکھنا ان کی شایان شان نہیں ہے، ان کو اس قسم کے کھیلوں سے توبہ کر کے احتراز کرنا چاہئے، اگر امام صاحب اپنے اس فعل سے باز نہیں آتے ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

ويجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل لا إلى عورته كذا في المحيط
وعليه الإجماع كذا في الاختيار شرح المختار وعورته ما بين سرتة حتى
تجاوز ركبته. (عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه
زکریا قدیم ۳۲۷/۵، جدید ۳۷۸/۵، درمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر
واللمس کراچی ۳۶۴/۶ تا ۳۶۶، زکریا دیوبند ۵۲۴ تا ۵۲۶)

وفیه إشارة إلى أنهم لو قدموا فاسقاً يَأْتُمُون بِناءً على أن كراهة
تقديمه كراهة تحريم الخ. (کبیری، کتاب الصلاة، الأولى بالإمامة قدیم
/ ۴۷۹، اشرفیہ دیوبند / ۵۱۳)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً فلا
يعظم بتقديمه للإمامة. (طحطاوی علی مرقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی بیان
الأحق بالإمامة قدیم / ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۲، ۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۴ھ / ۶/۸

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۴۹۷)

ناج گانا ڈھولک بجانے والے کی امامت

سوال: [۳۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام مسجد جو ناچ گانے کی مجلس میں شریک ہو کر اس میں انعام کے طور پر روپے بھی دیتے ہیں تو کیا ایسے امام کی امامت درست ہے؟ اور اسی پر بس نہیں بلکہ مسجد کے حجرے میں ٹیپ رکارڈ ریڈیو جیسی چیزوں پر ٹائٹس کرتے ہیں، اور ڈھولک کیساتھ قوالی وغیرہ کراتے

ہیں اور خود بیٹھ کر سنتے ہیں اور منع کرنے پر کہتے ہیں کہ یہ چیزیں گناہ صغیرہ ہیں ایسے گناہ تو آدمی سے ہوتے ہی رہتے ہیں، اور جواب میں یہ کہتے ہیں کہ لوگ بھی پرہیزگاری نہیں کرتے تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: سعید احمد، ڈیگر پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ناچ گانا ڈھولک وغیرہ خود کرنا اور کرنے والوں کے ساتھ شریک ہونا اس سے تلذذ حاصل کرنا یہ سب ناجائز اور حرام ہیں نیز ناچ گانا ٹیپ ریڈیو وغیرہ سے سننا بھی ناجائز ہے اور جو شخص ان خرافات میں شرکت کر کے تلذذ حاصل کرتا ہے، وہ شرعاً فاسق ہے وہ امامت کا اہل نہیں ہے، اس کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔

عن أبي أمانة عن النبي ﷺ قال: إن الله عز وجل بعثني رحمة للعالمين، وأمرني أن أمحق المزامير والكنارات يعني البرابط والمعازف. (مسند أحمد ۵/۲۵۷، رقم: ۲۲۵۷۱)

سماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوہ حرام لقوله عليه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر أي بالنعمة الخ. (الدر المختار، كتاب الحظر الإباحة، قبيل في اللبس زكريا ۹/۵۰۴، کراچی ۶/۳۴۹)

کفرہ إمامة الفاسق كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند/۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۲۳ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۱/۵/۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۲۲۹)

ٹی وی دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۲۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو شخص ٹی وی دیکھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حارث احمد، ڈالی گنج، پلامو، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ شرعاً فاسق ہے، البتہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رحمیہ قدیم/ ۳۲۸، جدید زکریا/ ۴/ ۱۷۱، احسن الفتاویٰ زکریا/ ۳/ ۲۸۸)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ . (لقمان: ۶)

سمعت عبد الله يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن الغناء

ينبت النفاق في القلب . (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب کراہیۃ الغناء والزمر، دارالسلام/ ۶۹۴، دارالسلام رقم: ۴۹۲۷)

أن الكراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم الخ . (منحة الخالق

على البحر، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/ ۶۱، کوئٹہ ۱/ ۳۴۹، شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ قبیل البدعۃ خمسۃ أقسام زکریا ۲/ ۲۹۹، کراچی ۱/ ۵۶۰)

وإذا صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزاً ثواب الجماعة لكن

لا ينال ثواب من يصلي خلف إمام تقى . (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامۃ، قدیم/ ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۶۰۲/۲۵)

ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۲۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید برابر فلم اور ریٹلی ویژن بھی دیکھتا ہے، اور کبھی کبھی نماز پڑھا دیتا ہے، کیا زید کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور بعض لوگوں کو معلوم بھی ہے کہ زید فلم اور ریٹلی ویژن دیکھتا ہے، بعض کو نہیں معلوم ہے، کیا اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ شریعت میں کیا جواب ہے، مفصل تحریر کریں۔

المستفتی: قمر الدین سہر ساوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فلم اور ریٹلی ویژن دیکھنے والا شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، البتہ واجب الاعادہ نہیں ہے، سب کے اوپر سے فرض ساقط ہو چکا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ . (لقمان: ۶)

سمعت عبد الله يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن الغناء ينبت النفاق في القلب . (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب كراهية الغناء والزمر، دار السلام / ۶۹۴، رقم: ۹۲۷۷) ”یہ حدیث ہندی نسخہ میں دستیاب نہ ہو سکی۔“

وإذا صلى خلف فاسق.... يكون محرزاً ثواب الجماعة لكن لا ينال ثواب من يصلي خلف إمام تقى . (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة كوئنه ۳/۴۹۱، جدید زکریا ۱/۶۱۰)

ولذا كره إمامة الفاسق وفي الطحطاوى ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ . (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلوة، فصل بی بیان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶/رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۳۳۶/۲۴)

سینما ہال اور محفل قوالی میں شرکت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موڈرن دور میں سینما ہال رائج ہیں لوگ ان میں شرکت کرتے ہیں، اور کچھ لوگ قوالی میں شرکت کرتے ہیں، محفل سینما میں عیاشی فحش گوئی اور عریانیت پائی جاتی ہے، محفل قوالی میں عیاشی تو نہیں لیکن نعت خوانی شعر گوئی اور حضرت حسن و حسین کی تعریف خدا کی حمد و ثناء وغیرہ ساتھ ہی ان میں قوالہ صاحبہ ڈھول بینجو وغیرہ ہوتا ہے، اب آیا محفل قوالی یا سینما ہال میں شریک ہونے میں گناہ دونوں میں برابر ہوگا، یا کم و بیش ہوگا، ایسے شخص کی امامت کیسی ہے، جو اسمیں شرکت کرے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد اکرام، بھگلپوری، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سینما بنی اپنی جگہ ناجائز ہے اور شرکت قوالی بھی اپنی جگہ ناجائز اور ممنوع ہے، سائل نے یہ جو کہا ہے کہ قوالی میں فحش گوئی نہیں ہوتی ہے، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ قوالہ صاحبہ کی زبان سے شعر گوئی اور اسکی ادا سے کتنا تلذذ ہوتا ہوگا اور اس کی ادا اور اس کی آواز اور اس کی صورت دیکھ کر شرکت کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہوگا، کیا شریعت میں یہ امور جائز ہو سکتے ہیں، اور دونوں کے گناہ کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔

صوت اللہو والغناء ینبی النفاق فی القلب ، کما ینبت الماء النبات
ولقوله علیه السلام استماع الملاهی معصیة، والجلوس علیہا فسق،
والتلذذ بها کفر، أي بالنعمة الخ. (در مختار، کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل فی

اللبس زکریا ۹/۵۰، کراچی ۳۴۹/۶)

عن أبي أمامة، عن النبي ﷺ قال: إن الله عز وجل بعثني هدى، ورحمة
للعالمين، وأمرني أن أمحق المزامير، والكنارات يعني البرابط والمعازف،

الحديث . (مسند امام أحمد ۵/۲۵۷، رقم: ۲۲۵۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۹۴۴)

کبڈی اور والی بال کا کھیل دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد میں امام ہے، کبڈی اور والی بال دیکھنے کا بہت شوقین ہے، کھلاڑی اکثر و بیشتر چڈی بنیان یا صرف چڈی پہن کر ہی کھیلتے ہیں، امام صاحب کو کھیل میں شریک ہونے سے منع کیا گیا آپ امام ہیں کھلاڑی ستر کھول کر کھیلتے ہیں آپ کے لئے وہاں جانا اچھا نہیں ہے، امام صاحب پھر بھی باز نہیں آتے ہیں۔

المستفتی: رئیس الدین، گڑھی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعی امام صاحب صرف چڈی گنجی پہنے ہوئے کھلاڑیوں کا کھیل دیکھتے ہیں تو اس سے توبہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ ناف کے نیچے سے لیکر کھٹنہ تک مردوں کا ستر ہے جس کا دیکھنا غیروں کیلئے جائز نہیں ہے، اور اگر ایسا کھیل دیکھنے پر مصر رہے تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔

وزاد! وإذ ازوج أحدكم خادمه عبده أو أجيرو، فلا ينظر إلى مادون السرة وفوق الركبة. (سنن أبي داود، الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، النسخة الهندية ۷۱/۱، دار السلام رقم: ۴۹۶۰)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ ...
 فلا ينظرن إلى شيء من عورتها، فإن ما أسفل من سرتها إلى ركبتيه من عورتها.
 (مسند أحمد بن حنبل ۲/۱۸۷، رقم: ۶۷۵۶)

عورتہ مابین سرته حتی تجاوز رکبته (إلى قوله) حتی أن من رأى غیره مکشوف الركبة ينکر علیه الخ. (ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیہ زکریا قدیم ۳۲۷/۵، جدیدہ ۳۷۹/۵)

والحاصل أنه یکره لهؤلاء التقدیم، ویکره التقدیم بهم. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۱، کوئٹہ ۱/۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۰۳۴)
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۵/۱۴۱۵ھ

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت اور اس سے بیعت ہونے کا حکم

سوال: [۲۲۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) یہاں کی مسجد کے امام صاحب ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، امام صاحب حافظ قرآن بھی ہیں ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) یہاں پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ ہوا اس میں جلسہ کی ویڈیو کیسٹ بھی بنی اور اس کو عالم صاحب نے جائز کہا کیا ویڈیو دیکھنا اور بنوانا جائز ہے، اور ان سے کچھ لوگ بیعت بھی ہوئے جبکہ پہلے سے بیعت تھے، انھوں نے کہا کہ ہم نے بیعت اسلئے توڑی کہ ویڈیو دیکھنا جائز ہے، اور جس سے بیعت کی وہ ناجائز بتاتے ہیں، دونوں میں کس کی بات صحیح ہے ایسے شخص سے بیعت ہونا کیا جائز ہے، جو کہ ویڈیو کو جائز بتاتا ہو، ویڈیو دیکھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: سید معز الدین قادری،
ایف، آر، انٹر کالج، چندوسی، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ
الجواب وبالله التوفیق: اگر ٹیلی ویژن میں فلم اور عورتوں کی تصویر

یہ آتی ہیں ان کو دیکھتا ہے، تو مذکورہ امام شرعاً فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہو گی، اور بیعت متبع شریعت صاحب نسبت کے ہاتھ پر ہونا چاہئے، فاسق کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہرگز جائز نہیں ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ . (لقمان: ۶)

کون الکراہیۃ فی الفاسق تحریمیۃ الخ . (طحطاوی علی المراقی، کتاب

الصلاة، فصل فی بیان من هو أحق بالإمامة، دارالکتاب دیوبند/۳۰۱، قدیم/۱۶۵)

نیز ویڈیو کھینچو نا بھی ناجائز ہے، حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

عبد اللہ ، قال :سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول : إن أشد الناس

عذابا عند اللہ یوم القیامۃ المصورون . (صحیح البخاری ، کتاب اللباس ، باب

التصویر، النسخة الهندیہ ۱/۸۸۰، رقم: ۵۷۱۷، ف: ۵۹۵۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷/زیقعدہ ۱۴۱۲ھ

۱۱/۱۱/۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۲۸۸۷)

ٹیلی ویژن دیکھنے اور ریڈیو سننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جن حضرات کے مکانوں میں ٹیلی ویژن لگے ہیں، اور معاہل و عیال کے دیکھتے ہیں، اور ویڈیو بھی دیکھتے ہیں یا ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر سے رک ڈنگ سنتے ہیں ایسے لوگوں کو امام بنانا درست ہے یا نہیں اور نماز ان کے پیچھے پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے شخص کو علماء نے فاسق لکھا ہے، اور اسکی امامت

بھی مکروہ تحریمی ہے دوسرے متبع شریعت شخص کو امام بنائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۸۸)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ . (لقمان: ۶)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي وكان بدریا قال: قال رسول الله ﷺ :
إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیار کم ، فإنهم ، وفدکم فیما بینکم
وبین ربکم عزوجل . (المستدرک، کتاب المعرفة الصحابة ، جدید مکتبہ نزار مصطفی
۱۸۶۴/۱، رقم: ۴۹۸۱)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق (تحتہ فی الشامیة) من الفسق
وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد من به یرتکب الكبائر کشارب
الخمر ، والزانی ، وآکل الربوا ونحوہ ذلک . (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة
کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱۹۶/۲۸)

سودی کاروباری اور سنیمہال بنانے والے کے بھائی کی امامت

سوال: [۲۲۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی بڑی مسجد
کے امام صاحب کے حقیقی بھائیوں نے سود پر روپے بینک سے لیکر ایک بیکری میں بسکٹ بریڈ
وغیرہ بناتے ہوں اور امام صاحب روز بینک میں روپے دیئے بھی جاتے ہوں اور وہی بھائی
دوسری جگہ پر سنیمہال بنوا رہے ہوں اور امام کے تمام بھائیوں کے کھاتے بھی ایک ہی ساتھ
ہوں، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نمازیں پڑھنا درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: قاری تصدق حسین، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعہ صحیح ہے اور امام صاحب اپنے بھائی کے

ساتھ باقاعدہ شریک ہیں اور سنیمہال بھی مشترک پیسہ سے بنار ہے ہیں تو ایسی صورت میں یہ فسق اور گناہ کبیرہ ہے، اسلئے کہ سنیمہال میں گناہ کبیرہ اور افعال محرمہ ہی کا ارتکاب ہوتا ہے، اسلئے ایسے امام کو الگ کر کے دوسرے متبع شریعت امام کا تقرر کر لینا چاہئے، اسلئے کہ امام سے جو لوگوں کو نفرت ہے وہ امام کے اندر شرعی قباحت کی وجہ سے ہے اور اگر واقعہ صحیح نہیں ہے، اور امام متبع شریعت ہے اور سنیمہال وغیرہ بنانے میں شریک نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہو جائیگی۔

عن الحسن قال : سمعت أنس بن مالك قال لعن رسول الله ﷺ

ثلاثة : رجل أم قوماً وهم له كارهون ، أو امرأة باتت وزوجها عليها ساخط ورجل سمع حي على الفلاح ثم لم يجب . (سنن الترمذی، الصلاة، ماجاء فی أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندیة ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۸)

عن عمرو بن الحارث بن المصلط قال : كان يقال : أشد الناس عذاباً إثنان ، امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون ، قال جرير : قال هناد : قال منصور : فسألنا عن أمر الإمام فقليل لنا : إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندیة ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

لو أم قوماً وهم له كارهون فهو على ثلاثة أوجه : إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكرهه ، وإن كان هو أحق بها منهم ، ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكرهه له التقدم الخ . (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، دارالكتاب دیوبند ۱/۳۰، قدیم/۱۶۴)

حاصل المسألة كما قال الفقهاء : إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه ، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام . (العرف الشذی ، على هامش الترمذی ، كتاب الصلاة ، باب ماجاء فیمن أم

قوماً و ہم له کارهون ۸۶/۱، بذل المجهود کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القوم و هم له کارهون، دارالبشائر الإسلامیہ بیروت جدید ۵/۴۷۵، مطبع میرٹھ ۱/۳۳۱، ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة زکریا قدیم ۱/۸۷، جدید ۱/۴۴۱، حاشیة الطحطاوی علی الدر، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۲۴۳، شرح النقایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازیہ دیوبند ۱/۸۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۷۱۶)

شرعی تقسیم نہ ماننے والے کی امامت

سوال: [۲۶۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) حاجی عبد الرحیم صاحب کا انتقال ہوا انھوں نے موت کے وقت چار لڑکیاں سبکینہ حسینہ مبینہ متینہ اور ایک حقیقی بھتیجہ محمد نعیم کو چھوڑا شرعی اعتبار سے حاجی عبد الرحیم کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا، اور کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

(۲) جو شخص شریعت کی تقسیم نہ مانے اور بھتیجہ محمد نعیم کا حصہ نہ دیکر خود ہی آپس میں حاجی عبد الرحیم کا مال تقسیم کر لے اور کہے کہ یہ تو ہمارے خسر کا مال ہے، محمد نعیم کے باپ کا نہیں ہے، تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے، ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالحق، مراد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) بشرط صحت سوال و بعد ادائے حقوق و عدم موانع ارث عبد الرحیم مرحوم کا ترکہ ان کے وارثین کے درمیان میں حسب ذیل نقشہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۶

سکینہ

حسنہ

مبینہ

متینہ

بھتیجہ

۱/۲

مرحوم حاجی عبدالرحیم کا ترکہ کل چھ سہام میں تقسیم ہو کر لڑکیوں کو ایک ایک حصہ اور بھتیجہ کو ایک بٹا دو حصہ ملے گا۔

(۲) جو شخص شرعی فیصلہ کو نہ مانے تو ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۲۰، احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۰، ۲۶۱)

کون الکراہۃ فی الفاسق تحریمیۃ . (طحطاوی، کتاب الصلاة، باب الإمامۃ، دارالکتاب دیوبند جدید/۳۰۱، قدیم ۱۶۵، ہندیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغيره زکریا قدیم ۸۵/۱، جدید ۱۴۳/۱)

عن أنس بن مالک، قال: قال رسول الله ﷺ من فر من میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة يوم القيامة. (سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ، النسخۃ الہندیۃ ۱/۱۹۴، دارالسلام رقم: ۲۷۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

۱۴۱۸/۵/۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۲۹۸)

مسلمانوں کو مسجد سے باہر نکالنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کچھ شرابی اور اواباش قسم کے لوگوں کو مسجد میں بٹھاتے ہیں، اور مسلمانوں کے اعتراض کرنے پر مسلمانوں کو مسجد سے دھکے دیکر باہر نکال دیتے ہیں، کیا زید کو امام کی حیثیت سے مسجد میں رکھنا شرعاً جائز ہے؟

المستفتی: عبدالصمد، رام پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو شرعاً امام مذکور فاسق ہے اس لئے زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور زید کو بحیثیت امام مسجد میں رکھنا نہیں چاہئے، بلکہ کسی عادل باشرع شخص کو امام مقرر کرنا لازم ہے۔

کمرہ إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتہ شرعاً
وتحتہ فی الطحطاوی کون الکراهة فی الفاسق تحريمیه الخ. (طحطاوی
علی المراقی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالکتاب دیوبند/۱، ۳۰، قدیم/۱۶۵)

ویکمرہ أن یکون الإمام فاسقاً، ویکمرہ للرجال أن یصلوا خلفه. (الفتاوی
الشارحانیہ، کتاب الصلاة، الفصل السادس، من هو أحق بالإمامة، ذکر یا ۲/۲۵۰، رقم: ۲۳۲۹،
شرح وقایہ، کتاب الصلاة، فصل فی الجماعة اشرفی/۱ ۱۶۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵/ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

۱۱/۱۱/۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶۰/۲۰۲۴)

مدرسہ کی رسید چوری کر کے چندہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو کہ امام بھی ہے اور مدرسہ میں مدرس بھی ہے ان امام صاحب نے مدرسہ کی رسید گم کر کے چندہ کیا جس کا ثبوت یقینی طور پر فراہم ہو گیا ہے جو رسیدیں فرضی کاٹی گئیں ہیں وہ تقریباً پانچ سال یا کچھ کم زیادہ عرصہ سے چھپی ہوئی رسیدیں تھیں جو ۱۹۸۸ء میں یقینی ثبوت کے ساتھ پکڑی گئیں ہیں، اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آج تک تقریباً بارہ چودہ سال سے سالانہ کے حساب و کتاب میں کبھی بھی امام صاحب کی صفائی ظاہر نہیں ہوئی اس کی یہی وجہ تھی اور لوگ کچھ نظر انداز بھی کرتے رہے ہیں، اپنی کمزوری کی وجہ سے یا کسی فتنہ کو روکنے کیلئے خاموش رہے، کیونکہ کچھ آدمی ان کے اس فعل کو دیکھتے ہوئے بھی ہر ممکن ساتھ دیتے رہے، خاندانی

سمجھو یا رشتہ دار جو بھی سمجھا جائے تو ایسا شخص امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ اور شریعت کی رو سے اسکی کیا سزا ہوگی، حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: خلیل احمد، رتوپورہ،
تحصیل: ٹھاکر دوارہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب تک مذکورہ افعال شنیعہ سے توبہ نہ کر کے باز نہ آئے امامت کے لائق نہیں ہوگا، ایسے آدمی کو ذمہ داری سے معزول کر دینا لازم ہے، چاہے مہتمم ہو چاہے مدرس یا متولی۔

ولا یولی الا امین قادر بنفسه أو بنائیه الخ. (شامی، کتاب الوقف، مطلب فی شروط الولی کراچی ۴/۳۸۰، زکریا ۶/۵۷۸، کوئٹہ ۳/۴۲۱)

ویکمرہ إمامة عبد أعرابی وفاسق، وأعمی وتحتہ، "قوله" فاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربوا ونحو ذلك. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸)

ویکمرہ أن یکون الإمام فاسقاً، ویکمرہ للرجال أن یصلو خلفه. (تاتاریخانیہ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس فی بیان من هو أحق بالإمامة زکریا ۲/۲۵۰، رقم: ۲۳۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ شوال ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر ۲۴/۹۴۶)

ادھار لے کر ادا نہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے امام

صاحب نے ایک آدمی سے کپڑا ادھار لیا تھا آج سے قریب ۱۵ سال قبل اور آج تک روپیہ نہیں دیا اور کپڑا پہن کر بہت دن تک نماز پڑھائی، ایک صاحب سے کچھ کتابیں لی تھیں، اس کو بھی روپیہ نہیں دیا، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور جتنے دن وہ کپڑا پہن کر نماز پڑھائی نماز درست ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: محمد اسرافیل، ۲۴ پرگنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر استطاعت کے باوجود صاحب حق کے مطالبہ کرنے پر دینے سے انکار کر دے اور صاحب حق کا حق ادا نہ کرے تو ایسا شخص فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتہ شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۲)

ویکرہ تقديم العبد لأنه لا يتفرغ للتعليم والأعرابی لأن الغالب فيهم الجهل والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. (هدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، اشرفی دیوبند / ۱۲۲)

اور اگر دینے سے انکار نہ کرے بلکہ عدم استطاعت کی بناء پر نہ دے پارہا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی، اور نماز مکروہ ہونے کی صورت میں گزشتہ ادا کی ہوئی نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

لوصلى حلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال خلف تقى ورع. (البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کوئٹہ ۱/ ۳۴۹، زکریا ۱/ ۶۱۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
حفظ الرحمن غفرلہ
۱۴۰۷/۸/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۲۰۳)

حرام کاروباری شخص کے بیٹے کی امامت

سوال: [۲۶۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بچہ جس کی عمر پندرہ سولہ سال کی ہے، اسی سال حافظ قرآن ہوا ہے، اس کے والد خزیر کے بالوں کی بجنسی کرتے ہیں اور نیولے کے بالوں کے برشوں کی بھی خرید و فروخت کرتے ہیں، بچہ باپ کی کفالت میں ہے آیا اس بچہ کی امامت تراویح و فرض نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس بچہ کا قرآن رمضان میں بھی تراویح میں نہ سنا گیا تو ہو سکتا ہے کہ یہ بچہ قرآن پاک چھوڑ بیٹھے اس صورت میں قرآن بھول جانے کا خطرہ ہے؟

المستفتی: مولانا سلامت اللہ، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ بچہ چونکہ حرام کاروبار کرنے والے باپ کی کفالت میں ہے اسلئے یہ بچہ بالغ ہونے کے بعد جب تک باپ کے کاروبار سے بے زار ہو کر الگ نہ ہو جائے گا اس وقت تک اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، ہاں البتہ اگر بیٹا باپ کے کاروبار سے بیزار ہو کر باپ کی آمدنی سے حاصل شدہ کھانے پینے میں شریک نہیں ہوتا ہے، بلکہ اپنی امامت کی کمائی سے گزارہ کرتا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۸۳/۳، جدید زکریا ۱۲۴/۳، زکریا مطول ۱۸۶/۲)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ. (سورة النجم: ۳۸)

وإنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار. (تبیین الحقائق، کتاب

الکراہیۃ، فصل فی البیع، مکتبہ امدادیہ ملتان ۶/۲۹، زکریا ۷/۶۴، شامی، کتاب الحظر

والإباحة، فصل فی البیع، کراچی ۶/۳۹۲، زکریا ۹/۵۶۲) قطو واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۷/۶/۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۹۲)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام انگریزی بال، یا ہیپہی کٹ بال رکھتا ہو، اور ٹخنے ڈھکے ہوئے پاجامہ سے یا تہبند سے ہوں تو ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محی الدین احمد، قصبہ سہس پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: انگریزی بال یا ہیپہی کٹ بال رکھنا مکروہ تحریمی ہے حدیث میں آیا ہے: (امداد الفتاویٰ زکریا ۴/۲۳۳)

عن ابن عمر، أن سول الله ﷺ نهى عن القزع، قال: قلت لنافع وما القزع؟ قال يحلق بعض رأس الصبي ويترك. (صحيح مسلم، باب كراهة القزع، النسخة الهندية ۲/۲۰۳، بيت الأفكار رقم: ۲۱۲۰)

عن نافع مولى عبد الله أنه سمع ابن عمر يقول: سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن القزع، قال عبد الله: قلت وما القزع؟ فأشار لنا عبيد الله قال: إذا حلق الصبي، وترك هاهنا شعره وهاهنا، وهاهنا، فأشار لنا عبيد الله إلى ناصيته، وجانبى رأسه. (صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب القزع، النسخة الهندية ۲/۸۷۷، رقم: ۵۶۸۷، ف: ۵۹۲۰)

نیز مذکورہ تمام امور کا ارتکاب کرنے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اسکو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

عن عطاء بن دينار الهزلي؛ أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمة، باب الزجر، عن إمامة المرء من يكره إمامته،

المکتب الاسلامی ۷۳۵/۱، رقم: ۱۵۱۷)

أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم الخ. (منحة الخالق

على هامش البحر، كتاب الصلوة، باب الإمامة كوئٹہ ۳۴۹/۱، زکریا ۶۱۱/۱)

لیکن اگر اس امام کو ہٹانے کی صورت نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا بہتر ہوگا۔

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الجهاد واجب عليكم مع كل أمير، برأ كان أو فاجراً، والصلوة واجبة عليكم خلف كل مسلم برأ أو فاجراً وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داود، الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور، النسخة الهندية ۳۴۳/۱، دار السلام رقم: ۲۵۳۳)

وفي الفتاوى لو صلى خلف فاسق أو مبتدع، ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۶۱۰/۱، کوئٹہ ۳۴۹/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷۳/۲۳)

ٹخنہ سے نیچے پا جامہ پہننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام خلاف سنت کپڑا زیب تن کرتا ہے، یعنی دیگر تو ام کی پوشاک پہن کر یعنی قمیص کٹ کالراور ٹخنہ سے نیچے پا جامہ پہنتا ہو تو ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محی الدین احمد، بھسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ٹخنوں سے نیچے پا جامہ یا قمیص پہننا حرام اور گناہ کبیرہ ہے

۔ (فتاویٰ دارالعلوم/۳/۱۱۷)

عن ابی ذر، عن النبی ﷺ قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا ينظر إليهم، ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم، قال: ففقر أها رسول الله ﷺ ثلاث مراراً، قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم يا رسول الله؟ قال: المسبل والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. (صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحريم إسبال الإزار، النسخة الهندية ۷۱/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۰۶، مسند الدارمی، دارالمغني ۱۶۹۸/۳، رقم: ۲۶۴۷، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۹/۱۷، رقم: ۴۰۲۴)

نیز جوڑایا پانچامہ بھی تشبہ بالفساق کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۱۲۲) اسی طرح امام کیلئے سرین سے اونچا کرتے یا قمیص بھی کراہت سے خالی نہیں ہے کیونکہ۔

حسنات الأبرار سيئات المقربين. (عمدة القاری، ابواب تقصیر الصلوٰۃ، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ترم قدماہ، دار احیاء التراث العربی ۷/۱۸۰، زکریا ۵/۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷۳/۳)

داڑھی کی شرعی حیثیت اور مخلوق اللہ کی امامت

سوال: [۲۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) اگر داڑھی نہیں ہے، تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) شرعی داڑھی سنت ہے، یا مستحب یہ بھی بتادیں مہربانی ہوگی؟

المستفتی: حافظ متین احمد، لہر پور، سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) داڑھی کا ٹٹنے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اسکی امامت

مکروہ تحریمی ہے۔

ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته . (شامی ، کتاب الحظر والإباحة ، فصل

فی البیع کراچی ۱/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

و کرہ الإمامة الفاسق . (طحطاوی علی مراقی الفلاح ، جدید دارالکتاب

دیوبند/۳۰۳، قدیم/۱۶۵)

(۲) داڑھی رکھنا واجب ہے، اور اس کو سنت محض اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت حدیث

شریف سے ہے اور حدیث شریف کو سنت کہتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۵/۹۳، جدید

ڈابھیل ۶/۱۲۳)

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أحفوا الشارب وأغفوا اللحی .

(نسائی شریف، کتاب الطہارۃ، باب إحقاء الشارب وأغفوا اللحی ، النسخة الهندية

۴/۱، دارالسلام رقم: ۱۵)

ویحرم علی الرجل قطع لحیته . (شامی ، کتاب الحظر والإباحة ، فصل فی

البیع کراچی ۶/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

ویکرہ الإمامة عبید وأعرابی وفاسق ، وأعمی وتحتہ فاسق من

الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من یرتکب

الکبائر کشارب الخمر ، والزانی ، وآکل الربوا ، ونحو ذلك .

(شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، زکریا دیوبند ۲/۲۹۸، ہدایہ ،

کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲، تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰۃ،

باب الإمامة ملتان ۱/۱۳۴، جدید زکریا ۱/۳۴۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

۱۴۲۲/۳/۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۷۰۹۰)

داڑھی کٹانے والے کی امامت اور داڑھی کی شرعی حد

سوال: [۲۲۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) آج کل ہمارے امام صاحب داڑھی کیوں کٹاتے ہیں، اگر ایسا امام ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

(۲) امام صاحب کی داڑھی کتنی ہونی چاہئے؟ جواب سے فوراً مطلع فرمائیں۔

المستفتی: ماسٹر عبد المجید اداریسی،
منڈی دھنورہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) داڑھی ایک مشت رکھنا مسنون ہے۔

تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبض (إلى قوله) أما الأخذ منها وهي دون ذلك الخ. (الدر المختار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم، مطلب في الأخذ من اللحية زكريا ۳/۳۹۷، كراچی ۲/۴۱۷، مصری ۲/۱۵۵، كوئٹہ ۲/۱۲۳) اور ایک مشت سے کم کر کے کٹوانا حرام ہے، جو موجب فسق ہے۔

ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره زكريا ۹/۵۸۳، كراچی ۶/۴۰۷، كوئٹہ ۵/۲۸۸)

لہذا جو ایسا کرے گا وہ شرعاً فاسق ہے اور مردود الشہادت ہے، اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

كما في المراقى - ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً وفي الطحاوى كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحاوى على المراقى، كتاب الصلوة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۵، جدید دار الکتاب دیوبند/۳۰۳)

(۲) ایک مشنت ضروری ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۲/۲۳)

داڑھی منڈے امام کی امامت

سوال: [۲۲۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بے داڑھی والے کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور بے داڑھی والے کی تنہا نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: حافظ محمد خالد، رائپوری، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داڑھی منڈا یا بخشی رکھنا علانیہ فسق ہے، اسلئے امام پر لازم ہے، کہ اس حرکت سے توبہ کرے اور مقدار مسنونہ یعنی ایک مشنت داڑھی ہونے کے بعد امام بنانا صحیح ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۷/۳۷۷، جدید زکریا ۱۰/۱۰۷، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۵۱۸)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنة الرجال فلم يبحه أحد. (درمختار، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم، مطلب فی الأخذ من اللحية زکریا ۳/۳۹۸، کراچی ۲/۴۱۸)

ویکھرہ تقلید الفاسق. (درمختار، کتاب الصلوة، باب الإمامة کراچی

۱/۵۴۸، زکریا ۲/۲۸۲)

تنہا نماز پڑھنے سے فرض بہر حال ادا ہو جائیگا، لیکن اللہ کے دربار میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حلیہ بنا کر کھڑا ہوتا ہے، اسلئے یہ بھی کراہت سے خالی نہیں۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل بر وفاجر

الحديث: . (سنن الدارقطني الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة، معه والصلاة عليه، دارالكتاب العلمية بیروت ۲/۴۲، رقم: ۱۷۵۰)

فالحاصل أنه يكره لهؤلاء التقديم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهية، فإن أمكن الصلاة، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالأقتداء أولى من الانفراد . (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ۱/۶۱۱، كوثه ۱/۳۴۹)

وإذا صلى خلف فاسق، أو مبتدع يكون محرراً ثواب الجماعة لكن لا ينال ثواب من يصلي خلف إمام تقى . (حاشية الطحطاوى، كتاب الصلوة، فصل فى

بيان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۵، جديد دارالكتاب ۳/۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۶/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۰/۶/۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۱۹۴/۳۴)

داڑھی تراشنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ داڑھی کترانا یا تراشنا یعنی ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے، کیونکہ اس میں اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور اللہ و رسول سے بغاوت کا اظہار اور شریعت کی مخالفت ہے، نیز یہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بدتر ہے، کیونکہ داڑھی کٹانے کا گناہ سوتے جاگتے ہر وقت لگا ہوا ہے، نیز یہ قوم لوط کی خصلت ہے، تو کیا ایسے امام کے لئے امامت کرنا جائز ہے، اور مقتدیوں کو اقتدار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داڑھی کٹانے و کترانے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہے کسی تبع شریعت نیک صالح متقی پرہیزگار شخص کو امام بنایا جائے۔

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب واعفوا للہی . (نسائی شریف، کتاب الطہارۃ، باب احفاء الشارب واعفوا

للحی، النسخة الهندية ۴/۱، دار السلام رقم: ۱۵)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنة
الرجال فلم يبحه أحد. (شامی، کتاب الصوم، مطلب فی الأخذ من اللحية،
زکریا ۳۹۸/۳، کراچی ۴۱۸/۲)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً فلا
يعظم بتقديمه للإمامة. (طحطاوی، كتاب الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة
قديم ۱۶۵/، جدید دارالكتاب دیوبند/۳۰۲، ۳۰۳)

لو قدموا فاسقا يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم،
لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان بلوازمه فلا يبعد منه الإخلال
ببعض شروط الصلوة، وفعل ماينا فيها بل هو الغالب بالنظر إلى فسقه.
(حلبی كبير، كتاب الصلوة، الأولى بالإمامة اشرفيه دیوبند/۵۱۳، ۵۱۴)

ويكره تقديم العبد لأنه لا يتفرغ للتعلم، والأعرابي لأن الغالب فيهم
الجهل، والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. (هدايه، كتاب الصلوة، باب الإمامة

اشرفی دیوبند/۱۲۲، شامی زکریا ۲۹۸/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۴/۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۷۱۶)

یکمشت سے کم داڑھی والے کی امامت

سوال: [۲۷۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو
حافظ وقاری ہے، داڑھی یکمشت یعنی شرعی نہیں ہے، اور آئندہ نہ کٹانے کا وعدہ کر لیا ہے، تو
اس وقت اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے امام

باشرع مل سکتے ہیں تو اسی کو امام بنانا کیسا ہے؟

المستفتی: عاشق علی، چھپار، مظفرنگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر آئندہ نہ کٹوانے کا وعدہ کر لیا ہے، لیکن ابھی تک یکمشت مکمل نہیں ہوئی ہے تو یکمشت مکمل ہونے تک نماز مکروہ ہوا کرے گی، اس لئے یکمشت ہونے تک مذکورہ حافظ وقاری امامت نہ کرے، دیگر مشرع شخص سے امامت کی خدمت لی جائے۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۲۴۰، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۶/۲۴۳، جدید زکریا ۱۰/۱۰۹)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب واعفوا للحي'. (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب إحقاء الشارب واعفوا للحي، النسخة الهندية ۴/۱، دارالسلام رقم: ۱۵)

والسنه فيها القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ.

(الدر المختار، کتاب الحظر والإباحۃ، باب الإستبراء وغیرہ زکریا ۹/۵۸۳، کراچی ۶/۴۰۷)

ویکرہ تقدیم العبد لأنه لا يتفرغ للتعلم، والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل، والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. (هدايہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ اشرفی دیوبند ۱/۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۳/۱۴۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸۹/۲۸)

خش خشی داڑھی والے کی امامت

سوال: [۲۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص اپنی داڑھی پر برابر قینچی لگا کر کم کرتا ہے، اور وہ استرہ نہیں لگا تا صرف قینچی ہی سے برابر کرواتا ہو تو کیا وہ مؤذن یا مکبر یا امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: کلغام بکر قصاب، مغلیورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر قینچی سے داڑھی کو زیادہ کم کرتا ہے، اور بالکل خش خش بنالیتا ہے تو اس کا بھی مؤذن یا مکبر یا امام بننا مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ، زکریا ۲/۲۸۶)

عن ابن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب واعفوا للحي'. (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب إحقاء الشارب واعفوا للحي، النسخة الهندية ۴/۱، دارالسلام رقم: ۱۵)

والسنه فيها القبضۃ (إلی) ولذا يحرم علی الرجل قطع لحيته الخ. (الدرالمختار مع الشامی کراچی، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع کراچی ۶/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

ویکرہ إقامة محدث..... وأذان امرأة وخشی وفاسق. (شامی، باب الاذان، مطلب فی المؤذن إذا كان غير محتسب، کراچی ۱/۳۹۲، زکریا ۲/۶۰)

ويستحب أن يكون المؤذن صالحا أي متقيا لأنه أمين في الدين عالماً بالسنة. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی قدیم ۶/۱۰، جدید دارالکتاب دیوبند ۱۹۷/۱)

ویکرہ تقديم العبد لأنه لا يتفرغ للتعلم، والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل، والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. (هدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۳/۱۴ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ رجب الاول ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۲۹۷)

خش خش داڑھی رکھنے والے کی امامت

سوال: [۳۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ایک مسجد میں امامت کرنے کی غرض سے مقتدیوں سے بات کی اور زید کی داڑھی خش خش (تقریباً

ایک سینٹی میٹر) کی کٹی ہوئی تھی، ایک مقتدی نے زید سے کہا کہ تم امامت کے لئے آئے ہو اور تمہاری داڑھی ابھی حال ہی کی کٹی ہوئی ہے، کچھ تو خدا کا خوف کھایا ہوتا اور تم داڑھی کٹا کر امامت طے کرنے کیلئے چلے آئے ہو یہ بات زید کو بری معلوم ہوئی اور پھر اس نے جمعہ کی نماز سے قبل تقریر میں یہ الفاظ کہے کہ لوگ لمبی لمبی داڑھی رکھ لیتے ہیں، تاکہ لوگ ان کی عزت کریں اور ان کے رکوع و سجود ٹھیک نہیں ہوتے، ایسی لمبی لمبی داڑھیوں سے کیا فائدہ جبکہ رکوع و سجود ٹھیک نہ ہوں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ان جملوں سے داڑھی کی توہین ہوئی یا نہیں؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس نے ابھی تک اس کو اپنی غلطی تسلیم نہیں کی ہے؟ نہ اس کا کوئی رد عمل ظاہر کیا ہے؟ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث و فقہ کی روشنی میں حل فرمائیں؟ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: ماسٹر خلیل احمد، ساکن درہ پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داڑھی کو ایک مشیت سے کم کر کے خنثی بنانا گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے، نیز ایک مشیت داڑھی رکھنا واجب ہے اور ترک واجب کر کے مزید یہ کہنا کہ ایسی لمبی لمبی داڑھیوں سے کیا فائدہ شعرا اسلام اور حکم و جوہی کیساتھ استہزاء ہے جو اور زیادہ سخت گناہ ہے، اس لئے ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، مسجد کے ذمہ داران پر لازم ہے، کہ کسی متبع شریعت، پرہیز گار اور باشرع امام کا انتظام کریں۔

و کذا یحرم علی الرجل قطع لحیته ، فعلم من ذلک أن ما یفعله بعض من لا خلاق له فی الدین من المسلمین فی الہند والأتراک حرام الخ . (بذل المجہود ، کتاب الطہارۃ ، باب السواک من الفطرۃ ، مطبع میرٹھ قدیم

۳۳/۱، دارالبشائر الإسلامیہ ۳۳۶/۱)

وفیہ إشارة إلى أنهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی أن کراهة تقدیمہ

کراہۃ تحریم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان بلوازمه الخ. (غنية

المستملی شرح کبیری، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة / ۵۱۳)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحية، الحديث: (مسلم شریف، باب خصائل الفطرة، النسخة الهنديه ۱/ ۱۲۹، بيت الأفكار رقم: ۲۵۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۳/۲/۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ صفر ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۱۲/۳۶)

داڑھی کٹانے والے نیز مسائل سے ناواقف کی امامت

سوال: [۲۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص داڑھی کٹا کر ایک مشت سے کم رکھتا ہے، اور نماز کے مسائل سے ناواقف ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالصمد قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک مشت سے داڑھی کو کم کرانے والا شرعاً فاسق ہے،

اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ذکر یا ۲۸۷/۳، ۲۶۰)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب وأعفوا اللحى. (سنن نسائی،

کتاب الطهارة، باب إحفاء الشارب وأعفوا اللحى، النسخة الهندية ۱/ ۴، دارالسلام رقم: ۱۵)

ویحرم علی الرجل قطع لحيته. (شامی، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی

البيع کراچی ۶/ ۴۰۷، ذکر یا ۹/ ۵۸۳)

کرہ الإمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً فلا

يعظم بتقديمه للإمامة. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوى، کتاب الصلوة، فصل فی

بیان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۲، ۳۰۳)

ویکرہ تقدیم العبد لأنه لا يتفرغ للتعلم ، والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل ،
والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه . (هدهايه ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة اشرفی دیوبند / ۱۲۲)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية . (طحطاوى على المراقى ، كتاب الصلوة ،

فصل فى بيان الأحق بالإمامة ۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۲/۲۵ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵/صفر ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸۸۴/۳۱)

داڑھی کٹانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج کے دور میں کچھ حافظ اور کچھ عالم داڑھی کتراتے ہیں کیا ان لوگوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور داڑھی کتروانے والے مدرسہ میں یا گھر میں تعلیم دیتے ہیں یا ٹیوشن پڑھاتے ہیں، ایسے عالم سے پڑھوانا چاہئے یا نہیں؟ جو حافظ تراویح پڑھاتے ہیں اور داڑھی کتراتے ہیں ایسے حافظ کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاری وحافظ افروز عالم،

امام کجور والی مسجد، وزیر باغ، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داڑھی کتر واکر ایک مشیت سے کم کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، خواہ تراویح کی نماز ہو یا پنج وقتہ نماز، داڑھی کتروانے والا حافظ یا عالم دونوں فاسق ہیں، اس لئے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: إنھکوا الشوارب ، وأعفوا

اللعیٰ . (صحيح البخاری ، كتاب اللباس ، باب إعفاء اللحي، النسخة الهندية

۵۷۵/۲، رقم: ۵۶۶۴، ف: ۵۸۹۳)

وَأَخَذَ أَطْرَافَ اللَّحْيَةِ وَالسِّنَّةِ فِيهَا الْقَبْضَةَ... وَلِذَا يَحْرَمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعَ لَحْيَتِهِ. (شامی، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع ۶/۴۰۷، زکریا ۵۸۳/۹)
ویکرمہ إمامة عبد و فاسق. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲۹۸/۲، کراچی ۵۵۹/۱، شرح النقایہ، کتاب الصلاة، باب القراءة فی الصلاة، اعزازیہ دیوبند ۸۶/۱)

ٹیوشن پڑھانے والے خود سوچ لیں کہ ایسے فاسق آدمی سے ٹیوشن پڑھانے سے کیا تربیت ہو سکتی ہے؟

عن محمد بن سيرين قال : إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم. (مسلم شریف، مقدمہ ۱/۱۱، مسند الدارمی، دارالمغنی ۱/۳۹۸، رقم: ۴۳۸)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۸/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۵۲۰/۳۷)

داڑھی کٹانے والے کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا حکم

سوال: [۲۲۷:۹] کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو لوگ داڑھی کٹاتے ہیں ان کی نماز اور تکبیر وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ مفتی شبیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ جو لوگ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں وہ اپنی اپنی نمازوں کو دہرائیں۔

المستفتی: محمد شاہد، تجوید القرآن،
محلہ قاضی خیل، سیانہ، بلند شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو لوگ داڑھی کٹاتے ہیں ان کی اذان و تکبیر مکروہ ہے۔

ویکھرہ اذان جنب وإقامته إلى قوله وامرأة وفاسق ولو عالماً الخ.

(شامی کتاب الصلاۃ باب الأذان، زکریا ۶۰/۲، کراچی ۳۹۲/۱، البنایہ، کتاب الصلوٰۃ،

باب الأذان اشرفیہ ۱۱۰/۲)

اور احقر نے کہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ جو لوگ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں وہ اپنی نمازیں دہرائیں، لہذا اگر کسی کو میری کسی عبارت سے شبہ ہو رہا ہے، تو اس کو دوبارہ دیکھ کر غور کر لیا جائے، ہاں البتہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور جو لوگ ایسے حفاظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں، اس لئے احقر نے بعض جگہ یہ لکھا ہے کہ جو لوگ ایسے لوگوں کے پیچھے تراویح پڑھتے ہیں وہ اپنی تراویح کی خیر منائیں بلکہ ان کے پیچھے قرآن سننے کے بجائے الم تر کیف سے نماز تراویح پڑھنا بہتر ہے۔

ویکھرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق، وأعمى وفى الشامية قوله

فاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی، وآكل الربوا، ونحو ذلك.

(شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کراچی ۵۵۹-۵۶۰، زکریا ۲۹۸/۲، کذا فی

الهدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، مکتبہ اشرفی ۱/۲۲، کذا فی مجمع الأنهر شرح

ملتقى الأبهر، کتاب الصلاۃ، فصل فی الجماعة سنة مؤکدة، دار الکتب العلمیہ بیروت

۱۰۸/۱ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۴۴۴/۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱/۱۹ھ

ایک انچ داڑھی رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کرتا ہے، اور داڑھی ایک انچ کی رکھتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد یعقوب، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایک انچ داڑھی رکھکر اس سے زائد کو کٹوانا جائز اور حرام ہے، ایسا شخص شرعاً امامت کا اہل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اس کے علاوہ باشرع متبع شریعت امام کو رکھنا ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۲/۲۶۰)

عن ابن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب وأعفوا للحي'. (سنن الترمذی کتاب الأدب، باب ماجاء فی اعفاء اللحية، النسخة الهندية ۲/۱۰۵، دارالسلام رقم: ۲۷۶۳)

والسنه فیها القبضه (الی) ولذا یحرم علی الرجل قطع لحيته الخ.

(شامی، کتاب الخطر والإباحة، باب الإستبراء وغیره کراچی ۶/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

ویکمره إمامة عبد وأعرابي وفاسق، (تحتہ فی الشامیة) الفاسق من الفسق: هو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الكبائر.

(شامی، کتاب الصلوة، باب الإمامة، کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸)

عن أبي مسعود رض انصاري قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوم القوم أقرأهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة. (صحيح مسلم،

المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ۱/۲۳۶، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳)

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا ائمتكم خياركم فإنهم

وفدکم فیما بینکم وبين الله عزوجل . (سنن الدار قطنی ، باب تخفیف القراءة

لحاجة ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۷۴/۲ ، رقم: ۱۸۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۲/۲۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

(الف توئی نمبر: ۳۲/۳۵۳)

مجود داڑھی کٹنے کی امامت

سوال: [۲۲۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا حافظ قرآن جو داڑھی کاٹا ہو مگر اس کو قرآن اچھا یاد ہے، اور تجوید کے ساتھ پڑھتا بھی ہے، بدرجہ مجبوری کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ابو الخیر، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو حافظ داڑھی کٹواتا ہے اور داڑھی کو ایک مشت بڑھنے نہیں دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، لہذا مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے، کہ اس کے علاوہ کسی با شرع امام کا انتظام کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ذابھیل ۱۲۲/۶)

ویحرم علی الرجل قطع لحیته. (شامی ، کتاب الخطر والإباحة ، فصل فی

البيع ، باب الاستبراء وغیرہ ، کراچی ۶/۴۰۷ ، زکریا ۵۸۳/۹)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق الخ وأما الفاسق فقد عللوا کراهة

تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمام تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (شامی ، کتاب الصلوة ، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹ ، ۵۶۰ ، زکریا ۲۹۹/۲)

لو قدموا فاسقاً يأمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم

اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان بلوازمه جوزناها مع الكراهة .

(حلبی کبیر ، کتاب الصلاة ، فصل فی الإمامة / ۵۱۳ ، ۵۱۴)

صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة . (شامی کتاب الصلاة،

باب الإمامة ذکر یا ۲/۳۰، کراچی ۱/۵۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ

۱۴۳۲/۱۱/۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۵۳۷)

مخلوق اللحمیہ کی امامت

سوال: [۲۲۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا بھائی محمد فہیم حافظ قرآن ہے اور شرعی وضع قطع کا پابند ہے وہ مسجد تالاب والی میں قرآن پاک نماز تراویح میں سنانا چاہتا ہے، اور وہیں نماز پڑھتا ہے سال گذشتہ کسی وجہ سے اس کو موقع نہیں مل سکا البتہ متولی صاحب نے وعدہ کر لیا تھا کہ اگلے سال ان ہی کو قرآن سنانے کا موقع دیا جائے گا، لیکن اب دوسرے حافظ کو سنانے کا موقع دیا جا رہا ہے جبکہ وہ حافظ شرعی وضع قطع کا پابند نہیں ہے، داڑھی کٹانا پینٹ پہننا لمبے بال رکھنا اور ننگے سر رہنا اس کی عادت ہے، ان دونوں میں سے کون تراویح میں قرآن سنانے کا مستحق ہے اور متولی مسجد کو کس کو موقع دینا چاہئے؟ مفصل و مدلل بیان فرمائیں۔

المستفتی: رئیس احمد، پیرزادہ تالاب والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داڑھی کٹنا ناگناہ کبیرہ اور فسق ہے اور ایسے شخص کے پیچھے تراویح کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اسلئے ایسا شخص تراویح میں لائق امامت نہیں ہو سکتا ہے، اور جس کی داڑھی اور لباس شریعت کے مطابق ہوں وہی تراویح میں امامت کے لائق ہوتا ہے، لہذا سوالنامہ میں جن دونوں حافظوں کا ذکر ہے ان میں سے وہی حافظ تراویح میں امامت کا مستحق ہے، جو داڑھی اور لباس وغیرہ میں شریعت کے مطابق ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں محمد فہیم کے نام سے ذکر کیا گیا ہے، لہذا محمد فہیم ہی دوسرے حافظ کے مقابلہ میں شریعت کی نگاہ میں

تراویح میں امامت کرنے کا مستحق ہوگا۔

عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى'. (مسند أحمد بن حنبل ۱۶/۲، رقم: ۴۶۵۴، ۱۵۶/۲، رقم: ۶۴۵۶)
عن مرثد بن أبي مرثد الغنوی، وكان بدرياً قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فليؤمکم خيارکم، فإنهم وفدکم فيما بینکم
وبین ربکم. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۳۲۸/۲، رقم: ۷۷۷)
ویکرمه إمامة عبد وأعرابی وفاسق. (تنوير الأبصار مع الدر، کتاب الصلاة،
باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا قدیم ۲/۲۹۸، جدید ۱/۱۴۱)

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة.
(ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی الإمامة زکریا قدیم ۱/۸۴، جدید ۱/۱۴۱)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۸۱۳/۳۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۲۶/۵/۳۱ھ

داڑھی کٹانے والے کی امامت اور نماز جمعہ کے بعد لمبی دعائیں کرنے کا حکم

سوال: [۲۲۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) ہمارے یہاں مرکز مسجد میں ایک امام میواتی آیا ہوا ہے، وہ جمعہ کی نماز کے بعد لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے، اور دعا کرتے کرتے سجدے میں گر کر روتا رہتا ہے، اور دعا کرتا رہتا ہے، جبکہ فتاویٰ عالمگیری میں صراحۃً موجود ہے کہ ہر وہ فرض نماز جس کے بعد سنت مؤکدہ ہے لمبی دعا کرنا مکروہ تحریمی ہے، یہ میواتی جو کہتا ہے کہ میں بھی فاضل دیوبند ہوں

چہرے پر داڑھی بھی سنت کے موافق معلوم نہیں ہوتی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی اپنی کٹاتا ہے، جبکہ داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے، لمبی دعا مانگنے کی وجہ سے سنت بھی اکثر لوگ پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ جمعہ کے بعد کی سنت مؤکدہ ہیں، جب امام کو کہتے ہیں تو چند دن کیلئے پابند ہو جاتا ہے، مگر پھر اپنی پرانی روش پر آ جاتا ہے، اس طرح امام صاحب کے فعل سے عام لوگوں میں ایک انتشار کی لہر دوڑ چکی ہے، وضاحت کیساتھ امام صاحب کے بارے میں تحریر فرمائیں! کیا امام صاحب کو جمعہ کی فرض نماز کے بعد لمبی دعا مانگنا جائز ہے، اگر دعا لمبی کرنی ہے تو وقت کی تعیین پانچ منٹ، دس منٹ، دو منٹ کتنی ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

(۲) امام صاحب کی داڑھی یک مشت سے کم ہونے کے باوجود ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت تو نہیں ہوگی۔

(۳) امام صاحب کے فعل سے عوام میں انتشار کی ایک لہر چل پڑی ہے، جس کے بارے میں امام صاحب کو معلوم ہے، کیا امام صاحب کو عوام کی روش کو نظر انداز کر کے اپنی ضد پر رہنا جائز ہے؟ جواب وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

المستفتی: عزیز احمد نعمانی، فاضل دارالعلوم، دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر واقعی امام داڑھی کٹا کر ایک مشت سے کم کراتا ہے، تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور جمعہ کی نماز کے بعد کبھی کبھی حالات کے اعتبار سے لمبی دعائیں کر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ہر جمعہ میں پابندی کے ساتھ لمبی دعائیں کرنا، اور دعائیں کرتے کرتے سجدہ میں چلے جانا، جو مقتدیوں کو گراں گذرتا ہے، اور ان میں انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، تو یہ صورت درجہ کراہت سے کم نہیں ہے، امام صاحب کو خود اس سلسلہ میں محتاط ہو جانا چاہئے، اگر اس طرح سے دعا مانگنی ہے، تو اپنے طور پر تنہا دعاؤں میں مشغول ہو جائے، جس کی مرضی ہو امام صاحب کے ساتھ شامل ہو جائے، جس کی مرضی نہ

ہو شامل نہ ہو۔

ویکرہ إمامة فاسق (شامی زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹)

وفی الحجة : إذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع في السنة ولا يشتغل بأدعية طويلة . (ہندیہ ، کتاب الصلاة، قبیل الفصل الرابع فی القراءة ۷۷/۱، ہندیہ، جدید زکریا ۱/۱۳۵)

عن الحسن ، قال سمعنا عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال : لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة رجل أم قوما وهم له كارهون الخ . (ترمذی ، الصلاة ، باب من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الہندیہ ۱/۸۳ ، دارالسلام رقم : ۳۵۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۸۲/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۸/۱۴۳۲ھ

داڑھی منڈے حافظ کی امامت

سوال: [۲۲۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے لیکن داڑھی منڈاتا ہے، تو زید کے پیچھے نماز اور تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ مکمل و مدلل تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: حاجی سراج الحق، اصالت پورہ، مراد آباد
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں درج شدہ صورت میں زید فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز باجماعت مکروہ تحریمی ہے اور تراویح میں مزید کراہت ہے، اور علما نے تراویح داڑھی منڈانے اور کتروانے والے کے پیچھے شدت سے ممنوع لکھا ہے، اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہوں وہ بھی سخت گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

عن عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله

منہم صلاۃ من تقدم قوماً وهم له كارهون . (سنن أبی داؤد ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، النسخة الهندیہ ۸۸/۱ ، دارالسلام رقم: ۵۹۳ ، احسن الفتاویٰ ۵۱۸/۳ ، فتاویٰ دارالعلوم ۲۴۰/۳)

وتطويل اللحية إذا كانت بقدر المستون وهو القبضة (وقوله) وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخشنة الرجال فلم يبحه أحد الخ . (الدرالمختار ، كتاب الصوم ، باب ما يفسد ، مطلب في أخذ اللحية زكريا ۳۹۸/۳ ، كراچی ۴۱۷/۲ ، كوئٹہ ۱۲۳/۲ ، مصری ۱۵۵/۲)

والسنة فيها القبضة الخ (وقوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ . (الدرالمختار مع الشامی ، كتاب الخطر والإباحة ، باب الإستبراء زكريا ۵۸۳/۹ ، كراچی ۴۰۷/۶ ، كوئٹہ ۲۸۸/۵)

ويكره تقدم الفاسق كراهة تحريم الخ . (صغیری مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۴/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ شعبان ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۵۳/۲۴)

مخلوق اللحمیہ کی فرائض اور تراویح کی امامت کا حکم

سوال: [۲۲۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید داڑھی کترواتا ہے، وہ حافظ قرآن بھی ہے اور رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن پاک سناتا بھی ہے، اور نماز بھی پڑھتا ہے، ایسی حالت میں اس کیلئے تراویح پڑھانا یا نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالشکور قریشی، جارتی گیٹ چندوسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تراویح میں داڑھی مونڈنے والے کو امام بنانا جائز نہیں، اسکی نماز مکروہ تحریمی ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام بنانے سے مسلمانوں کو احتراز کرنا لازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۶۰ و ۳/۵۱۸)

عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحية،

الحديث: (صحيح مسلم، باب خصال الفطرة ۱/۱۲۹، بيت الأفكار رقم: ۲۵۹)

وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم من ذلك أن ما يفعله بعض من لا خلاق له في الدين من المسلمين في الهند والأتراك حرام .
(بذل المجهود، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، مطبع ميرٹھ، قديم ۱/۳۳، دار البشائر الإسلامية بيروت، ۱/۳۳۶)

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة الخ. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى، كتاب الصلوة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم ۱/۱۶۵، جديد دار الكتاب ديوبند ۳/۳۰۳)
وفيه إشارة إلى أنهم لو قدموا فاسقاً يأمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله فى الإتيان بلوازمه . (حلبى كبير، كتاب الصلوة، فصل فى الإمامة وفيها مباحث اشرفيه ديوبند ۵۱۳) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۲۱۲)

امام اور مقتدی دونوں کا مخلوق اللہ ہی ہونا

سوال: [۲۲۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم لوگ ایک فرم میں ملازم ہیں، ہم لوگوں نے آپس میں ہی ایک اپنے ہی جیسے آدمی کو امام منتخب

کر لیا ہے، جن کے داڑھی نہیں اور لباس بھی شرعی نہیں ہے، لیکن ناظرہ خواں ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہم لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ یا کوئی عالم حافظ قاری ہی امام تلاش کریں اور جب تک انتظام نہ ہو تو جماعت سے نمازیں پڑھیں یا تنہا تنہا پڑھیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد سالم، محلہ پیرغیب، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب وہاں پر سب لوگ بے ڈاڑھی کے ہیں اور سبھی نے داڑھی منڈا رکھی ہے اور کوئی داڑھی والا باشرع نہیں ہے تو ایسی صورت میں انہیں سے کوئی ایک آدمی امامت کر لے اور سب لوگ باجماعت نماز پڑھیں، تو بلا کراہت ان کی نماز درست ہو جائے گی، یہ اس وقت تک کیلئے ہے، جب تک کوئی باشرع آدمی داڑھی والا میسر نہ ہو سکے۔

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر، الحديث: (سنن أبي داود، كتاب الجهاد باب الغزو مع أئمة الجور، النسخة الهنديه ۳/۴۳، دار السلام رقم: ۲۵۳۳)

عن أبي هريرة رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر الحديث: (سنن الدارقطني، الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة، معه والصلاة، عليه، دار الكتب العلميہ ۲/۴۲، قم: ۱۷۵۰)

ويكره إمامة الفاسق هذا.... والكراهة إنما تكون فيما إذا وجد في القوم غير هؤلاء إلا فلا كراهة اتفاقاً. (الموسوعة الفقهية ۶/۲۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۲/۱۴۳۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴/صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

(الف فٹوی نمبر: ۳۹/۱۰۲۸۰)

داڑھی کٹانے سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے اور رمضان میں قرآن سنانے کیلئے ایک مسجد میں بات بھی ہوگئی ہے اور زید دو مہینہ پہلے اپنی داڑھی کو پنچی سے کاٹا تھا، اب جب سے قرآن سنانے کی بات مسجد میں ہوئی ہے، اس نے اپنا یہ فعل چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ یہ پختہ ارادہ کیا ہے کہ کبھی بھی ایک مشت سے کم داڑھی نہیں رکھوں گا، مذکورہ بالا مسئلہ کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد ریث، اصالتپورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو حافظ قرآن داڑھی کٹواتا ہو اور ایک مشت سے کم کروالی ہے تو اس کے پیچھے تراویح کی نماز مکروہ ہے اور اگر اس نے توبہ کر لی ہے، کہ آئندہ نہیں کٹوائے گا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ سچی توبہ قبول فرمالیتا ہے، مگر جب تک داڑھی ایک مشت پوری نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی امامت تراویح یا پانچوں وقت کی نمازیں مکروہ ہوں گی۔

ویکروہ إمامة عبد وفاسق (در مختار) وفي الشامية وأما الفاسق فقد عدلوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰ زکریا ۲/۲۹۹)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومختلة الرجال فلم يحه أحد . (شامی، کتاب الصوم، مطلب فی الأخذ من اللحية زکریا ۳/۳۹۸) والسنة فيها القبضه ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (در مختار مع الشامی، کتاب الخطر والإباحة، باب الإستبراء وغيره کراچی ۶/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۳۹۱)

داڑھی کٹانے سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص داڑھی کٹوائے اور پھر توبہ کر لے کہ میں داڑھی نہیں کٹاؤں گا، اور اس کا مجھے یقین نہیں ہوا کہ یہ اب داڑھی نہیں کٹوائے گا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد ظفر اکبر، مدرسہ حمایت
الإسلام، بہرام پور، موانہ، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر کوئی شخص داڑھی کٹوائے پھر توبہ کر لے تو حیثیت داڑھی شرعاً پوری نہ ہو اس وقت تک اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحية،

الحديث . (مسلم باب حصال الفطرة، النسخة الهندية ۱/۲۹، بيت الأفكار رقم: ۲۵۹)

وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم من ذلك أن ما يفعله بعض من لا خلاق له في الدين من المسلمين في الهند والأتراک حرام الخ . (بذل

المجهود، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، مطبع ميرٹھ قديم ۱/۳۳، دار البشائر

الإسلامية بيروت ۱/۳۳۶)

عن ابن عباس قال : قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الثائب من الذنب كمن لا

ذنب له . (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلمية

بيروت ۵/۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸)

اور جب داڑھی پوری ہو جائے تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنی بلا کراہت درست ہو جائیگی۔
(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۲)

ویکرہ إمامة عبد الخ و فاسق الخ (در مختار) و کراہة تقدیمہ کراہة
تحریم . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸)
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰ھ/۷/۱۷

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۲۷۰)

مدرسۃ البنات میں پڑھانے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک عالم دین ہے اور وہ مدرسۃ البنات میں پڑھاتے ہیں، لیکن جہاں وہ پڑھاتے ہیں، وہاں نہ طالبات پردہ کرتی ہیں، اور نہ ہی استاد اور طالبات کے درمیان پردہ کا انتظام ہے، نیز خالد بھی ایک مدرسۃ البنات کے مدرس ہیں اور وہاں پردہ کا انتظام ہے یعنی استاد اور طالبات کے درمیان بھی پردہ ہے اور لڑکیاں بھی پردہ کرتی ہیں، نیز جاوید بھی ایک مدرسۃ البنات میں پڑھاتا ہے، اور وہاں استاد اور لڑکیوں کے درمیان پردہ کا انتظام تو ہے لیکن طالبات پردہ نہیں کرتی ہیں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تینوں حضرات کا امامت کرنا کیسا ہے؟ آیا ان کو امامت کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

نوٹ: زید مدرسۃ البنات کے جس دفتر میں کام کیلئے بیٹھتے ہیں، وہاں اس مدرسہ کی معلمہ صاحبہ بھی بیٹھتی ہیں، تو اس صورت میں زید کا امام بنکر نماز پڑھانا بلا کراہت جائز ہے یا مع الکرہت، براہ کرم جلد از جلد جواب دے کر شکر یہ کا موقع مرحمت فرمائیں؟ عین نوازش ہوگی؟

المستفتی: عبد اللہ، آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مردوں اور عورتوں کے اختلاط کے ساتھ بغیر پردہ کے جس مدرسہ میں تعلیم کا انتظام ہے وہ غیر شرعی ادارہ ہے، اس میں معلمین اور معلمات کا بے پردہ آمنے سامنے بیٹھ کر پڑھانا فسق کی بات ہے، ایسے آدمی کو شرعاً فاسق کہا جاتا ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، نیز ایک ہی دفتر میں بغیر پردہ کے معلمات کے ساتھ روزانہ بیٹھنا اور زیادہ فسق و گناہ کی بات ہے، اور جن مدرسوں میں پردہ کا اہتمام اور اس کی پابندی ہوتی ہے، اور پردہ کے ساتھ پڑھانے کا اہتمام ہے اور کسی قسم کے فتنہ کا بھی خطرہ نہیں ہے، تو ایسی صورت میں پڑھانے والے پر کسی قسم کا الزام نہیں ہے، اس کی امامت بلا کراہت درست ہے، اور جن مدرسوں میں پردہ کا انتظام ہے مگر بالغ لڑکیاں مرد استاذ سے پردہ نہیں کرتی ہیں، اور استاذ بھی بغیر پردہ کے بالغ لڑکیوں کو سامنے بٹھا کر پڑھاتے ہیں، اور اس پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے تو یہ بھی خلاف شریعت ہے اس طرح پڑھانے پر بھی فسق کا حکم لاگو ہوگا اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوگی۔

و تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة ؛ بل
لخوف الفتنة كمسه وإن أمن الشهوة ؛ لأنه أغلظ . (شامی، زکریا ۲/۷۹)

ولا تسكنوهن الغرف ولا تعلموهن الكتابة و علموهن الغزل وسورة
النور من حديث عائشة ومن حديث ابن عباس بلفظ لا تعلموا نساءكم
الكتابة ولا تسكنوهن العاللي . (تنزيه الشريعة ۲/۲۰۸، بحوالہ دینی مسائل / ۳۴۰)

واعلم أن النهی من تعلیم النساء لكتابة لا ینافی طلب تعلمهن القرآن
..... فإنه وإن كان فيها مصالح إلا أن فيها خشیه مفسد، ودرء المفسد مقدم

على جلب المصالح . (الفتاویٰ الحدیثہ / ۱۱۹، بحوالہ دینی مسائل اور ان کا حل / ۳۴۰)

عن سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الدنيا
حلوله خضرة وإن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون ألا فاتقوا الدنيا

واتقوا النساء . (ترمذی ۴۲/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۶/رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۲۱۴۵/۴۱)

تعویذ کی وجہ سے نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مدرسہ میں پڑھاتا ہے، اور ایک مسجد میں امامت کرتا ہے، لیکن وہ تعویذات کا عمل کرتا ہے، اس غرض سے آنے والوں میں نوجوان عورتیں بھی ہوتی ہیں، زید ان سے کبھی سب کے سامنے کبھی تنہائی میں جھاڑ پھونک کے بہانے سے ملتا ہے، اور ان عورتوں کو چچی بہن وغیرہ کہہ کر ان کے گھروں پر بھی جاتا ہے، تو دریافت کرنا یہ ہے کہ۔

الف: زید کا جھاڑ پھونک کے بہانے یا ضرورت کی وجہ سے ان نوجوان عورتوں سے بے پردہ تنہائی اور سب کے سامنے ملنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا اس طرح بہن چچی خالہ کہنے سے وہ عورتیں بہن چچی یا خالہ ہو جاتی ہیں، اور ان سے بلا پردہ ملنے کی اجازت ہے۔

ب: کیا اس کے اس عمل سے اس کی امامت پر کوئی اثر پڑے گا، منع کرنے کے باوجود باز نہ آئے تو اس کو منصب امامت سے معزول کرنا حق بجانب ہوگا۔

ج: ہاتھ دیکھ کر اور کبھی دوسرے طریقوں سے چور وغیرہ کا پتہ بتلاتا ہے، اس کی بتلائی ہوئی بات پر کس حد تک عمل کرنا درست ہے۔

المستفتی: محمد حماد، شریف نگر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: **الف:** زید کے لئے بلا ضرورت محض جھاڑ پھونک کے بہانے سے بے پردہ تنہائی میں یا سب کے سامنے عورتوں سے ملنا، ان سے بات چیت کرنا، ان کو دیکھنا ناجائز، حرام اور گناہ کبیرہ ہے، لہذا زید کیلئے ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا

ضروری ہے، نیز وہ عورتیں خالہ، بہن اور چچی کہنے سے ایسی خالہ، بہن اور چچی نہیں بن جاتی ہیں کہ جن کے ساتھ شرعی طور پر پردہ لازم نہ ہو بلکہ وہ عورتیں زید کے حق میں قطعی طور پر غیر محرم ہیں، اور زید کے لئے ان سے ملنا بات چیت کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۸۰/۸، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۴/۳۹۰، ۱۵/۳۸۴)

عن أبي امامة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والخلوۃ بالنساء؛ والذي نفسي بيده ما خلا رجل وامرأة إلا دخل الشيطان بينهما وليزحم رجل خنزيراً متلطخاً بطين أو حمأة خير له من أن يزحم منكبه منكب امرأة لا تحل له. (المعجم الكبير للطبرانی مطبع دار إحياء التراث العربی بیروت ۸/۲۰۵، رقم: ۷۸۳۰)

عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يخلون بامرأة ليس معها ذو محرم منها فإن ثالثهما الشيطان. (مسند احمد ۳/۳۳۹، رقم: ۱۴۷۰۶)

ولا يكلم الأجنبيۃ إلا عجزاً عطست أو سلمت فيشمتها ويرد السلام عليها وإلا لا أي وإن لا تكن عجزاً بل شابة لا يشمتها ولا يرد السلام بلسانه. (شامی، کتاب الحظر الإباحۃ، فصل فی النظر والمس، کراچی ۶/۳۶۹، زکریا ۹/۵۳۰)

ب: اگر وہ شخص نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات چیت کرنے سے باز نہیں آتا ہے، اور ان باتوں میں اسکی دلچسپی باقی ہے، تو شرعی طور پر وہ شخص فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اسلئے وہ قابل امامت نہیں ہے، مسجد کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ اس کو امامت سے ہٹا کر کسی متبع شریعت شخص کو امام مقرر کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ رحمیہ قدیم ۴/۳۷۱، جدید زکریا ۴/۱۸۶، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۰)

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً،

فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم ۱/۱۶۵، جدید دارالکتاب دیوبند/۳۰۳، شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰)

ج: قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں ہے، جس سے اس بات کا ثبوت ہو کہ انسان کا ہاتھ دیکھ کر چور کا پتہ بتایا جاسکے، اسلئے شرعی طور پر اس طرح کا کوئی عمل شریعت کے مطابق ہونا ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے، اب رہا عاملوں کا تجربہ تو اس سے ہم کو کوئی مناسبت اور ممارست نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۵/۱۲

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۳۷)

بے پردہ نامحرم عورتوں کو تعویذ دینے والے کی امامت

سوال: [۲۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے اور وہ تعویذ گنڈوں کا کام کرتا ہے، اور اس کے پاس غیر محرم عورتیں آ کر بے پردہ ہو کر گفتگو کرتی ہیں تنہائی میں اور ان تعویذوں کا عوض کسی سے ۵۰۰/سوروپے اور کسی سے ۲۰۰/سوروپے، اور کسی سے ۱۰۰/روپے کسی سے ۵۰/پچاس روپے لیتے ہیں، نیز پہلے سے بھی امام صاحب کے حالات اطمینان بخش نہیں تھے لیکن کچھ لوگوں نے اسی کو امام بنا رکھا ہے، کچھ لوگ امام صاحب کے پیچھے کراہت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں اور کچھ مقتدی نہیں پڑھتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: نثار احمد، ارپور سادات، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تعویذ گنڈا کرنے میں غیر محرم عورتوں کو بے پردہ اپنے سامنے بٹھانا ہرگز جائز نہیں ہے، اور غیر محرم عورتوں سے بالمشافہ بے پردگی میں گفتگو کرنا

باعث فسق ہے، اور ایسا شخص فاسق ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور جو لوگ اس کے اس فعل سے نفرت کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، وہ لوگ گنہگار نہیں ہوں گے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُونَ أَرْؤُسَهُمْ، ذَلِكَ أَرْكَى لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ، وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ، الآية. (سورة النور: ۳۰، ۳۱)

عن النبی ﷺ قال: لا یخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشیطان .

(سنن الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات، النسخة الهندیة ۱/۲۲۱، دار السلام رقم: ۱۱۷۱، مستدرک مکتبہ نزار مصطفیٰ ریاض ۱/۱۶۵، بیروت ۱/۱۱۴، رقم: ۳۸۷)

عن الحسن قال سمعت أنس بن مالک قال: لعن رسول الله ﷺ ثلاثة رجل أم قوماً وهم له كارهون، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط، ورجل سمع حياً على الفلاح ثم لم يجب. (سنن الترمذی، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندیة ۱/۸۳، رقم: ۳۵۸)

لو أم قوماً وهم له كارهون، فهو على ثلاثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۴، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۲/۲۲

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۲۹)

تعویذ کے بہانے غیر محرم عورتوں کو دیکھنے اور چھونے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

عن الحسن مرسلاً قال بلغنی أن رسول الله ﷺ قال لعن الله عز وجل

الناظر والمنظور إليه. (شعب الإيمان للبيهقي، دار الكتب العلمية بيروت ۶/ ۱۶۲، رقم: ۷۷۸۸، مشکوٰۃ شریف / ۲۷۰)

حضرت حسنؑ سے بطریق ارسال مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھنے والے اور اس پر جس کو دیکھا جائے اللہ تبارک و تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے، اس حدیث شریف کی روشنی میں بتائیں کہ تعویذ کے بہانے غیر محرم عورتوں کو مسجد کے حجرہ میں بٹھانا اور ان کو دیکھنا، ان کو چھونا، ان سے باتیں کرنا جائز ہے یا ناجائز اور ایسا کرنے والے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: ثار احمد، عقیل احمد، حاجی جاوید،
رشید احمد محمد عالم، حاجی پورہ، فیروز آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص تعویذ کے بہانے سے غیر محرم عورتوں کو حجرہ میں بٹھاتا ہے اور ان کو دیکھتا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے چھوتا ہے ان سے باتیں کرتا ہے وہ ناجائز اور حرام حرکتوں کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہو جاتا ہے، اس کے اوپر لازم ہے کہ سچی توبہ کر کے اپنے آپ کو ان حرکتوں سے دور رکھے ایسا شخص اگر کہیں امام ہے تو اس کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہوگی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں حدیث شریف مذکور ہے۔

ویکروہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق، وأعمى وتحتنه فاسق من
الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب
الكبائر كشارب الخمر، والزانی، وآكل الربوا، ونحو ذلك.
(درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹، زکریا ۲/ ۲۹۸،
ہدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، مکتبہ اشرفی ۱/ ۱۲۲)

وفی الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام. (شامی کتاب الحظر والإباحة،

فصل فی النظر والمس کراچی ۶/۳۶۸، زکریا ۹/۵۲۹)

وفی الشربلا لیه الحظر معزیا للجوهرة ولا یکلم الأجنبية . (شامی

کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس کراچی ۶/۳۶۹، زکریا ۹/۵۳۰)

المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان ، العینان زناهما النظر

والأذنان زناهما الاستماع واللسان زناه النطق الخ. (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ

جدید زکریا ۳/۱۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۳/۱/۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۹۱۴/۴۰)

بے حجابانہ باتیں اور تعویذ گنڈے کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص ایک طویل عرصہ سے جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے کرتا ہو اور اس کے ذریعہ سے اجنبی اور نامحرم عورتوں سے بے تکلف ملتا ہو اور بے حجابانہ باتیں کر کے ان سے روپیہ کماتا ہو جبکہ حدیث شریف میں نامحرم عورتوں سے گفتگو کرنے کو نفاق کا جز فرمایا ہے جب اس سے یہ کہا جاتا ہے، کہ یہ فعل نامناسب ہے تو جواب ملتا ہے، ہم انکو بلاتے نہیں ہیں یہ خود ہی تو آتی ہیں کیونکہ ان کو فائدہ ہوتا ہے، لہذا اس صورت میں ایسے شخص کو امام بنانا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا از روئے شرع کیسا ہے؟ جواب مدلل مفصل عنایت فرمائیں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نامحرم عورتوں سے بے تکلف اختلاط رکھنے والا شخص اور بے حجاب باتیں کرنے والا شخص فاسق اور فاجر ہے، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے۔ (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۲۸۴، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۰)

لا یخلون رجل بامرأة إلا كانا لثهما الشيطان . (ترمذی ، ابواب الرضاع ، باب ماجاء فی کراهیۃ الدخول علی المغیبات ، النسخۃ الہندیہ ۱/۲۲۱ ، دارالسلام رقم: ۱۱۷۱ ، مستدرک مکتبہ نزار مصطفیٰ ریاض جدید ۱/۱۱۴ ، رقم: ۳۸۷ ، مشکوٰۃ/۲۶۹) لا یخلون رجل بامرأة إلا مع ذی رحم محرم . (صحیح بخاری ، کتاب النکاح ، باب لا یخلون رجل بامرأة إلا ذورحم محرم ، النسخۃ الہندیہ ۲/۷۸۷ ، رقم: ۵۰۳۷ ، ف: ۵۲۳۳)

قال أبو هريرة قال: إن الله كتب على ابن آدم حفظه من الزنى فزنى العين النظر وزنى اللسان النطق . (صحیح بخاری ، کتاب الاستیذان ، باب زنى الجوارح دون الفرج ، النسخۃ الہندیہ ۲/۹۲۲ ، رقم: ۶۰۰۲ ، ف: ۶۲۴۳)

كون الكراهة في الفاسق تحريمه . (طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلوۃ ، فصل فی بیان الأحق بالإمامۃ قدیم / ۱۶۵ ، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۳) وإن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم . (شامی ، کتاب الصلوۃ ، باب الإمامۃ قبیل ،

مطلب البدعة خمسة أقسام ، کراچی ۱/۵۶۰ ، زکریا ۲/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۹/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸/رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۸۴/۳۴)

نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکرا یک مسجد میں امامت کرتا ہے، مگر اس کا ایک عمل ہے کہ وہ بغیر اجازت مردوں کی غیر موجودگی میں گھروں میں داخل ہو کر عورتوں سے بے پردہ ان کے ساتھ دیر تک بیٹھتا ہے، اور ان سے باتیں کرتا ہے، راستہ میں بھی بے پردہ عورتوں سے باتیں کرتا ہے، خود اپنی عورت سے دور رہتا ہے، بلا تحقیق حرام کام کرنے والے جیسے جو اکیلے والے شاگنے والے کے یہاں کھانا

کھاتا ہے، کیا شریعت میں اس بات کی اجازت ہے، اور یہ عمل اگر امام کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ایسے بے عمل کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ عرض خدمت ہے کہ جواب سے آگاہی فرما کر یہاں اختلافات و جھگڑے سے مسجد کے حالات کو بچانے میں مدد فرمائیں۔

المستفتی: محمد شیحان خان، قادری سنی
۵۶/کونلہ باکھل، اندور (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) غیر محرم عورتوں کے ساتھ بے پردہ بغیر ضرورت کے دیر تک بیٹھ کر باتیں کرنا جائز نہیں اور یہ بھی ناجائز ہے کہ کسی غیر رشتہ دار کے گھر میں مردوں کی عدم موجودگی اکیلے عورتوں کیساتھ دیر تک بیٹھ کر باتیں کرے۔ اس سے خدا نخواستہ بڑا فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔

(۲) خود اپنی عورت سے دور رہنا، ان کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے، اس کی کیا وجہ ہے وہ خود بتائیں گے، ہم کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

(۳) کسی مسلمان کے یہاں کھانے کی دعوت ہو اور اس کے حالات پہلے سے معلوم نہ ہوں، تو کھانا کھانا جائز ہے، اور وہ اس بات کا مکلف نہیں ہے کہ یہ پوچھا جائے کہ یہ کھانا کیسے پیسے سے بنا ہے، تمہاری کمائی کیا ہے، کیسی ہے، اس کا مکلف نہیں ہے، ہاں البتہ اگر یہ بات واضح ہو جائے کہ دعوت دینے والا سٹہ باز بھی ہے، اور اس کے پاس حلال کمائی بھی ہے، تو اگر حلال کمائی زیادہ ہے تو دعوت کھانے کی اجازت ہے، اگر مذکورہ شخص امامت بھی کرتا ہے تو اس کو باخبر کر دیا جائے، کہ غیر محرم عورتوں سے بغیر ضرورت، بلا تکلف دیر تک باتیں کرنا اور مردوں کی عدم موجودگی میں غیر محرم عورتوں کیساتھ بیٹھنا، فسق و فجور کو دعوت دینا ہے، اب اگر اس اطلاع کے باوجود بھی وہ ایسے ناجائز کام کرتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

ولو أم قوما وهم له كارهون ، فهو على ثلاثة أوجه ، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره . (حاشية الطحطاوى ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة دارالكتاب دیوبند / ۳۰۱ ، وھکذا فی الھندیة ، کتاب الصلوة ، الباب الخامس فی الإمامة ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا و کوئٹہ ۸۷/۱ ، جدید ۱/۱۴۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۵۲۴/۳۸)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۹/۳/۱۵

مسجد میں تعویذ گنڈے اور نامحرم عورتوں سے بے پردہ گفتگو کرنے

والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اجرت لیکر کوئی شخص مسجد کے صحن میں بیٹھ کر یا برآمدہ میں بیٹھ کر تعویذ گنڈے اور پلٹیں وغیرہ لکھ کر دے اور نامحرم عورتوں سے بے پردہ گفتگو کرے تو ایسا شخص امامت کرے تو اس کی امامت کرنا کیسا ہے؟ اور اس شخص کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟ جبکہ امام کے اس فعل سے چھتر فیصد نمازی ناراض ہیں، تفصیلی جواب تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟

المستفتی: محمد شرافت، محلہ رانڈ، ٹانڈہ بادی، راپپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نامحرم عورتوں کو بے پردہ ہو کر نہیں آنے دیتے تو تعویذ، گنڈہ کی گنجائش ہے، اگرچہ اجرت بھی لیتا ہو اور ایسی صورت میں امامت بھی بلا کراہت جائز ہے، لیکن یہ دھندا احد و دمسجد کے اندر کرنا ممنوع و ناجائز ہے، اس لئے کہ مسجد عبادت کی جگہ ہے اور اجرت لے کر تعویذ کرنا ایک دنیاوی دھندا ہے جو مسجد کے

اندر ممنوع و ناجائز ہے، لہذا وہ منع کرنے کے باوجود مسجد کے اندر یہ دھندا جاری رکھتا ہے، تو ایسی صورت میں ایسے امام کو بدل دیا جائے نیز اگر نامحرم عورتوں کو بھی سامنے آنے پر کوئی پابندی نہ رکھے تو ایسی صورت میں وہ شخص فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده ، أن رسول الله ﷺ نهى عن الشراء والبيع في المسجد. (سنن أبي داود ، الصلاة ، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة ، النسخة الهندية ۱/ ۱۵۴ ، دارالسلام رقم: ۱۰۷۹ ، سنن الترمذی الصلاة ، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء في المسجد ، النسخة الهندية ۱/ ۷۳ ، دارالسلام رقم: ۳۲۲ ، مسند احمد بن حنبل ۲/ ۱۷۹ ، رقم: ۶۶۷۶ ، ۲/ ۲۱۳ ، رقم: ۶۹۹۱)

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً فلا يعظم لتقديمه للإمامة . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، دارالکتاب دیوبند ۱/ ۳۰۱، الفتاوی تاتار خانیہ، کتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة زکریا ۲/ ۲۵۰، رقم: ۲۳۳۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۵۸۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۱۴

مرد کا اجنبی عورتوں کی امامت کرنا

سوال: [۲۲۹۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فی زمانہ عورتوں کیلئے غیر مسجد میں حافظ یا غیر حافظ کا امام بننا تراویح وغیرہ میں کیسا ہے، جہاں کہ عورتیں نماز و روزے سے کوسوں دور ہوں، اور نماز کا طریقہ نہ معلوم ہو تو کیا ایسے مقامات پر عورتوں کیلئے مرد حافظ یا غیر حافظ کا امام بننا جائز ہوگا یا نہیں؟ نیز عورتوں کی جماعت میں عورت کا امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کہیں عورتوں کی جماعت یا تراویح عورت کی امامت میں ادا کی جا رہی

ہے، تو اس سے ان کو روکنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ہاشم، گوئدہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اجنبی مرد کا خواہ وہ حافظ ہو یا غیر حافظ اجنبی عورتوں کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس جماعت میں مرد بھی موجود ہو یا امامت کرنے والے کی کوئی محرم عورت موجود ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی فساد زمانہ کی وجہ سے احتیاط ضروری ہے۔

ویکمرہ حضور ہن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلا علی المذہب المفتی بہ لفساد الزمان ، واستثنیٰ الکمال بحثا العجائز المتفانیة کما تکرہ إمامة الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیرہ ولا محرم منه کأخته أو زوجته أو أمته ، أما إذا کان معهن واحد ممن ذکر أو أمهن فی المسجد لا یکرہ بحر . (درمختار مع الشامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة، کراچی ۱/ ۵۶۶، زکریا ۲/ ۳۰۷)

ولو أمهن رجل ، فلا کراهة إلا أن یكون فی بیت لیس معهن فیہ رجل ، أو محرم من الإمام أو زوجته ، فإن کان واحد ممن ذکر معهن فلا کراهة کما لو کان فی المسجد مطلقاً . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب ۴/ ۳۰۴)

نیز عورتوں کی جماعت میں عورت کا امام بننا بھی مکروہ تحریمی ہے، لہذا اگر ایسی جماعت ہو رہی ہو تو روکنا ضروری ہے۔

عن عائشةؓ أن رسول الله ﷺ قال: لا خیر فی جماعة النساء إلا فی

مسجد جماعة . (المعجم الأوسط دارالفکر ۶/ ۴۴۸، رقم: ۹۳۵۹، ۵/ ۲۲۰، رقم: ۷۱۳۰)

قال فی الدر المختار ویکرہ تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح

الخ. (درمختار مع الشامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۶۵، زکریا ۲/ ۳۰۵)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ شوال ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۰۱۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۱۰/۲۸ھ

اپنی بیوی کو بدکار کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص یہ کہتا ہے، کہ میری عورت بدکار ہے تو اسکے پیچھے یعنی جو شخص یہ کہتا ہے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالواحد، ہدایت پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس شخص پر لازم ہے کہ شرعی گواہوں سے ثابت کرے ورنہ پاکدامن بیوی پر تہمت لگانیکی وجہ سے وہ شرعاً فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، شرعاً لعان کرنا لازم ہوگا۔ (کفایت المفتی قدیم ۶/۲۴۵، جدید زکریا ۶/۲۷۱، زکریا مطول: ۸/۴۱۰، ۴۱۱)

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ○ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○ وَيَذَرُهَا الْعَذَابَ أَنَّ تَشْهَدُ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ○ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ (سورة النور: ۹ تا ۶)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إن من الكبائر استتالة المرء

في عرض رجل مسلم بغير حق. (سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الغيبة،

النسخة النهديّة ۲/۶۶۹، دارالسلام رقم: ۴۸۷۷، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم

۵/۸۵، رقم: ۸۳۳۶)

ویکبرہ إمامة عبد و أعرابي وفاسق ، وأعمى وتحتہ فاسق من
الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من يرتكب
الكبائر كشارب الخمر ، والزانی ، و آكل الربوا ، ونحو ذلك .
(درمختار مع الشامی ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹ ، زکریا ۲/ ۲۹۸ ،
ہدایہ ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة ، اشرفی دیوبند ۱/ ۱۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۶/۲۳)

بیوی سے جھگڑا کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت
کرتا ہے، مگر اس کی بیوی نے زید پر نان نفقہ اور مہر کے مطالبہ کا عدالت میں دعویٰ کر رکھا ہے،
وجہ کیا ہے، اس کا کچھ پتہ نہیں تاہم پہلے بیوی کے میکے والے بھیجنا چاہتے تھے، زید نہیں لایا
، انھوں نے دعویٰ کر دیا تو اب لانا چاہتا ہے، تحریر فرمائیں ان حالات میں زید کی امامت
درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد یاسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: میں بیوی کے درمیان جھگڑا ایسا نہیں ہوتا ہے کہ جس سے
شوہر پر فسق کا حکم لاگو کر دیا جائے، لہذا اگر زید کے اندر ایسی کوئی شرعی اور دینی خرابی نہیں ہے جس
سے فسق کا حکم لگایا جاسکتا ہے، تو زید کی امامت بلا کراہت درست ہے، جب لوگوں کو جھگڑا اور
اختلاف کی وجہ معلوم نہیں ہے، تو اس کے پیچھے پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ، إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ . (سورة

عن الأعرج قال : قال أبوهريرة رض : يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ . (صحيح البخارى ، النكاح ، باب لا يخطب على خطبة أخيه ، النسخة الهندية ۷۷۲/۲ ، رقم : ۴۹۵۰ ، ف : ۵۱۴۳)

عن أبى هريرة ، عن النبى ﷺ قال : إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ . (صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة والآداب ، باب تحريم الظن والتجسس ، النسخة الهندية ۳۱۶/۲ ، بيت الأفكار رقم : ۲۵۶۳)

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكرهية الدينية بسبب شرعي ، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها . (بذل المجهود ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، دارالبشائر الإسلامية بيروت جديد ۴۷۵/۵ ، مطبوعه ميرٹھ قديم ۳۳۱/۱)

وإن كان هو أحق بالإمامة منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم الخ . (مراقى الفلاح ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان أحق بالإمامة قديم ۱۶۴ ، دار الكتاب ديوبند جديد ۳۰۱/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ : بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۶/ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ
 (الف فتویٰ نمبر : ۲۸/۲۸۸۱)
 الجواب صحیح :
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۱/۱۱/۱۴۱۲ھ

نوجوان لڑکیوں کو باپردہ فن ادب پڑھانے والے کی امامت

سوال : [۲۲۹۹] : کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ اگر کوئی نوجوان امام صاحب کسی نوجوان لڑکی کو پردہ کے ساتھ فن ادب پڑھائے ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی : محمد اقبال مراد آبادی ، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر فن ادب میں ایسے مضامین ہیں جس سے ہیجان پیدا ہو سکتا ہے، تو پردہ وعدم خلوت کے باوجود ناجائز اور حرام ہوگا، نیز قرآن کریم کی تعلیم کو بھی مکروہ لکھا ہے۔

لو تعلمت النساء قرآنا من الأعمى هل فيه ضرر نعم يكره ذلك
(قوله) لأن تعليم النساء من الرجل وإن كان أعلى واجتماعهن معه مقام
الفتنة الخ. (نفع المفتی والمسائل / ۲۳)

اور اگر ایسے مضامین نہ ہوں تو عدم حاجت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوگا اور اگر پردہ کے باوجود خلوت کا احتمال ہو تو حرام ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے:

لا يخلون الرجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. الحديث : (مستدرک
، کتاب العلم ، جدید مصطفیٰ باز / ۱۶۶ ، رقم: ۳۸۷ / ۳۹۰ ، ترمذی ، باب کراہیۃ
الدخول علی المغیبات / ۲۲۱ ، مشکوٰۃ ، کتاب النکاح ، باب النظر إلی المخطوبة / ۲۶۹ ،
رقم: ۲۹۷۷)

المعنى يكون الشيطان معهما يهيج كل منهما حتى يلقيهما في الزنا
(وقوله) لا يخلون الرجل بامرأة كائنين على حال من الأحوال إلا على هذه
الحالة وفيه تحذير عظيم الخ. (مرفقات ، باب النظر إلی المخطوبة: الفصل الثاني ،
امدادیہ ملتان ۲۰۱ / ۶)

لہذا امام صاحب کو مسئلہ بتلادیا جائے اور سمجھایا جائے ، اگر اسکے باوجود باز نہ آئیں تو فاسق
ہونگے ، اور ان کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

ولهذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين وفي الطحاوى
كون الكراهة في الفاسق تحريمية . (مراقی مع الطحاوى ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل
فی بیان الأحق بالإمامة قدیم ۱۶۵ ، جدید دارالکتاب دیوبند / ۳۰۲)

ویکرہ تقدیم العبد لأنه لا يتفرغ للتعليم ، والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل والفسق لأنه لا يهتم لأمر دينه . (هدايہ ، کتاب الصلوۃ ، باب الإمامۃ ، اشرفی دیوبند ۱/۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶۸/۲۳)

جس کی بیوی بے پردہ سفر کرتی ہو اس کی امامت کا حکم

سوال: [۲۳۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر کی بیوی شبانہ جو پردہ وغیرہ کو نہیں مانتی ہے بلکہ زیب وزینت کر کے بغیر محرم کے سفر بھی کرتی ہے، بغیر پردہ بازار یا محلہ میں کسی کے یہاں بھی گھومنا شبانہ کی عادت بن چکی ہے، مگر بچارہ بکر ایک مسجد کا امام ہے، اب عوام کا اعتراض یہ ہے کہ بکر کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی ہے، جس کی دلیل بکر کی بیوی شبانہ کے بے پردہ گھومنے کی ہے! امید کہ جواب سے مستفیض فرمائیں گے؟ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: عارف قاسمی، بخارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر بکر اپنی بیوی شبانہ کو بغیر محرم کے سفر کرنے اور بے پردہ بازار وغیرہ میں گھومنے پھرنے پر روک تھام نہیں کرتا ہے، تو اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور امامت کا اہل نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۹۹، جدید ڈاہیل ۶/۲۴۳، رحمیہ قدیم ۴/۳۵۸، ۳۶۰، جدید زکریا ۴/۱۸۰، ۱۸۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا. (التحریم: ۶)

عبد اللہ بن عمر یقول: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: کلکم راع،

وکلکم مسئول عن رعیتہ ، الإمام راع ومسئول عن رعیتہ ، والرجل راع فی أہلہ ، وهو مسئول عن رعیتہ . (صحیح البخاری ، کتاب الجمعة ، باب الجمعة فی القرى والمدن ، النسخة الهندیہ ۱/۲۲ ، رقم: ۸۸۳ ، ف: ۸۹۳ ، مسند البزار ، مکتبہ العلوم والحکم ۱۲/۱۳ ، رقم: ۵۳۷۷ ، المعجم الكبير للطبرانی ، دار احیاء التراث العربی ۱۳/۱۶۷ ، رقم: ۱۳۸۶۳)

اور اگر روک تھام کرنے کے باوجود بے پردہ بازاروں میں پھرتی ہے اور بکرا سکی حرکتوں پر بالکل راضی نہیں ہے ، تو بکر کی امامت بلا کراہت درست ہے ۔ (محمودیہ قدیم ۲/۹۹ ، جدید ڈائجیل ۶/۲۲۳ ، امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۳۵۴)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰی . (سورة النجم : ۳۸)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار . (تبیین الحقائق ، کتاب الکراہیة ، فصل فی البیع ، امدادیہ ملتان ۶/۲۹ ، زکریا ۷/۶۴ ، شامی ، کتاب الخطر والإباحة ، فصل فی البیع کراچی ۶/۳۹۲ ، زکریا ۹/۵۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۱۰/۲۳)

نامحرم عورت کو بہن یا بھابھی بنا کر رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب جو کہ پہلے زنا کر چکے ہیں اور اس وقت کسی نامحرم خاتون کو بہن یا بھابھی بنا کر رکھا ہے ، اور ان سے ہنسی دل لگی اور مذاق کی باتیں تنہائی میں اور لوگوں کے سامنے کرتے ہیں یہ ان امام صاحب کا فعل شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز وضاحت فرمائیں ، اور اگر اس امام کے اس فعل کی وجہ سے مصلیوں کے دلوں میں ان امام صاحب کی اس بنائی ہوئی بہن یا بھابھی

سے کسی بد فعلی کے شکوک و شبہات ہوں اور وہ کراہت سے ان کے پیچھے نماز پڑھیں تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: مشتاق احمد انصاری، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نامحرم عورت سے بلا ضرورت باتیں کرنا اور تنہائی اختیار کرنا ناجائز ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق امام کی نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ ألا يخلون رجل بامرأة إلا كانا لثما الشيطان. (ترمذی شریف، کتاب الرضاع، باب کراہیۃ الدخول علی المغیبات، النسخة الهندیہ ۲۲۱/۱، دارالسلام رقم: ۱۱۷۱، کتاب الفتن، باب فی لزوم الجماعة، النسخة الهندیہ ۳۹/۲، دارالسلام رقم: ۲۱۶۵)

عن ابي امامةؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم إياكم والخلو بالنساء والذي نفسى بيده ما خلا رجل وامراة إلا دخل الشيطان بينهما وليزحم رجل خنزيراً متلطخاً بطين أو حمأة خير له من أن يزحم منكبه منكب امراة لا تحل له. الحديث: (المعجم الكبير، مطبع دار إحياء التراث العربی ۲۰۵/۸، رقم: ۷۸۳۰)

الخلو بالاجنبیة حرام لا یکلم الاجنبیة وتحتہ فی الشامیة قال فی القنیة مکروہة کراہة تحریم. (الدر المختار، کتاب الخطر والإباحة، فصل فی النظر

والمس، کراچی ۳۶۸/۶، زکریا دیوبند ۵۲۹/۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۱۷۹/۲)

مطلقہ مثلاً شہ کو ساتھ رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں پھر اس کے بعد وہی بیوی اس کے گھر میں ہے، اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے اور حلالہ نہیں ہوا ہے، اور نہ نکاح ہوا کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔

المستفتی: محمد اقبال سینا پوری، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ اور بغیر نکاح کے تین طلاق والی عورت کو بیوی کی طرح رکھنا زنا کاری ہے، وہ شخص فاسق مجاہر ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

ولذا کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته ،
وكون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ . (طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلاة ،
فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۱ ، قدیم ۱۶۵ ، شرح النقایہ ، کتاب
الصلاة ، باب القراءة فی الصلاة ، اعزازیہ دیوبند ۸۶/۱ ، شرح وقایہ ، کتاب الصلاة ، فصل
فی الجماعة ، اشرفی ۱۵۲/۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۱۱۱)

منکوحۃ الغیر کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خلاصہ واقعہ: موضع جونکا سے لگ بھگ ۴۲ کلومیٹر دوری پر ایک گاؤں کلیان چک واقع ہے اس

گاؤں (کلیان چک) کی ایک لڑکی شہناز خاتون کی شادی پھل بھنگا گاؤں کے لڑکے بادشاہ انصاری کے ساتھ ہوئی تقریباً ۳ رسال تک اپنے شوہر بادشاہ انصاری کے ساتھ رہی، اسکے بعد لڑکے کا دادا اسیر الدین (جو سردار اور پیش امام کلیان چک میں) اپنی پوتی کو کلیان چک لے آیا، مگر دادا اسیر الدین صاحب نے نہیں بھیجا، اتفاق سے وہ لڑکی کلیان چک کے ایک لڑکے امیر علی سے بھنس گئی، اس حرکت سے لڑکی کے دادا اسیر الدین نے لڑکا امیر علی اور لڑکی شہناز خاتون کو لیکر ایم کورٹ راج محل میں کورٹ شادی (لو میرج) کرادی، بعد اسکے اسیر الدین صاحب اپنی پوتی شہناز خاتون اور امیر علی کو لیکر کلیان چک آیا، اسیر الدین صاحب نے کورٹ کی شادی کی پوری حقیقت کلیان چک والوں کو سنا کر شریعت مطہرہ کے مطابق شادی پڑھوانے کا ارادہ ظاہر کیا، اسیر الدین اور کلیان چک والوں کو اس بات کی پوری جانکاری تھی کہ شہناز خاتون کو اس کے پہلے شوہر بادشاہ انصاری نے طلاق نہیں دی ہے، کلیان چک والوں نے اس بات کا فیصلہ اسیر الدین صاحب کے سر رکھا، یہ کہتے ہوئے کہ یہ لڑکی طلاق شدہ ہے یا نہیں؟ اگر لڑکی طلاق شدہ ہے تو آپ ہی کلیان چک میں نکاح خواں ہے، ان کی شادی امیر علی سے پڑھا دیجئے اسیر الدین صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پڑا، خاموشی اختیار کر لی، دوسرے روز اسیر الدین مع شہناز خاتون امیر علی اور ایک آدمی قسمت اللہ کو لیکر جو نکا گاؤں کی جامع مسجد کے امام حسن منشی صاحب کے گھر آئے اور امیر علی کے ساتھ شہناز خاتون کا نکاح پڑھانے کو حسن منشی سے کہا، حسن منشی نے پیش امام اسیر الدین سے پوچھا یہ لڑکی پہلے شوہر کی طلاق شدہ ہے یا نہیں؟ لڑکی کے دادا اسیر الدین نے کہا لڑکی طلاق شدہ ہے، بلکہ کورٹ میرج بھی کر چکی ہے، ثبوت کیلئے آر، ایم کورٹ کا بھی کاغذ ساتھ ہے، یہ لیجئے اور شادی کرادی، حسن منشی صاحب نے اسیر الدین کی زبانی بات سن کر اور کورٹ کے کاغذ کے مطابق نکاح پڑھانے کا حکم اپنے لڑکے شمیم احمد پوری کو دیا، دو گواہوں کی موجودگی میں شمیم احمد نے نکاح پڑھا دیا اور حسن منشی نے خطبہ پڑھا، اس

نکاح کی خبر آنا فائزاً پورے جونکا گاؤں میں ہوگئی، تحقیق کرنے پر پتہ چلا، کہ حسن منشی صاحب نے ناجائز شادی پڑھائی ہے، لڑکی طلاق شدہ نہیں ہے، پر حسن منشی صاحب اپنی بات پر ڈٹے رہے اور گاؤں والوں سے کہا جی نہیں میں نے جائز نکاح پڑھایا ہے، اس بناء پر کہ حسن منشی صاحب نے ناجائز نکاح پڑھایا ہے گاؤں والوں نے امامت سے ان کو علیحدہ کر دیا ہے، مذکورہ بالا معاملات سے چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں، براہ کرم قانون شریعت کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ کی جائے عین نوازش ہوگی۔

(۱) حسن منشی کا یہ نکاح پڑھانا یا پڑھوانے کا حکم دینا جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو اس غلط حرکت کا کفارہ کیا ہے؟

(۲) حسن منشی صاحب کو دوبارہ پیش امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) حسن منشی صاحب جن کو امامت سے علیحدہ کر دیا ہے فی الحال نکاح پڑھا سکے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: باشندگان جونکا،

پوسٹ: جونکا، صاحب گنج، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں درج شدہ صورت میں شہناز خاتون بادشاہ انصاری کی بیوی ہے، اگر امیر علی کو اس بات کا علم تھا کہ بادشاہ نے طلاق نہیں دی ہے تو شرعاً امیر علی کا نکاح شہناز خاتون کے ساتھ باطل ہے، اور اسیر الدین و امیر علی فاسق اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، جب تک خالص توبہ نہ کر کے باز نہ آئیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور برادری کے لوگوں کو چاہئے کہ توبہ کرنے تک ان سے قطع تعلق کر دیں۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتد ته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن

علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کتاب

النكاح، باب المهر مطلب فی النكاح الفاسد زکریا ۴/ ۲۷۴، کراچی ۳/ ۱۲۲، فتاویٰ

عالمگیری، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات
التي يتعلق بها حق الغير، زکریا قدیم ۱/۲۸۰، جدید ۱/۳۴۶

وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمْتُمْ فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (سورة هود: ۱۱۳)
(۱) نیز اگر حسن منشی صاحب نے اصل واقعہ کے علم ہونے کے باوجود نکاح پڑھانے کا حکم دیا
ہے، تو وہ فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اس کا کفارہ خالص توبہ ہے۔

قال الله تعالى: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوَاءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. (النساء: ۱۷)
(۲) اگر خالص توبہ کر کے باز آ جائے تو جائز ہے۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من
الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة
الهندية ۲/۳۱۳، دار السلام رقم: ۴۲۵۰)

(۳) فاسق کے نکاح پڑھانے سے بھی موانع نکاح نہ ہونے کی صورت میں نکاح صحیح
ہو جاتا ہے، البتہ نیک صالح شخص سے نکاح پڑھانا افضل ہے، اور اگر حسن منشی کو واقعہ کا علم نہ
تھا تو فاسق نہیں ہے، اسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، نیز غیر مسلم حج یا مسلم حج کے غیر شرعی
فیصلہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (کفایت المفتی قدیم ۶/۲۲۶، جدید زکریا ۶/۲۵۲، زکریا مطول
۲/۲۵۶، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۲/۱۴۳، ۳/۱۴۳، جدید زکریا ۸/۳۷۷، ۸/۳۷۸)

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم الخ. (شامی، كتاب القضاء، باب
التحكيم کراچی ۵/۴۲۸، زکریا ۸/۱۲۶، کوئٹہ ۴/۳۸۶)

وقد اتفق الأئمة الحنفية والشافعية على أنه يشترط لصحة الحكم
واعتبرا في حقوق العباد الدعوى الصحيحة وأنه لا بد في ذلك من
الخصوصية الشرعية الخ. (شامی، كتاب القضاء، مطلب الحكم الفعلي کراچی
۵/۳۵۴، زکریا ۸/۲۳، کوئٹہ ۲/۳۳۲، تبیین الحقائق، كتاب القضاء، باب التحكيم

ملتان ۴/ ۱۹۳ زکریا) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴۰/۹۷۰)

دوران عدت نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جامع مسجد کا امام ہے جس کے ذمہ شہری مکتب قضاۃ (نکاح خوانی) امامت کی ذمہ داری ہے، جو نہایت ہی ذمہ داری کیساتھ اپنی سپرد کردہ خدمات انجام دیتا ہے، لیکن کچھ غلطیوں کی وجہ سے بعض لوگ ناراض ہیں، ہوا یہ کہ ہمارے گاؤں میں ہندہ نامی ایک لڑکی ہے یہ لڑکی اس سال رمضان میں یعنی ستمبر کے ماہ میں اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ کر میکے میں رہنے لگی، دسمبر میں یا جنوری میں اسکی سسرال کے لوگ اسکو لینے کے لئے بھی آئے تھے (بقول اہل محلہ) لیکن ہندہ نے جانے سے انکار کر دیا۔

۱۵ جنوری کو ہندہ کا باپ امام صاحب زید کے پاس آیا اور اپنی لڑکی کے نکاح پڑھانے کی بابت کچھ بات چیت کی، امام صاحب تیار ہو گئے، ۱۵ جنوری کو عصر کے بعد نکاح ہونا تھا، اسلئے اہل محلہ کو جمع کیا گیا گواہوں اور وکیل کے ناموں کا اندراج ہوا، وکیل ایک مولوی صاحب (خالد) کو بنایا گیا، مولوی صاحب نے کہا آپ اسکا دوسرا نکاح پڑھوا رہے ہیں، پہلے نکاح کا طلاق نامہ دکھائیے، کورٹ سے آیا ہوا طلاق نامہ دکھایا گیا تو اس پر طلاق دینے کی تاریخ ۱۵ جنوری ڈلی ہوئی تھی، تب مولوی خالد صاحب نے وکالت کرنے سے انکار کر دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو لڑکی کے والد نے کہا کہ زبانی طلاق دینے کو چار ماہ ہو چکے ہیں، تب امام صاحب زید نے نکاح پڑھا دیا، خیر نکاح ہو گیا، رخصتی ہو گئی اور ہندہ اپنے دوسرے شوہر کیساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہے۔

مسئلہ اس وقت الجھاجب لوگوں نے ہندہ کے سابق شوہر سے معلوم کیا کہ آپ نے ہندہ کو کب طلاق دی تو ہندہ کے سابق شوہر نے حلفیہ بیان دیا کہ میں نے ہندہ کو ۵ جنوری کو ہی طلاق دی ہے، اس سے پہلے میں نے طلاق نہیں دی، اب زید امام صاحب یہ کہتے ہیں، کہ اگر میں اس دن یہ نکاح نہیں پڑھاتا تو کوئی اور پڑھا دیتا، امام صاحب مزید یہ کہتے ہیں کہ اگر ہندہ کا آج نکاح نہیں کرایا جاتا تو وہ بھاگ جاتی، مزید کہتے ہیں اگر اس کا نکاح نہ کرایا جاتا تو وہ زنا میں مبتلا ہو جاتی، مزید کہتے ہیں کہ نکاح پڑھوانے کیلئے ان پر دباؤ تھا، اسلئے انھوں نے یہ نکاح پڑھا دیا۔

اب چند سوالات قابل دریافت ہیں!

(۱) ان امام صاحب کے پیچھے نماز پنجوقتہ اور نماز جنازہ ادا کریں یا نہ کریں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ابھی تک جو نمازیں پڑھی ہیں کیا وہ قابل اعادہ ہیں اور ان کا اعادہ ضروری ہے؟
(۲) ان امام صاحب سے نکاح پڑھوا سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ وہ پورے گاؤں والوں کے نکاح پڑھاتے ہیں؟

(۳) ہندہ کا نئے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا شریعت اس کے متعلق کیا کہتی ہے؟ ابھی ان میں جو میل جول مباشرت ہو رہی ہے کیا وہ زنا میں شمار ہوگی؟ یعنی نئے شوہر اور ہندہ میں تفریق ضروری ہے یا ایسے ہی رہنے دیا جائے، جبکہ ہندہ کے والد اور نیا شوہر کم عقل اور ضدی قسم کے لوگ ہیں، شریعت کے حکم کو نعوذ باللہ کسی اہمیت کا حامل نہیں سمجھتے؟ تفریق ہوگی تو اسکے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

(۴) ہندہ اور موجودہ شوہر میں تفریق کر دی گئی تو اس کی عدت طلاق کی کہاں سے شمار ہوگی ۵ جنوری سے یا نئے شوہر سے تفریق کے وقت سے؟

(۵) خدانہ خواستہ اگر ہندہ اس دوران موجودہ شوہر سے حاملہ ہوگئی تو اسکے لئے مسئلہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(۶) مذکورہ بالا امام زید اپنی امامت شروع کرنے سے پہلے توبہ کرے گا، تو یہ توبہ علی الاعلان ہو

یا پھر چپکے چپکے توبہ کر لے، امام کی توبہ تفریق کے بعد قابل قبول ہوگی یا عدت کے بعد اس کی بھی وضاحت کریں؟ یا اس کی کوئی ضرورت نہیں؟ مزید جو شقیں بھی اس مسئلہ میں آپ کے تجربہ کی روشنی میں نکل سکتی ہوں اور ہمارے علم میں نہ ہوں تو براہ کرم ان سے بھی آگاہ فرمائیں، تاکہ مزید مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بیٹنوا و توجروا۔

المستفتی: عبداللہ، حکیم الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: طلاق نامہ میں بھی ۵ جنوری درج ہے اور شوہر نے بھی ۵ جنوری کو ہی طلاق دینے کا حلیہ بیان دیا ہے، اور اس سے پہلے اس نے کبھی طلاق نہیں دی ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں اس کی وضاحت ہے، اس لئے ۵ جنوری ہی سے ہندہ کی عدت شمار ہوگی، اور پھر ۵ جنوری میں جو نکاح کیا گیا ہے وہ نکاح فاسد ہوا ہے، اگر لڑکے والے کو بھی ۵ جنوری میں طلاق کی بات معلوم تھی تو یہ نکاح بالکل باطل ہوا ہے، اور اس نکاح کے بعد جو ہمبستری ہوئی ہے وہ حرام کاری اور بدکاری ہے، اور امام صاحب نے جو نکاح پڑھایا ہے اگر محض باپ کے جھوٹے بیان پر اعتماد کر کے نکاح پڑھایا ہے کہ طلاق دیئے ہوئے چار ماہ ہو چکے ہیں، تو امام صاحب قصور وار نہیں ہیں، سارا گناہ باپ کے سر ہوگا، اور لڑکی اور لڑکے دونوں پر بھی گناہ عظیم کا وبال ہوگا، لیکن اگر امام نے باپ کے چار مہینے والی بات پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اس کو معلوم ہے کہ ۵ جنوری کو طلاق ہوئی ہے اس کے باوجود ۱۵ جنوری کو نکاح پڑھا دیا، اور امام صاحب صرف وہ اعذار پیش کرتے ہیں جو سوال نامہ میں ہیں، تو ایسی صورت میں مذکورہ امام بھی گنہگار ہوگا اور ان پر توبہ لازم ہوگی، اب رہا امام صاحب کا دوسروں کا نکاح پڑھانا تو وہ بہر حال صحیح ہوگا، اس لیے کہ نکاح، فاسق قاضی کے ذریعہ بھی ہو جاتا ہے، لیکن جب تک توبہ نہیں کرے گا اس وقت تک امامت مکروہ تحریمی رہے گی، اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

وینکح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع ومنع غيره
فيها لاشتباه النسب . (درمختار مع الشامي ، كتاب الطلاق ، باب الرجعة مطلب في
العقد على المبانة کراچی ۳/۴۰۹ ، ذکر یا ۵/۴۰)
اور اگر ہندہ دوسرے نکاح سے حاملہ ہوگئی ہے تو اس کی عدت بچہ کی ولادت کے بعد پوری
ہوگی ، اور اس بچہ کا نسب پہلے شوہر سے ثابت ہوگا جب کہ بچہ طلاق کے بعد دو سال کے اندر
اندر پیدا ہوا ہو۔

والمبتوتة يثبت نسب ولدها إذا جاءت لأقل من سنتين ؛ لأنه
يحتمل أن يكون الولد قائماً وقت الطلاق فلا يتيقن بزوال الفراش قبل
العلوق فيثبت النسب احتياطاً . (هدايہ اشرفی ، کتاب الطلاق ، باب ثبوت النسب
۲/۴۳۰ ، درمختار مع الشامي ، کتاب الطلاق ، باب العدة ، فصل فی ثبوت النسب
کراچی ۳/۵۴۰ ، ذکر یا ۵/۲۳۱ ، عالمگیری ، کتاب الطلاق ، الباب الخامس عشر فی
ثبوت النسب ذکر یا قدیم ۱/۵۳۷ ، جدید ۱/۵۸۹)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۲۲۹)

مہتمم صاحب کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شادی شدہ
عورت اس کا اصل خاوند تھا اس نے اپنے گھر پر اپنی علالت کی بنا پر بیوی سے یہ کہہ دیا تو
میر پاس سے چلی جاوہ عورت اپنے خاوند کے رشتہ دار کے یہاں خود چلی گئی ، جب اس کا
خاوند صحت یاب ہو گیا تب بھی اپنی بیوی کو لانے کی پرواہ نہیں کی وہ عورت اپنے خاوند کے
رشتہ دار بہنوئی کے یہاں رہتی تھی ، وہ عورت ان کے یہاں سے چلی گئی یہ کہہ کر کہ میں کہیں
جاری ہوں وہ آ کر ایک آدمی کے یہاں پر دو تین روز رہی اور انہوں نے اس کو بہلا پھسلا کر

اس کا نکاح دوسرے شخص کیساتھ پڑھوا دیا اور یہ کہا کہ تجھے تیرے پہلے خاوند نے طلاق دیدی ہے، جبکہ اس کے خاوند نے بالکل طلاق نہیں دی تھی۔

اور اب ہم نے اچھی طرح اس کی تحقیق و تصدیق کر لی ہے کہ واقعی اس کو طلاق نہیں ہوئی تھی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اسمیں جو گواہ وکیل اور نکاح پڑھانے والے مولوی جو جامع مسجد افضل گڈھ میں پیش امام تھے، جبکہ ان سے مہتمم صاحب نے اس بات کی تاکید کر دی تھی کہ اگر کسی مطلقہ یعنی نکاح شدہ کے نکاح پڑھانے کا معاملہ آپ کے پاس آئے تو مجھ سے معلوم کر لینا اور میری اجازت کے بغیر نکاح مت پڑھانا کیونکہ تم بستی کے حالات سے واقف نہیں ہو۔

انھوں نے کسی لالچ کے ماتحت کچھ لوگوں کے کہنے سے مہتمم صاحب کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھا دیا، جبکہ وہ عورت نکاح شدہ تھی اس کو طلاق بھی نہیں ہوئی تھی۔

تو امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ لوگ جو گواہ، وکیل اور امام صاحب ہیں کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں؟ ازراہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: حاجی حسین صاحب، مہتمم
جامع مسجد، افضل گڈھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ ظاہر کیا ہے، اور حقیقت میں مطلقہ نہیں تھی، اور امام مذکور کو اس حقیقت کا علم نہیں تھا، تو امام مذکور فاسق نہیں ہے، اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی، لیکن اب علم ہو چکنے کے بعد توبہ بھی کر لینا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۱۰/۳۳۴)

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوَاءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. (النساء: ۱۷)

وَأَمَّا نِكَاحٌ مِنْكَوْحَةٍ غَيْرٍ وَمُعْتَدَتُهُ فَالِدُخُولِ فِيهِ لَا يُوجِبُ الْعِدَّةَ إِنْ

علم أنها للغير ، لأنه لم يقل أحد بجوازه ، فلم ينعقد أصلاً . (شامی، کتاب

النکاح ، مطلب فی النکاح الفاسدة کراچی ۱۳۲/۳ ، زکریا ۴/۲۷۴)

اور مہتمم صاحب کی بلا اجازت نکاح پڑھانا علت فسق نہیں ہے۔

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي

فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها . (بذل المجهود ، کتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم

القوم وهم له كارهون ، دار البشائر الإسلامیہ جدید ۵/۷۵ ، قدیم مطبوعہ میرٹھ ۱/۳۳۱)

جس لالچ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے متعلق امام مذکور سے براہ راست تفصیل معلوم کرنے

کے بعد غور کیا جاسکتا ہے! فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/۱۳۳۵)

مطلقہ سمجھ کر نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام نے کسی

کا نکاح پڑھایا صرف اس بنا پر کہ انھوں نے لڑکی سے دریافت کیا کہ تمہیں طلاق پہلے والے

شوہر سے ہو چکی ہے لڑکی اور لڑکا دونوں نے ہی طلاق ہونے کی تصدیق کی بعد میں پتہ چلا کہ

لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی ہے، اور تین چار سال سے اس لڑکی کا پہلے شوہر سے کوئی تعلق نہیں ہے،

تو کیا اس صورت میں امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے یا یہ کہ امام صاحب کا خود کا نکاح

باطل ہو گیا یا پھر امام صاحب نے یہ عقد پڑھا کر کون سے جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور ان کو اس

جرم سے چھٹکارہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

امام صاحب نے نکاح پڑھایا صرف اس بناء پر کہ لڑکی نے پوری مجلس میں یہ کہا کہ مجھے پہلے

شوہر سے طلاق ہو چکی ہے، لیکن باوجود ہر ممکن کوشش کے اس بات کی تحقیق نہیں ہو سکی آیا اسکی

طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ تو ان امام صاحب کے لئے کیا حکم ہے، آیا ان کے پیچھے نماز درست

ہے یا نہیں؟ اور ان کا خود نکاح فاسد ہو گیا یا اور کوئی جرم عائد ہوتا ہے؟
المستفتی: انتظامیہ کمیٹی، جالندھر شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب لڑکا اور لڑکی دونوں نے امام صاحب سے پہلے شوہر سے طلاق ہو جانے کو بیان کیا ہے اور ان کے بیان کے مطابق عقد ثانی پڑھادیا ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر امام صاحب پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، اور نہ ہی امام صاحب پر کسی قسم کے جرم کا الزام لگ سکتا ہے، البتہ اس کا گناہ دونوں لڑکا اور لڑکی پر ہوگا، اور شرعی طور پر وہی دونوں مجرم ہیں، اور امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی خرابی لازم نہیں ہوگی، اور نہ امام صاحب کے نکاح میں کوئی فرق آئے گا۔

قال الله تعالى: 'وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى'. (سورة النجم: ۳۸)

وإنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار. (تبیین الحقائق، کتاب

الکراهية، فصل فی البیع، امدادیہ ملتان ۶/۲۹، زکریا ۷/۶۴، شامی، کتاب الحظر

الإباحة، فصل فی البیع زکریا ۹/۵۶۲، کراچی ۶/۳۹۲)

اور جب شوہر اول سے درحقیقت طلاق نہیں ہوئی تھی، تو اب لڑکی کیلئے دوسرے شوہر کیساتھ رہنا جائز نہیں، دونوں کو الگ کر دینا ضروری ہے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة، إن علم أنها للغير، لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامی، کتاب

النكاح، باب المهر، مطلب فی النكاح الفاسد، زکریا ۴/۲۷۴، کراچی ۳/۱۳۲)

امام صاحب پر شرعاً کوئی جرم عائد نہیں ہوتا، اور نہ امام صاحب کے خود کے نکاح میں کوئی خرابی آئیگی۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۵/۹ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۵۹/۳۲)

منکوحہ یا معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی آدمی حلال کو حرام جانے یا حرام کو حلال جانے تو وہ آدمی مسئلہ کے اعتبار سے کافر ہو جائیگا، جیسے مالا بدمنہ میں ہے، تو اگر کسی امام صاحب نے بغیر طلاق کے دوسرے آدمی سے نکاح پڑھادیا یا عدت کے اندر نکاح پڑھادیا تو اس امام صاحب کی بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں؟ اور امام صاحب کا ایمان ہے یا نہیں؟ اور ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ یہ امام صاحب نے جان بوجھ کر کیا ہے، ثبوت موجود ہے۔

المستفتی: مزل حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: آپ نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے غیر مطلقہ کا نکاح جان بوجھ کر پڑھایا ہے یا عدت کے اندر جان بوجھ کر پڑھایا ہے، اور آپ نے یہ بھی لکھا ہے، کہ ثبوت موجود ہیں، کیا امام صاحب نے یہ اقرار کیا ہے، کہ میں نے جان بوجھ کر پڑھایا ہے، اگر اقرار کیا ہے تو کیا اس کے دوشرعی گواہ ہیں؟ نیز اگر امام صاحب نے جان بوجھ کر پڑھایا تو کیا امام صاحب کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہے، کہ غیر مطلقہ کا نکاح یا عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے، بالفرض اگر امام صاحب نے جان بوجھ کر نکاح پڑھایا ہے، تو کیا امام صاحب نے اس کا بھی اقرار کیا ہے، کہ میں نے حرام کام کو حلال جان کر کیا تھا، یا حلال کو حرام جان کر کیا تھا، اگر امام صاحب نے حرام کو حرام جان کر کیا ہے، تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور اس گناہ سے توبہ کرنا کافی ہوگا، امام صاحب کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا اور نہ امام صاحب کی بیوی نکاح سے خارج ہوئی اور اگر امام صاحب نے اقرار کیا ہے، کہ میں نے حرام کو حلال جان کر کیا ہے، تو اس کا حکم ہم اس وقت تک نہ لکھیں گے جب تک ہمارے سامنے امام صاحب کی طرف سے اقرار نامہ نہ آجائے۔

قال الله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تَصِيَّبُوا قَوْمًا
بِجَهَالَةٍ فَتَصْبَحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ. (الحجرات: ۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۰۷۱)

شخص واحد سے دو بہنوں کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں کے امام صاحب نے ایک شخص کا اس کی بیوی کی موجودگی میں بیوی کی سگی بہن سے نکاح پڑھایا پہلی بیوی سے ایک لڑکا بھی ہے تو کیا یہ نکاح درست ہے اگر نہیں تو اس نکاح پڑھانے والے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

نوٹ: بوقت نکاح لڑکی کے والدین یا وارثین میں سے کوئی موجود نہیں تھے۔

المستفتی: منگل خاں، گاؤں:

دیو پورہ تنگلہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بیوی کی موجودگی میں اس کی سگی بہن سے نکاح شرعاً باطل اور حرام ہے، اور ہمیشہ زنا کاری ہوتی رہے گی، اور جان بوجھ کر جس نے نکاح پڑھایا ہے اور جن لوگوں نے اس نکاح میں شرکت کی ہے وہ سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں، سب پر توبہ لازم ہے، اور جب تک امام صاحب اس کا اعلان نہ کریں کہ جو نکاح ہوا ہے وہ غلط اور باطل ہوا ہے، اور جب تک عورت کو مرد سے علیحدہ کرنے کا اعلان نہ کریں امام صاحب شرعاً فاسق رہیں گے، اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور ایسا امام کو الگ کر کے دوسرا باشرع امام مقرر کرنا چاہئے۔

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ. (سورة النساء: ۲۳)
وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ. (سورة المائدة: ۲)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أي عقداً صحيحاً الخ. (شامی، کتاب
النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۳۸، زکریادیو بند ۴/۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ صفر ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۲۵۳۶)

نرودھ استعمال کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید شادی شدہ
ہے وہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت نرودھ کا استعمال کرتا ہے، کیا نرودھ کا استعمال کرنا
جائز ہے؟ نیز ہمارے محلہ کے امام صاحب اپنی بیوی کے ساتھ رہتے ہیں، وہ بھی نرودھ
استعمال کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی کراہت تو نہیں، اگر ہے تو مفصل تحریر
فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: امیر حسین، مدرسہ حبیبیہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلاغذر شرعی نرودھ کا استعمال کرنا ناجائز نہیں ہے، البتہ اگر
عذر شرعی مثلاً حمل کی وجہ سے بچہ کی پرورش اور غذا میں خلل آنے کا اندیشہ یا عورت کی جان یا
سخت مرض کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں بیوی کی اجازت سے نرودھ کے استعمال کی گنجائش
ہے، نیز یہ بات آپ کو کیسے معلوم ہوئی کہ امام نرودھ کا استعمال کرتے ہیں، صرف لوگوں کی
باتوں میں نہیں آنا چاہئے۔

عن عمر بن الخطاب قال: نهى رسول الله ﷺ أن يعزل عن الحرة

إلا بإذنها. (سنن ابن ماجه ، كتاب النكاح ، باب العزل ، النسخة الهندية / ۱۳۸ ، دارالسلام رقم: ۱۹۲۸ ، المعجم الأوسط دارالفکر ۴۱۱/۲ ، رقم: ۳۶۷۹)
عن عمر بن الخطاب رض : أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم نهى عن العزل عن الحرة إلا بإذنها. (مسند أحمد بن حنبل ۴۰/۱ ، رقم: ۲۱۲)

ويعزل عن الحرة بإذنها. (در مختار) وفي الشامية: فإباحة الإسقاط
 محمولة على حالة العذر. (شامی کتاب النکاح ، باب نکاح الرقيق ، مطلب فی حکم إسقاط الحمل زکریا ۴/۳۳۶ ، کراچی ۱۷۵/۳ ، ۱۷۶)
عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كفى بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع. (صحيح مسلم ، مقدمه ۸/۱ ، مسند البزار ، مكتبه العلوم والحكم ۲۰/۱۵ ، رقم: ۸۲۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۷۱۶۵)

بلاعذر شرعی حمل ساقط کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جو کہ عالم دین ہے اور قاضی شہر بھی ہے، اس نے ہندہ سے شادی کی تھی جو کہ اس کی تیسری شادی تھی، معلوم ہوا کہ پہلی دو بیویوں کو طلاق ہوئی نہ معلوم ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا بہر کیف تیسری بیوی کیساتھ یہ عمل رہا کہ ایک بار دواؤں کے ذریعہ سے دو ماہ کا حمل ساقط کرایا دوسری مرتبہ پانچ ماہ کا حمل ساقط کرایا، دونوں مرتبہ جان کے لالے پڑ گئے ہو سپتال میں صفائی کرانی پڑی زید کا کہنا ہے کہ مجھے رنگ رنگ کے بچے اچھے نہیں لگتے بچوں کی مجھے ضرورت نہیں پہلی سے تین بچے ہیں اب تیسری بیوی زید کے اس عمل سے گھبرا کر طلاق مانگ رہی ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ ایک عالم دین اور پیشوا کا یہ عمل

کہاں تک درست ہے، اگر یہ عمل خلاف شرع ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: عبداللہ ہلدوانی، پیر جی دوکاندار،
لاسن نمبر ۱۲، آزادنگر، ہلدوانی، مینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی عذر شرعی کے بغیر حمل ساقط کرنا سخت گناہ ہے، ایسا کر نیوالا شخص شرعاً فاسق ہے، اسے توبہ کرنا لازم ہے، اگر توبہ نہ کرے تو پھر اس کو امام نہ بنایا جائے، اور اگر صدق دل سے توبہ کرے اور توبہ پر قائم رہے تو پھر امام بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۹۲/۲)

فلما كان يؤخذ بالجزاء فلا أقل من أن يلحقها إثم هنا إذا أسقطت
بغير عذر. (شامی، کتاب النکاح، مطلب فی حکم إسقاط الحمل، زکریا ۳۳۶/۴،
کراچی ۱۷۶/۳، البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقيق، زکریا ۳۴۹/۳، کوئٹہ
۲۰۰/۳، الموسوعة الفقهية ۵۸/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۱۰/۲۲ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/شوال ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۵۷۰/۳)

مفتی اور فتویٰ کی تحقیر کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) امام صاحب ایک مسجد میں امامت کرتے ہیں اور اکثر غیر حاضر رہتے ہیں، اور ان کے نہ ہونے کی وجہ سے مؤذن صاحب نماز پڑھاتے ہیں، اور امامت کی تنخواہ مکمل لیتے ہیں، اب مکمل لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا جتنے دن مؤذن نماز پڑھاتا ہے اس کا حق بنتا ہے، یا نہیں؟ یا امام ہی کا حق بنتا ہے؟

(۲) او کوئی مسئلہ بتلایا جاتا ہے، تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسے مسئلے ۳۶۰ ہیں، ایسے مفتی ہمارے پیچھے کتنے پھرتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی سے جواب دینے کی زحمت عطاء فرمائیں۔

المستفتی: محمد یعقوب، محلہ پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جب امام تنخواہ لیکر امامت کرتا ہے تو اسپر پابندی لازم ہے، اتفاقیہ کبھی کوئی سخت ضرورت پیش آجائے اور اسکی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو قابل مسامحت ہے، اسپر زیادہ دارو گیر نہ کی جائے لیکن اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کرتے ہوئے طبیعت چاہنے پر حاضر ہونا شرعاً درست نہیں ہے، اس سے ان کی تنخواہ خالص حلال نہ رہے گی، اور متولی کو بھی پوری تنخواہ دینا درست نہیں ہے، اور مؤذن کیلئے اسپر کوئی اجرت متعین نہیں کی گئی ہے، اسلئے اسکا کوئی حق نہیں بنتا۔

(۲) ایسا شخص فاسق ہے توبہ واستغفار کے ذریعہ سے ایسی حرکتوں سے باز آ جانا لازم ہے، اور توبہ کے بعد اسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۱/۸۶ و ۱/۱۱۷)

إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة فقال صاحبه ليس كما أفتوا أو قال لانعمل بهذا كان عليه التعزير. (عالمگیری، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء، زكريا قديم ۲/۲۷۲، جدید ۲/۲۸۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶/رجب ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۱۰۷)

ہجڑے کی امامت اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

سوال: [۲۳۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص (حامد)

فطرتاً صحیح و سالم تھا، لیکن وہ بعد میں مختنوں (ہجڑوں) میں رہنے لگا مختنوں نے اس کو مختن ہجڑا بنادیا یعنی خصیتین وغیرہ کاٹ دیئے اب لوگ اس کو نماز میں مردوں کی صف میں نہیں کھڑا کرتے اور نہ اس کو امام بناتے اور یہ کہتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائیگی، جواب اس بات کا طلب ہے کہ آیا وہ مردوں کی صف میں نماز پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟ اسکی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اسکی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں واضح جواب عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد صادق، رامپوری، معلم
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ہجڑا بن گیا ہے اور خصیتین کاٹ دئے گئے ہیں، اور وہ اب عورتوں کے جنسی حقوق ادا کرنے پر بھی قادر نہیں تو ایسی صورت میں اس کا حکم ہجڑوں کی طرح ہوگا اور ہجڑوں کو بچوں سے بھی پیچھے کھڑے ہونے کا حکم ہے اسکی امامت ہرگز درست نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۱/۱۸۰، جدید زکریا ۴/۱۷۲)

و یصف الرجال علی قدر مراتبہم ثم الصبیان ثم الخنثیٰ. (شرح النقایہ،

کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ اعزازیہ دیوبند ۱/۸۹)

لا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثیٰ. (تنویر الأبصار مع الدر، کتاب الصلوٰۃ،

باب الإمامۃ کراچی ۱/۵۷۶، زکریا ۲/۳۲۱، البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ

زکریا ۱/۶۲۸، کوئٹہ ۱/۳۵۹، مجمع الأنہر، کتاب الصلوٰۃ، فصل الجماعة سنة مؤکدة

دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۶۷)

والخنثیٰ البالغ تصح إمامته للأنثی مطلقاً فقط لا لرجل ولا لمثله.

(شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ کراچی ۱/۵۷۷، زکریا ۲/۳۲۱، مجمع الأنہر،

کتاب الصلوٰۃ، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۶۷)

اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی وہ صحیح نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳۵۹/۵)

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر. (سنن
أبي داود، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع ائمة الجور، النسخة الهندية ۳/۱، ۳۴۳،
دارالسلام رقم: ۲۵۳۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۳/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر ۲۸/۳۰۹۴)

سرکاری امداد لینے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حافظ محمد اختر کو سرکار مکان بنانے کیلئے امداد دے رہی ہے سرکار کی اس امداد سے مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں واضح جواب دینے کی زحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد اشرف

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سرکار مکان بنانے کے لئے جو امداد دے رہی ہے، اس امداد کا لینا اس سے مکان بنانا جائز اور درست ہے اور اس کے پیچھے بلاشبہ نماز درست ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۶/۳۱۷، جدید زکریا ۱۰/۲۲۵، محمودیہ قدیم ۶/۲۴۷، جدید ڈابھیل ۵/۶۰۴)

أخذ الجائزة من السلطان قال بعضهم يجوز ما لم يعلم أنه يعطيه من حرام قال محمد وبه نأخذ ما لم نعرف شيئاً حراماً وهو قول أبي حنيفة

و أصحابہ . (فتاویٰ عالمگیری ، کتاب الکراہیۃ ، الباب الثانی عشر فی الہدایا

والضیافات زکریا دیوبند قدیم ۳/۵۴۲ ، جدید ۵/۳۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۶/۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۱۸)

غیر مسلم میت پر قرآن خوانی کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید، عمر، بکر عالموں کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں، مدارس میں معلم اور مساجد میں امام بھی ہیں، یہ کافر کی میت پر قرآن خوانی کرتے ہیں، میت اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہوتی ہے اور قرآن خوانی کرنے والے نیچے بیٹھ کر قرآن خوانی کرتے ہیں، جب غیر مسلم اپنی میت کی زیارت کرتے ہیں، تو وہ اپنی رسم کے مطابق میت کا طواف کرتے ہیں، اس وقت ان طواف کرنے والوں کی بیٹھ کر قرآن پاک کی طرف ہوتی ہے، اس میت کی برسی کی جاتی ہے، ان عالموں کو مدعو کیا جاتا ہے، یہ بہت ہی خوشی سے شرکت کرتے ہیں، اور قرآن خوانی کرتے ہیں، یہ عالم دوسروں کی تشکیل کر کے اپنے ساتھ منسلک کرتے ہیں، ان سے سوال کیا جاتا ہے، کہ کافروں پر تو دعاء مغفرت جائز نہیں، آپ قرآن خوانی کیوں کرتے ہیں؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم قرآن خوانی کا ثواب اپنے مسلمان مردوں کو پہنچاتے ہیں، اور ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ آجکل کافروں کی حکومت ہے مصلحتاً اس طرح کرنا جائز ہے، تاکہ غیر مسلموں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم سب ایک ہیں کیا یہ ان کی توجیہ ٹھیک ہے؟ جس سے عوام کے اندر بگاڑ پیدا ہوتا ہو اور گمراہ ہونے کا اندیشہ ہو، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؟ کیا ان اشخاص کے اقوال و افعال کا اعتبار کرنا جائز ہے؟ ایسے لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ برائے کرم مدلل

و مفصل جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتی: احقر محمد راشد غفرلہ،
بستی حضرت نظام الدین، نئی دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (قوله تعالى) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْغَيْبِ. (سورة توبه: ۱۱۳)

مذکورہ آیت کریمہ میں کافر و مشرک کی موت پر قرآن خوانی و دیگر دعاء و استغفار کی سخت ممانعت واضح طور پر آچکی ہے، پھر بھی اگر کوئی نص قرآنی قطعی کے خلاف غلط تاویلات کر کے خود کو اور دوسروں کو کافر کی موت پر قرآن خوانی وغیرہ میں شرکت پر مامور کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، جب تک توبہ کر کے باز نہ آوے، امامت سے معزول کر دیا جائے۔

ویکمرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى (الدر المختار) قوله وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۹۹، ۶۰۰، زکریا ۲/۲۹۸، وہکذا فی شرح النقایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة، اعزازیہ دیوبند ۱/۸۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ شوال ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۲۵/۲۳)

امام صاحب کا غیر مسلموں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا

سوال: [۲۳۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام

صاحب غیر مسلموں کے محلّہ میں رہتے ہیں کبھی ضرورت پڑنے پر وہ لوگ ان کا تعاون بھی کرتے ہیں، مثلاً امام صاحب بیمار پڑ جاتے ہیں یا ان کے بچے بیمار پڑ جاتے ہیں تو وہ لوگ ہسپتال وغیرہ بھی لیجاتے ہیں اسی طرح کبھی ان کو ضرورت پڑ جائے تو امام صاحب کو بلا کر لے جاتے ہیں، چونکہ کچھ عقیدت بھی ہے، اسلئے پھونک وغیرہ لگواتے ہیں، غرضیکہ جانبن سے سماجی میل ملاپ ہے، اسی وجہ سے وہ لوگ بیاہ شادی کے موقع پر ان کو بھی مدعو کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی تقریبات میں باجے گاجے بھی ہوتے ہیں اور عدم شرکت کی صورت میں ان کی دل شکنی ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں اگر امام صاحب ان کی تقریبات میں شرکت کریں تو کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ مسلمانوں کی بھی بعض شادیاں باجے گاجے کے ساتھ ہوتی ہیں، جن میں کمیٹی کی جانب سے نکاح پڑھانے کیلئے امام صاحب کا جانا طے ہے، اور شرکت بھی کرتے ہیں شرکت کے اعتبار سے کون سی شرکت اہون ہے، یہ بھی واضح رہے کہ امام صاحب ایسی جگہ پر امامت کرتے ہیں جہاں بے پردگی عام ہے، اور ایسی تقریبات میں سوائے چند لوگوں کے تقریباً ہندو مسلم تمام ہی لوگ شرکت کرتے ہیں، اس کے باوجود غیر مسلموں کی شادی میں شرکت پر کچھ مقتدیوں کے اعتراض پر آئندہ شرکت نہ کرنے کا وعدہ بھی امام صاحب نے کر لیا ہے، تو اب ان امام صاحب کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عباس صدیقی، سہاگ پور، شہڈول

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کافروں کیساتھ مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ کرنا درست ہے، بقیہ ان سے دلی محبت کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اپنی یا غیروں کی شادی جس میں گانا بجانا ہوتا ہے، اگر پہلے سے معلوم ہے تو عام مسلمانوں کا شرکت کرنا جائز نہیں ہے، خاص کر امام صاحب جو مقتدا ہیں، ان کو بطریق اولیٰ پرہیز کرنا چاہئے، لیکن اب جب کہ امام صاحب نے اس قسم کی تقریبات میں شرکت نہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے تو مقتدی

حضرات کو امام صاحب سے مطمئن ہو جانا چاہئے، اور ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی۔

ولو دعى إلى دعوة فالواجب أن يجيبه إلى ذلك وإنما يجب عليه أن يجيبه إذا لم يكن هناك معصية، ولا بدعة. (عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات زکریا قدیم ۳/۵، ۳۴۳، جدید ۵/۳۹۷)

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشُّوَاءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. (النساء: ۱۷)

عن عائشةؓ عن النبي ﷺ قال: ما علم الله من عبد ندامة على ذنب إلا غفر له قبل أن يستغفره منه. (المستدرک قدیم ۴/۲۸۲، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، جدید ۷/۲۷۳۶، رقم: ۷۶۴۶)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلمية بيروت ۵/۴۳۶، رقم: ۷۱۷۸، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جديد دار الفكر ۱۵/۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۲، دار الحديث ۱۰/۲۹۰، رقم: ۲۰۵۶۱)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱/۲۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۶۸۶/۳۷)

بی جے پی پارٹی کی حمایت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ابھی بہار کے حالیہ اسمبلی انتخابات کے موقع پر ضلع بھاگلپور کے کھلگاؤں اسمبلی حلقہ سے کانگریس کے امید

وارس دائرہ سگھ تھے، جبکہ بی جے پی کی حلیف جماعت کے امیدوار راجکمار سنگھ تھے، جو خود بھی بی جے پی کے ممبر ہیں، اب ووٹنگ کے سلسلہ میں مسلمان دو گروپ میں بٹ گئے ایک گروہ بی جے پی کا حمایتی بن گیا جن کی قیادت چند ایسے حضرات کر رہے تھے جو خود بھی عالم دین مسجد کے امام اور حاجی ہیں نہ صرف حمایتی بلکہ یہ قائدین حضرات بی جے پی کی پرچار گاڑی میں بیٹھ کر گاؤں گاؤں گھوم کر عام لوگوں کو بی جے پی امیدوار کو ووٹ دینے کی ترغیب دیتے رہے، ان کی بے غیرتی کی حد تو یہ ہے کہ ایک دن اسی پرچار گاڑی سے بی جے پی کی چند خواتین مل کر مسلم محلہ میں مانک پر یہ اعلان کرتی ہیں کہ رام راج لانا ہے اڈوانی جی کو کامیاب بنانا ہے وغیرہ جبکہ مسلمانوں کی دوسری جماعت کانگریس پارٹی کی ان کے سیکولر پارٹی کی بنیاد پر حمایت کرتی ہے۔

الف: اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا انتخابات میں مسلمان خصوصاً علماء دین کو اسلام اور مسلم دشمن پارٹی کی مثلاً بی جے پی اور ان کی حلیف جماعتوں کی حمایت کرنی چاہئے؟
ب: اگر کسی عالم دین یا امام مسجد نے ایسی جماعت کی حمایت کی اور اس بنیاد پر مقتدیوں کی اکثریت بلکہ سارے مقتدی امام کی اس حرکت سے ناراض ہو کر ان کی امامت میں نماز پڑھنے سے قطعاً احتراز کر رہے ہیں، تو کیا مقتدی حضرات کا یہ عمل درست ہے؟ اور ایسی صورت میں اس امام کا امامت کرنا صحیح ہے، جبکہ سارے مقتدی ان سے ناراض ہیں؟

المستفتی: حاجی شرف الدین،
 چکدریا والیہ لوری پور، بھاگلپور بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: احقر سیاسی ہتھ کندی سے واقف نہیں سیاسی لیڈروں کی متضاد باتوں سے وحشت رکھتا ہے، اور ہمارے ہندوستان کی سیاسی پارٹیوں میں بی جے پی کی مسلم دشمنی کافی واضح ہے لیکن دوسری طرف نرسیمہاراؤ کی اس مسلم دشمنی کے باوجود کانگریس لیڈران نے متفق ہو کر نرسیمہاراؤ کے خلاف آواز نہیں اٹھائی، اسلئے نرسیمہاراؤ کے دور میں

کانگریس کی سیاست مسلم دشمنی میں نمایاں رہی ہے، ممکن ہے سوالنامہ میں جن امام صاحب کا ذکر ہے ان امام صاحب کے نزدیک نرمہاراؤ کے دور کی کانگریسی سیاست کے دکھ کا غلبہ ابھرا ہوا رہا ہو، جس کی بناء پر امام صاحب نے کانگریس کی مخالفت کی ہو اس لئے سیاسی پارٹیوں کو سامنے رکھ کر امام صاحب کے بارے میں آئندہ سامنے گفتگو ہونے سے پہلے کوئی ختمی بات کرنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳ صفر ۱۴۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۶۹۶/۳۷)

بی جے پی کو ووٹ دینے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مقام رواروی ٹولہ تیج پور کا رہنے والا ہوں، یہ مقام کشی نگر میں واقع ہے، ہمارے گاؤں میں دو مدرسے ہیں، جس میں درجہ پنجم تک کی تعلیم ہوتی ہے، اور گاؤں میں تقریباً پانچ، چھ لوگ عالم ہیں جسمیں سے ایک عالم (مولانا) ایسے ہیں، جن کا دایاں ہاتھ نہیں ہے، عمر تقریباً ۳۵ سال سے زیادہ ہے، ابھی انھوں نے اپنا نکاح کیا ہے، ان کے پاس اپنے والد کی بنائی ۶ کٹھ زمین ہے، اپنا بیٹا ہونے کی وجہ سے یہ آدمی گھوم گھوم کر بڑے بڑے شہروں میں اور گاؤں میں جا کر مدرسہ کے نام پر چندہ کرتا ہے، اور اپنی پارٹی مضبوط کرنے کیلئے اس نے چندہ کے پیسے اپنے خاص لوگوں میں بانٹ (تقسیم) کر کے اپنے آپ کو مضبوط کر لیا ہے، گاؤں کے بااثر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے، اور امامت (نماز پڑھانے) کیلئے لڑائی کر دینا چاہتا ہے، پھر جس کو اس کی امامت پسند نہیں تو مجبوراً وہ الگ کہیں جا کر نماز پڑھ لیتا ہے، کہ ہم لوگ امامت کی لڑائی لڑیں گے تو جھگڑا بڑھ سکتا ہے؟

ساتھ ہی ساتھ یہ مولوی صاحب بھارتی جنتا پارٹی کے نیتاؤں کے ساتھ گھوم گھوم کر ووٹ بھی مانگتا ہے، اور اس چناؤ (الیکشن) میں اپنے قریبی مسلمانوں سے ووٹ بھی دلویا ہے

کہ (MLA) ودھایک صاحب جیت جائیں تو ہمارے مدرسہ کو کچھ صدقہ خیرات وغیرہ کر دیں گے، اس طرح کے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، اس کا جواب مکمل حوالے کے ساتھ دیا جائے۔

المستفتی: ڈاکٹر جمال الدین
انصاری، روارى، کشی نگر، یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر واقعی اس عالم کے اندر سوال میں مذکور باتیں پائی جاتی ہیں، یعنی یہ شخص مدرسہ کے نام پر چندہ کر کے جس میں زکوٰۃ و امداد سہی ہوتی ہے، مدرسہ کے اخراجات میں خرچ کرنے کے بجائے اپنے متعلقین پر محض اپنے مفاد کی خاطر صرف کرتا ہے، تو یہ ناجائز اور حرام ہے ایسا شخص مرتکب کبیرہ ہے، اور بھارتی جتنا پارٹی جو اس وقت مسلمانوں کی شدید دشمن ہے اس کے ساتھ گھوم کر ووٹ مانگتا اور اپنے متعلقین مسلمانوں کے ووٹ اس کے MLA کو دلوانا اعانت علی المعصیت ہے، جو گناہ کبیرہ ہے قرآن کریم میں اس سے ممانعت آئی ہے۔

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ . (المائدہ : ۲)

لہذا یہ شخص مرتکب کبیرہ ہونے کی وجہ سے فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (عزیز الفتاویٰ/۱۹۴)

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينيه وفي تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته ، بل مشى فى شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم . (شامى ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة زكريا ۲/۲۹۹ ، كراچى ۱/۵۶۰)

لا يؤم فاجر مؤمنا. (ابن ماجہ ، الصلاة ، باب فرض الجمعة ۱/۷۷ ، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)
لہذا ایسے امام کو بلا تاخیر معزول کر دینا لازم ہے، اگر کسی وجہ سے اس کو معزول نہ کر سکتے ہوں تو

آپ حضرات کسی دوسرے جگہ نماز پڑھ لیا کریں، لیکن تنہا نماز پڑھنے سے بہتر فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا ہے ہمارا یہ جواب اس وقت ہے جبکہ سوالنامہ میں لکھی ہوئی ساری باتیں صحیح ہوں اور اگر سوال میں کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے تو ہمارا جواب یہ نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۳۵۱، دارالعلوم ۳/۳۴۲)

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر. (السنن الكبرى للبيهقي، دارالفکر جدید ۵/۳۲۳، رقم: ۶۹۳۳، دارالحديث قاہرہ ۴/۱۶۶، رقم: ۶۸۳۲)

فإن أمكن الصلوة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالافتداء أولى من الانفراد. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ذكرها ۱/۶۱، كوئٹہ ۱/۳۴۹، شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/۵۶۲، ذكرها ۲/۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۵۰)

داڑھی منڈے کے بجائے متبع شریعت امام ہو

سوال: [۲۳۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید داڑھی کٹواتا ہے، اور خفیہ طور پر نا محرم عورتوں سے ملتا ہے اس حالت میں زید کو فرض نماز یا تراویح کی نماز کا امام بنانا کیسا ہے؟ جبکہ محلہ میں اس سے بہتر اور ان ناشائستہ ناپاک حرکات سے دور ابو بکر موجود ہے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عبداللہ، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: داڑھی یک مشت سے کم کر کے کٹوانے والے شرعاً فاسق ہیں، ان کے پیچھے فرض اور تراویح کی نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے آدمی کو ہرگز امام نہ بنایا

جائے، بلکہ باشرع متبع سنت شخص کو امام بنایا جائے۔ (مستقدا حسن الفتاویٰ ۳/۹۱۸)

والسنة فيها القبضة (إلى) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته .

(شامی، کتاب باب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره کراچی ۶/۴۰۷، زکریا ۳/۵۸۳)

وکذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم من ذلك أن ما يفعله

بعض من لا خلاق له في الدين من المسلمين في الهند والأتراک حرام .

(بذل المجهود، کتاب الطهارة، باب السواک من الفطرة، میرٹھ قدیم ۱/۳۳، دارالبشائر الإسلامیہ ۱/۳۳۶)

عن جابر بن عبد الله، قال خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ... ولا يؤم

فاجر مومنا ... (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب في فرض الجمعة، النسخة الهندية ۱/۷۵، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي وكان بدرياً قال: قال رسول الله ﷺ

إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فليؤمکم خيارکم، فإنهم وفدکم فيما بینکم

وبین ربکم. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۳۲۸، رقم: ۷۷۷)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۱۵۴)

فاسق امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کے اعادہ کا حکم

سوال: [۲۳۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام پابندی سے نماز نہ پڑھائے اور ترک جماعت کا بھی عادی ہو لوگوں کے سمجھانے پر ان کے خلاف تھانے میں رپورٹ درج کرا دے اور بستی میں پارٹی بندی کرا دے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی دلیلوں کے حساب سے جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتی: عبدالعزیز، کوکر پور، مراد آباد

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام مسؤل کا پابندی سے نماز نہ پڑھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس طرح ترک جماعت کا عادی ہونا موجب فسق ہے، اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کرنا یہ بھی حرام اشد حرام گناہ کبیرہ ہے، پس امام مسؤل اپنی حرکات قبیحہ کی وجہ سے سخت گناہ عظیم کا مرتکب و فاجر مستحق قہر قہار و غضب جبار لائق عذاب نار ہے، اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے، اسکی امامت مکروہ تحریمی و ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے، اس حالت میں جتنی نمازیں اس کے پیچھے ادا کی گئی ہیں، تمام کالوٹا نامضوری ہے، اور اہل بستی پر اس امام کا معزول کرنا لازم و ضروری ہے، ارشاد ربانی ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا الآية : غنیة المستملی میں ہے ”إمامة الفاسق مکروہة تحریماً“، طحاوی علی المراقی الفلاح میں ہے، ”والفسق خروج عن طاعة اللہ تعالیٰ بارتکاب کبیرة الخ در مختار میں ہے ”کل صلوة أدیت مع کراهة التحريم تجب إعادتها الخ“، مراقی الفلاح میں ہے، ”وفیه لو أم قوماً و هم له کارهون فهو علی ثلثة أوجه إن كانت الکراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه یکره الخ“، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد سلیمان العینی البرکاتی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ نعیمیہ، مراد آباد
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

الجواب صواب
مختار احمد نعیمی غفرلہ

دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کافٹوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو نمازیں فاسق کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کالوٹا نام لازم

نہیں ہے کراہت کے ساتھ اسی حد تک صحیح ہوگئی ہیں لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں اس کے علاوہ باقی جواب کے ہر جز سے اتفاق ہے۔

لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة لكن لا ینال کما ینال
خلف تقی ورع الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)
ومن صلی خلف فاسق أو مبتدع، یکون محرز اثواب الجماعة، أما
لا ینال ثواب من یصلی خلف تقی. (الفتاویٰ الثاتار خانیہ، کتاب الصلاة، الفصل
السادس من هو أحق بالإمامة زکریا ۲/۲۵۵، رقم: ۲۳۳۵، شرح النقایہ، کتاب الصلاة،
فصل فی القراءة فی الصلاة، اعزازیہ دیوبند ۱/۸۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۸۹/۳۳)

فاسق کی امامت بعد التوبہ درست ہے

سوال: [۲۳۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا شرابی او راوباش لڑکوں کو مسجد میں بٹھانا اور مسلمانوں کو مسجد سے بھگانا جائز ہے، آپ مہربانی کر کے ذیل کے پتوں پر جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتی: محمد عمران صدیقی، نذیر احمد پتھوراگڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: توبہ کر کے باز آ جانا واجب ہے، اور صدق دل سے توبہ کے بعد اس کی امامت درست ہو جائیگی۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا

ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبه، النسخة الهندية ۲/۳۱۳،

دارالسلام رقم: ۴۵۲۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۲۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/۱۱/۱۴۱۰ھ

گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے پہلے بہت برائیاں کیں تمام عیوب آسمیں پائے جاتے تھے، لیکن بعد میں اللہ کا خوف غالب ہوا اور مشروع داڑھی اور مشروع لباس اور نمازوں کا پابند ہو گیا غرض یہ ہے کہ ہر نیک کام کرتا ہے، تمام برائیوں سے سچی توبہ کر لی قرآن کریم بھی صحیح پڑھتا ہے، لیکن اس کے باوجود پہلی حرکتوں کی وجہ سے لوگ مخالف ہیں اور ایک دوسرا شخص ہے جو عابد پرہیزگار حاجی ہے، لیکن جاہل ہے کچھ پڑھا لکھا نہ ہونے کی وجہ سے قرآن پاک صحیح پڑھنے پر قادر نہیں تو امام کی عدم موجودگی میں کون امامت کے لائق ہے، پہلا شخص یا دوسرا شخص جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد عاشق، ساکن چھپار پوسٹ: خاص مظفرنگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب پہلا باصلاحیت ہے اور اپنی تمام سابقہ حرکتوں سے توبہ کر لی ہے، اور داڑھی مشروع ہو چکی ہے تو امام نہ ہونے کی حالت میں امام بننے کا حقدار یہی پہلا شخص ہوگا لیکن مقتدیوں کو اس کی توبہ کا علم ہو جانا چاہئے، تاکہ ان کے دلوں سے نفرت نکل جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۷۰، جدید زکریا ۴/۱۸۶)

قال الله تعالى: **إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا.** (سورة التحريم: ۱۷)

والأحق بالإمامة تقديم الأعم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة

وتجويداً للقرأة ثم الأورع الخ . (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۵۵۷/۱، زکریا ۲۹۴/۱)

الأعلم أفضل حتى قالوا: إن الأعلم إذا كان ممن يجتنب الفواحش الظاهرة، والأقرع أورع منه، فالأعلم أولى'. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل فی بیان من هو أحق بالإمامة دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۷۰، کراچی ۱/۵۷۱، زکریا ۱/۳۸۹، البناہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفیہ ۲/۳۲۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
الف فتویٰ نمبر: ۳۰۹۰/۲۸
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۳/۱۴۱۳ھ

گناہ کبیرہ سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں جس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں اس مسجد کے مصلیان میں صرف ایک ہی عالم ہیں جو قاری بھی ہیں، ان کے علاوہ نہ کوئی عالم ہے، نہ قاری لیکن امامت ایک حاجی صاحب کرتے ہیں جو نہ عالم ہیں نہ قاری ہیں عالم صاحب کو جب امام بنانے کی بات ہوتی ہے، تو کچھ مصلیان مسجد اعتراض کرتے ہیں کہ ہم لوگ عالم صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اسلئے کہ عالم صاحب نے زمانہ طالب علمی میں لواطت کی تھی، مندرجہ بالا سطور کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

- (۱) شریعت کی رو سے امامت کا مستحق کون ہے؟
 - (۲) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کو امام بنانے والوں کا کیا حکم ہے؟
 - (۳) اگر کسی شخص سے گناہ کبیرہ سرزد ہو جائے اور اس سے توبہ کر لی جائے تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۴) ایک عالم کی عزت نفس سے کھیل کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟
- المستفتی: محمد انظر اعظمی، اعظم گڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے عالم کی موجودگی میں جو قرآن صحیح پڑھنے پر قادر ہو غیر عالم کو امام نہیں بنانا چاہئے، عالم کی موجودگی میں غیر عالم کو مستقل امام بنانا مکروہ ہے، البتہ اگر اتفاقاً غیر عالم کو امام بنادیا ہے تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔ (کفایت المفتی قدیم ۴/۳، جدید زکریا ۸۱/۳، زکریا مطول ۴/۱۳۷)

وأشار المصنف بالأحقية إلى أن القوم لو قدموا غير الأقرأ مع وجوده فإنهم قد أساءوا ولكن لا يأتئون . (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۰۹، کراچی ۱/۳۴۸)

والأحقق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة (إلى قوله) فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم، ولو قدموا غير الأولي أساءوا بلا إثم . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، زکریا ۲/۲۹۴)

(۲) مرتکب کبیرہ نے اگر سچے دل سے توبہ کر لی ہے، تو اسکی امامت بلا کراہت جائز ہے، البتہ اگر وہ شخص بدنام ہو چکا ہو اور تقلیل جماعت کا باعث ہو تو ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے۔ (امداد الاحکام زکریا ۲/۱۳۶)

قال الله تعالى: 'وَأِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا'. (طه: ۲۰)
عن أبي عبيدة، عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: التائب من الذنب كمن لا ذنب له . (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادات القاذف، جديد دار الفكر ۱۵/۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۰)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي، وكان بدرياً، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:
: إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فلیؤمکم خیارکم، فإنهم وفدکم فیما بینکم
وبین ربکم . (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۳۲۸، رقم: ۷۷۷)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۵۹۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۱۱/۹ھ

گناہ سے توبہ کے بعد امامت کا حکم

سوال: [۲۳۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہاں محلہ میں رواج ہے کہ اگر کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو تو یا کسی اور وجہ سے امام صاحب کی دعوت کر دیتے ہیں، اگر کسی کے یہاں امام صاحب تشریف لے گئے اور وہاں پر ٹی وی چلتا ہوا ہو تو امام صاحب نے بھی دیکھ لیا علاوہ ازیں دو یا چار مرتبہ گذشتہ ٹی وی پر رامن کا پروگرام آیا، تو قصداً امام صاحب نے اس کو دیکھ لیا اس غرض سے کہ ہندوؤں کے مذہب کی بنیاد کیا ہے؟ قبل ازیں امام صاحب کو اس کے بارے میں معلوم تھا کہ یہ درست ہے یا نہیں، بعد ازیں اس کو معلوم کرنے کے سلسلہ میں شہر کے معتبر عالم سے ملاقات کی تو پتہ چلا کہ درست نہیں ہے، تو امام صاحب نے توبہ کر لی ہے اور اس کے بعد جبکہ کافی روز تک رامن کا پروگرام آتا رہا لیکن امام صاحب نے نہیں دیکھا دوسرا الزام ایک اور یہ ہے، کہ امام صاحب کو ہماری مسجد میں امامت کرتے ہوئے تقریباً ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں، مسلسل تعویذ وغیرہ کا کام فی سبیل اللہ کرتے ہیں اس کے سلسلہ میں مختلف قسم کی عورتیں اور مختلف قسم کے مرد آتے ہیں ان کو تعویذ دینے کے لئے ایک عام جگہ پر بیٹھتے ہیں کوئی پوشیدہ جگہ نہیں ہے، یہ عورتیں جو تعویذ کیلئے آتی ہیں ان سے اور جن بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لئے جاتے ہیں ان سے نازیبا حرکتیں کرتے ہیں جبکہ ان لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، ان عام حالات میں موصوف امام صاحب کے پیچھے نماز کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ویسے امام صاحب نے استغفی بھی دیدیا تھا، لیکن ہم ان لوگوں کی (جو کہ امام صاحب پر الزامات لگانے میں دریغ نہیں کرتے) خلعت اصلی سے بہت اچھی

طرح واقف ہیں اسوجہ سے امام صاحب کا استغفیٰ منظور نہیں کیا گیا، اور محترم امام صاحب سے درخواست کی کہ آپ یہاں سے نہ جائیں، بہر حال بہت کوشش کے بعد امام صاحب کو راضی کر لیا ہے، اگر خدا نخواستہ ہم نے ان کا استغفیٰ منظور بھی کر لیا تو مستقبل میں جو بھی امام صاحب تشریف لائیں گے، یقیناً ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا، کیونکہ ماضی میں جو بھی امام صاحب آئے ان سب کے ساتھ ان حضرات نے حاکمانہ انداز اختیار کیا، اگر امام صاحب نے ان کے اس انداز کو قبول نہ کیا تو طرح طرح کے الزامات لگانے شروع کر دئے، یعنی ان کو جانا ہی پڑا، آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ جواب اس انداز سے عنایت فرمائیں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ میں اتفاق واتحاد کی فضا بھی برقرار رہے، اور یہ لوگ بھی اپنی حرکت نازیبا سے باز آجائیں۔

المستفتی: بمصلیان مسجد شیخ پوری، روڈ کی، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب امام صاحب نے ٹی وی وغیرہ دیکھنے سے اب ندامت کے ساتھ توبہ کر لی ہے تو آئندہ ان پر شرعاً کوئی الزام باقی نہیں رہے گا، ان کے پیچھے بلاکراہت نماز درست ہوگی۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا. (طہ: ۸۲)

عن أبي أيوب الأنصاريؓ، عن رسول الله ﷺ أنه قال: لو أنكم لم تكن لكم ذنوب يغفرها الله لكم، لجاء الله بقوم لهم ذنوب يغفرها لهم. (صحيح مسلم، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة، النسخة الهندية ۳/۲، ۳۵۵،

بيت الأفكار رقم: ۲۷۴۸)

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب

له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ۳/۱، ۳۱۳، دار السلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۲۵۸۱)

نیز بلاشبہ امام صاحب پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں، ان کی وجہ سے ان کی امامت پر کوئی کراہت نہیں آئے گی، بلکہ بے جا الزام لگانے والے عاصی اور گنہگار ہونگے، امام صاحب سے معافی مانگ کر توبہ کر لینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۱۱۵)

حاصل المسئلة كما قال الفقهاء إن باعث الكراهية الشرعية ... وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذی علی هامش الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له کارهون ۱/۸۶)

قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا، الآية: (سورة حجرات: ۱۱)
عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث. (مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۳۸۳/۱۴، رقم: ۸۱۰۴، ۲۰۳/۱۶، رقم: ۹۳۳۷، ۲۹۹/۱۶، رقم: ۹۵۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۱۰۷)

گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی امام برائیوں اور بد فعلیوں کا مرتکب ہو اور ان بد فعلیوں سے توبہ کر لے، اور تمام مصلیان اس کی توبہ سے مطمئن ہو جائیں، اور اسکے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت کرنا چھوڑ دیں تو اس حالت میں ان مصلیوں کا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں شرعی فتویٰ کیا ہے؟ وضاحتاً تحریر فرمائیں

المستفتی: محبوب احمد، دولت باغ، جھوکا نالہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس حالت میں بلا کراہت مقتدی اور امام کی نماز صحیح

ہو جائیگی۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا . (طہ: ۲)

عن محمد بن زیاد الألہانی قال: سمعت أبا عتبة الخولانی يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جديد دارالفكر ۱۵/۱۷۵، رقم:

۲۱۱۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۱۷۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۳/۲۹ھ

تائب کی امامت بلا کراہت درست ہے

سوال: [۲۳۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید تقریباً ۱۱/۱۰ سال پہلے دہلی کی ایک کمپنی جو ہمارے یہاں چل رہی تھی، اس کا ایجنٹ بن گیا تھا، زید نے اپنی ذمہ داری پر مبر بنائے جو مقامی بھی تھے، اور بیرونی بھی تین چار مہینے کے بعد کمپنی اپنا دفتر جو دہلی میں آزاد پور میں تھا بند کر کے بھاگ گئی زید کا تعلق ان سے دفتر تک ہی تھا، زید ان کے بارے میں اور جانکاری نہیں رکھتا تھا، کافی تلاش کے بعد بھی ان لوگوں کا کچھ پتہ نہیں چلا جو ممبر زید نے بنوائے تھے انھوں نے زید کے اوپر اپنے پیسوں کا دباؤ بنایا لیکن زید کے پاس نہ کوئی پیسہ تھا، نہ کوئی پروپرٹی زید کے پاس تین چار بیگھر زمین تھی، اس نے وہ زمین بیچ کر کچھ لوگوں کا پیسہ ادا کیا لیکن پھر بھی کافی لوگوں کا پیسہ باقی رہ گیا، ان لوگوں نے زید کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا، زید سوادوسال جیل میں رہ کر ضمانت پر گھر آ گیا، اس واقعہ کے بعد زید نے اللہ سے رور و کر گڑ گڑا کر سچے دل سے توبہ کی اس وقت سے اب تک زید اللہ کے فضل سے ہر برے کام سے دور ہے، اور نمازوں کی پابندی، ذکر واذکار و تلاوت میں مشغول رہتا ہے، اس واقعہ کے بعد ہی زید نے قرآن پاک حفظ کر لیا، اور اب بحمد اللہ زید کا مشغلہ

بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینا ہے اور خود تلاوت قرآن اور دین محمدی کی پابندی کرتا ہے،،
زید کی عمر اس وقت ۵۸ سال ہے تو کیا زید کو توبہ و معافی مانگنے اور اپنی اصلاح کے بعد امامت
کر نیکاً حق حاصل ہے یا نہیں؟ یعنی کیا زید کی امامت درست ہے؟

نوٹ: ہم نے جو مضمون لکھا ہے، خدا کو حاضر و ناظر جان کر بالکل صحیح لکھا ہے، اب آپ سے
درخواست ہے کہ آپ برائے مہربانی ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: حافظ محمد مرتضیٰ، بن محمد مصطفیٰ، سلیم پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص سے بڑا گناہ صادر ہو چکا ہو اور اس نے سچے دل
سے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو، اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کر لیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ
معاف کر دیتے ہیں، اور توبہ کے بعد اس کے اوپر فاسق و فاجر ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے
، اس لئے توبہ کر لینے کے بعد اس کی امامت بلاشبہ درست ہے۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ . (طہ: ۸۲)

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب

كمن لا ذنب له . (سنن ابن ماجه كتاب الزهد ، باب ذكر التوبة ، النسخة الهندية

۳۱۳/۲ ، دار السلام رقم: ۴۲۵۰ ، المعجم الكبير للطبرانی ، دار احياء التراث العربي

۱۵۰/۱۰ ، رقم: ۱۰۲۸۱ ، مشکاة شریف ۲۰۶/۱)

عن عائشة زوج النبي ﷺ -إلى- فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب

تاب الله عليه ... (صحيح البخارى ، النسخة الهندية ۳۶۵/۱ ، رقم: ۲۵۸۷ ، ف:

۲۶۶۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۳۶۰)

الفصل السادس في اقتداء الحنفی بغيره کس مسلک و فرقہ کے امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور کس کے پیچھے ناجائز؟

سوال: [۲۳۲۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کہتا ہے ہمیں تو نماز پڑھنے سے مطلب ہے کسی کے بھی پیچھے پڑھ لو چاہے امام بریلوی بدعتی ہو یا شیعہ رافضی، قادیانی، اہل حدیث اہل قرآن یا شافعی کیا ہر مسلک اور فرقہ کے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے، اور کیا کسی مسلک اور فرقہ کے مولوی کو اپنا امام بنایا جاسکتا ہے۔

المستفتی: عبد الجلیل، ظریف احمد، کنواں
کھیڑا، ٹھا کر دوارہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: وہ فرقہ جو اساس دین کا انکار کرنے والا ہے اور علماء امت نے ان کو کافر کہا ہے، اور ان کے اوپر کفر کا فتویٰ ہے جیسے شیعہ، قادیانی، اہل قرآن، ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها - فلا یصح الاقتداء به أصلاً . (در مختار مع الشامی زکریا ۲/۳۰۱، کراچی ۱/۵۶۱، ۵۶۲)

اور بریلوی فاسق ہیں ان کے پیچھے کراہت کیساتھ نماز جائز ہے، اور غیر مقلدین جو ائمہ مجتہدین کو برا بھلا کہتے ہیں اور خرافات بکتے ہیں ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، اور جو برا بھلا نہیں کہتے ان کے پیچھے بلا کراہت جائز ہے۔

إن کراهة تقديم الفاسق والمبتدع کراهة التحريم . (منحة الخالق علی

شافعی اور حنبلی مسلک کے علماء کے پیچھے بلا کراہت نماز صحیح ہو جاتی ہے، جبکہ وہ اپنے مسلک کے اتباع کیساتھ متقی ہوں۔

وَأَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالْمُخَالَفِ فِي الْفُرُوعِ كَالشَّافِعِيِّ فِي جُوزِ مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْهُ ،
مَا يَفْسِدُ الصَّلَاةَ عَلَى اقْتِدَاءِ الْمُقْتَدِي عَلَيْهِ الْإِجْمَاعِ . (شامی زکریا ۲/۳۰۲)

وَأَمَّا إِذَا أَدَّى أَيُّ بَلَّغِ حَدِّ الْكُفْرِ كَمَا هِيَ الشَّيْعَةُ الْقَائِلِينَ بِالْوَهْمِيَّةِ عَلَى رِضَى اللَّهِ عَنْهُ وَالْمُنْكَرِ لِخِلَافَةِ الشَّيْخِينَ عَلَى الصَّحِيحِ ، فَلَا كَلَامَ فِي عَدَمِ جُوزِ الصَّلَاةِ . (نبراس مکتبہ امداد یہ ملتان/ ۳۲۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

۱۴۲۱/۷/۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۸۱۸/۳۵)

حنفی شخص کا شافعی مسلک کے مطابق امامت کرنا

سوال: [۲۳۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شافعی مسجد میں معمولی تنخواہ کے ذریعہ صحیح قرآن والا شافعی عالم نہیں مل رہا ہے، لہذا انھوں نے ایک صحیح حنفی امام کا اسی تنخواہ میں اس شرط پر تقرر کیا کہ فجر کی قنوت نازلہ اور جہراً بسم اللہ اکثر و بیشتر پڑھتا رہے، اور کبھی کبھی چھوڑتا رہے، تو وہ حنفی امام بشرط مذکور امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دیں کرم ہوگا؟

المستفتی: ہارون رشید، کرناٹک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حنفی مقلد کا مذکورہ شرط پر امامت کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اپنے امام کے مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف بلا ضرورت شدیدہ عدول کرنا جائز نہیں ہے، اور سوال میں ذکر کردہ عذر کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس میں اتباع ہوئی کا خطرہ ہے

اور مسائل شرعیہ میں اتباع ہوئی کا اندیشہ بھی جائز نہیں ہے۔

لايجوز للمفتى والعامل أن يفتى أو يعمل بماء من القولين أو الوجهين من غير نظر وهذا خلاف فيه ، وسبقه إلى حكاية الإجماع فيهما ابن الصلاح والباجي من المالكية : (شرح عقود رسم المفتى / ۳)

والثالث أن يكون على وجه التبع على الرخص فإنه لا يجوز للعامة إجماعاً كما صرح ابن عبد البر من أنه لا يجوز للعامة تتبع الرخص إجماعاً. (جواهر الفقه ۱/ ۱۶۶ ، بحواله شرح التحرير ۳/ ۳۵۱ ، احسن الفتاوى ۱/ ۴۲۱ ، ايضاح المسالك / ۱۶۰)

اگر لوگ چاہتے ہیں کہ امام انھیں فقہ شافعی کے موافق نماز پڑھائے تو شافعی امام تلاش کریں خواہ کتنی ہی گراں قدر تنخواہ پر میسر ہو اور اتنی تنخواہ کا انتظام نہیں کر سکتے تو حنفی امام فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھائے اور شافعی مقتدی فقہ شافعی کے مطابق امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔

فهذا وأمثاله لا يمكن فيه الخروج عن عهدة الخلاف : فكلهم يتبع مذهبه ولا يمنعه مشربه الخ. (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ، کراچی ۱/ ۵۶۴ ، زکریا ۲/ ۳۰۳)

والذى يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف مالم يكن غير مراعاة في الفرائض لأن كثيراً من الصحابة والتابعين كانوا أئمة مجتهدين وهم يصلون خلف إمام واحد مع تباین مذاهبهم. (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۶۴ ، زکریا ۲/ ۳۰۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ العلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۶/۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۰/۶/۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۲۱۳/۳۴)

اہل حق امام کو چھوڑ کر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلہ میں دو مسجدیں ہیں ایک میں اہل بدعت امام ہے اور دوسری میں اہل سنت تو اہل سنت کو چھوڑ کر کے اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اعادہ صلوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ایوب، منی پوری، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بدعتی فاسق ہوتا ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے

ویکرہ.... فاسق وأعمیٰ... ومبتدع أي صاحب بدعة . (درمختار،

کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰)

لہذا اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے، مگر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز کا اعادہ واجب نہیں ہوتا۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال صلوا خلف كل بر وفاجر

الحديث: (سنن دارقطنی، کتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه الخ دارالکتب

العلمیة بیروت ۲/۴۴، رقم: ۱۷۵۰)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة..... فإن أمكن

الصلاة، خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالأقتداء أولى من الانفراد .

(البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹، ہکذا فی الشامی،

کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۹، کراچی ۱/۵۶۰) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۳/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۸۹۹)

جس امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالعزیز بزاز شاہی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مع الکراہت درست ہے۔

إن علم أنه راعى في الفروض والواجبات والسنن فلا كراهة، وإن علم تركها في الثلاثة لم يصح، وإن لم يدر شيئاً كره الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب

الإمامة، کوئٹہ ۱/۱۶، ۴، کراچی ۱/۵۶۳، زکریا ۲/۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۰۲/۲۳)

غلط عقیدہ والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے اور ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، لیکن اسکے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقلد سمجھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب ثابت کرنا صرف ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھنا اور اس طرح کے عقائد تو ویلا نہیں بلکہ ایماناً اور یقیناً رکھنا اور اسی کیساتھ ساتھ نماز کی حالت میں بھی ٹخنوں سے نیچے پاؤں لٹکانا اور قرآن شریف کو کُجھ جلی سے پڑھنا یہ سب باتیں زید میں موجود ہیں تو زید کے پیچھے ایسے شخص کا نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں جو ان سب باتوں سے مبرا ہے، یعنی عقائد بھی صحیح ہیں اور ٹخنوں سے نیچے پاؤں لٹکاتا ہے، اور قرآن بھی کُجھ جلی سے نہیں پڑھتا بلکہ کُجھ

خفی اس سے بھی ہو جاتی ہے؟

المستفتی: محمد ادریس، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کا امامت کرنا درست نہیں ہے، تمام نمازیوں کو چاہئے کہ اسے امامت سے ہٹا کر اس کی جگہ ایسے شخص کو امام مقرر کریں جو صحیح العقیدہ متبع سنت ہو اور قرآن کو اچھے سے اچھا پڑھنے والا ہو۔

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ولا يؤم فاجر مؤمنا الحديث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة ونسخة الهندية ۷۵/۱، دار السلام رقم: ۱۰۸۱)

عن مرثد بن ابی مرثد الغنوی، وکان بدویاً قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خيارکم، فإنهم وفدکم فیها بینکم، و بین ربکم. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۳۲۸، رقم: ۷۷۷)

ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعا ندة بل بنوع شبهة. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۹)

ولو أم قوماً وهم له کارهون، إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه کره له ذلك تحريماً. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۳۶۵)

حضرت تھانوی کو کافر کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عالم دین ہے، زید چار سال شیعہ لوگوں کی مسجد میں امامت پر فائز رہا، اس کے بعد دو سال مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اور ان کے چاہنے والوں کے مدرسہ مسجد میں مدرس و امام رہا، اس کے بعد اب مولانا احمد رضا خاں صاحب کے چاہنے والوں کی مسجد و مدرسہ میں موجود ہے، جو شیعہ لوگوں میں رہتا ہے وہ مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کو بے حد برا کہتا ہے، اب مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اچھا کہتا ہے، سب کو بہت برا کہتا ہے؟ یہاں تک حد ہوگئی کہ کافر کہتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ تشفی بخش جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

المستفتی: شوکت حسین، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حدیث میں آیا ہے، کہ کسی مسلمان کو برا کہنا اور گالی دینا فسق ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سچے مؤمن تھے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں مستغرق تھے، کچھ غلط باتیں ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کر کے ان پر الزامات لگائے ہیں، قیامت کے دن اس کا فیصلہ ہوگا، جو امام ایسے عالم ربانی کو کافر کہہ رہا ہے وہ امامت کے لائق نہیں، دوسرا اچھا آدمی امامت کیلئے منتخب کرنا چاہئے، نیز مولانا احمد رضا خاں صاحب کو جو کافر کہا ہے وہ بھی غلط کہا ہے، ایسا شخص امام بنائے جانے کے لائق نہیں ہے؟

عن المرجئة، فقال حدثني عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم: قال

سباب المسلم فسوق وقتاله كفر. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب خوف

المؤمن أن يحيط علمه الخ، النسخة الهندية ۱/۱۲، رقم: ۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/صفر/المظفر ۱۴۱۹ھ

۱۴۱۹/۲/۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۶۵۲/۳۳)

حرم کی کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے امام صاحب حج کیلئے تشریف لے گئے تھے، واپس آ کر انھوں نے خود ہی بتایا کہ میں نے حرم کی اور حرم مدنی دونوں جگہ باجماعت نماز نہیں پڑھی ان کے اس بیان کے بعد گاؤں کے بیس پچیس آدمی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جامع مسجد کے بھی وہی امام ہیں، تو کیا ایسے محروم شخص کے پیچھے ہم لوگ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے، ہم لوگوں نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ آپ نے وہاں نماز کیوں نہیں پڑھی تو انھوں نے بتایا کہ وہ امام نجدی ہیں، شرعی حکم تحریر فرمادیں؟

المستفتی: حاجی جان عالم، کھیڑا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ائمہ حرین سے شریعت کی خلاف کوئی عمل دیکھنے میں نہیں آیا مسنون طریقہ سے نماز پڑھاتے ہیں، قرآن کریم بہت اچھا پڑھتے ہیں صرف نجدی اور نجد کے باشندہ ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز کو جائز نہ سمجھنا خود گمراہی ہے، اور پھر پورے سفر حج میں مسجد نبوی، مسجد حرام کی حاضری اور وہاں کی جماعت کی نماز سے اپنے آپ کو محروم رکھنا دوسری گمراہی ہے، اسلئے ایسا شخص جو سفر حج میں مسلسل باجماعت نماز نہیں پڑھتا ہے وہ درجہ فسق کو پہنچ جاتا ہے، جب تک وہ اپنی اس حرکت پر نادم ہو کر باز نہ آجائے اور اپنی اس حرکت کو برانہ سمجھے اس وقت تک اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، اسلئے کہ مسلسل تارک جماعت

بھی فاسق ہو جاتا ہے۔

قَوْلُ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ. (الماعون: ۴، ۵)

عن عبد الله قال: من سره أن يلقي الله عز وجل، غدا مسلماً، فليحافظ على هؤلاء الصلوات المكتوبات، حيث ينادى بهن، فإنهن من سنن الهدى، وإن الله عز وجل شرع لنبیكم سنن الهدى، وما منكم إلا وله مسجد فى بيته، ولو صليتم فى بيوتكم، كما يصلى هذا المتخلف فى بيته، لتركتم سنة نبیكم، ولو تركتم سنة نبیكم لضللتهم، الحديث: (مسند أحمد بن حنبل ۱/۳۸۲، رقم: ۳۶۲۳)

قال فى الدر المختار ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى.

(در مختار مع الشامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۲/۲۹۸، كراچى ۱/۵۶۰)

وفى الكنز: وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا، (كنز الدقائق مع البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۱/۶۰۹، كوئٹہ ۱/۳۴۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۴۶۰)

مذہب بدل کر نماز پڑھانا

سوال: [۲۳۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوکن علاقہ میں اکثر مسجدیں شافعی المسلک ہیں، اکثر مسجدوں میں امامت کی ذمہ داری حنفی المسلک کے علماء و حفاظ حضرات انجام دیتے ہیں مگر جب یہ حضرات رخصت پر اپنے اپنے وطن جاتے ہیں تو شوافع المسلک کو بالائے طاق رکھ کر حنفی مسلک پر عمل کرتے ہیں، اور رخصت ختم ہونے پر

واپس آتے ہیں تو حنفی مسلک کو بالائے طاق رکھ کر شافعی المسلک بن کر شافعی طریقہ پر امامت کی ذمہ داری انجام دیتے ہیں، اس طرح عمل کرنے سے ایک مسلک کی تذلیل اور دوسرے مسلک کی توقیر ہوتی ہے، حالانکہ شریعت مطہرہ میں چاروں مسلک برابر (برحق) ہیں، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح عمل کرنا شریعت مطہرہ میں کیسا ہے؟ جائز ہے یا حرام! اور اس طرح سے آج تک جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان نمازوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آیا یہ نمازیں صحیح ہوئیں یا نمازوں کو پھر سے دوہرانا پڑے گا؟

المستفتی: محمد جاوید قاسمی، چاندپور، ضلع بجنور، یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد کو دوسرے کے مذہب پر عمل کرنے کے لئے بہت سی شرائط ہیں ان میں سے اہم ترین شرط مذہب بدلنے والے کا درجہ اجتہاد کو پہنچنا ہے، یا کم از کم طبقات فقہاء میں سے اہل ترجیح کا درجہ حاصل ہونا لازم ہے، اس کے بغیر دوسرے کے مذہب پر عمل کرنا ناجائز اور حرام ہے، سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ جو علماء و حفاظ وقتی طور پر غیر کے مذہب پر عمل کرتے ہیں صرف ملازمت کی حفاظت اور حصول زر کی ہی غرض سے ایسا کرتے ہیں لہذا ان کے لیے مذکورہ عمل ناجائز اور حرام ہوگا، اور جو نمازیں ان لوگوں نے حنفی وقت سے قبل یا خروج دم وغیرہ نواقض وضو عند الخفیہ کے بعد بلا عادتہ وضو کے روا کی ہیں، وہ سب لوٹانی واجب ہوں گی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱/۴۲۱، فتاویٰ سعدیہ ۳/۱)

وبهذا تبين سرما ذهب إليه الفقهاء من عدم جواز ترك مذهب إلى مذهب لأن هذا إن كان على وجه التخطية للمذهب المتروك فهو ليس بأهل لها وإن كان على وجه الترجيح فهو ليس أيضا من أهلها فلا وجه للانتقال إلا الهوى، أو شيء لا يعتد به، فلا يجوز لا سيما إذا كان هذا الضيع يفتح عليه باب اتباع الهوى والشهوات الخ. (اعلاء السنن الرد على ابن

القیّم فی مسألة التقلید، کراچی ۶۴/۲، دارالکتب العلمیة ۸۴/۲۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۲۴۴/۲۴)

دیوبندی عالم کو بریلوی کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب نے دیوبندی عالم کو بولا کہ آپ بریلوی خیالات کے ہیں، کیا دیوبندی عالم کو بریلوی خیالات کے کہنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، جبکہ دونوں دیوبندی ہیں۔

المستفتی: العارض: محمد فیروز عالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: کسی دیوبندی عالم کو جبکہ اس کے خیالات اچھے ہوں بریلوی خیالات کا کہنا ان کی شان میں گستاخی ہے، امام صاحب کو ان سے معافی مانگنی چاہئے، البتہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔ (مستفاد مجموعہ قدیم ۲/۱۱۱، ۵/۱۶۸، جدید ڈبھیل ۶/۱، ۲۴۵/۲، ۵۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۳/۱۰ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۵۳۵/۳۵)

غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مدرسہ حنفی المسلمک لوگوں کا ہے اس مدرسہ میں تقریباً چالیس اساتذہ ہیں، اس مدرسہ کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز کیلئے پانچ امام مقرر ہیں، ان میں سے عشاء کی نماز کیلئے جو امام مقرر کیا گیا وہ غیر

مقلد ہے، تو مذہب حنفیہ کے لائق امام رہنے کے باوجود غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: العارض: محمد عباس، بردوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مقلد امام اگر ائمہ اربعہ کو برا بھلا نہ کہتا ہو اور مسائل طہارت میں اختلافی اقوال کی رعایت رکھتا ہو مثلاً: خروج دم کی صورت میں بھی وضو کر لیتا ہو، تو ایسی صورت میں ایسے غیر مقلد کی امامت بلا کراہت جائز ہے، اور اگر ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہتا ہے، اور ان کے ساتھ گستاخانہ طریقہ اختیار کرتا ہے تو وہ شخص فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہوگی، ایسی صورت میں وہاں پر حنفی امام ہونا لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحمیہ قدیم ۳/۳۶۵، امداد الاحكام ۲/۱۱۶)

عن عبد الله رضى الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: سباب المسلم فسوق، الحديث: (صحيح البخارى، الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط علمه، النسخة الهنديه ۱/۱۲، رقم: ۴۸)

أن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح. (درمختار مع الشامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/۵۶۳، زکریا ۲/۳۰۲)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/۵۶۰، وهكذا في شرح النقاية، كتاب الصلاة، فصل في القراءة فى الصلاة، اعزازه ديو بند ۱/۸۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۲۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۶۲۳/۳۵)

غیر مقلد کی اقتدا

سوال: [۲۳۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بلا عذر کسی غیر مقلد کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مجیب الرحمن قاسمی، سنبھلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا عذر غیر مقلد کی اقتدا کرنا مکروہ تحریمی ہے، بلکہ امداد الفتاویٰ میں احتیاطاً اعادہ کرنے کو لکھا ہے۔ (امداد الفتاویٰ/۱/۵۶۳)

أنه لا تجب المتابعة في السنن فعلاً وكذا تركاً فلا تتابعه في ترك رفع اليدين في التحريمة، والثناء وتكبير الركوع والسجود. (شامی، كتاب الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، كراچی ۱/۴۷۰، زكريا ۲/۱۶۶)

أما الاقتداء بالمخالف في الفروع (إلى قوله) سنة عنده مكروه عندنا كرفع اليدين في الانتقالات وجهر البسملة وإخفائها الخ. (شامی، كتاب الصلاة، مطلب في الإقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟ كراچی ۱/۵۶۳، زكريا ۲/۳۰۲) فقط والله سبحانه وتعالى أعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۱/۲)

حنفی شخص کا غیر مقلد کی اقتداء کرنا

سوال: [۲۳۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حنفی مسلک کا مقلد کسی غیر مقلد کی اقتدا کرتا ہے تو کیا رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ کرنا ضروری ہے؟ امام کی مخالفت (رفع یدین نہ کرنے سے یا آمین بالجہر نہ کرنے سے) نماز میں فساد یا نقص تو نہ

ہوگا؟ وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔

المستفتی: مجیب الرحمن قاسمی، سنبھلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مقلد کے پیچھے رفع یدین اور آمین بالجہر نہ کہنے سے خفیہ المسک شخص کی نماز میں نقص نہیں آئے گا، البتہ بلا عذر غیر مقلد کے پیچھے نماز خفیہ کیلئے مکروہ تحریمی ہے۔ (امداد الفتاویٰ، پاکستان ۱/۲۵۳)

إنه لا تجب المتابعة في السنن فعلاً وكذا تركاً فلا تتابعه في ترك رفع اليدين في التحريمة، والثناء وتكبير الركوع والسجود. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام زكريا ۲/۱۶۶، کراچی ۱/۴۷۰)

وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع (إلى قوله) سنة عنده مكروه عندنا كرفع اليدين في الانتقالات وجهر البسملة وإخفائها الخ. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟ زكريا ۲/۳۰۲، کراچی ۱/۵۶۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۱/۲۳)

منکر تقلید کی امامت

سوال: [۲۳۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں پر ایک نیا فرقہ زور پکڑ رہا ہے، اور نوجوان اس میں دلچسپی لے رہے ہیں، یہ خود کو اہل حدیث کہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ تقلید کا رد کرنے والا یہ فرقہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے یا نہیں؟ اور کیا ان کی مساجد اور ان کی امامت میں نماز درست ہے؟ یا مکروہ ہے یا حرام ہے؟ اور اگر

پڑھ لی ہو تو کیا اس کا لوٹانا واجب ہے؟

المستفتی: احباب اہل سنت، کاشی پور، ادھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تقلید کے منکرین جو خود کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، لہذا وہ غیر مقلد جو سخت متعصب اور بزرگان دین کے بارے میں زبان درازیاں کرتا ہو وہ گمراہ اور فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے، لیکن اگر وہ متعصب اور بزرگوں کی شان میں بے ادبی کرنے والا نہ ہو، نیز وہ دوران نماز کوئی ایسا عمل نہ کرے جس سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق نماز مکروہ یا فاسد ہو جاتی ہو تو ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز شرعاً درست ہے، البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ اگر قننہ اور اختلاف کا اندیشہ نہ ہو تو ان کی مسجدوں میں جانے سے احتراز کیا جائے، تاکہ ان سے میل جول سے بچا جاسکے، اور نو جوانوں کا ذہن صاف رہے اور گمراہی سے بچے رہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۴۹۳/۲، فتاویٰ رشیدیہ/۳۳۸، فتاویٰ دارالعلوم/۱۴۳/۳، کتاب المسائل/۱/۴۰۸)

أهل الحق منهم أهل السنة والجماعة المنحصرين بإجماع من يعتد بهم في الحنفية والشافعية والمالكية والحنابلة، وأهل الهواء منهم، غير المقلدين الذين يدعون اتباع الحديث وأنا لهم ذلك؟ وجهلة الصوفية وأشياءهم من المبتدعين، وإن كان بعضهم في زى العلم والروافض والنيجرية الذين يضاهئون المعتزلة خاپاك وإياهم فتدنس بهواهم. (مأه دروس لحكيم الأمة حضرت مولانا اشرف على تھانویؒ)

بحوالہ غیر مقلدین کے ۵۶/ اعتراضات کے جوابات (۶)

ویکرہ تقدیم الفاسق کراہۃ تحریم. (حلبی کبیر/۵۱۳، ہندیہ، کتاب

الصلاة، الباب الرابع فی الإمامة، زکریا قدیم ۱/۱۲۲، جدید ۱/۱۴۳، البحر الرائق،

کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)

وذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا والمعنى أنه يجوز في المراعى بلا كراهة . (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۶۴ ، زکریادیو بند ۲/ ۳۰۲)

وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع..... فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع . (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۶۳ ، زکریادیو بند ۲/ ۳۰۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۵ھ/ ۱/ ۲۸

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۴۱۷/۴۰)

جو امام سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت نہ ملاتا ہو اس کی اقتداء کرنا

سوال: [۲۳۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حنفی مسلک مقتدی کی اقتداء کرنا ایسے امام کی جو کہ بعض نمازوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت یا تین آیات نہ ملاتا ہو جبکہ حنفی مسلک میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی سورت یا تین آیات کا ملانا واجب ہے، تو ایسی شکل میں اس حنفی مسلک مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح و درست ہوگی یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: عبدالکریم، الہ آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے مخالف مذہب امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اسلئے بجائے جماعت سے تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔

وبحث المحشى أنه إن علم أنه راعى في الفروض والواجبات و السنن فلا كراهة ، وإن علم تركها في الثلاثة لم يصح (إلى قوله) وإن علم تركها في الأخيرين فقط ينبغي أن يكره لأنه إذا كره عند احتمال ترك

الواجب فعند تحقیقه بالأولی الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۳۰۳/۲، کراچی ۵۶۳/۱، الفتاویٰ التاتارخانیہ، کتاب الصلاة، الفصل السادس من هوأحق بالإمامة زکریا ۲۴۹/۲، رقم: ۲۳۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸۴۲/۲۴)

شیعوں کے بچوں کو تعلیم دینے اور تعویذ گنڈے کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) جو امام شیعوں کے بچوں کو دینی تعلیم دیتا ہو۔

(۲) صدقہ خیرات کے کپڑے لیتا ہو۔

(۳) پوری ہستی میں گھروں میں تعویذ گنڈے کرتا ہو۔

جس امام میں مندرجہ بالا باتیں پائی جاتی ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: ارقان علی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) ہدایت کی نیت سے شیعوں کے بچوں کو دینی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کافر من أهل الذمة أو من أهل الحرب طلب من مسلم أن يعلمه القرآن والفقہ قالوا، لا بأس، بأن يعلمه القرآن والفقہ فی الدین لأنہ عسی أن یهتدی إلی الإسلام فیسلم إلا أن الکافر لا یمس المصحف. (خانیہ، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی التسیح والتعلیم والصلاة، علی النبی ﷺ، زکریا جدید ۳۰۹/۳، وعلی هامش الہندیہ ۴۲۶/۳)

(۲) امام اگر غریب مستحق زکوٰۃ ہے تو اس کے لئے صدقہ و خیرات کے کپڑے لینا جائز ہے۔

التصدق على الفقير العالم أفضل من التصديق على الجاهل . (ہندیہ ،

کتاب الزکوٰۃ ، الباب السابع فی المصارف ، زکریا قدیم ۱/ ۱۸۷ ، جدید ۱/ ۲۴۹)

ویجوز دفعها إلى من يملك أقل من النصاب وإن كان صحيحا .

(ہندیہ ، کتاب الزکوٰۃ ، الباب السابع فی المصارف زکریا قدیم ۱/ ۱۹۸ ، جدید ۱/ ۲۵۱)

(۳) اگر گھروں میں جا کر تعویذ گنڈے کرتا ہوا اور عورتوں کا سامنا نہیں ہوتا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ، اب رہی یہ بات کہ تعویذ گنڈہ کیلئے گھروں میں جانے کی وجہ سے مقتدی ایسے امام کو پسند نہیں کرتے ہیں ، تو مسجد کے ذمہ دار کو اختیار ہے کہ اس امام کو بدل کر دوسرا ایسا متبع شریعت امام مقرر کرے جس پر مقتدیوں کو کوئی اشکال نہ ہو۔

رجل أم قوماً وهم له كارهون ، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم

أحق بالإمامة يكره له ذلك ، وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره . (شامی ،

کتاب الصلاة ، باب الإمامة ، قبل مطلب البدعة خمسة أقسام کراچی ۱/ ۵۵۹ ،

زکریا ۲/ ۲۹۷ ، ہندیہ ، کتاب الصلاة ، الباب الخامس ، الإمامة ، الفصل الثالث فی بیان من

یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/ ۸۷ ، جدید ۱/ ۴۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ

۱۴/ ۱۱/ ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱/ ۱۱۶۵۹)

فرقہ مودودی کے لوگوں کی امامت

سوال: [۲۳۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت اسلامی

کے لوگوں کو نماز پڑھانا کیسا ہے؟ کیوں کہ جماعت اسلامی کے لوگوں کا کہنا ہے، کہ خطبہ عربی

میں پڑھکر اس کا مطلب اردو میں بیان کرو تو کیا ایک عالم جو کہ مدرسہ امدادیہ سے فارغ ہے

کہیں جگہ نہیں ملتی تو کیا وہ جماعت اسلامی کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہے؟

المستفتی: محمد حنیف، نکرالہ باڑی، بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فرقہ مودودی کے لوگوں کی امامت کرنے میں آپ کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، آپ چونکہ خود پابند سنت ہیں، اسلئے آپ کے پیچھے کسی کی بھی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئیگی، اور ملازمت بہر صورت جائز ہے، اردو زبان میں جمعہ وعیدین کے خطبے مکروہ ہیں۔ (مستفاد ایضاً المسایل/۳۳، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل، کتاب الجمعۃ، فصل فی خطبۃ الجمعۃ ۸/۲۳۹، میرٹھ ۱۲/۳۶۰، فتاویٰ دارالعلوم قدیم ۵/۵۲، احسن الفتاویٰ ۴/۱۵۰)

لا شک فی أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً. (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب الجمعة، رقم الحاشية ۱/۴۶۲، مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

آپ خطبہ عربی میں دیدیا کریں اعتراض کرنے والوں سے کہہ دیا کریں کہ میں خطبہ کی اذان سے قبل خطبہ کا مطلب یا کچھ دین کی باتیں بیان کر دیا کروں گا، اور اذان خطبہ سے قبل ہی آپ اردو میں بیان کر دیا کریں، پھر بھی اعتراض کریں تو ان سے نرمی سے کہہ دیجئے کہ کسی بڑے ادارے کے مستند مفتی سے اردو میں خطبہ کا جواز لکھو کے لاؤ تو اردو میں کہنے میں ہم کو کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۳/۲۸

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۲۰۰)

مودودی جماعت کے کارکن کی امامت

سوال: [۲۳۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جماعت اسلامی کا سرگرم کارکن ہے، اور امامت کے لئے مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محی الدین احمد، سیمس پور، حکیم پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مودودی جماعت کے کارکنوں پر فاسق ہونے کا حکم لگایا گیا ہے، کیونکہ صحابہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنا درجہ فسق سے کم نہیں ہو سکتا، اسلئے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، فاسق کی عبارت:

ویکروہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق الخ، وأما الفاسق فقد علموا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۹، کراچی ۱/۵۵۹)

لو قدم فاسقاً يَأْتُمُونُ بِنَاءً عَلَى أَنْ كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ لِعَدَمِ اعْتِنَائِهِ بِأُمُورِ دِينِهِ وَتَسَاهُلِهِ فِي الْإِتْيَانِ بِلَوَازِمِهِ... جُوزْنَا هَا مَعَ الْكَرَاهَةِ. (حلبی کبیر، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة / ۵۱۳، ۵۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ رجب الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۹۳/۲۳)

مودودی جماعت سے تعلق رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۳۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تھانہ پوڑیا ہاٹ ضلع گڈا کے علاقہ تالچھاڑی جو دس بارہ بستی پر مشتمل ہے تقریباً دس ہزار کی آبادی ہے، یہاں عیدین کی نماز عرصہ دراز سے ایک امام صاحب پڑھاتے آرہے ہیں، الحمد للہ یہاں اس علاقہ میں علماء کرام کی کمی نہیں ہے، گزشتہ سال عید الاضحیٰ کے موقع پر امام صاحب نے عید گاہ میں اعلان کر دیا کہ میں جماعت اسلامی میں ہوں، اور اسی پر قیامت تک رہوں گا، واضح ہو کہ اس سے قبل کبھی کوئی تذکرہ نہیں ہوا تھا کہ موصوف امام کا تعلق کس جماعت سے

ہے، جب امام نے برسر عام اعلان کر دیا تو عید گاہ میں کافی ہنگامہ اور اختلاف کی نوبت آگئی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے دو جگہ نماز عید الاضحیٰ ادا کی گئی؟

(۱) سوال یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں یا اہل سنت والجماعت میں سے کسی امام کا انتخاب کر لیا جائے، جبکہ صرف ان کے علاوہ باقی تمام مقتدی و عوام اہل سنت والجماعت کے مسلک کے ہیں۔

(۲) جماعت اسلامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جماعت اسلامی کے ماننے والے کو اپنی مجالس میں بلانا جائز ہے یا نہیں؟ جماعت اسلامی کے جلسہ جلوس میں شامل ہونا چاہئے یا اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔

المستفتی: اراکین کمیٹی، تالچھاڑی، جھارکھنڈ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) اگر مذکورہ امام حنفی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں اور علماء اہل سنت پر سب و شتم نہ کرتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، اور امام بدلنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر وہ مسائل حنفیہ کی رعایت نہ کریں اور علماء اہل سنت و بزرگان دین پر سب و شتم کرتے ہوں تو پھر ان کے بجائے نیک صالح دیندار شخص کو امام مقرر کر لیا جائے۔

إن تبين المراجعة لم يكره أو عدمها لم يصح . (درمختار، كتاب الصلاة،

باب الإمامة كراچی ۱/ ۶۳، ۵، زکریا ۲/ ۳۰۲)

ویکره إمامة فاسق . (درمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی

۱/ ۶۰، ۵، زکریا ۲/ ۲۹۸، کبیری، كتاب الصلاة، فصل فی الإمامة ۴۷۹)

(۲) جماعت اسلامی امام کے پیچھے مذکورہ شرائط کے ساتھ نماز بلا کراہت درست ہے۔
(ب) ان کو اپنے جلسہ جلوس میں شرکت سے منع نہ کیا جائے۔ البتہ ان کو وعظ و تقریر کا موقع نہ دیا جائے۔ (ج) عام لوگوں کو ان کے جلسہ و جلوس میں شرکت سے اجتناب و احتراز کرنا

چاہئے۔ (مستفاد محمودیہ/۲۶۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹/۱۰ یقعدہ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۹۶۲/۳۵)

مودودی امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۳۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد کے

امام جماعت اسلامی ضلع بھاگلپور کے امیر ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: شبیر احمد، شاہ کٹہ، بھاگلپور بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جماعت اسلامی جو فرقہ مودودیت سے ہے، وہ صحابہ کرام

کی شان میں زبان کھولنے میں دریغ نہیں کرتے ہیں، اسلئے وہ لوگ فاسق ہیں، ان کے پیچھے

نماز مکروہ ہوتی ہے، اور اگر اہل السنّت والجماعت اور خوش عقیدہ امام نہ ملے تو تنہا پڑھنے کے

مقابلہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے، اور ساتھ ساتھ نماز مکروہ بھی ہوگی۔

عن أبی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ الجہاد واجب علیکم مع

کل أمیر براکان أو فاجراً ، والصلاة واجبة علیکم خلف کل مسلم براً کان

أو فاجراً ، وإن عمل الکبائر الحدیث: (سنن ابی داؤد ، کتاب الجہاد ، باب الغزو

مع أئمة الجور ، النسخة الهندیة ۱/۳۴۳ ، دارالسلام رقم: ۲۵۳۳)

عن مرثد بن أبی مرثد الغنوی ، وکان بدریاً قال: قال رسول اللہ

ﷺ: إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم ، فإنهم وفد فیما بینکم

وبین ربکم عز وجل . (مستدرک للحاکم ، کتاب معرفة الصحابة ، مکتبہ نزار مصطفیٰ

الباز/۵/۱۸۶۴ ، رقم: ۴۹۸۱)

ویکړه لهؤلاء التقدم (إلى قوله) فإن أمكن الصلوة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فلاقتداء أولى من الانفراد الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة ذكرها ۱/۶۱۰، كونه ۱/۳۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۲۹۸۰)

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بدعتیوں کی مسجد میں انہی کے امام کے پیچھے مجبوری میں نماز پڑھی جائے یا غیر مجبوری میں پڑھی جائے، دونوں صورتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: اقبال احمد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بریلوی اور بدعتی شرعاً فاسق ہے، اگر مجبوری ہے کہ اس کے علاوہ قریب میں اپنے ہم خیال لوگوں کی مسجد نہیں ہے، تو پھر تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں بہتر یہی ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، اور اگر ایسی مجبوری نہ ہو تو پھر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، بہر دو صورت نماز کا فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جائیگا، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

عن أبي هريرة رض أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، قال: صلوا خلف كل بر وفاجر.

الحديث: (سنن الدارقطني، باب صفة من تجوز الصلوة، معه والصلاة، عليه،

دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۴۴، رقم: ۱۷۵۰)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة - فإن أمكن الصلوة، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فلاقتداء أولى من الانفراد.

(بحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۴۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه. (شامی،

کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

۱۸/۳/۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۱۳۰)

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا تنہا پڑھنا

سوال: [۲۳۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کسی کے گھر پر عصر کے بعد کسی کام سے جاتا ہے، مغرب کے بعد وہاں سے واپسی ہوتی ہے، اس جگہ پر دو مسجدیں ہیں، اور دونوں بدعتیوں کی ہیں، تو کیا یہ شخص اس مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتا ہے تو جس طرح وہ لوگ کرتے ہیں، تو یہ بھی اس طرح کرے یا نہیں؟ مثلاً اُشہد ان محمد رسول اللہ پر انگوٹھے چومنا اور جی علی الفلاح پر کھڑے ہونا سلام کے بعد ان کی دعا پر آمین کہنا یا یہ شخص جس کے گھر پر جاتا ہے، اسی میں تنہا نماز پڑھے یا کچھ آدمیوں کے ساتھ جماعت کر لے۔

المستفتی: محمد اختر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام فاسق یا بدعتی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اگرچہ مکروہ ہے لیکن تنہا پڑھنے سے ان کی جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۳۷۹)

عن أبي هريرة رض قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الجهاد واجب عليكم مع كل أمير، براً كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر، الحديث: (سنن أبي داود، کتاب الجہاد،

باب الغز ومعائمة الجور، النسخة الهندية ۳/۱، دارالسلام رقم: ۲۵۳۳

و خلفه مع الكراهة. (الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة،

الفصل الثالث زكريا قديم ۸۴/۱، جديد ۱۴۱/۱)

صلى خلف فاسق ومبتدع نال فضل الجماعة وفي الشامي أفاد أن

الصلوة خلفها أولى من الانفراد. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كراچی

۵۶۱/۱، زكريا ۳۰۱/۲، الهندية زكريا قديم ۸۴/۱، جديد ۱۴۱/۱)

علامہ شامیؒ نے اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کو علامہ قسٹانی وغیرہ سے مستحب نقل کرنے

کے بعد علامہ جراحی سے نقل کیا ہے، کہ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے، اس طرح کی

تمام روایتیں ضعیف تر ہیں، اسلئے اذان کے وقت انگوٹھے نہ چومے۔ (مستفاد: احسن

الفتاویٰ ۳۷۹/۱)

و ذكر ذلك جراحی وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من هذا

شيئي. (شامي، كتاب الصلاة، باب الآذان كراچی ۳۹۸/۱، زكريا ۶۸/۲)

اور اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے کا مقصد صفوں کو درست کرنا ہے، آپ تنہا کھڑے

ہو کر بیٹھنے والوں کی صفوں کو کیا درست کریں گے، اسلئے جی علی الفلاح تک بیٹھنے کی گنجائش ہے

۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۲/۳۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۴۹۶/۳۶)

فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) زید دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا ہے، اور زید کے مکان کے اطراف میں جتنی

مساجد ہیں، وہ سب بدعتی لوگوں کی ہیں اور امام مسجد بھی بدعتی ہے، اور پانچواں تہ بند

ٹخنوں سے نیچا رکھتے ہیں، اور زید کے مسلک کی مسجد زید کے گھر سے ایک ڈیڑھ کلومیٹر کی دوری پر ہے، اور زید کا اتنی دوری پر پنج وقتہ نماز میں پہنچنا دشوار ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ زید کا بدعتی امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ٹھیک ہے یا اپنی فرداً نماز پڑھنا درست ہے؟ جواب دیں؟

(۲) جماعت اسلامی کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

المستفتی: سید محمد سہیل، محلہ
بروالان نل والی مسجد، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مجبوری میں فاسق اور بدعتی کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں افضل اور بہتر ہے۔

عن أبی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: الصلاة واجبة خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر . (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، دار السلام ۹۷، رقم: ۵۹۴)

یہ روایت ہندی نسخ میں دستیاب نہیں ہوئی۔

قلت: في أمره بالصلاة خلف الفاجر مع أن الصلاة خلف الفاسق، والفاجر مكروهة عندنا دليل على وجوب الجنازة . (بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، دار البشائر الإسلامية بیروت جدیدہ ۷۷/۴، مطبع میرٹھ قدیم ۳۳۲/۱)

لو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقى ورع الخ. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۳۴۹/۱)

زکریا ۱/۱۱۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶۰۵/۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۲۶ھ

میلا دالنبی میں قیام نہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میلا دالنبی میں قیام نہ کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کونسی کراہت ہے یا بلا کراہت نماز درست ہے؟ اس مسئلہ کو واضح طور پر مدلل فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: عبدالقادر، ساکن مقبول پور، بردوان، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ذکر ولادت شریفہ بہت مبارک اور باعث خیر و برکت ہے بشرطیکہ اس میں نام و نمود و شہرت و تفاخر اور بوقت ذکر ولادت شریفہ قیام نہ ہو۔

والإحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم والقيام عند ذكر الولادة الشريفة حاشا لله أن يكون كفراً الخ. (امداد الفتاویٰ، ذکر ۶/۳۲۷)
لہذا قیام نہ کرنے والا امام قابل ملامت نہیں، اس کے پیچھے نماز بلا کراہت صحیح اور درست ہوگی!

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكرهية الدينية بسبب شرعي فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بذل المجہود، کتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، مطبع دار البشائر الإسلامية ۳/۴۷۵، سہارن پور، قدیم ۳۳۱/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۰/۲۳)

میلا د پڑھنے والے اور تعزیہ بنانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے محلّہ کی

مسجد کے جو مقررہ امام ہیں، اگر کسی بنا پر تشریف نہیں لاتے ہیں، تو مسجد کے مصلیوں میں تین احباب ایسے ہیں جو لباس سے چہرے سے بالکل متبع سنت ہیں، اور کسی درجہ میں قرآن بھی صحیح پڑھتے ہیں ان میں جو موجود ہو وہ نماز پڑھا دیتا ہے، مسئلہ جواب طلب یہ ہے کہ ایک صاحب نمازیوں میں حافظ قرآن ہیں مگر ڈاڑھی ان کی آدھی مشمت بھی نہیں ہے، ایک مشمت تو درکنار دوسرے وہ میلا دپڑھتے ہیں تیسرے محرم کے ایام میں تعزیہ پر بیٹھ کر اس کا چڑھا واجمع کرتے ہیں، یہ صاحب امام صاحب کی عدم موجودگی میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں، کچھ نمازیوں کو اس پر اعتراض ہے تو کچھ نمازی جو زیادہ دین سے واقف نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کسی مفتی صاحب سے مسئلہ دریافت کر لیں، چنانچہ اس سے قبل بھی آپ سے مسجد کی حدود میں پلنگ سے متعلق مسئلہ دریافت کیا تھا، جس پر سب بالاتفاق عمل پیرا ہیں، تو اب ان صاحب سے متعلق جواب تحریر فرمادیں کہ یہ نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسحاق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: داڑھی کٹانے والا، میلا دپڑھنے والا، اسی طرح تعزیہ پر بیٹھ کر چڑھا واجمع کرنے والا شخص فاسق اور بدعتی ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کے پیچھے سب کی نماز مکروہ ہوتی ہے، تاہم اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے، اور ایسے فاسق شخص کو ہٹا کر متبع سنت امام کا انتظام کرنا ذمہ داران مسجد کا فرض ہے۔

عن جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ... ولا يؤم

فاجر مؤمناً، الحديث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة، النسخة الهندية

۷۵/۱، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوی وکان بدرياً قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فلیؤمکم خيارکم فإنهم وفدکم فیما بینکم

وبین ربکم. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۰/۳۲۸، رقم: ۷۷۷)

ویکرہ تقدیم الفاسق کراہۃ تحریم وعند مالک لایجوز تقدیمہ وهو
روایۃ عن أحمد وکذا المبتدع . (صغیری ، مکتبہ مجتہائی دہلی / ۲۶۴ ، البحر الرائق ،
کتاب الصلاة ، باب الإمامة زکریا ۱/ ۶۱۰ ، کوئٹہ ۱/ ۳۴۹ ، فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۱۴۵) فقط
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۷/۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ رجب ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۴۴/۳۴)

تیجہ، دسواں، بارہ وفات کا چندہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک گاؤں
ملپورہ ہے، اس مسجد میں امام صاحب اپنے آپ کو مسلک دیوبندی سے ملحق بتلاتے ہیں،
لیکن کام بدعتیوں والے کرتے ہیں، مثلاً دسویں تیجہ وغیرہ کا کھانا بارہ وفات کا چندہ
وغیرہ اکٹھا کر کے دیگیں اتروا کر کھانا کھانا محرم وچہلم وغیرہ میں شرکت کرنا مذکورہ کام
کرنے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ مکروہ تنزیہی یا تحریمی کے مطلب کی
وضاحت فرمادیں۔

المستفتی: بنے میاں، مغلیورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: تیجہ دسواں، چہلم اور بارہ وفات کے نام سے چندہ
کرنا اور پھر دیگیں پکوانے کی رسم سب امور بدعت اور مکروہ ہیں، جو امام ایسے امور میں
بتلا ہوا اس کو مسجد کی کمیٹی اور منتظمین وہاں کسی مصلحت کے پیش نظر مسجد سے علیحدہ کر کے
متبع شریعت امام رکھ لیں، تو بہتر ہے اب رہی اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں تو
بدعتی کے پیچھے بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے، واجب الاعادہ نہیں، البتہ ایسے امام کے پیچھے نماز
مکروہ ہوتی ہے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال صلوا خلف كل بر وفاجر ،
 الحديث : (سنن الدارقطني ، دارالكتب العلمية بيروت ٤٤٢/٢ ، رقم : ١٧٥٠)
 ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة فإن أمكن
 الصلاة ، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فلا قتداء أولى من الانفراد . (البحر
 الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة كوئنه ٣٤٩/١ ، زكريا ٦١٠/١ ، هكذا شامی ، كتاب
 الصلاة ، باب الإمامة زكريا ٢٩٩/٢ ، كراچی ٥٦٠/١)

لو أم قوما وهم له كارهون ، فهو على ثلثة أوجه إن كانت الكراهة
 لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره الخ . (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة ،
 باب الإمامة دارالكتاب دیوبند ٣٠١/١ ، قدیم ١٦٤/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ : بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
 (الف فتویٰ نمبر : ۳۲۰۹/۳۲)
 الجواب صحیح :
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۴۱۶/۴/۱۶ھ

بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال : [۲۳۵۱] : کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ بریلوی حضرات
 کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ مسجد دوسری بھی موجود ہو؟

المستفتی : اخلاق حسین ، معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق : بریلوی حضرات کے فاسق ہونے میں شبہ نہیں ، اس لئے
 ان کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی ۔

عن جابر بن عبد الله قال : خطبنا رسول الله ﷺ فقال : ولا يؤم فاجر
 مؤمناً ، الحديث : (سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب فرض الجمعة ، النسخة الهندية
 ٧٥/١ ، دارالسلام رقم : ١٠٨١)

ولذا كره إمامة الفاسق الخ . (طحطاوی علی المراقی ، كتاب الصلاة ، فصل فی

بیان الأحق بالإمامة، دارالکتاب دیوبند جدید / ۳۰۱، قدیم / ۱۶۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

۱۵/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۲۲۰۲)

گیارہویں منانے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھنا

سوال: [۲۳۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام نے گیارہویں تاریخ کو اپنی مسجد میں گیارہویں کا پروگرام کیا اور اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نماز کے مطابق بیان ہوا اور بکرنے زید امام کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی کہ تم نے گیارہویں کیوں کی ہے، اور تم کو کس نے کہا تھا، لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی: گلزار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: گیارہویں شریف کے نام سے کسی قسم کا پروگرام شریعت غراء سے ثابت نہیں اور جو چیز شریعت سے ثابت نہیں ہے، اسے دین کا کام سمجھ کر اور عبادت کا کام سمجھ کر کرنا نہایت خطرناک عمل ہے، اس لئے گیارہویں شریف کے نام سے کسی قسم کا کوئی سالانہ پروگرام چلانا جائز نہیں ہے، حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی وفات کے سانحہ سے امت کیلئے سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا سانحہ زیادہ دردناک اور صبر آزما ہے، جب سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دن حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دور صحابہ کے بعد تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی آپ کی وفات کا پروگرام ثابت نہیں ہے، اگر یہ دین کا کام ہوتا اور کار ثواب ہوتا تو اس کام کے زیادہ مستحق حضرات خلفائے راشدین اور امت کے سلف وخلف ائمہ مجتہدین اور خود حضرت شیخ عبد

القادر جیلانیؒ تھے، جب ان سے اس قسم کا پروگرام ثابت نہیں ہے، تو گیارہویں شریف کا پروگرام کس طرح جائز ہوگا، بلکہ سیدالکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد: ”من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد“ کے دائرے میں داخل ہو کر بدعت شیعہ اور قابل ترک عمل ہوگا، اسلئے اس سے گریز کرنا لازم اور ضروری ہے، لہذا اگر امام گیارہویں شریف کے پروگرام کرنے پر مصر ہو پھر اس کو کارثواب اور دین کا کام سمجھتا ہو تو اسکی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے کا عمل صحیح ہے۔

عن عائشةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه فهو رد. (ابن ماجه شريف، كتاب السنة، باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والتعليق على معارضه، النسخة الهنديه / ۳، دارالسلام رقم: ۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۶۰۴/۳۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳ھ/۴/۱۸

بریلوی امام کے پیچھے نماز

سوال: [۲۳۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالعزیز، شاہی مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بریلوی سے مراد ایسی رسوم کا مرتکب ہے جو شرک نہیں فقط گناہ ہے تو وہ شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

کمرہ إمامة الفاسق وفي الطحطاوي كون الكراهة في الفاسق تحريميه

الخ. (طحطاوي علی مراقی الفلاح، قدیم / ۱۶۵، دارالکتاب دیوبند جدید / ۳۰۱)

اور اگر ایسی رسوم کا مرتکب ہے جو شرک تک پہنچ جاتی ہیں، تو اس کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوگی، جب تک تجدید ایمان نہ کر لے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۹۶/۲)

وتجوز الصلاة، خلف كل بر وفاجر - وما نقل عن بعض السلف من المنع عن الصلوة خلف المبتدع فمحمول على الكراهة إذ لا كلام في كراهة الصلوة خلف الفاسق والمبتدع هذا إذا لم يؤد الفسق أو البدعة إلى حد الكفر، أما إذا أدى إليه فلا كلام في عدم جواز الصلوة، خلفه. (شرح

العقائد النسفية، مكتبه نعيميه / ۱۶۱، النبراس، مكتبه امداديه / ۳۲۶)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۰۲/۲۳)

بریلوی امام کی اقتدا کرنا

سوال: [۲۳۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے اس نے بریلوی امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھی تو زید کی نماز درست ہوئی یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے، تو زید کو جماعت کی فضیلت حاصل ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عمر، ادم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بریلوی امام اگرچہ فاسق ہے لیکن تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت کیساتھ نماز پڑھنا افضل ہے اس لئے بریلوی امام کے پیچھے جو نماز پڑھی گئی ہے وہ صحیح ہو چکی ہے۔

لو صلى خلف فاسق مبتدع ينال فضل الجماعة (إلى قوله) أولى من

الانفراد ینبغی أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم وإلا فلا كراهة الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۱/ ۶۱۰، كوثه ۱/ ۳۴۹، هكذا في الشامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/ ۵۶۱، زكريا ۲/ ۳۰۱، هندیه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث زكريا قديم ۱/ ۸۴، جديد ۱/ ۱۴۱) وتجاوز الصلاة خلف كل بر وفاجر لقوله عليه السلام ”صلوا خلف

كل بر وفاجر“ (شرح عقائد ۱۵۹/۱)

عن ابي هريرة أن رسول الله ﷺ: قال صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر واجهدوا مع كل بر وفاجر. (سنن دار قطنی، كتاب الصلاة، باب صفة من تجاوز الصلاة معه، و الصلاة عليه، دار الكتب العلمية ۲/ ۴۴، رقم:

۱۷۵۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۱/۶/۱۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۸۷۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۶/۱۹ھ

بریلوی شخص کی امامت

سوال: [۲۳۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سرکردہ جماعت جناب احمد رضا خان صاحب کی جماعت کا عمل علم غیب کا ثابت کرنا قبروں پر سجدہ کرنا، قبروں پر اذان دینا، اجتماعی طریقہ سے مانک پر سلام پڑھنا اور سلام میں شریکہ جملوں کا استعمال کرنا بزرگوں سے مدد طلب کرنا کیا ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا غلط ہے اور اگر نماز پڑھ لے تو کیا نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی یا نہیں؟ یا مکروہ ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوالنامہ میں لکھے ہوئے عقائد اور ان کے اس طرح کے اعمال سارے ناجائز ہیں اور ان میں سے بعض عقیدے ایسے ہیں، جو ایمان کیلئے خطرہ بن

سکتے ہیں، تاہم ہمارے مسلک دیوبند کے اساطین علماء اور اکابر اہل فتویٰ ان کے پیچھے پڑھی گئی نماز کے اعادہ کے قائل نہیں ہیں، کراہت تحریمی کے ساتھ نماز درست ہو جاتی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں اسی لئے ہم بھی یہی سمجھتے اور یہی لکھتے ہیں کہ فرقہ بریلوی کے پیچھے پڑھی گئی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

عن ابی ہریرۃ - رضی اللہ تعالیٰ عنہ - أن رسول اللہ ﷺ قال صلوا خلف کل بر وفاجر، وصلوا علی کل بر وفاجر، وجاہدوا مع کل بر وفاجر. (سنن دار قطنی، کتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه، والصلاة علیه، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/۴۴، رقم: ۱۷۵۰)

وأطلق المصنف فی المبتدع فشمّل کل مبتدع وهو من أهل قبلتنا وقيدہ فی المحيط والخلاصة والمجتبیٰ وغيرها بأن لا تكون بدعة تکفره فإن كانت تکفره فالصلوة خلفه لا تجوز. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹)

ویکفره أن یكون الإمام فاسقاً ویکره للرجال أن یصلوا خلفه. (تاتار خانیه، کتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة زکریا ۲/۲۵۰، رقم: ۲۳۲۹، کوئٹہ ۱/۶۰۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ صفر ۱۴۲۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۹۴۳/۳۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۲/۲۵ھ

بریلوی خیالات والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۳۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور نماز پڑھاتا ہے، باشرع وضع قطع ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عقیدہ علم غیب مانتا ہے، اور کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب

میں صرف ذاتی اور عطائی کا فرق ہے، اور کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے، اور دوسرا عقیدہ وہ آپ کے لئے مختار کل کا رکھتا ہے، اور کہتا ہے، کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات دیئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جس طرح چاہیں اپنی مرضی کے مطابق تصرف فرمائیں مگر بکر کہتا ہے کہ اس طرح کے عقائد رکھنا شرک فی الصفات ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز کسی بھی حال میں درست نہیں جبکہ امام تمام بدعتوں کو عین دین تصور کرتا ہے، اور ہر طرح کی بدعت وہ کرتا ہے، جسکی وجہ سے بکر زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے، اور اپنی نماز الگ بغیر جماعت کے پڑھ لیتا ہے، صحیح کس کا قول ہے زید کا یا بکر کا کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دیں؟

المستفتی: محمد ادریس، جہانگیر
پور، امین، مدھیہ پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حضور ﷺ کے بارے میں زید کی نسبت جن عقائد کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ظاہراً اگرچہ کفر تک پہنچنا نیوالے ہیں، لیکن بدعتی لوگ یہ عقائد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تاویل کرتے ہیں، اسلئے کافر تو نہیں قرار دیا جائے گا، البتہ فاسق اور بدعتی قرار دیا جائے گا، اور فاسق و بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، بکر کا یہ کہنا کہ ان عقائد کی وجہ سے زید کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، ان کے ظاہری عقیدہ کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن یہ لوگ تاویل کر کے اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں، اس لئے ان کو کافر نہیں کہا جائے گا، فاسق کہا جاسکتا ہے، لہذا وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ صحیح العقیدہ امام مقرر کر لیں، اور جب تک دوسرا صحیح العقیدہ امام نہ ملے مجبوری کے تحت اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے گی، اور وہ نماز واجب الاِعادہ نہ ہوگی، اور تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت میں شریک ہو جانا زیادہ افضل ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۹۰)

عن ابي هريرة - رضى الله تعالى عنه - أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل بر وفاجر، وصلوا على كل بر وفاجر، وجاهدوا مع كل بر وفاجر. (سنن دار قطنی، کتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه، والصلاة عليه، دار الكتب العلمية بيروت ۴۴/۲، رقم: ۱۷۵۰)

صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة وفي الشامية أفاد أن الصلوة خلفها أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۵۶۲/۱، زکریا ۳۰۱/۲)

وقال العلامة الحلبي، بعد ما حرر كراهة تقديم الفاسق كراهة تحريم، ويكره تقديم المبتدع أيضاً لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل لأن الفاسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئاً على خلاف ما يعتقده أهل السنة والجماعة وإنما يجوز الاقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن ما يعتقده يؤدي إلى الكفر عند أهل السنة، أما لو كان مؤدياً إلى الكفر، فلا يجوز أصلاً. (غنية المستملی، کتاب الصلاة، الأولى بالإمامة ۵۱۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۳

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۷۵۹۲/۳۶)

رافضیوں کی رسموں میں شرکت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی عالم رافضیوں کے محرم کی رسموں میں شرکت کرتا ہے، اور ان کے امام باڑہ میں مجلس پڑھتا ہو، اور سینہ زنی کرتا ہو، اور نوحہ خوانی کرتا ہو، ساتھ ہی سنیوں کی امامت کرتا ہو اور شیعوں کے یہاں

کھاتا پیتا ہو، اور تعزیہ داری بھی کرتا ہو یعنی خود تعزیہ رکھتا ہو، بلکہ شیعوں کی مجلسوں میں شیعوں جیسا فعل کرتا ہو، ان کے سارے رسم و رواج کو ان کے ہی طرز پر ادا کرتا ہو تو ایسے مولوی کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد وسیم شیخوپورہ، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو عالم سنی مسلک کا ہو اور وہ رافضیوں کی رسموں میں شرکت کرتا ہو اور امام باڑہ میں جا کر ماتم کرتا ہو، سینہ زنی کرتا ہو، نوحہ خوانی میں شرکت کرتا ہو، ایسا شخص فاسق ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اسلئے ایسا شخص عہدہ امامت کا اہل نہیں ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ... ولا يؤم فاجر مؤمنا. الحديث: (سنن ابن ماجہ، الصلاة، باب فرض الجمعة ونسخة الهندية ۷۵/۱، دار السلام رقم: ۱۰۸۱)

ویکرمہ أن یکون الإمام فاسقا، ویکرمہ للرجال أن یصلوا خلفه. (الفتاویٰ تاتار خانیہ، الفصل السادس منهو أحق بالإمامة زکریا ۱/۶۰۳، رقم: ۲۳۲۹)

ویکرمہ إمامة فاسق. (الدر مختار علی الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة

کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵ شعبان ۱۴۲۳ھ

۱۶/۸/۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۸۲۰)

محرم کا تعزیہ بنانے والے امام کی امامت

سوال: [۲۳۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید پورے شہر کا امام ہے، وہ محرم کا تعزیہ بنانے کا صدر مقرر کیا گیا ہے، جب تعزیہ بنانا حرام ہے، بدعت

ہے، اس کے باوجود وہ امام ہو کر صدر مقرر کیا گیا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز ہو جائیگی، یا نہیں؟ اگر ہو جائیگی تو دلیل دیں، اور اگر نہ ہوگی اسکے بارے میں میں بھی دلیل دیں؟

المستفتی: محمد مشکور احمد، محلہ کوئیاں باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص شرعی طور پر فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، البتہ اگر توبہ کر کے اس فعل سے توبہ کر کے باز آجائے گا تو مکروہ نہ ہوگی۔ (فتاویٰ العلوم دیوبند ۳/۲۷۷)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه الخ. (الدر المستقى، كتاب الصلاة،

باب الإمامة، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۱۰۸)

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه قال: قال رسول الله ﷺ: **الثائب من الذنب كمن لا ذنب له**. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ۲/۳۱۳، دار السلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴ھ/۲۰۲۷ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ صفر ۱۴۱۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۳۴/۲۹)



الفصل السابع: غلط خواں کی امامت

غلط خواں کی امامت

سوال: [۲۳۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب قرآن کریم کی قرأت میں حروف کو مخارج سے نہیں ادا کرتے، عین اور الف اور ج، ز، ض، ظ میں فرق نہیں کر پاتے تو دریافت یہ کرنا ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہو جائیگی یا نہیں؟ اگر ان کو ٹوکا جائے تو مانتے نہیں اور لکنت کے بہانے کرتے ہیں لیکن آپسی باتوں میں یا اردو پڑھنے میں لکنت نہیں ہوتی، ایک نو مسلم لڑکے نے اسی بنا پر ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، اپنی الگ نماز پڑھتا تھا، لوگوں نے پوچھا کہ کیوں الگ پڑھتے ہو، تو اس نے کہا کہ یہ قرآن صحیح نہیں پڑھتے، تو امام صاحب نے کہا کہ تجھ چمار کی میرے پیچھے نماز نہ ہوگی تجھے کیا معلوم اس جملہ سے نو مسلم نو جوان کو تکلیف ہوئی، پھر انھوں نے مارنے کیلئے گریبان پکڑ لیا تو نو مسلم نو جوان نے بھی کہا کہ تم تو جولاہے ہو، جاہلوں جیسی باتیں کرتے ہو، بہر حال ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

المستفتی: عبدالکریم، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صحیح پڑھنے والوں کی نماز غلط پڑھنے والوں کے پیچھے صحیح نہیں ہوتی، اسلئے ایسے غلط پڑھنے والے کو امام نہ بنایا جائے، اور کسی صحیح پڑھنے والے کو امامت کیلئے منتخب کیا جائے۔

ولا تصح صلواته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لشغ فيه هذا هو الصحيح المختار في حكم الألف

الخ. (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فی الاثنی عشر کراچی ۱/ ۵۸۲، زکریا ۲/ ۳۲۸، وھكذا فی الھندیة، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/ ۸۶، جدید ۱/ ۴۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
 کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۷۱۷)
 الجواب صحیح:
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۱۲/۴/۱۴۱۹ھ

غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز

سوال: [۲۳۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام ہے، مولوی بھی ہے، البتہ نہ تو حافظ ہے اور نہ ہی قراءت کے بنیادی قواعد (صحت حروف ہجا) پر قدرت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کُن جلی کا استعمال عام ہے، تو کُن خفی تو ظاہر الوقوع ہے، س اور ص، ذ، ظ، ض، میں تمیز نہیں ہو پاتی، مزید یہ کہ طبیعت پر نسیان غالب ہے جس کی وجہ سے تعداد رکعات میں اکثر مغالطہ لگتا رہتا ہے، اور چند مخصوص سورتوں میں بھی متشابہ کی عادت سی بن گئی ہے۔

بعض خواندہ حضرات نے انتظامیہ مسجد کے سامنے مختلف تجویز پیش کی کہ مولانا کو وعظ و نصیحت بیان و تفسیر وغیرہ کی ذمہ داری دیدیں، اور ان کی تنخواہ کو اعلیٰ حالہ باقی رکھیں اور نماز کیلئے کسی اچھا قرآن پڑھنے والے کا تقرر کر لیں، انتظامیہ نے قراء و فضلا حضرات کی اس درخواست کو قبول بھی کر لیا مگر امام صاحب مصلے سے مستغنی نہ ہوئے، بلکہ مزید یہ کہ باہمی خلفشار انتشار کا سبب بنیں، الامان والحفیظ، نیز بقیہ مساجد بھی دور ہیں۔

لہذا اس صورت میں نماز و امامت کا شرعی حکم اور ساتھ ساتھ امام و انتظامیہ اور مقتدی حضرات کو اپنی زریں ہدایات اور ان حضرات کو اپنی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ فرمائیں کہ چند فلوس کی خاطر لوگوں کی نمازوں کا ضیاع نہ کوئی اچھا عمل ہے اور عالمانہ

شان کے بھی خلاف ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں جس کے فہم وافر سے خداوند قدوس نے حضرت والا کو نوازا ہے، جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: محمد حنیف، عبدالغفار،
عبید الرحمن، کانٹھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص قرآن کریم صحیح اداۓ گی کے ساتھ پڑھنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے، سین اور صا میں امتیاز نہیں ہے ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں، گرچہ عام لوگوں کی نماز ایسے شخص کے پیچھے درست ہو جاتی ہے، لیکن صحیح خواں کی نماز ایسے غلط خواں کے پیچھے درست نہیں ہوتی، اس لئے منتظمین پر لازم ہے، کہ صحت اداۓ گی کیساتھ قراءت کرنے پر قدرت رکھنے والے امام کا انتخاب کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۳۵۱)

الأصل فی هذه المسائل أن حال الإمام إن كان مثل حال المقتدی أوفوقه جازت صلاة الكل . (ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة،

الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغيره ذکر یاقدم ۱/۸۶، جدید ۱/۱۴۴)

ولو قرأ الظاء مكان الضاد أو على العكس تفسد صلاته عند أبي حنيفة ومحمد وعند عامة المشايخ كأبي مطيع البلخي ومحمد بن سلمة لا تفسد صلاته، وفي الخانية: ولو قرأ الظالين بالطاء مكان الضاد أو بالذال لا تفسد صلاته، ولو قرأ الدالين تفسد أو بالضاد مكان الظاء فالقياس أن تفسد صلاته وهو قول عامة المشايخ واستحسن بعض مشايخنا، وقالوا بعدم الفساد للضرورة في حق العامة خصوصا للعجم وهذا في الحروف المتقاربة في المخرج، فأما في الحروف المتباعدة في المخرج بعد تغير المعنى نحو أن يقرأ ينشرك مكان نيسرك تفسد صلاته. (تاتارخانيه،

کتاب الصلاة، الفصل الثانی، زکریا ۲/۸۲، رقم: (۱۸۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/۶/۱۴۳۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۱۶۱)

غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز

سوال: [۲۳۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی بستی میں کافی عرصہ سے ایک ناظرہ خواں امام نماز عیدین کیلئے متعین تھے، اور اس وقت بستی میں ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا، اب بعد میں اس بستی میں کافی علماء و قراء پیدا ہو گئے ہیں، تو ان علماء و قراء کو ان امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی اسوجہ سے گراں گذرتی ہے کہ وہ قرآن پاک کا تلفظ ٹھیک ادا نہیں کر پاتے ہیں، ایسی صورت میں واضح فرمائیں کہ ان علماء و قراء حضرات کی نماز ان کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں؟ اور اب امام بدلنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر نماز ہو جاتی ہے تو کیا درجہ ہے۔

المستفتی: علیم الدین، مدرس مدرسہ باب العلوم، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر تلفظ میں ایسی غلطی واقع ہو جاتی ہے، کہ جس سے معنی بگڑ جاتے ہیں، تو اسکے پیچھے ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو لوگ تین آیات یا اس سے زیادہ صحیح خواں ہیں، اور اگر معنی میں تغیر نہیں آتا ہے، تو نماز تو سب کی ہو جاتی ہے لیکن ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے، صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈبھیل ۶/۳۵۱، ۲/۳۹، ۲/۶۳، ۴۴/۲، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۲۴۷)

ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه (إلى قوله) هذا

هو الصحيح المختار. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة)

زکریا ۳۲۸/۲، کراچی ۵۸۲/۱، وھکذا فی العالمگیریہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۸۶/۱، جدید ۱۴۴/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۵/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۵۴۱/۲۵)

بشرع جاہل کی امامت کیسی؟

سوال: [۲۳۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسے ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑھنا جو بشارع ہے، ڈاڑھی نہیں کاٹتا مگر اس کو سورہ فاتحہ بھی صحیح پڑھنا نہیں آتا، مجہول اور کن جلی و خفی سب کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: ابوالخیر، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو آدمی لباس اور ڈاڑھی کے اعتبار سے بشارع ہے مگر وہ قرآن غلط پڑھتا ہے، تو اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی، اسلئے مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ کسی بشارع صحیح قرآن پڑھنے والے امام کا انتظام کریں۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۶/۳۵۱، میرٹھ ۱۰/۳۲۷)

ولا تجوز إمامة الأئلف الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف
إلا لمثله إذا لم یکن فی القوم من یقدر علی التکلم بتلك الحروف
فأما إذا کان من القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلواته و صلوة
الإمام . (ھندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من

یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۸۶/۱، جدید ۱۴۴/۱)

لا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه . (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فی الاثنی عشر زکریا ۳۲۸/۲، کراچی ۵۸۲/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۵۳۷)
 احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
 ۲۰/۱۱/۱۴۳۲ھ

نماز میں السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ مقتدی حضرات یوں فرماتے ہیں کہ امام صاحب السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم کہتے ہیں، یہ طریقہ شیعوں کا ہے، اور امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ میں تو السلام علیکم ہی پڑھتا ہوں تو یہ قول صحیح ہے کہ شیعوں کا طریقہ ہے، اس طرح نماز میں کوئی خلل واقع ہوگا یا نہیں؟
 المستفتی: سید شمشاد علی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: شیعوں کے طریقہ ہونے کی تو تحقیق نہیں البتہ ایسا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

عن عبد الله، أن رسول الله ﷺ كان يسلم عن يمينه وعن شماله حتى يرى بياض خده، السلام عليكم ورحمته الله . (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب التسليم، النخسة الهندية ۶۵/۱، دارالسلام رقم: ۹۱۴)

وإن قال السلام ولم يقل عليكم لم يصّر آتياً بالسنة، وإن قال سلام عليكم (إلى قوله) لم يكن آتياً بها، ويكره ذلك . (الجوهرية النيرة، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، دارالكتاب ديوبند ۶۷/۶۶، امداديه ملتان قديم ۶۶/۱)
 أن يكون السلام بالألف واللام الخ . (عالمگیری، کتاب الصلوة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلوة، زکریا قديم ۷۶/۱، جدید زکریا ديوبند ۱۳۴/۱)

فَإِنْ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَوْ السَّلَامُ أَوْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَوْ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ
أَجْزَأُهُ ، وَكَانَ تَارِكًا لِلْسُنَّةِ . (البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل إذا اراد الدخول في
الصلاة كبر زكريا ۱/ ۵۴۰، كوثنه/ ۳۳۲، شامی، كتاب الصلاة، مطلب في وقت ادراك
فضلية الافتتاح كراچی ۱/ ۵۲۶، زكريا ديوبند ۲/ ۲۴۱، مصری ۱/ ۳۸۹)
بلکہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا مسنون ہے، لیکن جب امام صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ
میں السلام علیکم کہتا ہوں تو بعض مقتدی کے نہ سننے سے امام صاحب پر کوئی الزام نہیں ہے
۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ / ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷۰/۲۳)

اللہ اکبر کی جگہ اللہ اکبر کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام
جو نماز کے مسائل سے بخوبی واقف ہیں، نیز مجود القرآن بھی ہے، مقتدی حضرات خود اس
بات کے قائل ہیں، کہ امام صاحب تو قرآن مجید بہت ہی عمدہ اور اچھا پڑھتے ہیں مگر نماز کے
اندر جب اللہ اکبر کہتے ہیں تو مقتدی حضرات کہتے ہیں، کہ امام صاحب اللہ اکبر نہیں کہتے بلکہ
اللہ اکبر کہتے ہیں، اس بات پر بہت بحث چل رہی ہے، جب امام صاحب سے پوچھتے ہیں تو
امام صاحب کہتے ہیں کہ مجھے تو تمام مخارج یاد ہیں با اور دال میں تو بہت فرق ہے میں ایسا
کیسے کر لوں گا بلکہ آپ لوگوں کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا، ایسی حالت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں
؟ شرع کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی: محمد مظفر، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جن امام صاحب سے متعلق مسئلہ معلوم کیا گیا ہے ان امام

صاحب سے احقر نے اور احقر کیساتھ اور بھی کئی عالموں نے لفظ اللہ اکبر کا تلفظ سنا ہے، ہم نے تلفظ صحیح سنا ہے، اسلئے اکبر کی جگہ اکدر کا سوال ہی نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۳۶۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/۳/۱۴۱۷ھ

ولا الضالین کی جگہ ولا الدالین پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام صاحب والا الضالین کے بجائے ولا الدالین یعنی ضاد کے بجائے دال پڑھتا ہے، تو کیا اس سے نماز میں کچھ فرق پڑیگا یا نہیں؟ نیز امام صاحب کا اس طرح پڑھنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں اس سلسلہ میں شدید اختلاف ہے، اسلئے آپ اس بارے میں فیصلہ کن جواب دیں؟ میں آپ کا ممنون ہوں گا؟

المستفتی: سعید ہردوئی، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو شخص قدرت علی الضاد کے باوجود عمدتاً دال نکالے اس کی نماز درست نہیں ہے، اور نہ ایسے شخص کے پیچھے اقتدا درست ہے، اسلئے کہ یہ جان بوجھ کر غلط پڑھنے والا ہے، البتہ اگر ابتلاء عام کی بنا پر پڑھتا ہے تو اس کی نماز درست ہے، لیکن اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز درست نہ ہوگی۔ (مستفاد امداداً لحکام ۲/۱۸۶، امداد الفتاویٰ ۳/۱۰۱)

لو قرأ الظالمین بالطاء أو بالذال لا تفسد صلوٰتہ ولو قرأ الدالین بالذال تفسد صلاتہ۔ (خانیہ زکریا جدید ۱/۹۰، وعلی ہامش الہندیہ ۱/۱۴۳،

کتاب الصلاة، فصل فی قراءة القرآن خطاء الخ الہندیہ ۱/۱۴۳)

لا يجوز إمالة الأثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف الا

لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم . (الفتاوى العالمگیریہ ، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ۱/ ۸۶، جديد زكريا ۱/ ۴۴، كذا في المختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/ ۵۸۱، و ۵۸۲، زكريا ۲/ ۳۲۷، و ۳۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۲۱/۲/۲۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۶۳۴/۳۵)

ولا الضالین کی ادائے گی پر قدرت نہ رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مولوی محمد قمر صاحب ہماری مسجد میں امام ہیں ، قرآن پاک کی قراءت بآسانی کر لیتے ہیں ، لیکن ولا الضالین جہری نماز میں تقریباً چھ سات ماہ سے ادا نہیں کر پاتے ہیں ، اور بہت مشکل ہوتا ہے اس کا علاج یونانی وڈاکٹری اور تعویذات سے بھی کیا کچھ دن کیلئے افاقہ ہو گیا تھا، پھر وہی شکایت پیدا ہو گئی ، جب ولا الضالین کہتے ہیں تو ضاد کا مد کھینچتا ہی چلا جاتا ہے، اور آگے کو ادائیگی نہیں ہوتی جسم پر کچپی طاری ہو جاتی ہے، اور زبان ایک طرح سے بندھ جاتی ہے، سری نماز میں آسانی سے ادا ہو جاتا ہے، مسئلہ طلب یہ ہے کہ جہری نماز میں اگر آہستہ ولا الضالین ادا کر لیا جائے تو نماز درست ہو جائیگی یا کوئی خلل واقع ہوگا؟

المستفتی: مصلیان مسجد چودھریان،

سلیم پور گڑھی، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر جہری نماز میں ولا الضالین کو جہراً ادا نہ کر سکے تو نماز میں خلل اور ترک واجب لازم آئیگا، اسلئے ایسا شخص جہری نماز میں امامت نہ کیا کرے۔

لأن الجهر في موضعه والمخافتة في موضعها من الواجبات الخ .
(ہدایہ ، کتاب الصلاة ، باب الصلاة اشرفی ۱/ ۵۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸۷۱/۲۸)

آلمین اور دوالین پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، جسکی قرأت اس طرح ہے کہ عین اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا سورۃ فاتحہ میں صاف آلمین پڑھتا ہے، اودیکر عین کا بھی یہی حال ہے، کہ الف کھڑا زبر ادا ہوتا ہے، اور ضالین میں دوالین پڑھتا ہے، جبکہ اس کے پیچھے بعض مقتدی حروف کی ادائیگی اپنے مخرج سے بالکل صحیح کرتے ہیں تو دریں صورت زید کی امامت کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے بعض مقتدی کی نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الجلیل پورنوی، متعلم
مدرسہ حیات العلوم پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس طرح غلط پڑھنے والے کے پیچھے صحیح خواں کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے، اسلئے صحیح پڑھنے والوں کی اس کے پیچھے اقتدا صحیح نہ ہوگی، لہذا مذکورہ شخص کو امام نہ بنایا جائے۔

لا يجوز إمامة الأئنف الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا
لمثله إذا لم يكن فى القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف الخ .

(ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث فى بیان من يصلح اماماً)

لغیرہ زکریا قدیم ۸/۱، جدید زکریا ۱/۴۴، کذا فی در المختار، کتاب الصلاة، باب

الإمامة کراچی ۱/۵۸۱، ۵۸۳، زکریا ۲/۳۲۷، و ۳۲۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۹۴۲)

الف اور عین میں فرق نہ کر پانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو کلام پاک کی سورۃ القارعة میں الْقَارِعَةُ کی جگہ اَلْقَارِعَةُ را پکھڑا زبیرا الف کیساتھ پڑھتا ہے، اور سورۃ التکاثر میں عَنِ النَّعِيمِ کی جگہ عَنِ النَّعِيمِ کھڑا زبیرا الف یا سورۃ الکافرون میں وَلِیَ دِیْنِ کی جگہ وَلِیَ دِیْنِ پڑھتا ہے اور سورۃ الماعون میں وِیْمَنُوعُونَ الماعون میں الف اور عین میں کوئی فرق نہیں کرتا، مثلاً یوں پڑھتا ہے، وِیْمَنُوعُونَ الماعون، نیز کلام پاک مجہول اور لحن جلی کے ساتھ تلاوت کرتا ہے، آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: وشیق احمد، کھڑا ٹانڈہ، راپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز نہیں ہوتی ہے، اسلئے ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۷۵، ڈابھیل ۶/۳۵۱، میرٹھ ۱۰/۳۲۷)

لا يجوز إمامة الأئمة الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمشله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلواته وصلوة الإمامة. (هنديہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من يصلح اماماً)

لغیرہ زکریا قدیم ۸۶/۱، جدید زکریا ۱۴/۱، کذا فی در المختار، کتاب الصلاة، باب

الإمامة زکریا ۳۲۷/۲، و ۳۲۹، کراچی ۵۸۲/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

یکم محرر رب ۱۴۱۶ھ

۱۴۱۶/۷/۱ھ

(الف توئی نمبر: ۳۲/۳۵۲)

ذال کی جگہ جیم پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں بازار میں ایک مسجد ہے، اس مسجد میں جو امام صاحب ہیں، وہ نابینا ہیں، جس کی وجہ سے ہلکا سا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا رہتا ہے، اور ہاتھ بھی تکبیر تحریمہ کے وقت بمشکل اٹھ پاتے ہیں، اور قرآن مجید بھی اکثر مجہول پڑھتے ہیں، ذال کی جگہ جیم ہمزہ اور عین میں بھی فرق نہیں ہوتا، ان ساری وجوہات کی بنا پر محلہ اور بازار کے ۸۰٪ اسی فیصد حضرات وہاں نماز نہیں پڑھتے ہیں، اور جو امام صاحب ہیں ان کی کسی سے کوئی مخالفت بھی نہیں ہے، ان سب صورتوں میں ان کے پیچھے نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

المستفتی: عتیق الرحمن، دیپاسرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو آدمی لباس اور ڈاڑھی کے اعتبار سے باشرع ہو مگر وہ قرآن غلط پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی اس لئے مسجد کے ذمہ داران پر لازم ہے کہ کسی باشرع صحیح قرآن پڑھنے والے امام کا انتظام کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۰/۲۳۷، ڈابھیل ۶/۳۵۱)

لا تجوز إمامة الأثلغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلواته و صلوة القوم.

(ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره، زکریا قدیم ۱/۶۸، جدید ۱/۴۴)

ولا یصح اقتداء غیر الأئلف به أى بالأئلف علی الأصح ولا تصح صلاته إذا أمکنه الاقتداء بمن یحسنه، وفی الشامی: من المشایخ من أنه ینبغی له أن لا یؤم غیره ... الراجح المفتی به عدم صحة إمامة الأئلف لغيره ممن لیس به لشعة الخ. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فی الأئلف زکریا ۲/۳۲۸، کراچی ۱/۵۸۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱/۱۴۳۳ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۵۸۳/۳۹)

ق کوک، س کوک، اور ح کوہ پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کو بتجوید نازل فرمایا ہے، قرآن مجید جس میں ح اور ہ کا، س اور ص کا، ق اور ک، ت اور ط کا، د اور ص کا، ج اور ذ کا، فرق نہ ہو وہ لجن جلی ہے، اور لجن جلی کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہے، اور اگر کوئی کہے کہ اگر معنی فاسد ہوں تو حرام ہے، اور معنی فاسد نہ ہوں تو حرام نہیں ہے، یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ الحمد (ہ) سے پڑھے گا اور قل کو کل پڑھے گا تو معنی میں ایسا فساد آ جائے گا کہ اس کے پڑھنے اور لکھنے سے قلم کا نپتا ہے، زید کے جواب میں بکر کہتا ہے کہ حافظوں کے آپس کے جھگڑے ہیں، او رکچھ نہیں زید نے قرآن کریم کے ایسے حق مسئلہ کو حافظوں کا جھگڑا بتایا اس پر توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ ایسا شخص اگر توبہ اور تجدید نکاح نہ کرے تو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی: محمد وسیم، نیا گاوں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ق کوک، س کو ص اور ح کو ہ پڑھنے کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر بغیر قصد کے زبان سے اسی طرح نکل جاتا ہے یا کوشش کے باوجود صحیح ادائیگی پر قدرت نہیں رکھتا ہے تو اس طرح پڑھنے والے کی نماز خود پڑھنے والے کے حق میں درست ہو جاتی ہے، البتہ صحیح پڑھنے والوں کی نماز اس کے پیچھے درست نہیں ہوگی، لہذا ایسے آدمی کو امام بنانا درست نہیں ہوگا، اب رہی یہ بات کہ زید و بکر کے درمیان تکرار و بحث کے دوران بکر کا یہ جملہ کہنا کہ حافظوں کے آپس کے جھگڑے ہیں اس سے بکر کا مطلب اگر یہی ہے کہ بغیر قصد کے ایسے پڑھنے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے، یا کوشش کے باوجود صحیح ادائیگی پر قدرت نہیں ہوتی ہے، تب نماز صحیح ہو جاتی ہے، اور اس کے اوپر زید کی طرف سے صحت نماز کے انکار اور فساد نماز کے اثبات پر شدت کے ساتھ پیش کش کی گئی ہے، اور اس کے جواب میں بکر نے یہ جملہ کہا ہے تو ایسی صورت میں بکر پر کوئی گناہ نہیں ہے، نہ تجدید نکاح اس پر ضروری ہے نہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے میں کوئی گناہ ہے، اور زید کی طرف سے خواہ مخواہ بکر کے ایمان کے اوپر حملہ ہے۔

الاصل فیما إذا ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی إن أمکن الفصل بینہما بلا مشقة تفسد وإلا یمکن إلا بمشقة کا الطاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المهملتین والطاء مع التاء قال أكثرهم لا تفسد اه وفي خزانة الأکمل قال القاضی أبو عاصم إن تعمد ذلک تفسد ، وإن جرى علی لسانه أو لا يعرف التمییز لا تفسد وهو المختار ، وفي البزازیة وهو أعدل الاقوال وهو المختار . (شامی ، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، مطلب إذا قرأ قوله تعالیٰ جددک بدون الف لا تفسد کراچی ۱/۶۳۳، زکریا ۲/۳۹۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۰۳۵)

ق کوک، اور سین کو ص پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب غلط قراءت کرتے ہیں، ق کوک اور ظ کو ذ، ض کو ز، پڑھتے ہیں، ایسے امام کے پیچھے صحیح خوال کی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی عظمت علی، آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو امام ق کوک، ص کو س، پڑھتے ہیں تو ان کے پیچھے صحیح خوال کی نماز درست نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۳۵۱، امداد الفتاویٰ ۲۳۳/۱، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۰/۳۲۷)

الراجح المفتیٰ به عدم صحة الألفغ لغيره ممن ليس له لشغة وقد أجاب عنه بأبيات:

إمامة الألفغ للصحيح : فاسدة في الراجح الصحيح

شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الألفغ زکریا ۲/۳۲۸، کراچی ۱/۵۸۲)
لا تجوز إمامة الألفغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمشله، إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلواته و صلوة القوم.
(هنديہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماماً لغيره زکریا قديم ۱/۸۶، جديد ۱/۴۴، کذا في تاتار خانية زکریا، کتاب الصلاة، الفصل الثاني مسائل زلة القارى، زکریا ۲/۹۳، رقم: ۷۸۳۴)

باب إمامة الألفغ لغير الألفغ: ذكر الشيخ الإمام أبوبكر - إنها تصح

لأن ما يقول صارت لغة له، وقال غيره لا تصح. (خانيه، کتاب الصلاة، فصل

فیمن یصح الإقتداء به وفیمن لا یصح به زکریا جدید ۱/ ۵۸، وعلی ہامش الہندیہ
۱/ ۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۵۴/۲۰)

لفظ عین ادا نہ کر پانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ہماری مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں تو رب العالمین میں یا تو سرے سے ہی ہمزہ پڑھتے ہیں یا پھر اگر عین ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو بوجہ زبان میں لکنت ہونے کے عین کا عین میں ضم کر دیتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ عین دو مرتبہ پڑھا گیا، امام صاحب کی اس خامی کو اہل بستی کے علاوہ علماء کرام جو بغرض حصول چندہ آتے رہتے ہیں، انہوں نے بھی اس غلطی کو محسوس کیا اور لوگوں کو بتایا تو کیا اس طرح پڑھنے پر معنی میں تبدیلی آ جاتی ہے یا نہیں؟ بہر صورت قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز کا حکم واضح فرمایا جائے۔

(۲) علاوہ ازیں بعض اہل بستی چاہتے ہیں، کہ امامت مسجد کے لئے کسی عالم دین کو لایا جائے، اس لئے کہ مذکورہ امام صرف حافظ ہیں جبکہ اہل بستی مذکورہ قدیم امام کو بھی بدستور خدمت مسجد کیلئے رکھنا چاہتے ہیں، مگر ان امام صاحب کو یہ تجویز بھی بڑی ناگوار لگتی ہے، کہ ان کی موجودگی میں عالم بھی رہے، نیز جب بھی اہل بستی نے کسی عالم کو لانے کی کوشش کی ہے، تو مذکورہ امام نے ان کے خلاف خفیہ تدبیریں اور سازشیں رچی ہیں، حتیٰ کہ مسجد میں جھگڑا و فساد تک کی نوبت آئی ہے، تو کیا ان امام صاحب کا یہ رویہ اور کسی عالم دین سے بغض رکھنا اور ان سب خامیوں کے باوجود امامت پر بضد اور مصر رہنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: مصلیان، مدنی مسجد، گوبند پورہ، چنڈی گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام پر لازم ہے کہ قرآن کریم صحیح پڑھا کرے، اگر کوئی حرف صحیح نہیں نکلتا ہے تو اس کی صحت کی مشق کرنا لازم ہے، ورنہ غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے، نیز اگر محلّہ والے دو امام کو رکھنا چاہتے ہیں، اور ان دونوں اماموں کو مشاہرہ بھی دینے کیلئے تیار ہیں، تو ان کو اس بات کا حق ہے، نیز مسجد کے ذمہ دار ان کو اس بات کا بھی حق ہے کہ موجودہ امام کو ہٹا کر کے اچھا قرآن پڑھنے والا کسی دوسرے امام کا انتظام کریں۔

لا تجوز إمامة الأئمة الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلواته و صلوة القوم. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من يصلح الخ، زکریا قدیم ۸۶/۱، جدید ۱۴۴/۱)

والأحق بالإمامة الأئمة أعلم بأحكام الصلاة، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة - ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۵۵۷/۱، زکریا ۲۹۴/۲)

رجل أم قوما وهم له كارهون، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من يصلح الخ، زکریا قدیم ۸۶/۱، جدید ۱۴۴/۱)

إن للأئمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجبه مثل أن يوجد منه ما يوجب اختلال أحوال المسلمين، وانتكاس أمور الدين كما كان لهم نصبه وإقامته

لانتظامها وإعلائها . (شامی، کتاب الجہاد ، باب البغاة، مطلب فيما يستحق به

الخليفة العزل کراچی ۴/۲۶، زکریا ۶/۱۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/شوال ۱۴۳۵ھ

۱۲/۱۰/۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۶۶۴/۴۱)

حروف کاٹ کر پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تراویح کی نماز ایسے طالب علم سے پڑھوانا جو بکثرت حروف کاٹ کر پڑھتا ہو، اور لحن جلی تک کی غلطیاں کرتا ہو کیسا ہے؟ جبکہ بحمد اللہ صحیح پڑھنے والے موجود ہیں، اور محض طالب علم کو مشق اور قرآن یاد کرانے کی وجہ سے پڑھوایا جا رہا ہے، اگر یہ فعل عالم کرائے تو کیسا ہے، اور عام آدمی کرائے تو کیسا ہے؟

المستفتی: حفظ الرحمن، فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صحیح خواں کی موجودگی میں غلط پڑھنے والے کی امامت ممنوع اور ناجائز ہے، اسلئے صحیح خواں کو امام بنایا جائے، اور یہی حکم تراویح کا بھی ہے، عالم کرائے یا عام آدمی کرائے دونوں کا حکم یکساں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈبھیل کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ ۶/۳۵۱، میرٹھ ۱۰/۳۲۷)

لا يجوز إمامة الأئنف الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن فى القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فأما إذا كان فى القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم.

(الفتاوى العالمگیریه، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فى الإمامۃ، الفصل الثالث فى

بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۶، جدید زکریا ۱/۱۴۴، کذا فى در

المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الاثغی کراچی ۱/ ۵۸۱، و ۵۸۲،
زکریا ۲/ ۳۲۷، و ۳۲۹ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۲۱۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/ ۱۴۱۵ھ

بہت تیز قرآن پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ
تراویح میں حافظ صاحب جو قرآن پاک سنار ہے ہیں، وہ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ تمام الفاظ
کٹ جاتے ہیں، اور انکی پورے طور پر ادائیگی نہیں ہوتی، اگر پیچھے سامع صاحب اٹکو کہیں
بتاتے ہیں تو وہ بہت کم انکا بتلایا ہوا پڑھتے ہیں؟ ایسی جگہ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟
المستفتی: عبدالرشید، شیرکوٹی، مقیم حال مدرسہ شاہی
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ جس سے حروف ادا نہ ہونگی
وجہ سے معنی بدل جائے تو اس سے نماز فاسد ہونے کا خطرہ ہے، اور اگر معنی بدلنے کا خطرہ
نہیں ہے، لیکن مقتدیوں کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے تو مکروہ ہے، ایسے امام کو ہدایت کردی
جائے، اگر باز نہ آئے تو دوسرے صحیح خواں کا انتظام کرنا چاہئے، اور اگر امام الگ نہ ہو تو
مقتدیوں کو جہاں قرآن صحیح پڑھا جاتا ہے، وہاں جا کر پڑھنا بہتر ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ
قدیم ۷/ ۳۹، جدید ڈابھیل ۶/ ۳۶۵)

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً. (المزمل: ۴)

ویترک الدعوات ویجتنب المنکرات ہذرمۃ القراءة الخ. (الدر

المختار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبیل مطلب فی کراہۃ الإقتداء فی النفل علی

سبیل التداوی زکریا ۲/۴۹۹، کراچی ۲/۴۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸/رمضان ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۸۳۰/۲۸)

مجهول پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۳۷۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ہماری مسجد کے امام صاحب قرأت مجهول پڑھتے ہیں، مثال کے طور پر ”بہ“ کو ”بے ہ“ اور ”مالک یوم الدین“ کو ”مالیکے یوم الدین“ پڑھتے ہیں، تو اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں، جبکہ اس کے پیچھے عمدہ عمدہ قاری موجود ہوتے ہیں، دلائل کیساتھ تحریر فرمادیں۔

(۲) مسجد کی کمیٹی اگر اس امام کو قرأت مجهول پڑھنے کی وجہ سے اور صحیح کر کے پڑھنے کی کوشش نہ کرنے کی وجہ سے معزول کرنا چاہے تو ان کے لئے معزول کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد رفیق الاسلام، معلم دورہ

حدیث، مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو امام قرآن کو مجهول پڑھتا ہے اور اس کو درست کرنے کی کوشش نہیں کرتا ہے، تو اس طرح مجهول قرأت کرنا قرآن کے حسن و زینت کے خلاف اور مکروہ ہے، البتہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لہذا اگر صحیح قرآن پڑھنے والا امام دستیاب ہو تو متولی مسجد یا مسجد کی کمیٹی حسن تدبیر کے ساتھ اس امام کو بدل کر خوش الحان صحیح قرآن پڑھنے والا امام مقرر کر سکتے ہیں۔

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة، ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقرأة وتحتة في الشامية: ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق به. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب فی تکرار

الجماعة في المسجد زكريا ۲/۲۹۴، کراچی ۱/۵۵۷)

فاتفقوا على أن الخطأ في الأعراب لا يفسد مطلقاً (إلى قوله) لأن أكثر الناس لا يميزون بين وجوه الأعراب. (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: مسائل زلة القاری زکریا ۲/۳۹۴، کراچی ۱/۶۳۱)

إن للأمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجب. (شامی، کتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب فيما يستحق به الخليفة العزل کراچی ۴/۲۶۴، زکریا ۶/۱۵۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۶/۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۰۸۲/۳۹)

لحٰن جلی کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی بنجوتہ نماز پڑھانے والا امام نماز پڑھاتے وقت قرأت میں لحٰن جلی کرتا ہو، اور وہ مقتدی جو قرآن پاک تجوید و قواعد کے مطابق پڑھنا جانتا ہو اس کا امام کو لقمہ دینا کیسا ہے؟

امام صاحب یہ الفاظ ہمیشہ ایسے ہی پڑھتے ہیں!

فک رکبة * ونمارک مصفوفة * إج السماء انشقت * ترحقها قطرة *
فی ليلة القدر * من ألف شهر * کیا لقمہ دینے والے کا مفتی، مولوی، حافظ یا قاری ہونا شرط ہے، برائے مہربانی قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب سے نوازیں؟

نیز کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد شاہید (الراعی) باڑھ ہندو، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سائل کا سوال اپنی جگہ صحیح اور درست ہے، اور

واقعہ کے مطابق ہے تو لحن جلی کرنے والے اور غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز درست نہیں ہوتی، اور لحن جلی پر لقمہ دینا جائز اور درست ہے اور واقف کار لوگوں ہی کو لقمہ دینے کا حق ہے، ہر شخص کو نہیں، عالم حافظ، یا قرأت کے قواعد و اصول سے واقف آدمی ہی لقمہ دینے کا زیادہ حقدار ہے، ہاں البتہ اگر کوئی آیت غلط پڑھی جا رہی ہے تو غیر عالم، حافظ بھی صحیح لقمہ دیتا ہے، تو درست ہے۔

لا يجوز إمامة الأئمة الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم. (عالمگیری، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، زكريا قديم ۱/۸۶، جديد ۱/۴۴)

الراجح المفتی به عدم صحة إمامة الأئمة لغيره، ممن ليس به لشعة. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في الأئمة كراچی ۱/۵۸۲، زكريا ۲/۳۲۸)

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۴

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۸۱/۳۹)

لحن جلی کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۷۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام تلاوت قرآن میں لحن جلی کرتا ہے، تو کیا ایسے امام کی اقتدا میں نماز درست ہے یا کچھ تفصیل ہے، جواب تحریر فرمادیں؟

المستفتی: محمد ارشاد قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز نہ ہوگی۔ (مستفاد: امداد

الأحكام ۲/۱۲۸، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۲۴۷، احسن الفتاویٰ ۳/۳۰۲، امداد الفتاویٰ ۱/۳۸۸)

ولا غير الأئثغ به أي بالأئثغ على الأصح كما في البحر عن المجتبى

إلى قوله - وكذا من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف. (الدر

المختار على هامش رد المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الأئثغ

زكريا وكراچی ۱/۵۸۲، ہندیہ، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث

في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ۱/۸۶، حديد ۱/۴۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸/ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۹۶۴)

لجن جلی و خفی کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۳۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد کے

امام صاحب قاری عالم نہیں ہیں، انھوں نے چند سورتیں اور چند رکوع یاد کر رکھے ہیں، اور

انکے پڑھنے میں بھی بعض جگہ لجن جلی و لجن خفی کی غلطیاں ہو جاتی ہیں، اور مقتدی حضرات کچھ

توپڑھنا نہیں جانتے اور کچھ صرف ناظرہ پڑھنا جانتے ہیں، جبکہ اہل بستی اگر چاہیں تو اچھے

امام کی تنخواہ کا نظم کر سکتے ہیں، لیکن اس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں، معلوم کرنا یہ ہے کہ ایسے

امام صاحب کا جو قرآن کریم صحیح نہیں پڑھتے ہوں، امامت کرنا کیسا ہے؟ اور اہل بستی جو صحیح

امام کا انتظام نہیں کرتے ہیں تو وہ گناہ گار ہوں گے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جو

اب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: احقر غیاث الدین، سرجن نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام اور مقتدی سب ہی کا حال ایسا ہے، کہ قرآن صحیح پڑھنے پر قادر نہیں ہیں اور جس امام کا ذکر کیا جا رہا ہے، وہ ان سب میں کسی حد تک بہتر ہیں، تو ایسے شخص کا ان لوگوں کا امام بننا درست ہے، اور اس امام کے پیچھے ان مقتدیوں کی بھی نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی، ہاں البتہ مسجد کے ذمہ داران کیلئے یہ بات بہتر ہے کہ اچھا اور صحیح قرآن کریم پڑھنے والے امام کا انتخاب کریں جس کے ذریعہ مقتدیوں میں بھی صحیح قرآن پڑھنے کا جذبہ پیدا ہو لیکن سوال میں جس امام کا ذکر ہے اس کے پیچھے صحیح قرآن پڑھنے والے کا مقتدی بننا مکروہ تحریمی ہے، اور بعض دفعہ غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، اسلئے امام کا متبع شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح قرآن پڑھنے والا ہونا ضروری ہے۔

ولا يؤم إلا مثله ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض مما لا يلغ فيه الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الالغ کراچی ۱/۵۸۲، زکریا ۲/۳۲۸)

اور مسجد کے ذمہ داران پر متبع شریعت صحیح قرآن پڑھنے والے امام کا منتخب کرنا بھی ضروری ہے، ورنہ سب کے سب گنہگار ہونگے۔

فإن كان من اختاره أهل المحلة أو لى من الذي اختاره البانى
فاختيار أهل المحلة أو لى لأن ضررهُ ونفعه عائد إليهم. (کبیری، فصل
فی أحكام المساجد جدید ۶۱۵، قدیم ۵۷۱، وکذا البزازیہ، کتاب الوقف،
الرابع فی المسجد وما يتصل به زکریا جدید ۳/۱۴۳ وعلی هامش الهندية قدیم
۶/۲۶۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

کیم: رجب ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۴۳۶/۳۷)

غیر مجود کی امامت کا حکم

سوال: [۲۳۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں ایک امام صاحب اکثر و بیشتر نماز پڑھاتے ہیں، اور انکا قرآن بالکل بھی تجوید کے مطابق نہیں ہے، نہ حروف کی ادائیگی ہے، نہ اخفاء و غنہ و اظہار وغیرہ کی رعایت اور کہیں کھڑا زبر اور الف وغیرہ حذف کر دیتے ہیں، مثلاً: ”قَالَ مَنْ أُعْطِيَ وَاتَّقَى“ دونوں میں کھڑا زبر بالکل حذف کرتے ہیں، ”وَمَا لِأَحَدٍ“ کو بسکون الحاق پڑھتے ہیں، اور ”فَالْمُؤْرِيَاتِ“ کو ہمزہ الواو پڑھتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، جبکہ ان سے اچھا قرآن پڑھنے والے عالم و حافظ ان کی اقتدا کرتے ہیں، اور ایسے شخص کے پیچھے لوگوں کی اور خاص طور سے عالم و حافظ کی نماز درست ہے؟ اگر نہیں تو کیا واجب الاعدادہ ہے؟ نیز ایسی صورت میں عالم حافظ کو کیا راہ عمل اختیار کرنا چاہئے، برائے کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی مکمل و مدلل وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: افضال الرحمن، سینٹاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب کے غیر مجود ہونے اور تجوید کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور سوالنامہ میں ذکر کردہ غلطیاں ایسی نہیں ہیں جن کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، البتہ امام صاحب کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے، اور تجوید کیساتھ قرآن پڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے، اور عالم و حافظ و تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھنے والوں کا مذکورہ امام صاحب کی اقتدا کرنا مکروہ ہے، لیکن نماز درست ہو جائے گی، اور نماز کا اعدادہ نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈبھیل ۶/۳۶۶)

الخطأ في الإعراب لا يفسد مطلقاً ولو اعتقاده كفر لأن أكثر

الناس لا يميزون بين وجوه الإعراب. (شامی، مطلب مسائل زلة القاری

فی ترک المد والتشدید فی موضعہما والإتیان بہما فی غیر موضعہما ، إن كان لا یغیر المعنی ولا یقبح الکلام لا یوجب فساد الصلوة ، الخ. (تاتارخانیہ ، کتاب الصلاۃ ، الفصل الثانی مسائل زلۃ القاری ۲/۱۰۷ ، رقم: ۱۸۷۴) ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی أن یجہد ولا یعذر فی ذلک فإن کان لا ینطق لسانہ فی بعض الحروف ، إن لم یجد آیۃ لیس فیہا تلک الحروف تجوز صلاتہ - إلى - ومنها ترک الإتیان بہ - إلى - ومنها الإمالۃ فی غیر موضعہا کل ذلک لا تفسد صلاتہ کذا فی المحيط. (ہندیہ ، کتاب الصلاۃ ، الباب الخامس فی الإمامۃ الفصل الخامس فی زلۃ القاری زکریا قدیم ۱/۷۹ ، ۸۰ ، ۸۱ ، جدید ۱۳۷/۱ تا ۱۳۹)

ثم الأحسن تلاوة وتجويداً أفاد بذلك أن معنى قولهم ، أقرأ أى أجود لا أكثر هم حفظاً ، وإن جعله فى البحر متبادراً ومعنى الحسن فى التلاوة ، أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بها. (شامی ، کتاب الصلاۃ ، مطلب فى تکرار الجماعة فى المسجد ، کراچی ۱/۵۵۷ ، زکریا ۲/۲۹۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

(الف فتویٰ نمبر ۴۰/۱۱۱۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۲/۵/۱۴۳۴ھ

کننت سے نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مولوی ہے، ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہے، اس کی زبان میں کننت ہے، ہمزہ اس سے بالکل ادا نہیں ہوتا ہے، اگر ادا کرتا ہے، تو کافی دیر تک اءاء کرتا رہتا ہے، پھر بھی صاف ادا نہیں ہوتا ہے، بلکہ سامع کی سمجھ میں ہمزہ نہیں آتا ہے اور بھی کچھ لفظ ایسے ہیں جو

وہ صاف نہیں ادا کر پاتا ہے، اور اسکے پیچھے عمرو بن قوتہ نماز پڑھتا ہے، مولوی مع حافظ ہے، بہترین قرآن پڑھتا ہے، کچھ لوگ زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں اور اس سے کچھ کم لوگ عمرو کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ زید مدرسہ میں تعلیم دیتے ہیں، اور نماز فری پڑھاتے ہیں، لہذا حضور والا سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ کا کتب صحیحہ سے تسلی بخش جواب دیں؟

المستفتی: معصوم نوید، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس طرح نماز میں قرآن سے فساد کا اندیشہ ہے اس لئے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے، نیز صحیح خواں کی نماز لکنت والے کے پیچھے فاسد ہو جاتی ہے۔

ولا غير الأئثغ به أي بالأئثغ على الأصح (قوله) ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه وفي الشامية: وإمامة الأئثغ للصحيح فاسدة في الراجح الصحيح الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة، باب في الإمامة، مطلب في الأئثغ مطبوعه زكريا ۲/۳۲۸، كراچی ۱/۵۸۲، هكذا في الهندية: الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، زكريا قديم ۱/۸۶، جديد زكريا ۱/۱۴۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۶/۲۳)

غلط قرآن پڑھنے والے کے پیچھے صحیح خواں کی نماز

سوال: [۲۳۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص صرف ناظرہ خواں ہے، نہ وہ حافظ ہے اور نہ عالم ہے اور نہ اس کا قرآن صحیح ہے، نہ قرآن کے اعراب صحیح ہیں، اور نہ اس کے مخارج صحیح ہیں، اور وہ ایک اہم مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے

، جبکہ اس سے اچھے لوگ موجود ہیں تو ایسے شخص کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ یا ایسے شخص کو امامت کیلئے رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی: سراج الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غلط خواں جس کے نہ مخارج صحیح ہوں اور نہ ہی اعراب صحیح ہوں، اس کے پیچھے صحیح خواں کی نماز ہوتی ہی نہیں ہے، لہذا صحیح خواں کی موجودگی میں ایسے غلط خواں کو امام بنانا جائز نہیں ہے؟ اور نہ ہی اس کیلئے امام بننا جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۳۵، جدید زکریا ۳/۵۷، زکریا مطول ۲/۲۸۰ فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۲۶۸، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۷۳، جدید ڈابھیل ۶/۳۵۸، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۰۲)

و کذا (لا تصح الصلوۃ) من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف علی التکلم بها، فسدت صلوٰتہ وصلوۃ القوم . (عالمگیری، کتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۶، جدید ۱/۴۴، شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الالغ زکریا ۲/۳۲۸، کراچی ۱/۵۸۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۲/۱۴۱۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۶۹/۲)

حروف کی صحیح ادائیگی نہ کرنے والے کی نماز

سوال: [۲۳۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو شخص نماز غلط پڑھتا ہے، حروف کی صحیح ادائے کی نہیں کر پاتا ہے، کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: ملائی اللہ دینی، شہباز
پور کلاں، پاکپڑہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اسکی نماز اسی کے حق میں صحیح ہو جاتی ہے، البتہ اگر وہ امامت کرے تو صحیح خواں کی نماز اس کے پیچھے درست نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۳۹/۷، جدید ڈائجیل ۶/۳۵۱)

الأصل هذه المسائل أن حال الإمام إن كان مثل حال المقتدى أو فوقه جازت صلاة الكل ، وإن كان دون حال المقتدى صحت صلاة الإمام ولا تصح صلاة المقتدى . (هنديہ ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغيره زکریا قدیم ۱/۸۶، جدید ۱/۴۴۱)

لا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه. (در مختار، کتاب الصلوة، باب الإمامة مطلب فی الأئنف کراچی ۱/۵۸۲، زکریا ۲/۳۲۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۲۳۸۱)

جو امام جس طرقت میں فرق نہ کرتا ہو اس کی امامت

سوال: [۲۳۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب قراءت میں ح کی جگہ ہ، جس کی جگہ س، ط کی جگہ ت، ض کی جگہ ظ وغیرہ پڑھتے ہیں، تو اس بارے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد افتخار، ہری دوار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام صاحب صحیح ادائیگی پر قدرت رکھنے کے باوجود اس طرح پڑھتے ہیں، تو اس سے نماز فاسد ہو جائیگی، اور اگر قصد انہیں پڑھتے ہیں بلکہ کوشش

کے باوجود ادائیگی ایسی ہی ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی، ہاں البتہ اگر اس امام سے اچھے پڑھنے والے موجود ہیں تو ان کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر اس سے اچھا پڑھنے والا کوئی نہیں ہے، تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۳۵۹)

الأصل فيما إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، وإلا يمكن إلا بمشقة كالطاء مع الضاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين، والطاء مع التاء، قال أكثرهم، لا تفسد الخ. (وفى التاتارخانية..... الخطأ إذا دخل فى الحروف لا تفسد، لأن فيه بلوى عامة الناس لأنهم لا يقيمون الحروف إلا بمشقة ٥١، قلت: فينبغى على هذا عدم الفساد فى ابدال التاء سيناً والقاف همزة... إلى قوله، فأعمل بما تختاروا الاحتياط أولى. (شامى، كتاب الصلاة، باب الإستخلاف مطلب إذا قرأ تعالى جذك بدون الف لا تفسد كراچی ۶۳۳/۱، زکریا ۲/۳۹۶، ۳۹۷)

هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة. (شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب: البدعة خمسة أقسام زکریا ۲/۳۰۱، کراچی ۱/۵۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ رذی الحج ۱۴۳۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۸۷۸/۴۰)

غیر المغضوب کی جگہ غیر المغضوبی کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب غیر المغضوب کی جگہ غیر المغضوبی پڑھتے ہیں، اور اللہ اکبر کی جگہ اللہ اکبر کاف کا کسرہ پڑھتے ہیں، ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ نماز ہوگی یا

نہیں؟ اور جو نمازیں امام صاحب کے پیچھے پڑھ چکے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟
المستفتی: محمد رضوان، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غَيْرِ الْمَغْضُوبِ کی جگہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ پڑھنا قرآن کریم پڑھنے میں بڑی غلطی اور خامی ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے، اور خاص طور پر امام کی قرأت میں اس قسم کی غلطیاں نہیں ہونی چاہئیں، اور ایسی غلطیوں کی اصلاح بہت ضروری ہے، لیکن پھر بھی یہ ایسی غلطی نہیں ہے، جس کی وجہ سے معنی بگڑ کر نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور اللہ اکبر کے چھوٹے کاف میں قلقلہ درست نہیں ہے، اور یہ قلقلہ ایسا ہے کہ جس سے کسرہ کا اعراب ظاہر ہو جاتا ہے، اس کی اصلاح بھی نہایت ضروری ہے، لیکن یہ بھی اتنی بڑی غلطی نہیں ہے، جس سے معنی بگڑ کر نماز فاسد ہو جاتی ہے، بلکہ نماز درست ہو جائیگی۔
(مستفاد: امداد الالحام ۲/۲۰۰)

أما الخطأ في الإعراب إذا لم يغير المعنى لا تفسد الصلاة، عند الكل. (خانیہ علی الہندیہ، کتاب الصلاة، فصل فی قرأۃ القرآن خطاء ذکر یا ۱/۱۳۹، جدید زکریا ۱/۸۷)

الخطأ في الإعراب ويدخل فيه تخفيف المشدد وعكسه وقصر المد وعكسه، وفك المدغم وعكسه، فإن لم يتغير به المعنى لا تفسد به صلواته بالإجماع..... وبہ یفتی وأجمع المتأخرون كمحمد بن مقاتل ومحمد بن سلام واسماعيل الزاهد، وأبى بكر سعيد البلخي، والهندواني، وابن الفضل والحلواني، على أن الخطأ في الإعراب لا يفسد مطلقاً. (نورا لإيضاح، باب زلة القاري، امداد به دیوبند/۸۶، ۸۷) فقط اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

۱۴۲۳/۵/۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۱۹)

گناہوں سے تائب شخص کی امامت

سوال: [۲۳۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، اس نے اپنی لڑکی کے نام بیمہ کر رکھا ہے، زید امام سے کہا گیا کہ جو شخص بیمہ کرائے تو اس کو امامت کرنا درست نہیں ہے، تو زید امام نے جواب دیا کہ میں آئندہ کیلئے پختگی کے ساتھ بیمہ کرانے سے توبہ کر چکا ہوں، آئندہ یہ غلطی انشاء اللہ تعالیٰ نہیں ہوگی، اور موجودہ بیمہ پر جو اصل رقم سے زائد رقم بطور سود منلیگی تو اس کو غریب لوگوں پر خرچ کر دوں گا، چونکہ اس سے پہلے جو بھی بچت کھاتہ پر بینک سے سودی رقم ملی تھی تو اس کو غیر صاحب نصاب کو بغیر ثواب کی نیت کئے ہوئے دیدیا تھا تو مسئلہ دریافت یہ کرنا ہے، کہ توبہ کرنے والے زید کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: تجل حسین انصاری، مدرس
جامعہ عربیہ سٹی اسٹیشن، ضلع: سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید جب آئندہ کیلئے توبہ کر چکا ہے تو اس کے اوپر کوئی الزام باقی نہیں رکھنا چاہئے، حدیث شریف میں آیا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب له . (مشکوٰۃ شریف ۶/ ۲۰، ابن ماجہ

اشرفیہ، باب ذکر التوبۃ، النسخۃ الہندیۃ ۲/ ۳۱۳، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰)

لہذا توبہ کے بعد اس کی امامت میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، اور اصل رقم پر جو زائد ملے گی اس کو اپنے اوپر خرچ نہ کرنے کا وعدہ کر رہا ہے، یہی شرعی حکم ہے۔

صرح الفقہاء بأن من اکتسب مالا بغير حق (إلی قوله) أو بغير عقد كالسرقة والغصب والخيانة والغلول ففي جميع الأحوال المال الحاصل له حرام عليه ولكن أن أخذه بغير عقد لم يملكه، ويجب عليه

أن یرده علی مالکہ، إن وجد المالك ، وإلا ففي جميع الصور يجب علیہ
 أن یتصدق بمثل تلك الأموال علی الفقراء . (بذل المحجود ، کتاب الطهارة
 ، باب فرض الوضوء مطبوعه سهارنپور قدیم ۱/۳۷، جدید دارالبشائر الاسلامیہ
 بیروت ۱/۳۵۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۸۲۱)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/ ۵/ ۱۴۲۶ھ



الفصل الثامن في إمامة المعذور

معذور شخص کا امام بننا

سوال: [۲۳۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ایک مسئلہ ہے کہ زید ایک مسجد میں امام ہے، اور زید کو کافی دنوں سے پیشاب کے بعد قطرہ کا مرض ہے، تو زید نماز سے قبل پیشاب کرنے میں احتیاط کرتا ہے، مگر اب زید کی شادی ہو گئی ہے، اور اب ذکر زیادہ منتشر ہوتا ہے، یعنی کھڑا ہوتا ہے، خاص طور سے فجر میں تو جب کھڑا ہوتا ہے، تب بھی قطرہ آتا ہے، اب زید اگر ذکر کے اندر روئی داخل کر لے جس سے کہ قطرہ آنے کا بالکل اندیشہ نہ ہو یعنی ذکر کے اندر ہی رہے، تو کیا یہ درست ہے، جواب سے نوازیں کیا یہ نماز پڑھا سکتا ہے، زید نے کافی علاج بھی کر لیا ہے مگر فائدہ نہیں ہوا۔

المستفتی: محمد جاوید قاسمی، ٹانڈہ بادل، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس حالت میں زید امام اپنی نماز تنہا پڑھ لیا کریں، امامت نہ کریں۔

فإن المعذور صلوة ضرورية فلا يصح اقتداء غيره به الخ. (مراقی الفلاح،

کتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالکتاب دیوبند جدید ۲۸۹/، قدیم ۱۵۷/)

ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول . (ہندیہ، کتاب الصلاة، الفصل

الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، زکریا قدیم ۸۴/، جدید ۱۴۲/، وھکذا فی حلی

کبیر، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة ۵۱۶/ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ

(الف فوئی نمبر: ۵۳۵۶/۳۳)

معذور و مشکوک شخص کے لئے امامت کرنا

سوال: [۲۳۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو پیشاب کے قطرے کا مرض ہے، اور نماز پڑھانے کے دوران اس کی صورت یہ ہوتی ہے، کہ جب نماز پڑھانے کھڑا ہوتا ہے، تو اس کا دل گھبراہٹ کی وجہ سے دھڑکنے لگتا ہے، اس دوران ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ پیشاب کا قطرہ آیا اور سجدہ وغیرہ میں جانے کے دوران نکل گیا اور کبھی کبھی کھڑے ہونے کی حالت میں جہری قرأت اور غیر جہری قرأت رکوع وغیرہ میں جاتے ہوئے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے اور زید کو برابر شک رہتا ہے جبکہ واقعتاً قطرہ نہیں آتا ہے، بلکہ صرف شک ہوتا ہے، نماز پڑھاتا رہتا ہے، اور کبھی نماز پڑھانے کے دوران یہ یقین بھی ہو گیا کہ قطرہ نکل گیا ہے اور وضو ساقط ہو گیا ہے، مگر زبردستی دل کو اس بات کی طرف مائل کر کے کہ یہ صرف شک ہے نماز برابر پڑھاتا رہتا ہے، اور یہ اس وجہ سے بھی کیا کہ جب اس نے بعض حضرات یعنی حکیم اور عالم سے اس حالت کا ذکر کیا ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ یہ فقط شک ہے، اور کبھی ریح کا خروج ہوتا ہے، تو ایسا معلوم ہوتا ہے، اور وہ مفسد صلوٰۃ نہیں ہے، مگر جب ایک ترکیب سے اس کا پتہ لگایا کہ واقعہ کیا ہے، تب ظاہر ہوا کہ واقعتاً قطرہ اس میں نکلا ہے، لیکن جب اس ترکیب کو کئی مرتبہ آزمایا تو کبھی تو قطرہ ظاہر ہوا اور کبھی نہیں اور وہ ترکیب یہ تھی کہ عضو کو ایک کپڑے کی کترن سے مضبوطی سے باندھ دیا تا کہ جب قطرہ آئے تو نکلنے نہ پائے، بلکہ رک جائے جب بعد میں کترن کو کھولا تو قطرہ بالکل معمولی سا نکلا لیکن جیسا کہ اوپر محسوس ہوا کہ قطرہ نکل گیا ہے اور بعض مرتبہ ایسا تو محسوس نہیں ہوا کہ قطرہ نکلا اور یہ روکا ہی رہا لیکن جب بعد میں کترن کو کھولا تو قطرہ نکلا بھی نہیں، ویسے تو یہی محسوس ہوتا رہا کہ قطرہ آ کر رک گیا ہے، اب حال یہ ہیکہ وہ کئی مرتبہ قرآن شریف بھی سنا چکا ہے، اور بہت سی نمازیں بھی پڑھا چکا ہے، لیکن اسکو یہ معلوم نہیں کہ ہر وہ نماز جس میں یہ حالت پیش آئی اس میں

واقعی ایسا ہوا یا شک تھا، بعض نمازیں ایسی ہیں جنکے بارے میں یہ یقین ہیکہ ضرور فاسد ہوئیں جیسے وتر اس میں کئی مرتبہ ایسا محسوس ہوتا تھا، پوری تراویح پڑھانیکے دوران یا فجر یا مغرب و عشاء کی بعض نمازوں کے درمیان لیکن متیقن نہیں کہ کیا تعداد ہو سکتی ہے، اور اطمینان دوسری نمازوں کے بارے میں بھی نہیں ہے، کیونکہ کبھی یہ خیال آتا ہیکہ صرف وتر اور فجر کی بعض نمازیں ایسی ہیں، باقی سب ٹھیک ہیں، اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ سب نمازیں صحیح ہوئیں ہیں، مگر بعض اور کبھی یہ کہ ساری نمازیں گڑبڑ ہیں، مگر بعض اب جواب طلب امر یہ ہے کہ ان تمام شبہات کے درمیان سے کس کو ترجیح دی جائے اور ساری نمازیں مع تراویح کے دہرانا ہونگی یا نہیں؟ اور اعلان کی کیا صورت ہوگی، کیونکہ ہر وقت سارے مقتدی آتے نہیں ہیں اور بعض کبھی کبھی آتے ہیں، یا اس ذمہ داری سے دست بردار ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کیا ہے؟ اور کس طرح سے اسکو انجام دیا جاسکتا ہے، اور جو لوگ مقتدیوں میں سے فوت ہو گئے ان کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ تمام باتوں کی وضاحت فرما کر احسان فرمائیں؟ جزاکم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔

المستفتی: ناکارہ محمد انیس محمدی، لکھنؤ پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں سائل نے جس عذر کی تفصیل بیان کی ہے، اس تفصیل کے مطابق شخص مذکور کیلئے امامت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے عذر و مشکوک شخص کیلئے شریعت نے اتنی گنجائش دی ہے کہ وہ اسی حالت میں شک و تردید کو صرف نظر کر کے اپنی نماز پڑھ لیا کرے لیکن دوسروں کی امامت نہیں کر سکتا ہے، اس کے لئے خود اپنی نماز کی ذمہ داری پوری کرنے میں مشکلات سامنے ہیں، پھر وہ دوسروں کی نماز کی ذمہ داری لیکر امامت کیسے کر رہا ہے، لہذا جن جن نمازوں میں پیشاب کا نکل جانا بعد میں یقین سے ثابت ہو چکا ان نمازوں کا اعادہ لازم ہے، اور جہاں جہاں امامت کی ہے، ان جگہوں پر اعلان کر دے کہ

فلاں دن فلاں وقت کی جو نماز ہوئی ہے وہ بعض اعذار کی وجہ سے فاسد ہوگئی ہے اس کو سب لوگ لوٹالیں پھر آئندہ یہ شخص کبھی امامت نہ کرے۔

ویشترط أيضا لصحة الإمامة أن يكون الإمام سليما من الأعذار كسلسل البول والإسهال المستمر وانفلات الريح والرعاف ونحو ذلك فمن كان مريضا بمرض من هذه فإن إمامته لاتصح بالسليم منها وتصح بمریض مثله إن اتحد مرضهما الخ. (الفقه على المذاهب الأربعة، دارالفکر ۱/ ۴۱۰)

ولا يصلي الطاهر خلف من به سلس البول . (الجوهرة النيرة ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، دارالكتاب دیوبند ۱/ ۷۳ ، امدادیہ ملتان ۱/ ۷۲ ، العناية ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ۱/ ۳۶۶)

اور جو لوگ مقتدیوں میں سے فوت ہو چکے ہیں اللہ کے یہاں ان سے کوئی دارو گریہ نہیں ہوگی ، اسلئے کہ نماز کے فاسد ہونے کی نہ ان کو اطلاع تھی اور نہ فساد صلوٰۃ میں ان کا کوئی دخل تھا ، اور امامت کرنے والا شخص خود اپنے لئے اور ان کیلئے مغفرت کی دعا کرے ، اب رہا اسکی اپنی نماز کا مسئلہ جب دونوں طرح کی باتیں ثابت ہو چکی ہیں کہ کبھی قطرہ نکلا اور کبھی نہیں دونوں صورتوں میں نکلنے میں شک ہو جاتا ہے یا ظن غالب ہو جاتا ہے ، تو اس طرح کے شکوک و شبہات سے بچنے کیلئے شریعت نے یہ گنجائش دی ہے ، کہ وضو سے پہلے پیشاب کر لے اور اچھی طرح پانی سے استنجا کرے اور آخر میں کپڑے کے اس حصہ پر پانی کی چھینٹیں مار دیں جہاں پر پیشاب لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے ، پھر اس کے بعد وضو کر کے اپنی نماز پڑھ لیا کرے جیسا کہ سو النامہ میں حکیم یا عالم نے اس کو بتا رکھا ہے ، اور پھر نماز فاسد ہونے کا اندیشہ نہ رکھے اور یقین بھر وسہ رکھے کہ نماز صحیح ہوگئی ہے ، یہ محض شیطانی وسوسہ ہے ، اس طرح اپنی نمازیں پڑھ لیا کرے۔

عن الحكم عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم بال ثم توضأ ونضح فرجه . (ابوداؤد ، الطهارة ، باب فى الإنتضاح ، النسخة الهندية ۱/ ۲۲ ، دارالسلام

رقم: ۱۶۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲/ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۰۸۴/۳۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۶/۱۴۲۳ھ

سجدہ کی حالت میں پیشاب کا قطرہ آ جانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ احقر پیشاب کرنے کے بعد وضو کرتا ہے، فوراً یا کچھ دیر میں پھر نماز پڑھنے لگتا ہے جب سجدہ میں جاتا ہے، تو پیشاب کے چند قطرے نکل آتے ہیں، تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں، باوجودیکہ احقر کبھی مقتدی ہوتا ہے اور کبھی امام؟

المستفتی: ضیاء الرحمن، نیپالی معلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اس طرح پیشاب کا عارضہ ہے تو اس حالت میں امام بن کر نماز نہ پڑھائیں، نیز خود بھی تنہا یا مقتدی بن کر نماز پڑھنے سے اتنی دیر قبل پیشاب سے فراغت حاصل کر لیں جتنی دیر کے بعد قطرات نہیں نکلتے ہوں، نیز کوئی چیز پہن لیا کریں اور نماز کے وقت اس کو اتار دیا کریں، اگر پھر بھی دیر تک قطرات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تو اسی حالت میں نماز پڑھ لیں، مگر امامت نہ کریں۔

السادس السلامة من الأعداء فإن المعذور صلواته ضرورية فلا يصح

اقتداء غيره به الخ. (مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالکتاب

دیوبند/ ۲۸۹، قدیم/ ۱۵۷)

ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الفصل

الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۸۴/۱، جدید ۱/۴۲، ومثله فی شامی،

کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۷۸، زکریا ۲/ ۳۲۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸ھ/۶/۱۱

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۳/۵۳۳۳)

جس کو پیشاب کا قطرہ ٹپکتا ہوا اسکی امامت

سوال: [۲۳۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک باشرع شخص ہے اسے پیشاب کے قطرہ کی بیماری کافی وقت سے ہے، کسی بھی وقت پیشاب کا قطرہ نکل جاتا ہے، نماز کی حالت میں بھی نکل جاتا ہے، بہت علاج کرانے کے بعد بھی مرض صحیح نہیں ہوا کیا اس حالت میں اس شخص کا نماز پڑھانا یا پڑھنا جائز ہے، یا ناجائز، اگر جائز ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے، اس مرض کو دور کرنے کیلئے کوئی دعا بھی بتائیں۔

المستفتی: شبلی حبیب، پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں جس شخص کو بار بار پیشاب کے قطرے آنے کا مرض ہے، ایسا شخص شرعاً معذور ہے اس مرض کو شریعت میں سلسل بول کا مرض کہتے ہیں، ایسے شخص کیلئے نماز نئے وضو سے پڑھنا لازم ہے، اور اس وضو سے اس وقت کی سنت اور نفل بھی پڑھ سکتا ہے، چاہے نماز ہی کی حالت میں قطرہ نکلنے کا احساس ہوتا ہو، اس حالت میں بھی اسکی نماز درست ہو جائے گی، البتہ اس کیلئے تندرست لوگوں کی امامت جائز نہیں، لہذا جو لوگ ایسے مرض میں مبتلا نہیں ہیں، ان کیلئے اس شخص کی اقتداء جائز نہیں، لہذا یہ شخص نماز نہ پڑھائے۔

ومن به سلس البول أو استطلاق البطن يتوضؤون لوقت كل

صلاة ويصلون بذلك الوضوء في الوقت ماشاءوا من الفرائض والنوافل .

(ہندیہ، کتاب الطہارۃ الفصل الرابع فی أحكام الحيض، زکریا قدیم ۱/ ۴۱، جدید ۱/ ۹۵)

وصاحب عذر من به سلسل بول.... و حکمہ الوضوء لا غسل
ثوبہ لكل فرض اللام للوقت... ثم یصلی به فیہ فرضاً ونفلاً فدخل
الواجب بالاولیٰ فإذا خرج الوقت بطل . (شامی ، کتاب الصلوة، مطلب فی
احکام المعذور کراچی ۱/۳۰۵، زکریا ۱/۵۰۴)

لا یصح اقتداء الطاهر لصاحب العذر... ولا یجوز اقتداء صاحب
عذر بصاحب عذر آخر... فإن اتحدا فی العذر جاز اقتداء أحدهما
بالآخر . (حلی کبیر ، کتاب الصلاة، باب من لا یصح الإقتداء به ، اشرفیہ ۱/۵۱۶)

ویجوز اقتداء المعذور إن اتحد عذرهما ، وإن اختلف فلا
یجوز..... ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول . (ہندیہ ، کتاب
الصلاة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۴، جدید ۱/۴۲)
ولو طاهر بمعذور..... ومعذور بمثله إن اتحد عذرهما ، وإن
اختلف لم یجز . (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۸۷، زکریا ۲/۳۲۳)
وتوضاً المستحاضة ومن به سلس بول أو استطلاق بطن أو
انفلات ریح أو رعاف دائم أو جرح لا یرقأ لوقت کل فرض ، ویصلون
به فرضاً ونفلاً . (البحر الرائق ، کتاب الطهارة، باب الحيض زکریا ۱/۳۷۳، کوئٹہ
۱/۲۱۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۷۵)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۰/۳/۵ھ

سلس البول کے مریض کی امامت

سوال: [۲۳۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھے پیشاب
کرنے کے بعد پیشاب کا قطرہ ٹپکتا ہے، تو میں پیشاب کرنے کے بعد کپڑے کا ٹکڑا باندھ

لیتا ہوں اور مجھے نماز بھی پڑھانی پڑتی ہے، اور میں نے اس کا کافی علاج کیا مگر ٹھیک نہیں ہوا مایوس ہو کر علاج ترک کر دیا ہے، آپ میری نمازوں کے بارے میں بتلائیں کہ نماز پڑھا سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی: ماسٹر نیشی چندر شرما، ڈڑھیال رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب آپ کپڑا باندھ لیتے ہیں، اور نماز کے وقت اس کو الگ کر کے پاک کپڑے میں نماز پڑھاتے ہیں تو آپ کا نماز پڑھنا درست ہے، وضو کرنے کے بعد اگر قطرہ آئے تو دوبارہ پاکی حاصل کر کے وضو کرنا ضروری ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۰۵)

البتہ اگر وضو کے بعد بھی مستقل ٹپکتا رہے تو نماز کی ذمہ داری چھوڑ دیجئے۔

وأما إذا صلى خلف من به السلس وانفلات ریح لا يجوز . (شامی ،

كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/۵۷۸، زکریا ۲/۳۲۳)

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول . (ہندیہ ، كتاب الصلاة ،

الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۴، جدید ۱/۱۴۲، البناہ ،

كتاب الصلاة ، باب الإمامة اشرفیہ ۲/۳۵۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۴۵۸۶)

سلس بول میں مبتلا امام کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا حکم

سوال: [۲۳۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص کو پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا مرض ہے، اتفاق سے قطرہ آنا بند نہیں ہوا اور جماعت کا وقت

ہو گیا، اور اسی حالت میں نماز پڑھادی، اس نماز کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟
المستفتی: قاری عبدالحق، اڑپورہ کنگھڑ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص مستقل قطرہ کا مریض ہے اس کیلئے باصحت تندرست لوگوں کی امامت جائز نہیں ہے، اور اگر ایسی حالت میں نماز پڑھادی ہے اور اثناء صلوٰۃ قطرہ نکلا ہے تو تمام مقتدیوں کی نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

وأما إذا صلى خلف من به السلس وانفلات ریح لا يجوز الخ. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۳۲۳/۲، کراچی ۵۷۸/۱، ہکذا عینی ہدایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۷۴۰/۱)

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۸۴/۱، جدید ۱۴۲/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۳/۱۳ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۵۴/۲۹)

تفاطر کی بیماری میں نماز پڑھانے کا حکم

سوال: [۲۳۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید کو تقریباً چار سال سے تقاطر کی بیماری ہے، اور زید نے اس بیماری کا علاج بھی اپنی وسعت کے بقدر کرایا ہے، اور اس وقت بھی علاج چل رہا ہے، تو ایسی صورت میں زید کیلئے نماز پڑھانے کی کیا صورت رہے گی؟

(۲) زید جب کبھی اپنے گاؤں جاتا ہے، تو گاؤں کے لوگ اس سے نماز پڑھانے کیلئے کہتے ہیں، اس وقت ایک حافظ صاحب بھی موجود ہوتے ہیں، جن کی ڈاڑھی ایک مشت نہیں

ہے، اور بہت سے ایسے حضرات موجود ہوتے ہیں، جو باشرع ہیں، لیکن حافظ نہیں ہیں، دونوں حضرات یعنی وہ حافظ صاحب جنگی ڈاڑھی ایک مشت نہیں ہے، اسی طرح وہ حضرات جن کی ڈاڑھی ایک مشت ہے ان لوگوں کی موجودگی میں زید نماز پڑھا سکتا ہے، جبکہ یہ دونوں حضرات زید ہی کو نماز پڑھانے کے لئے ترجیح دیتے ہیں، اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے، کہ حافظ صاحب موجود ہوتے ہیں، اور باشرع بھی ہیں لیکن زید کی موجودگی میں نماز نہیں پڑھاتے ہیں، بلکہ زید ہی کو نماز پڑھانے کو ترجیح دیتے ہیں، ان تمام صورتوں میں زید نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا صورت رہے گی؟

(۳) اگر زید نماز نہیں پڑھا سکتا ہے تو تراویح میں کیا صورت رہے گی؟ تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر تراویح کی نماز نہیں پڑھا سکتا تو حفظ قرآن کی بقا بہت دشوار ہو جائے گی لہذا اس کی کیا صورت رہے گی؟

المستفتی: محمد آصف، مدرسہ اشرف المدارس، ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) سوالنامہ میں ذکر کردہ صورت میں اگر تقاطر کا سلسلہ اس قدر تسلسل کیساتھ ہے کہ وضو کر کے ایک نماز ادا کرنے تک وقفہ نہیں ملتا ہے تو ایسی صورت میں زید شرعی معذور ہے اور تقاطر کی حالت میں وہ اپنی نماز ادا کر سکتا ہے، لیکن ہر نماز کیلئے الگ سے وضو کرنا پڑے گا اور نماز سے فراغت کے فوراً بعد اس کا وضو ختم سمجھا جائے گا، ہاں البتہ اگر اتنا وقفہ مل جاتا ہے، کہ آسانی کے ساتھ وضو کر کے پوری نماز ادا کرنے تک تقاطر نہیں ہوتا ہے تو زید معذور نہیں، لہذا اگر وضو کے بعد تقاطر ہو جائیگا، تو وضو ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ وضو کرنا پڑے گا، اس کا فیصلہ زید خود کرے کہ وہ کس درجہ کا معذور ہے۔

وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه أمساكه إن استوعب عذره
تمام وقت صلاة مفروضة، ولو حكماً بطل. (شامی، كتاب الطهارة، مطلب
فی أحكام المعذور كراچی ۱/۳۰۵، زکریا ۱/۴۰۵، ۵۰۵)

و حکمہ الوضوء لکل فرض ثم یصلی بہ فیہ فرضاً ونفلأ فدخل

الواجب بالاولیٰ فیاذ اخرج الوقت بطل . (شامی، زکریا، طہارت، مطلب فی

أحكام المعذور، کراچی ۳۰۵، زکریا ۱/۵۰۴، ۵۰۵)

(۲) ان تمام صورتوں میں اگر زید سے تقاطر اس تسلسل سے ہوتا ہے، کہ وضو کر کے باضابطہ اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ کر یا پڑھا کر فارغ ہونے تک قطرہ کا وقفہ رہتا ہے، اور زید اس وقفہ پر اطمینان کیساتھ نماز پڑھانے پر مطمئن نہیں ہے، درمیان میں تقاطر کا خطرہ ہے، تو زید کی امامت درست نہیں چاہے دوسرے لوگ فاسق ہوں، ڈاڑھی کے اعتبار سے باشرع ہوں یا نہ ہوں، حافظ ہوں یا نہ ہوں، ہر صورت میں زید کی امامت درست نہیں ہے۔

ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول . (عالمگیری، کتاب الصلاة،

الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۴، جدید ۱/۱۴۲)

وفسد اقتداء طاهر لصاحب العذر الفوت للطهارة لأن الصحيح

أقوى حالاً من المعذور ، والشئ لا يتضمن ما هو فوقه ، والإمام ضامن

بمعنى تضمن صلاته صلاة المقتدى . (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة

کوئٹہ ۱/۳۶۰، زکریا ۱/۶۳۰)

(۳) اگر زید کا تقاطر بند نہیں ہے تو تراویح میں امامت درست نہیں ہے، اور حفظ قرآن کی بقا

کا مدار تراویح کی نماز پر نہیں ہے، بلکہ بغیر نماز کے وہ کسی کو قرآن سنا دیا کرے۔ فقط واللہ

سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳۲۸/۳/۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۱۹)

سلسل البول کے مریض کی امامت

سوال: [۲۳۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام

صاحب معذور ہیں، عمر رسیدہ ہیں، پیشاب کا مرض لاحق ہے، امامت سے بیوی بچوں کا گزارہ ہوتا ہے، اگر امامت چھوڑ دیں تو گھر میں تنگی اور پریشانی آتی ہے، کیا ایسی صورت میں وہ امامت کر سکتے ہیں؟

المستفتی: محمد فاروق اسماعیل، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے معذور امام کیلئے امامت جائز نہیں ہے، جس سے حالت نماز میں پیشاب نکلتا ہو چاہے وہ اپنی معاشی حیثیت سے مجبور کیوں نہ ہو۔

ولا طاهر بمعذور الخ. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا

۳۲۳/۲، کراچی ۱/۵۷۸)

ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول. (ہندیہ، کتاب الصلاة،

الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۴، جدید ۱/۴۲، حلبی کبیر،

کتاب الصلاة، من لا یصح الإقتداء به اشرفیہ ۶/۵۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۲ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۱۸۵۳)

امام کی عدم موجودگی میں نابینا محتاط حافظ کو امام بنانا

سوال: [۲۳۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز کا وقت ہو گیا اور متعین امام کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں موجود نہیں ہے، اور ایک نابینا حافظ وقاری مسجد میں موجود ہے، اور پاکی کا بھی لحاظ رکھتا ہے، اور دوسرا شخص حافظ نہیں بلکہ بینا ہے اور نابینا کے مقابلہ میں قرآن پاک پڑھنے میں بینا شخص مہارت نہیں رکھتا ہے، تو اولاً امامت کرنے کا حق کس کو حاصل ہوگا، نابینا حافظ کو یا بینا جاہل کو جس کو صرف چند سورتیں حفظ یاد ہیں؟ جواب

وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں؟

المستفتی: محمد فرقان، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اصل امام کی عدم موجودگی میں نایبنا شخص جو کہ حافظ وقاری ہے، قرآن صحیح پڑھتا ہے، اور پاکی کا بہت خیال رکھتا ہے، اس بینا کے مقابلہ میں جو نماز کے مسائل سے اچھی طرح واقف نہیں ہے، قرآن پاک صحیح نہیں پڑھتا ہے، امامت کا زیادہ مستحق ہے، لہذا اسی نایبنا حافظ کو امام بنانا اولیٰ افضل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۷، ۷/۷، ۷/۷، جدید ڈائجیل ۶/۲۹۸، ۲۹۱، رحمیہ قدیم ۴/۳۶۳، جدید زکریا ۴/۱۸۲، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۶۰، کفایت المفتی قدیم ۴/۸۰، جدید زکریا ۳/۸۰، جدید مطول ۴/۲۵۷)

عن محمد بن ربيع الأنصاري أن عتبان ابن مالک كان يؤم قومه وهو أعمى. (صحيح بخارى، الصلوة، باب الرخصة في المطر والعلّة، أن يصلى في رحله ۹۲/۱، رقم: ۶۵۸، ف: ۶۶۷، سنن نسائي، الصلوة، باب إمامة الأعمى النسخة الهندية ۱۷/۹۰، دار السلام رقم: ۷۸۴، المعجم الكبير للطبراني ۱۸/۲۹، رقم: ۴۹، صحيح ابن حبان، دار الفكر ۳/۵۳، رقم: ۱۶۰۹)

قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره، بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى الخ. (شامی زکریا، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۲/۹۸، کراچی ۱/۵۶۰، طحطاوی علی المراقی، جدید دارالکتاب دیوبند ۲/۳۰۲، قدیم ۱۶۵/، البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۸، بدائع، کتاب الصلاة، فصل بیان من يصلح للإمامة کراچی ۱/۱۵۷، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۶۸، زکریا ۱/۳۸۷) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۶/۱۴ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۶۷۱/۳۵)

باسند عالم کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانا

سوال: [۲۳۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) کسی مسجد میں باسند عالم اور سب سے عشرہ کے قاری امامت کرتے ہیں، اور ان کی موجودگی میں ایک نابینا حافظ کو امام بنانا چاہتے ہیں، جو دوسروں کے سہارے چل کر آتا ہے، تو کیا ان عالم باسند کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اس کیلئے کیا شرائط ہیں، پھر اس صورت میں امامت کیلئے زیادہ مستحق کون ہے؟

(۲) اب ایسی صورت میں اس عالم باسند کی نماز مادر زاد نابینا کے پیچھے درست ہیکہ نہیں؟ جو کہ مایجوز بہ الصلوٰۃ کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہے؟

المستفتی: سیرت حسین، مانپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱-۲) سوالنامہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسجد میں پہلے سے مستند عالم قاری بینا امام ہیں ان کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانے کا کیا مطلب؟ اگر یہ مطلب ہے کہ پہلے امام کو ہٹا کر ان کی جگہ نابینا حافظ کو مستقل امام بنایا جا رہا ہے، تو ایسی صورت میں نابینا حافظ کی مستقل امامت مکروہ ہے اور اس کے پیچھے بینا عالم قاری کی نماز مکروہ ہوگی، اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقل امام تو بینا مستند عالم ہے، وقتی طور پر نابینا کو امام بنایا جا رہا ہے، تو اصل امام کی اجازت کے ساتھ اس کی امامت بلا کراہت درست ہے، اور اگر اصل امام نے اجازت نہیں دی ہے، تو اس کی امامت مکروہ ہے اور اس کے پیچھے عالم باسند کی نماز مکروہ ہوگی، لیکن واجب الاعادہ نہ ہوگی۔

وتجوز إمامة الأعرجی والأعمی والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في

الخلاصة إلا أنها تكره هكذا في المتنون. (ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس

فی الإمامة، الفصل الثالث ذکر کیا قدیم ۸۵/۱، جدید ۱۴۲/۱)

ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمیٰ . (شامی ، کتاب الصلاۃ ، باب الإمامۃ کراچی ۱/ ۵۵۹ ، ۵۶۰ ، زکریا ۲/ ۲۹۸ ، ہدایہ ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامۃ اشرفی دیوبند ۱/ ۱۲۲ ، مجمع الانہر ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۶۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۳/۱۴۲۵ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۲۵۸/۳)

ناپینا کا امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھانا

سوال: [۲۳۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ناپینا شخص ہے حافظ ہے ابتدائی درجہ کی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہے، مسائل سے بھی تھوڑا بہت واقف ہے، کیا ایسا شخص امام کی عدم موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے، جب زید امامت کرتا ہے، تو لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ زید نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھا تو کچھ لوگوں نے زید کو مصلے سے کھینچ لیا اور اس کے بعد ایسے شخص کو کھڑا کیا جو نہ قرآن درست پڑھتا ہے، اور نہ ہی مسائل سے واقف ہے مذکورہ صورت میں کون نماز پڑھانے کے لائق ہے؟ زید یا وہ شخص جس کا قرآن درست نہیں؟

المستفتی: محمد ارقم، ساری پور، ہیرالال، ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ناپینا شخص تقویٰ و طہارت میں دوسروں سے اچھا ہے اور قرآن بھی دوسروں سے اچھا پڑھتا ہے، تو دوسروں کے مقابلہ میں ناپینا شخص کی امامت زیادہ بہتر ہے، اور ناپینا شخص کو امامت سے ہٹا کر ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے جو مسائل سے واقف نہ ہو اور قرآن درست نہ پڑھتا ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۹۱،

فتاویٰ رحیمیہ جدید زکریا (۱۸۳/۴)

عن أنس رضي الله عنه أن النبي ﷺ استخلف ابن أم مكتوم يوم الناس، وهو أعمى. (سنن أبي داود، الصلاة، باب إمامة الأعمى، النسخة الهندية ۸۸/۱، دارالسلام رقم: ۵۹۵، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۳۹۴/۲، رقم: ۳۸۲۸) تبع في ذلك صاحب البحر حيث قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم، فإن أفضلهم فهو أولى. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۵۲۳، کراچی ۱/۵۶۰، شرح النقاہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة اعزازیہ دیوبند ۸۶/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۱/۲۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/زیقعدہ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۸۶۲/۴۰)

ناپینا شخص کا جمعہ کی امامت کرنا

سوال: [۲۳۹۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا ناپینا کے پیچھے جمعہ اور وقت کی نماز درست ہے؟ جبکہ پیچھے اور بھی علماء رہتے ہوں، جواب سے مستفیض فرمائیں؟

المستفتی: غلام احمد مرشد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ناپینا امام سے افضل لوگ علماء کرام میں سے موجود ہوتے ہوئے ناپینا کو امام بنانا مکروہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۱۳۷)

ویکھرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى إلا أن يكون أعلم القوم .

(تنویر الأبصار ۱/۲۵۹، شامی زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹)

قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن يكون أفضل

القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى'. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰)

وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمى والفاسق وتحتة، وفي
البرهان لولم يوجد بصير أفضل منه يكون هو أولى'. (مجمع الأنهر، كتاب
الصلوة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دار الكتب العلمية بيروت ۱/۶۳، هداية، كتاب
الصلوة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۶۲۳)

ناپینا کی امامت

سوال: [۲۳۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ناپینا کی امامت
جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس حالت میں ہے؟

المستفتی: محمد ساجد، بھٹی اسٹریٹ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر ناپینا کے علاوہ دوسرے لوگ دیندار قرآن کریم کو اچھی
طرح سے پڑھنے والے موجود ہوں، تو ناپینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر لوگوں میں
سے ناپینا سب سے اچھا پڑھنے والا ہے تو ناپینا کی امامت بلا کراہت جائز اور درست ہے
۔ (مستقفا وحسن الفتاویٰ ۳/۲۶۰)

عن محمود بن الربیع الأنصاری، أن عتبان بن مالک، كان يؤم
قومه، وهو أعمى'. (صحيح البخاری، الصلاة، باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلى

فی رحلہ، النسخة الهندیہ ۱/۹۲، رقم: ۶۵۸، ف: ۶۶۷)

وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمى وتحتة لولم يوجد

بصیر افضل منه يكون هو أولى'. (مجمع الأنهر، كتاب الصلوة، فصل الجماعة سنة، دار الكتب العلميہ بیروت ۱/۱۶۳)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى إلا أن يكون أعلم القوم.
(تنوير الأبصار، شامی، زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹)

قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى'. (شامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰، ہدایہ، كتاب الصلوة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶۰۲/۳۱)

نابینا کی امامت کا حکم

سوال: [۲۳۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک نابینا شخص ہوں اور شہر رامپور کے اندر محلہ کی ایک مسجد میں امامت کرتا ہوں، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ نابینا شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کن شرائط کے ساتھ اور غلط ہے تو کن وجوہ سے تفصیل کیساتھ جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتی: قاری محمد میاں جان، محلہ سرائے گیٹ، رامپور
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر نجاست سے اچھی طرح حفاظت ہو اور لوگوں کو تنفر بھی نہ ہوتا ہو تو نابینا کی امامت بلا کراہت درست ہے، اور اگر نجاست سے حفاظت نہ ہو یا نابینا سے بہتر عالم بینا موجود ہو اور اس عالم کی موجودگی میں نابینا کی امامت سے لوگوں کو تنفر پیدا ہو تو نابینا کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۱۰۱، ۱۳۷/۱۳۷)

عن أنس رضي الله عنه أن النبي ﷺ استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس

وہو اعمیٰ۔ (سنن أبي داود، الصلاة، باب إمامة الأعمی، النسخة الهندية ۸۸/۱،

دارالسلام رقم: ۵۹۵، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۳۹۴/۲، رقم: ۳۸۲۸)

ویکړه تقدیم العبد (وقوله) والأعمی لأنه لا يتوفى النجاسة (إلى

قوله) لأن فی تقدیم هو لاء تنفیر الجماعة فیکړه الخ. (هدایہ، کتاب الصلوٰۃ،

باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۲۲، هكذا شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة،

زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰، الجوهره، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، امدایہ

ملتان ۱/۷۰، جدید دارالکتاب دیوبند ۱/۷۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۲۸/۲۳)

عمی کی امامت کی کراہت کی علت

سوال: [۲۳۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نابینا کے پیچھے مطلقاً نماز مکروہ ہے ناچیز کی نگاہوں میں نابینا کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ نابینا جو بلا کسی ہمراہی کے گلی کوچوں اور عام راستوں کا سفر طے کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) ایک نابینا وہ ہے جو تقریباً ہر جگہ ہمراہی اختیار کرتا ہے، اور صوم و صلوٰۃ کا پابند حیثیت کے مطابق قرآن کریم کی اچھی تلاوت اور حرام حلال کی شناخت تقریباً مکمل طریقہ پر کرتا ہے؟ ان دونوں صورتوں میں نماز کے بارے میں کیا حکم ہے، نماز تراویح ہو یا فرض نماز ہر ایک کا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: فقہاء نے نابینا کی امامت کو جو مکروہ لکھا ہے، وہ علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ اس نابینا کے بارے میں ہے کہ جو غیر محتاط ہو نجاست سے بچنے کا اہتمام نہ کرتا ہو، اس کے بالمقابل جو نابینا محتاط ہو نجاست وغیرہ سے بچنے کا پورا اہتمام

کرتا ہو، تو اسکی امامت بلا کراہت درست ہے، لہذا سوال میں مذکور پہلے نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی اور دوسرے نابینا کی بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین / ۳۲۰، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۶۴، جدید زکریا ۴/۱۸۲، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۶۰)

عن أنس رضي الله عنه أن النبي ﷺ استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس وهو أعمى. (سنن أبي داود، الصلاة، باب إمامة الأعمى، النسخة الهندية ۱/۸۸، دارالسلام رقم: ۵۹۵، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۲/۳۹۴، رقم: ۳۸۲۸)

عن محمود بن الربيع الأنصاري، أن عتبان بن مالك، كان يؤم قومه، وهو أعمى. (صحيح البخاري، الصلاة، باب الرخصة في المطر والعلّة أن يصلي في رحله، النسخة الهندية ۱/۹۲، رقم: ۶۵۸، ف: ۶۶۷)

ویکراہ تنزیہاً امامت عبد واعمی - قید کراہت امامت ااعمی فی المحيط وغیرہ، بأن لا یكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى. (شامی، زکریا، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۶۰، شرح النقایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة، اعزازیہ دیوبند ۱/۸۶، البناہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة اشرفیہ ۲/۳۳۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۴ رزیقعدہ ۱۴۲۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۹۳۷)

نابینا عالم حافظ قاری کی امامت

سوال: [۲۴۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نابینا ہیں اور مدرسہ دینیہ میں درس دیتے ہیں، نیز عالم بھی ہیں اور قاری بھی تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا دیگر عالموں کی موجودگی میں جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: اشرف علی، قصبہ کوری روانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نابینا کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہو جاتی ہے، جبکہ وہ نجاست سے احتیاط کرتا ہو، اور مقتدیوں کو اس سے تنفر بھی نہ ہو البتہ افضل یہی ہے کہ اگر نابینا سے بہتر عالم موجود ہو تو اسکو امام بنا دیا جائے، ورنہ نابینا افضل رہے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۱۳۷)

عن محمود بن الربیع الأنصاری، أن عتبان بن مالک، كان يوم قومه، وهو أعمى. (صحيح البخاری، الصلاة، باب الرخصة في المطر والعلّة أن يصلى في رحله، النسخة الهندية ۹۲/۱، رقم: ۶۵۸، ف: ۶۶۷)

إلا أن يكون أي غير الفاسق أعلم القوم فهو أولى الخ، (وفي الشامية قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم، فإن كان أفضلهم فهو أولى، الخ. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰، کوئٹہ ۱/۴۱۴، البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۳۴۹، زکریا ۱/۶۱۰)

ويكره تقديم العبد - إلى - والأعمى لأنه لا يتوفى النجاسة. (هدايه، كتاب الصلوة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۲۲، الجوهره النيرة، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، امدادیہ ملتان ۱/۷۰، جدید دارالکتاب دیوبند ۱/۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۵/رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۸۰۸)

محتاج نابینا کی امامت

سوال: [۲۴۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نابینا شخص

ہے، اور بول و براز وغیرہ سے ہر طرح احتیاط کرتا ہے، اور نمازی بھی اس سے مطمئن ہیں، اس کی امامت عند الشریعہ جائز ہے یا ناجائز؟ مکروہ یا غیر مکروہ۔

المستفتی: مختار احمد، مدرس مدرسہ

رحمانیہ، قصبہ: شیرکوٹ، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر نجاست سے احتیاط کرتا ہے، اور مقتدیوں کو اس سے تنفر بھی نہیں ہوتا ہے، تو بلا کراہت درست ہے۔

عن أنس رضي الله عنه أن النبي ﷺ استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس وهو أعمى'. (سنن أبي داود، الصلاة، باب إمارة الأعمى، النسخة الهندية ۸۸/۱، دار السلام

رقم: ۵۹۵، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۳۹۴/۲، رقم: ۳۸۲۸)

وهذا ذكره في النهر بحثا أخذنا من تعليل الأعمى بأنه لا يتوقى

النجاسة الخ. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰،

مصری ۱/۴۱۴، ہدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲، البحر الرائق،

کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۸)

ولعل جهه أن تنفير الجماعة بتقديمه يزول إذا كان أفضل من غيره

بل التنفير يكون في تقديم غيره الخ. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة

زکریا ۲/۲۹۹، کراچی ۱/۵۶۰)

افضل یہی ہے کہ اگر نابینا سے بہتر عالم موجود ہو تو اس کو امام بنادیا جائے، ورنہ نابینا افضل رہے گا۔

قيد كراهة إمارة الأعمى في المحيط وغيره بأن يكون أفضل القوم،

فإن كان أفضلهم فهو أولى'. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸،

کراچی ۱/۵۶۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۳۳/۲۳)

غیر محتاط نابینا کی امامت

سوال: [۲۴۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نابینا شخص ایسا ہے جو بخوبی محتاط نہیں ہے، اور نمازی بھی اسکی احتیاط طہارت سے مکمل مطمئن نہیں ہیں، عنداشرع ایسے نابینا شخص کی امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ برائے کرم جواب سے مطلع فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتی: مختار احمد، مدرسہ رحمانیہ، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۱۳۷)

فالحاصل أنه يكره لهؤلاء التقديم ويكره الإقتداء بهم كراهة تنزيهية الخ. (البحر، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ۱/۶۱۱، كوئثه ۳۴۹/۱) ويكره تنزيهاً إمامة عبد..... وأعمى وتحتة في الشامية، وهذا ذكره في النهر بحثاً أخذاً من تعليل الأعمى بأنه لا يتوقى النجاسة. (شامی، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ۲/۲۹۸، كراچی ۱/۵۶۰، البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة زكريا ۱/۶۱۰، كوئثه ۳۴۸/۱)

ويكره تقديم العبد - إلى - والأعمى لأنه لا يتوقى النجاسة - إلى - لأن في تقديم هؤلاء تنفير الجماعة فيكره. (هدايه، كتاب الصلوة، باب الإمامة اشرف ديو بند ۱/۱۲۲، الجوهره النيرة، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، امداديه ملتان ۱/۷۰،

جدید دارالکتاب دیوبند ۱/ ۷۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۸ صفر ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۳۳/۲۳)

کیا نابینا کی امامت مکروہ ہے؟

سوال: [۲۴۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا ایسا نابینا شخص

جو اپنے کپڑوں کی پاکی کی احتیاط بھی نہ رکھ سکتا ہو اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالواحد، ہدایت پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر احتیاط نہیں کرتا، تو اسکے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی

ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۶۰، فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۱۳۷، فتاویٰ محمودیہ قدیم

۱۰۳/۲، جدید ڈابھیل ۶/ ۲۹۱)

ویکرہ تنزیہاً إمامة عبد (إلی قوله) وأعمی الخ. (در المختار، کتاب

الصلوة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۶۰، مصری ۱/ ۵۲۳)

ویکرہ تقديم العبد - إلی - والأعمی لأنه لا يتوفى النجاسة - إلی -

لأن فی تقديم هؤلاء تنفير الجماعة فيكره. (ہدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة

اشرف دیوبند ۱/ ۱۲۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۶/۲۳)

لنگڑے کی امامت

سوال: [۲۴۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید داہنی ٹانگ

سے لکڑا ہے دوران نماز زید کا پیر زمین سے اٹھ جاتا ہے، لہذا زید کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں؟

المستفتی: محمد طاہر، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں درج شدہ صورت میں زید کی امامت اور اس کے پیچھے اقتدا درست ہے، البتہ اگر اس کے پیچھے کوئی دوسرا صحیح و سالم شخص موجود ہو تو اسے امام بنانا اولیٰ اور بہتر ہے۔

عن الحسن بن محمد، قال: دخلت على أبي زيد الأنصاري، فأذن وأقام وهو جالس، قال: وتقدم رجل فصلي بنا، وكان أعرج أصيب رجله في سبيل الله تعالى. (السنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب الآذان راكبا وجالسا، دار الفكر جديد ۲/ ۱۴۱، رقم: ۱۸۸۳)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز وغيره أولى. (ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الثالث زکریا قدیم ۱/ ۸۵، جدید ۱/ ۱۴۲)

وتكره خلف أمر د وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه وفي الشامي وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالإقتداء بغیره أولى. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۲/ ۳۰۲، کراچی ۱/ ۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/رب ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۱۳۸/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۷/۱۴۳۱ھ

لکڑے شخص کی امامت

سوال: [۲۴۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے جو

پاؤں سے کمزور ہے یعنی لنگڑا ہے وہ امامت کرتا ہے، اس سے سب راضی ہیں اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: معراج الدین رحمانی،
جامعہ رادھنہ، قصبہ کٹھور، ضلع: میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص کے پیر سے لنگ واضح ہو، بہتر یہ ہے کہ اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (محمودیہ قدیم ۷/۷۷، جدید ڈائجیل ۶/۳۰۴، امداد الا حکام ۲/۱۲۹)

عن الحسن بن محمد، قال: دخلت على أبي زيد الأنصاري، فأذن وأقام وهو جالس، قال: وتقدم رجل فصلي بنا، وكان أعرج أصيب رجله في سبيل الله تعالى. (السنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب الأذان راكبا وجالسا، دار الفكر جديد ۲/۱۴۱، رقم: ۱۸۸۳)

وتكره خلف أمر دوسفیه ومفلوج وأبرص شاع برصه وفي الشامي وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالأقتداء بغيره أولى. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۳۰۲، کراچی ۱/۵۶۲)

ولو كان بقدام الإمام عوج فقام على بعضها يجوز وغيره أولى. (تبيين الحقائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة امدادیہ ملتان ۱/۱۴۳، زکریا ۱/۳۶۵، ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/۸۵، جدید ۱/۱۴۲، الفقہ الإسلامی وأدلته، کتاب الصلاة، مکروہات الإمامة فی المذاهب ہدی انٹرنیشنل دیوبند ۲/۱۷۷، ۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۸۵۹)

پیروں سے معذور کی امامت

سوال: [۲۴۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے پاؤں میں لنگ ہے جس سے وہ لنگڑا کر چلتا ہے، کیا ایسی حالت میں زید کیلئے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کیا سب لوگوں کیلئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہوگا یا کچھ کراہت ہوگی، پھر اگر کراہت ہوگی تو کس درجہ کی؟

المستفتی: اہل محلہ و مصلیان، مسجد نورانی،
نزد آرٹی او آفس، چکر کی ملک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس شخص کے پاؤں میں لنگ ہو اسکی اقتدا میں پڑھی گئی نمازیں سب کیلئے درست ہیں، لیکن افضل اور صحیح یہی ہے کہ کسی تندرست شخص کو امامت کیلئے منتخب کیا جائے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۷/۷۷، جدید ڈابھیل ۶/۳۰۴)

عن الحسن بن محمد، قال: دخلت على أبي زيد الأنصاري، فأذن وأقام وهو جالس، قال: وتقدم رجل فصلي بنا، وكان أعرج أصيب رجله في سبيل الله تعالى. (السنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب الأذان راكبا وجالسا، دار الفكر جديد ۲/۱۴۱، رقم: ۱۸۸۳)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضهما يجوز وغيره أولى.
(عالمگیری، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، زکریا قدیم ۱/۸۵، جدید ۱/۱۴۲، تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة امدادیہ ملتان ۱/۱۴۳، زکریا ۱/۳۶۵) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۱۱/۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۳۹۱)

صرع کے مریض کی امامت

سوال: [۲۴۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی مسجد میں زید نماز پڑھاتا ہے، اور اس کو صرع کا مرض ہے، اتفاقاً حالت نماز میں ہی یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے، اس کے بعد مکمل طریقہ سے صحت یاب ہو گیا تو پھر اس کو نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد حنیف، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں زید کے پیچھے اقتداء کرنا شرعاً جائز ہے، اور زید کیلئے امامت کرنا شرعاً درست ہے۔

أما إذا كان يجن ويفيق يصح الاقتداء به في حالة الإفاقة الخ . (البحر الرائق ، كتاب الصلوة ، باب الإمامة زكريا ۱/ ۶۳۰ ، كوئثه ۱/ ۳۶۰ ، هنديه ، كتاب الصلاة ، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره ، زكريا قديم ۱/ ۸۵ ، جديد ۱/ ۴۲ ، الموسوعة الفقهية الكويتية ۶/ ۲۰۳)

ولا يصح الاقتداء بالمجنون المطبق ، فإن كان يجن ويفيق يصح الاقتداء به في زمان الإفاقة . (الفتاوى التاتارخانيه ، كتاب الصلاة ، الفصل السادس

في من هو أحق بالإمامة ، زكريا ۲/ ۲۵۰ ، رقم: ۲۳۲۶) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

۱۴۳۲/۸/۱۳

(الف فتویٰ نمبر: ۱۷۲۱/۲۵)

برص کے مریض کی امامت

سوال: [۲۴۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو برص کی بیماری ہے کبھی کبھی امامت کرتے ہیں، اور بعض لوگوں کو اعتراف ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں

ہوتی؟

المستفتی: محمود الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: برص والے کی امامت بہر حال درست ہے، البتہ اگر مقتدیوں کو نفرت ہو تو کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہو جاتی ہے، واجب الاعادہ نہیں ہے، اور اگر مقتدیوں کو نفرت بھی نہیں ہے تو بلا کراہت نماز صحیح اور درست ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۶۷)

و کذا تکرہ خلف أمر دوسفیه ومفلوج وأبرص شاع برصه وفي الشامیه الظاهر أنها تنزيهية (وقوله) والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع الخ. (الدرالمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۲، زکریا ۲/۳۰۲، الموسوعة الفقهية الكويتية ۸/۷۸، ۶/۲۱۱، حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند جدید/۳۰۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 یکم ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۱۱۷۹/۲۴)

مقطوع الید کی امامت

سوال: [۲۴۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے اس کا ایک ہاتھ مشینری سے کٹ گیا ہے، لیکن غسل وغیرہ کے فرائض ادا کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، ہاتھ کا صرف پنجہ کٹا ہے، تو فرائض اور تراویح وغیرہ کی امامت کر سکتا ہے؟

المستفتی: محمد حنیف

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر زید کو کامل طریقہ سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے، تو اسکی امامت بلا کراہت جائز ہے اور اگر حصول طہارت میں شبہ ہو تو پھر زید کی امامت مکروہ ہوگی، بہتر بھی یہی ہے کہ زید امامت نہ کرے۔

وتكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج لعدم إمكان إكمال الطهارة أيضا في المفلوج والأقطع وفي تقارير الرافعي: فربما كانت طهارة ناقصة ووجهه في المفلوج والأقطع ظاهر. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة مطلب في إمامة الأمر ذكرها ۳۰۲/۲، کراچی ۵۶۲/۱، تقارير رافعي ۷۱/۱)

وتكره الصلوٰۃ خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه. (حاشیۃ الطحطاوی مع المراقی، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان الأحق، بالإمامة جدید، دارالکتاب دیوبند/۳۰۳)

وتكره إمامة السفیه وهو الذی لا یحسن التصرف علی مقتضى الشرع أو العقل والمفلوج. (الفقه الإسلامی وادلته، الفصل العاشر، انواع الصلوٰۃ، المطلب الثانی الإمامة، مکروہات الإمامة فی المذاهب مطبع ھدی انٹر نیشنل دیوبند ۱۷۷/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱/۱

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۶۳۵)

محبوب اور خنثی مشکل کی امامت

سوال: [۲۴۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید عاقل بالغ ہے، اور حافظ قرآن بھی ہے، اور اس کا عضو تناسل جڑ سے نہیں ہے، اب اگر وہ امامت کرتا ہے یا تر اوتح پڑھتا ہے تو کیا اس کا امامت کرنا یا تر اوتح پڑھنا درست ہے؟

(۲) ڈائیکٹیشن، کالا کرامیٹ ان سب چیزوں کو لگا کر اگر آدمی نماز پڑھاتا ہے، تو کیا اسکی نماز ہو جائے گی؟

المستفتی: امیر احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: عضو تناسل جڑ سے نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ خنثی مشکل ہے یا مجبوب؟ بہر حال اگر کوئی بھی شکل ہے، اگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت محسوس کرتے ہیں تو ایسی صورت میں مسجد کے منتظمین اور ذمہ داران پر ضروری ہے کہ ایسے امام کا انتظام کریں جس کے پیچھے نماز پڑھنے میں لوگوں کو گھٹن اور کراہت محسوس نہ ہو۔

إن للأمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجبه مثل أن يوجد منه ما يوجب اختلال أحوال المسلمين وانتكاس أمور الدين كما كان لهم نصبه وإقامته لانتظامها وإعلانها. (شامی، کتاب الجہاد، باب البغاة، مطلب فيما يستحق به الخليفة العزل زکریا ۶/۱۵۴، شامی، کراچی ۴/۲۶۴)

وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام - والسلامة من الأعذار كالرعاف. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، قبل مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا ۲/۲۸۴، شامی کراچی ۱/۵۵۰)

بلا عذر کالاً خضاب لگانا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں البتہ بیوی کو خوش کرنے کے لئے کالاً خضاب لگانا درست ہے، اور کالاً خضاب لگا کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ کراہت اس کی ذات کے ساتھ متعلق ہے یہ کراہت اس کی نماز کی طرف منتقل نہ ہوگی۔

ویکروہ بالسواد بغیر الحرب قوله أما الخضاب بالسواد لیزین نفسه للنساء فمکروہ - روى عن أبي يوسف رحمه الله تعالى أنه قال كما يعجبني أن تنزين لي يعجبها أن أتزين لها. (شامی، کتاب الحظر والإباحة فصل فی البیع

شامی زکریا ۶/۹، ۶۰۵، کراچی ۶/۲۲ (۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳ شوال ۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱/۱۱۶۸۰)

جو شخص تشہد میں مسنونہ حالت پر نہ بیٹھ سکتا ہو اسکی امامت

سوال: [۲۴۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قاری مولانا مفتی اور قاضی امام ہیں، لیکن ان کو تشہد میں بیٹھنے میں پریشانی ہے، وہ پریشانی یہ ہے کہ زانوں کا نچلے حصہ پنڈلی سے پوری طرح نہیں ملتا ہے، ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی؟

المستفتی: مصلیان مسجد الحبيب

واہل محلہ، شاہین باغ، اکھلا، نئی دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر عذر وتکلیف کی وجہ سے مسنون ہیئت اور مسنون طریقہ سے تشہد میں بیٹھنے پر قادر نہیں ہے تو ہیئت مسنونہ چھوڑ کر جس ہیئت پر بیٹھ سکتا ہے بیٹھنا بلا کراہت جائز اور درست ہے، امام بن کر نماز پڑھنا بھی بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد

امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۴۰۰)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز (قوله) ويؤم

الأحذ بالقائم الخ. (هندية، كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث

زکریا قدیم ۱/۸۵، جدید ۱/۴۲)

ويقعد كيف شاء أي كيف تيسر له بغير ضرر من تربع أو غيره في

الأصح من غير كراهة الخ. (مراقی الفلاح، كتاب الصلوة، باب صلوة المريض قدیم

۲۳۴/، جدید دارالکتاب دیوبند ۴۳۱/، وهكذا فی الشامی، كتاب الصلوة، باب صلوة،

المريض زكريا ۶۶/۲، كراچى ۹۷/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالى اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/شوال ۱۴۳۱ھ

۱۴۳۱/۱۰/۲۴

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۱۸۶)

جو شخص رکوع وسجدے پر قادر نہ ہو اسکی امامت

سوال: [۲۴۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، کھڑے ہو کر امامت کے ارکان پورے نہیں کر سکتے ہیں، سجدہ میں پیشانی زمین تک نہیں پہنچتی ہے، محض بیٹھ کر آگے ٹانگیں لمبی کر کے اپنی نماز ادا کرتے ہیں، کیا بیٹھ کر جماعت کی نماز اور رمضان المبارک میں قرآن پاک تراویح میں پڑھا سکتے ہیں، از روئے شریعت فتویٰ سے نوازیں؟

المستفتی: حافظ محمد شمس العارفین،

یونانی دواخانہ، جلیسر، ضلع: ایٹہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو شخص رکوع سجدہ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے، ایسے شخص کی امامت فرض نماز اور تراویح میں درست نہیں ہے۔

ولا طاهر بمعذور - ولا قادر علی رکوع وسجود بعاجز عنهما .

(درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۳۲۴، کراچی ۱/۵۷۹)

وإن كان الإمام يصلي قاعداً بالإيماء لا يقدر على السجود وخلفه

قوم قيام يركعون ويسجدون ، وقوم قعود يركعون ويسجدون ، لا تجوز

صلاة القوم عندنا . (الفتاوى التاتارخانيه ، كتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس

زکریا ۲/۲۵۴، رقم: ۲۳۴۶)

ولا يصلي الذي يركع ويسجد خلف المؤمي . (الجوهرة النيرة ،

کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ جدید دارالکتاب دیوبند ۷۴/۱، امدادیہ ملتان ۷۳/۱
فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ شوال ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۱۵۲/۳۷)

فالج زدہ شخص کی امامت

سوال: [۲۴۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید طویل عرصہ سے ایک مسجد کا امام چلا آ رہا ہے، ابھی چند ماہ قبل امام صاحب فالج کا شکار ہو گئے اب وہ اس قابل نہیں رہے، کہ نماز پڑھا سکیں، حروف کی ادائیگی ان سے صحیح طور پر نہیں ہو پاتی، جس کا ان کو خود احساس ہے، چند روز قبل انھوں نے از خود اس بات کا اعلان کر دیا کہ میں اب اس قابل نہیں رہا کہ نماز پڑھا سکوں آپ اپنے امام کا انتظام کر لیں، ایک روز نماز نہ پڑھا کر دوسرے روز نائب امام جو ان کا قائم مقام امام ہے، عصر میں اس کو ہٹا کر خود کھڑے ہو گئے، اب امام صاحب کی اس حرکت سے بڑا انتشار ہے، نمازی دو گروپ میں تقسیم ہو گئے اور امام صاحب مصلیٰ چھوڑنے کو تیار نہیں؟

(۱) جواب طلب امر یہ ہے کہ جو امام فالج زدہ ہو اور حروف کی ادائیگی صحیح طور پر نہ کر پاتا ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو امام اپنی مجبوری کی وجہ سے از خود مصلیٰ چھوڑنے کا اعلان کر دے، اور پھر مصلیٰ پر آ کر نمازیوں میں انتشار پیدا کر دے، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ و مصلیان، مسجد آزادنگر، لائن نمبر ۱، ہلدوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب کے فالج کے مرض میں مبتلا ہو جانے کے بعد

قرأت کرنے میں جب حروف کی ادائیگی صحیح نہیں ہو پاتی ہے، تو صحیح پڑھنے والے کیلئے ان کی اقتداء نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے ایسے شخص کو امامت پر باقی رکھنا جائز نہیں ہے، اور ان کا امامت پر باقی رہنے کیلئے اصرار کرنا بھی درست نہیں ہے، اور ان کی جگہ کسی صحیح تندرست اور صحیح قرآن پڑھنے والے کو امام بنانا ضروری ہے۔

ولا (یصح الاقتداء) غیر الألفغ به أى بالالفغ علی الأصح کما فی البحر عن المجتبىٰ وفى الشامی: وهومن اللغ بالتحریک قال فی المغرب: هو الذى يتحول لسانه من السين إلى التاء وقيل من الراء إلى الغین أو اللام أو الياء زاد فی القاموس أو من حرف إلى حرف وكذا من لا يقدر علی التلفظ بحرف من الحروف أو لا يقدر علی إخراج الفاء إلا بتکرار . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الألفغ کراچی ۱/۵۵۷، زکریادیو بند ۲/۳۲۷)

الراجع المفتی به عدم صحة إمامة الألفغ لغيره ممن ليس به لغة. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الألفغ کراچی ۱/۵۸۲، زکریادیو بند ۲/۳۲۸)

والفاء فأة بتکرار الفاء والتمتة بتکرار التاء واللفغ لا یكون إماماً لغيره. (طحطاوی، کتاب الصلاة باب الإمامة دارالکتاب ۲۸۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۷۵۸/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۷/۱۴۳۳ھ



الفصل التاسع في عزل الإمام وتحقيره

مقتدیوں سے بغض و کینہ رکھنے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام اس حالت میں امامت کرتا ہے کہ اپنے مقتدیوں کی طرف سے اپنے دل میں بغض و کینہ رکھتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: حافظ عبد اللہ، مقام
جوڑکا، ضلع: صاحب گنج، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: بلا کسی عذر شرعی کے اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھنا حرام ہے، اس سے توبہ کر کے باز آ جانا لازم ہے، ورنہ شرعاً ایسا شخص فاسق ہے امامت اسکی مکروہ تحریمی ہے۔

عن الزهري، قال: حدثني أنس بن مالك رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ قال: لا تباغضوا ولا تحاسدوا، ولا تدابروا، وكونوا عباد الله إخواناً، ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليالٍ. (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، النسخة الهندية ۸۹۷/۲، رقم: ۵۸۳۹، ف: ۶۰۷۶، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، النسخة الهندية ۳۱۶/۲، بيت الأفكار رقم: ۲۵۵۹، سنن أبي داود، باب في هجرة الرجل أخاه، النسخة الهندية ۶۷۳/۲، دار السلام رقم: ۴۹۱۰)

البتہ اگر ترک تعلق اور کینہ امر شرعی اور دین کے معاملہ میں شر سے بچنے کیلئے ہو تو موجب فسق نہیں ہے۔

وأما ما كان من جهة الدين والمذهب فهجران أهل البدع والأهواء

واجب الخ. (بذل المجهود، کتاب الأدب، باب هجرة الرجل آخاه، قديم ۲۶۱/۵، دار البشائر الإسلامية ۳۱۹/۱۳، هكذا في مرقا، كتاب الأدب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع - الفصل الأول، الهجران على انواع، امداديه ملتان ۲۶۲/۹، عمدة القارى، كتاب الأدب، باب ماينهى من التحاسد والتدابير.... دار احياء التراث العربى ۳۷/۲۲، زكريا حاشية ابو داؤد، كتاب الأدب، باب فى هجرة الرجل أخاه ۶۷۳/۲، حاشيه مشكوة، كتاب الأدب، باب ماينهى عنه من التهاجر، اشرفى ديوبند ۲۷/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۰۷/۲۳)

مقتدی کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۳۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے اگر کسی کے یہاں کوئی مرجائے، اور ان سے کہا جاتا ہے، کہ آپ نماز جنازہ میں شریک ہوں تو بنا کسی عذر شرعی کے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ عبد اللہ، مقام
جونکا، صاحب گنج نکر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا بڑی محرومی کی بات ہے۔

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من شهد الجنائزۃ حتی یصلی، فله قیراط، ومن شهد حتی تدفن کان لہ قیراطان، قيل: وما القیراطان؟ قال مثل الجبلین العظیمین.

(صحیح البخاری، الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، النسخة الهندية ۱/۱۷۷، رقم:

۱۳۱۰، ف: ۱۳۲۵، صحیح مسلم، باب فی حصول ثواب القیراط بالصلاة،

النسخة الهندية ۱/۳۰۷، بیت الأفكار رقم: ۹۴۵)

البتہ اگر وہاں نماز جنازہ کے لئے اور لوگ تھے اور انھوں نے نماز جنازہ پڑھی ہے تو فرض کفایہ ہونے کی بنا پر فاسق نہیں ہوا، اسکے پیچھے نماز مکروہ نہیں، فسقیت کی دوسری علت کی وجہ سے مکروہ ہو سکتی ہے؟

الصلاة على الجنائز فرض كفاية إذا قام به البعض واحد أو جماعة ذكر أو أنثى سقط من الباقيين، وإذا ترك الكل أثموا. (ہندیہ، كتاب الصلاة، الفصل الخامس فى الصلاة، على الميت قديم ۱/۱۶۲، جدید زکریا ۱/۲۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳۰/۷۰۷)

فتنہ کو دبانے کے لئے جھوٹ بولنے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام کم از کم دس سال سے امامت کر رہا ہے اس عرصہ میں کوئی خراب باتیں یا امام کے متعلق کسی عوام کو کوئی شکایت نہیں ہوئی کہ ہمارا امام خراب ہے جھوٹا ہے مگر فی الحال امام سے کسی جھوٹ بات کا صدور ہو گیا اور وہ جھوٹ بات اگر عوام کے سامنے رکھی جائے تو فتنہ پھیل جانے کا اندیشہ تھا، اسی لئے امام نے جھوٹ بول کر فتنہ کو دبانا چاہا مگر راز کھل گیا کہ امام نے جھوٹ بات بولی ہے، اسی بنا پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، جو امام جھوٹا ہے وہ لوگ نماز کے ناجائز ہونے کا بھی فتویٰ لگاتے ہیں، اب سوال یہ ہے اس امام کو جھوٹا کہا جائے یا نہیں؟

اور اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد محسن، بیر بھوم، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر جھوٹ بولنے کی وجہ سے کسی کا حق مارا جائے یا کسی پر ظلم ہو جائے تو اگرچہ فتنہ کا خوف ہو جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر جھوٹ بولنے سے صرف فتنہ کا سد باب ہو سکتا ہے، کسی کی حق تلفی نہیں ہے، اور نہ ہی کسی پر ظلم لازم آتا ہے، تو ایسی حالت میں محض فتنہ کو دور کرنے کیلئے اور لوگوں میں اتفاق پیدا کرنے کیلئے جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے، ورنہ نہیں، اب سائل خود دیکھ لے کہ امام صاحب کا جھوٹ کس میں داخل ہے اس کے بعد باقی باتوں پر غور کیا جاسکتا ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ، دارالعلوم زکریا ۳/۲۲۹)

عن ابن شہاب أن حمید بن عبد الرحمن ، أخبره أن أمه أم كلثوم بنت عقبة ، أخبرته ، أنها سمعت رسول الله ﷺ يقول: ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فيمنى خيراً ، أو يقول خيراً . (صحيح البخارى ، كتاب الصلح ، باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس ۳۷۱/۱ ، رقم: ۲۶۱۵ ، ف: ۲۶۹۲ ، صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة ، والأدب ، باب تحريم الكذب ، وبيان المباح منه ، النسخة الهندية ۲/۳۲۵ ، بيت الأفكار رقم: ۲۶۰۵)

والكذب محظور إلا فى المصلح بين اثنين وفى دفع الظالم عن

الظلم. (ہندیہ ، کتاب الکراہیۃ ، الباب السابع عشر فى الغناء ، واللہو وسائر المعاصی ، زکریا قدیم ۵/۳۵۲ ، جدید ۵/۴۰۷ ، شامی ، کتاب الحظر والإباحۃ ، فصل فى البیع کراچی ۶/۴۲۷ ، زکریا ۹/۶۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷ھ/۵/۱۰

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(الف توئی نمبر: ۳۲۱۶/۳)

امامت کو حاضری کیلئے مانع بتانے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عالم دین امام نے بارہا یہ الفاظ کہے کہ امامت کی پابندی کی علت میرے ساتھ ہے اسلئے میں آپکے یہاں حاضری سے قاصر ہوں، ایسے الفاظ کہنے والے عالم دین امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: اختر الاسلام قاسمی، مہتمم
دارالعلوم نیازیہ، جامع مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امامت کی پابندی کو عدم حاضری کی علت قرار دینے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگرچہ علت کو بوجھ کے معنی میں لیا گیا ہو اسلئے کہ حدیث شریف میں امام کو ضامن اور بڑا ذمہ دار قرار دیا ہے، اور ذمہ داری کو بوجھ کے لفظ سے تعبیر کرنے میں کوئی قباحت نہیں، اسلئے مذکورہ امام کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عن أبي هريرة - رضى الله عنه ، قال : قال رسول الله ﷺ : الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن ، اللهم أرشد الأئمة ، واغفر للمؤذنين . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن ، النسخة الهندية ۵/۱ ، دارالسلام رقم: ۲۰۷ ، سنن أبي داود ، الصلاة ، باب مايجب على المؤذن من تعاهد الوقت ، النسخة الهندية ۷۷/۱ ، دارالسلام رقم: ۵۱۷ ، مسند أحمد بن حنبل ۲/۲۳۲ ، رقم: ۷۱۶۹ ، صحيح ابن خزيمة ، المكتب الإسلامی ۷۳۹/۱ ، رقم: ۱۵۲۸ ، مسند البزار ، مكتبة العلوم والحكم ۱۵/۳۵۲ ، رقم: ۸۹۲۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۲/۲۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

(الف فکری نمبر: ۳۴۳۵/۲۷)

اعزاء کی بیماری کی وجہ سے دیر سے آنے والے کی امامت

سوال [۲۳۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مسجد ہری چگ اصالت پورہ میں ۲۳ رسال سے امام ہوں، ابھی عید کے بعد اپنے وطن لکھنؤ پور ایک دن کیلئے جانا ہوا تھا، وہاں پر بعض وجوہات کی بنا پر تین دن لگ گئے، ایک عذر یہ پیش آیا تھا، کہ ہمارے ایک قریبی رشتہ دار بیمار تھے، ان کی عیادت کیلئے جانا ضروری ہو گیا تھا، دوسرا عذر یہ پیش آیا کہ ہماری بیوی کی بھتیجی بیمار تھی، اس کو دیکھنے کیلئے جانا پڑا، اس میں دو دن مزید لگ گئے، اس لئے مراد آباد آنے میں تاخیر ہو گئی، میری مسجد کے متولی یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے جھوٹ بولا ہے ایک دن کیلئے کہا تھا، تین دن میں آئے ہیں، تو کیا ان اعزاء کی وجہ سے رکنے کو بھی جھوٹ کہا جائے گا اور اس تاخیر کی وجہ سے امام صاحب کو جھوٹا کہا جاسکتا ہے، اور میری امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسعد، امام مسجد اصالت پورہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال نامہ میں صاف وضاحت سے لکھا گیا ہے کہ امام صاحب ایک دن کیلئے اپنے وطن گئے تھے، مگر اعزاء کی بیماری کے عذر اور ان کی تیمارداری کی وجہ سے ایک دن میں واپس نہیں آ سکے اور تین دن گزار دیئے، تو شریعت میں اس طرح کے اعذار کی بنا پر وعدہ پورا نہ ہو سکنے کی وجہ سے جھوٹا قرار نہیں دیا جاسکتا، اور نہ ہی اس کی وجہ سے امام صاحب کی امامت میں کوئی خرابی آ سکتی ہے، لہذا امام صاحب کے پیچھے بلا کراہت اور بلا تردد حسب سابق مقتدیوں کا نماز پڑھنا جائز اور درست ہے، اور متولی صاحب کا اس بات پر امام صاحب کو جھوٹا کہنا امام صاحب پر ظلم اور زیادتی ہے، اور متولی کو چاہئے کہ امام صاحب سے اس سلسلہ میں معافی تلافی کر کے بات صاف کر لے، حدیث پاک کے اندر اس طرح کے واقعات کثرت سے ہیں کہ کسی صحابی نے کسی معاملہ میں وعدہ کیا لیکن عذر کی وجہ سے وہ

وعدہ پورا نہ کر سکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے، حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے: (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۱۷۷)

عن زید ابن أرقم، عن النبی ﷺ قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له، فلم يَف (لعذر) ولم يجئني للميعاد فلا إثم عليه. (ابو داؤد شریف، باب فی العدة، النسخة الهندية ۲/۶۸۲، دار السلام رقم: ۴۹۹۵، المعجم الكبير للطبرانی، دار احياء التراث العربي ۵/۹۹، رقم: ۵۰۸۰، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب من وعد غير شيئا ومن نيته أن يفي دار الفكر جديد ۱۵/۲۶۹، رقم: ۲۱۴۳۶، بذل المجهود، كتاب الادب، باب فی العدة قديم

۵/۲۷۷، دار البشائر الإسلامية ۱۳/۳۹۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۱۰/۱۸ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۸ شوال ۱۴۳۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۱۷۸)

گروپ بندی کر کے مقتدیوں کو بھڑکانے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ایسا عالم جو محض اپنے مفاد کے خاطر گروپ بندی کر کے مقتدیوں کو بھڑکائے اور گروپ بندی کرے اور انتظامیہ کمیٹی کے معاملات میں پوری دخل اندازی کرتا ہو، ان وجوہات کی بنا پر نمازی ان سے ناراض ہیں، اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتے ہیں، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) کچھ نمازی موجودہ امام کے پیچھے مجبوراً نماز پڑھتے ہیں تاکہ شر نہ ہو، لیکن ان کو کراہت ہوتی ہے، کچھ لوگوں نے بتایا اس صورت میں تمہاری نماز فاسد ہوگئی، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد یحسان اسرائیلی، کواٹر نمبر

۴۰۴ نئی کالونی، کالا گڈھ، افضل گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) سوالنامہ میں مذکورہ عالم کے بارے میں جو الزامات قائم کئے گئے ہیں، جب تک ان کا کوئی شرعی ثبوت نہ ہو جائے یا وہ عالم صاحب آکر کے ان کا اقرار نہ کر لیں اس وقت تک معاملہ میں شرعی حکم لگانا مناسب نہیں اور نہ ہم اس وقت تک اس معاملہ میں کوئی شرعی حکم لکھیں گے۔

(۲) اگر امام کے اندر خلاف شرع حرکات کی بنا پر مصلیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت ہے تو مصلیوں کی نماز کراہت کیسا تھا اس کے پیچھے صحیح ہو جائے گی اور اس امام کی امامت مکروہ ہوگی، اور اس کراہت کا گناہ امام کے سر ہوگا، اور اگر امام کے اندر شرعی قباحت نہیں ہے، بلکہ ذاتی رنجش اور اختلافات کی بنا پر امام صاحب سے ناگواری ہے تو ایسی صورت میں مقتدی گناہ گار ہوں گے، اور ان کی نماز بھی مکروہ ہوگی، اور امام کی امام بلا کراہت درست ہوگی اور نماز کسی صورت میں بھی فاسد نہ ہوگی۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق ، قال : كان يقال : أشد الناس عذاباً إثنان : امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون ، قال جرير : قال منصور : فسألنا عن أمر الإمام ؟ فقيل لنا : إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۸۳/۱ ، دارالسلام رقم : ۳۵۹)

أم قوماً وهم له كارهون ، إن كانت الكراهة لفساد فيه ، أو لأنهم أحق بالإمامة فيكره له ذلك ، وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره له ذلك ، وفي بعض الكتب : الكراهة على القوم . (بحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة كوئنه ۳۴۸/۱ ، زكريا ۶۰۹/۱ ، طحطاوى على المراقى ، كتاب الصلاة ، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۴ ، دارالكتاب ديوبند / ۳۰۱ ، رد المختار زكريا كتاب الصلاة ، باب الإمامة ۲ / ۲۹۷ ، كراچى

۱/۵۵۹) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ المحرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۹۵۰/۳۴)

بدکار آدمی کی حمایت کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، فتویٰ نویسی اور قضاۃ کے منصب پر بھی فائز ہے، اس نے اپنے ایک سالے عمرو کو ایک دوسری مسجد میں مؤذن رکھا جو کہ پہلے ہی سے شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے، کچھ دن کے بعد اس مؤذن کا ناجائز تعلق ایک باکرہ لڑکی صغریٰ سے ہو گیا، جس کے نتیجے میں صغریٰ کو حمل قرار پا گیا جب اس معاملہ کی تفتیش ہوئی تو مؤذن عمرو نے اپنے جرم زنا کا اعتراف مسجد کے صدر و کمیٹی کے سامنے کیا اور صغریٰ سے نکاح کرنے پر رضامندی و آمادگی بھی ظاہر کر دی، لیکن اس کے بہنوئی زید نے اس کو یہ کہہ کر شادی سے روک دیا کہ پہلے ہی سے ایک بیوی اور دو بچوں کا بوجھ ہی کیا کم ہے، اور پھر امام موصوف نے صغریٰ کے پیٹ میں جو یقیناً سات مہینے کا حمل تھا جس کی تخلیق مکمل ہو چکی تھی اور جس کے سر پر بہت حد تک بال بھی آگئے تھے، ساقط کروا دیا بچہ بڑا ہونے کی وجہ سے بڑی مشکل سے ساقط ہوا اسقاط وغیرہ کے مصارف خود زید نے برداشت کئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تمام باتیں اسقاط قتل و شادی میں رکاوٹ ڈالنا جو زید نے کیا تو کیا اس پر اتنے بڑے جرائم کے ارتکاب کے بعد بھی زید کو منصب امامت افتاء و قضاۃ پر فائز رہنے کا کوئی حق ہے، شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں؟ عنایت ہوگی؟

المستفتی: عبداللہ معرفت عارف بیگ،
کھجرا نہ، اندور، مدھیہ پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اگر وہ اپنی جگہ صحیح و درست ہے تو بدکار آدمی کی حمایت نہیں کرنی چاہئے، عمرو مؤذن نے جو بدکاری کا ارتکاب کیا ہے، شرعی طور پر سخت سزا اور سزاء رجم کا مستحق ہے، لیکن اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اوپر رجم کی حد نہیں لگائی جاسکے گی، مگر اس کی ان حرکتوں کی وجہ سے وہ فاسق ہے لائق امامت اور لائق اذان نہیں، اب رہی بات زید امام صاحب کی جو منصب قضاۃ اور منصب افتاء پر فائز ہیں ان کے بارے میں سوالنامہ میں جو باتیں لکھی گئی ہیں، پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ باتیں انکے حق میں کہاں تک درست ہیں ہم یہاں اتنی دور رہ کر کے اس سلسلہ میں نہ تحقیق کر سکتے ہیں نہ حقیقت حال سے واقف ہو سکتے ہیں، اسلئے وہاں کے آس پاس کے دارالافتاء سے رابطہ قائم کریں یا خود وہ مفتی صاحب سے براہ راست بات کر لیں۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ، وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ: ۲)

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹ صفر ۱۴۲۶ھ

۱۴۲۶/۲/۳۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۷۳۹)

منصب امامت کے خلاف عمل کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جو عالم دین ہے، اور ایک مسجد میں منصب امامت پر فائز ہے، اور ایک ادارہ کا اہتمام بھی زید کے پاس ہے، زید نے ایک دوسری مسجد کی وقف جائیداد کا کرایہ وصول کیا جس مسجد سے زید کا کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہے، زید نے کرایہ کی رقم وصول کر کے مسجد میں کہیں خرچ بھی نہیں کی ہے، دریافت طلب امر یہ ہیکہ ایسی حالت میں زید لائق امامت ہے یا نہیں؟ اور زید کیلئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مسجد کا کرایہ زید نے کیسے وصول کیا جس سے زید کا کسی قسم کا تعلق نہیں، نیز کرایہ دینے والے نے زید کے ہاتھ میں یہ کرایا کیسے دیا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، نیز اگر زید نے دھوکہ دیکر کرایہ وصول کیا ہے، اور اسے مسجد میں خرچ بھی نہیں کیا ہے، تو ایسی صورت میں زید کے اوپر لازم ہے کہ وہ کرایہ جس مسجد کا حق ہے، اسی مسجد کے منتظمین کے حوالہ کر دے، اس کے بعد اپنے اس فعل سے توبہ کر لے، اگر زید اس حکم شرعی پر عمل کر لیتا ہے، تو پھر زید کے اوپر فسق و فجور کا الزام باقی نہیں رہے گا، اس کی امامت بھی درست ہو جائیگی اور اگر وہ اس حکم شرعی پر عمل نہیں کرتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما - قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :
التائب من الذنب کمن لا ذنب له . (شعب الإیمان ، باب فی معالجة کل ذنب
بالتوبة ، دارالکتب العلمیة بیروت ۵/ ۴۳۶ ، رقم : ۷۱۷۸ ، السنن الکبری للبیہقی ، کتاب
الشهادات ، باب شهادة القاذف ، جدید دارالفکر ۱۵/ ۱۷۵ ، ۱۷۶ ، رقم : ۲۱۱۵۲ ، مشکاة
۲۰۶/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۸۰)

شرعی قباحت کی وجہ سے متفر شخص کی امامت

سوال [۲۴۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، لیکن اب اس کے امام بنے رہنے سے محلہ میں انتشار ہے جس کی وجہ سے اس مسجد میں دوسری جماعت ہو رہی ہے، کسی بھی وقت فساد پھوٹنے کا اندیشہ ہے، کیونکہ زید پر یہ اعتراض ہے کہ اسکے ناجائز تعلقات کسی لڑکی سے تھے، جبکہ زید نے ایسے کسی ناجائز تعلقات نہ ہونے کی قسم کھائی ہے، لیکن کمیٹی و دیگر لوگوں نے جب اس کی تحقیق کی تو

تعلقات ہونا ثابت ہو گیا، اور قسم جھوٹی بتلائی گئی، محلہ میں اسی وجہ سے دوپارٹی ہو گئیں ہیں، آیا ایسی صورت میں مسئلہ کیا کہتا ہے، کہ امام صاحب کا امامت پر قائم رہنا مسئلہ کی رو سے کہاں تک درست ہے؟

المستفتی: عبدالعلیم، وارا کین مسجد، ٹانڈہ بادل، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسا امام جس میں شرعی قباحت کی وجہ سے قوم اس کی امامت سے متفرق ہے، اور مسلمانوں کا اتحاد اختلاف اور انتشار کا شکار ہو جائے، اس کو از خود امامت سے برطرف ہو جانا چاہئے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور حدیث شریف میں ایسے امام پر لعنت آئی ہے، اور اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

لو أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره ينبغي أن تكون الكراهة تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم ۱۶۴، دارالکتاب دیوبند/۳۰۱)

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له كارهون، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط ورجل سمع حياً على الفلاح ثم لم يجب. (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له كارهون ۸۲/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۸، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۲۲۳/۱۳، رقم: ۶۷۰۷)

عن أبی أمامة یقول: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة لا تجاوز صلواتهم أذانهم: العبد الأبق حتى یرجع، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط، وإمام قوم وهم له كارهون. (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له كارهون ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۶۰، المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربی ۲۸۶/۸)

رقم: ۸۰۹۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۸۸۹)

انفال شیعہ کے مرتکب کا ناراض مقتدیوں کی امامت کا حکم

سوال [۲۴۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید راجہ بازار جامع مسجد کا امام ہے، جسے صرف پنج وقتہ نمازوں کی امامت کیلئے مقرر کیا گیا تھا، لیکن نہ وہ حافظ ہے نہ قاری نہ علمی صلاحیت و قابلیت کا مالک، فارسی و عربی کا کیا کہنا نہ ہی علماء کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا بلکہ عام لڑکوں کے درمیان اٹھنا بیٹھنا اور دعوت کھانا ہے، زید نے عرصہ دراز سے اپنے حجرہ میں جھاڑ پھونک کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے، یہ حجرہ ٹھیک مدرسہ کے اوپر جنوب کی طرف ہے، اور جامع مسجد سے ملا ہوا ہے، مسجد کا مین گیٹ شمال کی طرف راستہ کی جانب ہے اجنبی و غیر محرم لڑکیاں اور عورتیں اسی گیٹ سے داخل ہوتی ہیں، اور عموماً مسجد کے خاص حصہ کو گذرگاہ بنا رکھا ہے، کبھی عین نماز کا وقت بھی ہوتا ہے، زید تنہا اپنے حجرہ میں جھاڑ پھونک کا عمل کرتا ہے، مدرسہ کے طلباء کو اس فتنہ میں پڑ جانیکا یقینی ڈر لگا رہتا ہے، اہل محلہ اہل مسجد و مدرسہ کو فکر لگی رہتی ہے، کہ مسجد و مدرسہ کہیں بدنام نہ ہو جائے، زید ان اجنبی لڑکیوں و عورتوں کو اپنی بیٹیاں و ماںیں سمجھنے کی دلیل دیتا ہے۔

افسوس ہے کہ پرانی مسجد کمیٹی کی زبردست کوتاہی کی وجہ سے آج تک اس جامع مسجد کیلئے کوئی قابل عالم مفتی و خطیب کی تقرری نہ ہو سکی، جس سے فائدہ اٹھا کر زید جمعہ و عیدین میں ایسی بے ربط اور معمولی تقریر کرتا ہے، جس میں اردو کی بہت ساری غلطیاں ہوتی ہیں، اور اسکی غیر علمی صلاحیت و قابلیت ظاہر ہو جاتی ہے، مزاج میں سختی ہے، اپنی رائے سے اختلاف کرنے والوں کے خلاف جمعہ میں علی الاعلان وہ بددعا کرتا ہے، طنز و تنقید کا نشانہ

بناتا ہے، تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام سے کئی روز پہلے سے اعلان کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ برکت حاصل کریں، اسکے علاوہ زید نئی مسجد کمیٹی کے ممبران کو نام لئے بغیر طعنہ دیتا ہے، کہ یہ سب جاہل منصب کے بھوکے ہیں، اور مسجد کے منتظم بن بیٹھے ہیں،، زید کہتا ہے کہ میں امام ہوں میری ہر بات ماننا آپ پر ضروری ہے، ۹۰ پر سینٹ سے زیادہ لوگ زید کی امامت سے بدظن اور ناراض ہیں، واضح ہو کہ نئی مسجد کمیٹی کو قدرت کیساتھ متولی و عوام کا تعاون حاصل ہے۔

الف: لہذا زید جو امام جامع مسجد ہے اسکے مندرجہ بالا اعمال و افعال کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حکم ارشاد فرما کر رہنمائی فرمائیں؟

ب: یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ قدرت اور وسائل کے رہتے ہوئے اگر نئی مسجد کمیٹی لاکھوں علاقائی مسلمانوں کی دینی ضرورت کو نظر انداز کر کے ایک مناسب عالم مفتی و خطیب کی مستقل تقرری سے اب بھی کوتاہی کرے تو کیا حکم شرعی ہے؟

المستفتی: انعام الحق، پٹوار بگان لین، کوکاتہ ۹۰

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں زید کے مذکورہ افعال یقیناً شریعت کے خلاف ہیں، ایک متقی پرہیزگار آدمی کبھی بھی ان افعال کو نہیں کر سکتا ہے، اور زید تو امام ہے؛ لہذا زید پر لازم ہے کہ یا تو فوری طور پر ان افعال سے توبہ کرے یا خود امامت جیسے عظیم عہدہ سے رضا کارانہ طور پر علاحدگی اختیار کر لے؛ کیوں کہ ان افعال کی وجہ سے زید کا امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے، امام مسجد کو متبع سنت، پابند شریعت ہونا ضروری ہے، نیز ان افعال سے خود زید اور مسجد کے مصلیوں اور مدرسہ میں مقیم طلبہ کے فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، لہذا زید کیلئے فوری طور پر ان افعال کو چھوڑنا ضروری ہے، اور ان ہی وجوہات کی بناء پر مسجد کے اکثر مصلی اور منتظمہ کمیٹی زید سے ناراض ہیں؛ لہذا مسجد کی نئی کمیٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر زید امام کو امامت کے عہدہ سے برخاست کر کے کسی قابل متبع سنت امام

کا انتظام کرے، تاکہ تمام لوگوں کی نماز سنت کے مطابق صحیح طور پر ادا ہو سکے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۳۲۰، محمودیہ ڈائجیل ۶/۱۱۵)

عن أبي مسعود الأنصاري^{رض} قال: قال رسول الله ﷺ: يوم القوم أقرأهم لكتاب الله، فإن كانوا في القراءة سواء، فأعلمهم بالسنة. (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ۱/۲۳۶، بيت الأفكار رقم: ۶۷۳)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۴، کراچی ۱/۵۵۷)

اتقوا مواضع التهم. (كشف الخفاء ۱/۴۵، بیروت)

والخلوة بالأجنبية حرام. (شامی زکریا ۹/۵۲۹، کراچی ۶/۳۶۸)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة لا ترفع لهم صلاتهم فوق رؤسهم شبراً رجل أم قوما وهم له كارهون. (ابن ماجه، الصلاة، باب من أم قوما وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۶۸، دار السلام رقم: ۹۷۱)

عن عطاء بن دينار الهذلي أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمة، باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامة المكتب الإسلامي ۱/۷۳۵، رقم: ۱۵۱۷)

إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وينبغي أن تكون الكراهة تحريمة لخبر أبي داود ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة، وعدمهم من تقدم قوماً وهم له كارهون. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة، قديم ۱/۱۶۴، دار الكتاب ديوبند جديد ۱/۳۰، هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة زکریا قديم ۱/۸۷، جديد ۱/۱۴۴، المحيط البرهاني، كتاب الكراهية والإستحسان، الفصل الرابع، جديد

المجلس العلمي ۷/ ۵۱۴، ۵۱۵، رقم: ۹۴۵۵، الصلاة، الفصل السادس، أحكام الإمامة والإقتداء ۲/ ۱۸۰، رقم: ۱۵۲۲، شرح النقایہ، کتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازیہ دیوبند ۱/ ۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

(الف توئی نمبر: ۳۹/ ۱۰۳۹۰)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۴/۳۰

کچھ مقتدیوں کی ناراضگی کی صورت میں امامت

سوال [۲۴۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام جس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں اختلاف ہے اور بستی میں امام کے رہنے سے بستی میں نا اتفاقی اور خونریزی ہونے کا خطرہ ہے، اور امام ایسی حالت میں مسجد نہ چھوڑے جس سے کچھ لوگ راضی ہوں، اور کچھ ناراض ہوں، تو ایسی حالت میں علماء کیا فرماتے ہیں؟

المستفتی: متولی بنے ٹھیکدار، ہر تھلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام کے اندر شریعت کے خلاف کوئی عمل نہیں ہے، اور محض ذاتی خلش کی وجہ سے امام سے دشمنی ہے تو جو لوگ امام سے ایسی حالت میں بغض رکھتے ہیں، وہ خود گنہگار ہوں گے، اور قوم میں انتشار و اختلاف کی پوری ذمہ داری ان پر آئیگی، اور امام کے اوپر شرعاً کوئی الزام نہیں، اگر خونریزی کی نوبت آتی ہے، تو اس کے ذمہ دار بھی اختلاف کرنے والے ہوں گے، اور اگر اس کے برخلاف امام کے اندر شرعی خامی ہے، تو پہلے اس کی وضاحت تحریر فرمائیے، اس کے بعد جواب لکھا جاسکتا ہے۔

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكرهية الدينية بسبب

شرعی، فأما الكراهية لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضاً بأن يكن الكارهون أكثر المأمومين ولا عبرة بكرهية الواحد والاثنين، والثلاثة إذا

كان المؤتمون جمعاً كثيراً. (بذل المحمود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلامية جديد ۵/۷۵، قديم مطبوعه ميرٹھ ۱/۳۳۱)

عن عمر و بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

لو أم قوماً وهم له كارهون، فهو على ثلاثة أوجه: إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وإن كان هو أحق بها منهم، ولا فساد فيه، ومع هذا يكرهونه، لا يكره له التقدم. (طحطاوی علی المراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم ۱/۶۴، دارالكتاب ديوبند جديد ۱/۳۰۱، در مختار مع الشامی مصری، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۲۲، كراچی ۱/۵۵۹، زكريا ۲/۲۹۷، حاشية الطحطاوی على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئنه ۱/۲۴۳) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۵۱۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۳/۱۴۲۱ھ

بلا اجازت مسجد کابل، پانی، انویٹر اور پنکھا وغیرہ استعمال کرنے

والے کی امامت

سوال [۲۴۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب جو

مستقل مسجد میں رہ رہے ہیں، کیا ان کیلئے مسجد کے بلب پانی وغیرہ کا استعمال بلا اجازت درست ہے یا نہیں؟ اور جو بلا اجازت ان تمام اشیاء کا استعمال کرے، تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: سیرت حسین انصاری، مہتمم:
مدرسہ ترتیل القرآن، مانپور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب امام صاحب مسجد کے ذمہ داروں کی اجازت سے مسجد میں رہتے ہیں، تو یہ اجازت مسجد کے بلب پانی حجرہ سب چیزوں کے استعمال کیلئے ہے، یہی مسجد کے امام اور مؤذن کیلئے متعارف ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶/۲۲۴، جدید میرٹھ ۲۲/۲۰۶، ڈابھیل ۱۴/۶۳۳)

وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَصْرِفَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ إِلَى إِمَامِ الْمَسْجِدِ أَوْ إِلَى مُؤَذِّنِ الْمَسْجِدِ، فَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ، إِلَّا إِنْ كَانَ الْوَاقِفُ شَرْطَ ذَلِكَ فِي الْوَقْفِ، كَذَا فِي الزَّخِيرَةِ. (ہندیہ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد.... زکریا قدیم ۲/۶۳، جدید ۲/۱۳۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ صفر ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۲۵۸/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۲۰ھ

محلہ کے گھرانوں میں آنے جانے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی شخص مسجد میں پانچ وقت کی امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، اس شخص کا محلہ کے کچھ گھرانوں میں بے تکلفی کیسا تھ آنا جانا ہے، چاہے گھر پر محرم موجود ہے یا نہیں؟ اور کھانا بھی کھاتا ہے ان گھر

وں میں بیٹھ کر؟

المستفتی: سید وارث علی، محلہ قاضیان، ہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب جن گھروں میں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، اگر ان کا کھانا ان ہی گھروں میں ہو، جس کی وجہ سے وہ وہاں جا کر کھاتے ہوں، تو امام صاحب کے لیے ان کے یہاں کھانا کھانے کے لیے جانا آنا بلا تردد جائز اور درست ہے، اور امام صاحب پر اس بات کی وجہ سے اعتراض قائم کرنا جائز نہیں ہے؟ اور اعتراض کرنے والے گنہگار ہوں گے، اور جن کے یہاں کھانا کھایا جاتا ہے، کبھی کبھار کھانے کے بغیر بھی آنا جانا برا نہیں ہے، اور ان سے تعلق قائم ہونے کی وجہ سے ان کے یہاں کھانے کیلئے یا کھانے کے بغیر بھی ملاقات کیلئے آنے جانے میں شرعاً نہ کوئی قباحت ہے، اور نہ کسی کو اشکال کا حق ہے، اور اگر کبھی کبھار ایسا اتفاق بھی ہو جائے کہ امام صاحب پہونچ جائیں اور گھر کے بالغ مرد نہ ہوں اور عورتیں پردہ کی رعایت کرتے ہوئے بچوں کے ذریعہ سے امام صاحب کو کھانا کھلا دیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ امام صاحب کیساتھ معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو، اگر حالات ایسے ہیں، تو محرم کی عدم موجودگی میں امام صاحب کے ان کے گھر پہونچنے کو الزام کے انداز سے پیش کرنا درست نہیں ہے، اور ایسے واقعات حدیث شریف میں بکثرت موجود ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا بھی اس طرح کسی کے یہاں آنا جانا ثابت ہے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابوالہیثمؓ کے یہاں تشریف لئے گئے، ان کی بیوی موجود تھی، وہ خود موجود نہیں تھے، ان کے آنے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ان کا انتظار فرماتے رہے، اور ان کے آنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کیساتھ والوں کی مہمانداری کی گئی، حدیث شریف لمبی ہونے کی وجہ سے حدیث شریف کا جز ملاحظہ فرمائیے:

عن ابی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ - قال : خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ساعة لا یشرج فیہا ، ولا یلقاہ فیہا أحد ، فأناہ أبو بکر ، فقال : ما جاء بک یا أبا بکر ؟ فقال : خرجت ألقى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأنظر فی وجہہ والتسلیم علیہ ، فلم یلبث أن جاء عمر ، فقال : ما جاء بک یا عمر ؟ قال : الجوع یا رسول اللہ ! قال : فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : وأنا قد وجدت بعض ذلک ، فانطلقوا إلی منزل أبی الہیثم التیہان الأنصاری ، وكان رجلاً کثیراً النخل والشاء ، ولم یکن لہ خدم فلم یجدوہ ، فقالوا لامراتہ : أين صاحبک ؟ فقالت : انطلق یستعذب لنا الماء ولم یلبثوا أن جاء أبو الہیثم بقربة یشربہا ، فوضعہا ، ثم جاء یلتزم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفدیه بأبیہ وأمه ثم انطلق إلی نخلة فجاء بقنور فوضعه الخ . (سنن الترمذی ، الزہد ، باب ما جاء فی معیشة أصحاب النبی ، النسخة الهندیة ۶۲/۲ ، دار السلام رقم : ۲۳۶۹ ، مشکل الآثار للطحاوی ، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۳۷/۱ ، رقم : ۴۵۷ ، ۴۵۸ ، المستدرک ، کتاب الأطعمۃ قديم ۱۴۵/۴ ، مکتبہ نزار مصطفى الباز جدید ۷/۲۵۶۲ ، رقم : ۷۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ : شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۷ھ / ۶/۲

(الف فتویٰ نمبر : ۹۰۷۳۸)

الجواب صحیح :

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۷ھ / ۶/۲

دیرات تک ٹھہرنے اور دوستوں سے ملاقات کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ ایک شخص جو امامت کرتا ہے، اس نے ایک مرتبہ سینکڑوں آدمیوں کی موجودگی میں یہ وعدہ کیا کہ اگر ایک دو آدمی بھی میرے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے تو میں امامت سے علیحدہ ہو جاؤں گا، اس

وقت صورت حال یہ ہے کہ تقریباً بیسویں نمازی ایسے ہیں جو ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں، جو امام صاحب کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاتے اور سستی اور لا پرواہی کی وجہ سے گھریا دوسری جگہ بھی نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، اس طرح وہ صرف امام صاحب کی وجہ سے نماز کو چھوڑ کر گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں، ان لوگوں کی ناراضگی کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب ایک تو جھوٹ بولنے کے عادی ہیں، اور دوسرے رات کو ایک ایک بجے تک ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں یہ لوگ اس بات سے کراہت محسوس کرتے ہیں، اور امام کے وقار کے خلاف تصور کرتے ہیں۔

الحاصل: امر مسئلہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں کیا کیا جائے، کیا ان حالات میں مسجد کی دوسری منزل پر دوسری جماعت کی جاسکتی ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مسئلہ ہذا کو واضح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: حاجی جمیل احمد، چکی والے،
بڑی مسجد، ریشن پارک، لکشمی نگر، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام صاحب کیسے جھوٹ بولتے ہیں، اس کی تفصیل اور ثبوت کے بغیر کوئی حکم لکھنا مناسب نہیں اور رات میں دیر میں آنے اور ادھر ادھر گھومنے میں اگر کوئی حرام اور ناجائز حرکت نہیں کرتے ہیں بلکہ صرف دوست و احباب سے ملاقات یا کوئی دین کی بات کرتے ہیں، تو کوئی گناہ اور خلاف شرع نہیں ہے۔

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكرهية الدينية بسبب شرعي، فأما الكراهية لغير الدين فلا عبرة بها وقيدوه أيضاً بأن يكن الكارهون أكثر المأمومين ولا عبرة بكرهية الواحد والإثنين، والثلاثة إذا كان المؤمنون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلامية، ١٤٧٥/٥، قديم مطبوعه

میرٹھ ۱/ ۳۳۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳۳/۵۳۳۲)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/ ۶/ ۱۴۱۸ھ

امام کے اندر شرعی قباحت نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم

سوال [۲۴۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اس رمضان المبارک سے محلّہ قاضی باغ کی مسجد میں ایک نئے امام صاحب کا تقرر عمل میں آیا ہے، امام صاحب محلّہ ہی کے باشندے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ آٹھ دس آدمی جو کہ پنجوقتہ نمازی تھے، انھوں نے ان امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور وہ یہ کہتے ہیں، کہ ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اور کچھ آدمی ایسے بھی ہیں، جو نماز پڑھ لیتے ہیں، مگر کراہت کے ساتھ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جب سے یہ امام صاحب آئے ہیں انھوں نے مسجد میں ہی آنا بالکل بند کر دیا آیا ایسے شخص کی امامت از روئے شرع محمدی کیسی ہے؟ امامت کرے یا امامت سے دست بردار ہو جائے؟

ان سب باتوں کے باوجود کمیٹی ایسے ہی امام کو رکھے اور ضدیہ کرے کہ ہم تو اسی امام کو رکھیں گے تو کمیٹی کے متعلق بھی واضح طور پر حکم شرع بیان فرمادیتے۔

المستفتی: مولانا عتیق الرحمن، مسجد قاضی

باغ، محلّہ قاضی باغ، ضلع، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مذکورہ امام کے اندر کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، جس کی وجہ سے نماز میں خرابی آسکتی ہے، تو اس امام کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، اور امام کے لئے امامت کرنا جائز ہے اور جو لوگ صرف ضدیہ محض ذاتی دشمنی کی بناء پر جماعت میں شرکت نہیں کر رہے ہیں، وہ خود گنہگار ہوں گے، اور کمیٹی کے لوگوں پر بھی کوئی

گناہ نہیں ہے، اور امام مذکور کے اندر شرعی قباحت مثلاً شراب جو ایذا ڈاڑھی منڈانے وغیرہ برے افعال موجود ہیں تو ترک جماعت کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں خود امام اور کمیٹی کے لوگ گنہگار ہوں گے۔

عن ابن عباس رض عن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤسهم شبراً: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۶۹/۱، دارالسلام رقم: ۹۷۱)

حاصل المسألة: كما قال الفقهاء: إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذی علی هامش الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له كارهون ۸۶/۱)

لواء قوماً وهم له كارهون، فهو على ثلاثة أوجه ان كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم الخ. (حاشية الطحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۴، دارالكتاب ديو بند/ ۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴۶۶/۲۷)

اکثر مقتدی خوش ہوں تو امامت بلا کراہت جائز ہے

سوال [۲۴۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلہ کے لوگ باہر کے امام کے اخراجات نہیں برداشت کرنا چاہتے ہیں، لہذا زید اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہے، تاکہ مسجد آباد رہے، سبھی مقتدی حضرات اس سے خوش ہیں، علاوہ دو افراد کے وہ

بھی کسی تعصب کی بنا پر ہے بلا کسی عذر شرعی کے اس صورت میں زید نماز پڑھا تا رہے، یا علیحدگی اختیار کر لے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد حنیف، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر اکثر مقتدی زید کی امامت سے خوش ہیں، تو زید کی امامت بلا کراہت درست ہے، ایک دو افراد جو مخالفت کرتے ہیں، وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعى، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضا بأن يكن الكارهون أكثر المأمومين ولا اعتبار بكراهة الواحد والإثنين، والثلاثة إذا كان المؤتمون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلامية جديد بيروت ۵/ ۴۷۵، مطبوعه ميرته ۱/ ۳۳۱، عون المعبود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۲۳۱)

عن عمر و بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقليل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فى من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/ ۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بهامتهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم، لأن الجاهل والفساق، يكره العالم والصالح الخ. (مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۴، دارالكتاب

دیوبند ۱/۳۰) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۷۱)

نائب امام کے ساتھ گھناؤنی سازش کرنے والے امام کی امامت

سوال [۲۴۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کے بڑے امام نے اپنے نائب امام (جو ایک عالم دین ہیں) کے خلاف ایک سوچی سمجھی گھناؤنی سازش میں بھرپور حصہ لیا تا کہ اس عالم دین کو ایک گھناؤنے الزام میں پھنسا کر مسجد سے نکال دیا جائے، مسجد کی کمیٹی نے ملزم امام صاحب سے وضاحت طلب کی تو نائب امام نے ایسے ثبوت مہیا کئے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ ایک سازش ہے، پھر مسجد کی کمیٹی نے شریعت کے قانون کے پیش نظر نائب امام سے چار گواہ کی موجودگی میں قسم کھلائی، نائب امام نے ایسے پکے ثبوت کمیٹی کے سامنے پیش کئے جس سے یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ بڑے امام صاحب نے اس گھناؤنی سازش میں نہایت اہم رول ادا کیا ہے؟ اب مقتدیان مسجد کا یہ عام اعتراض ہے کہ بڑے امام نے ایک عالم دین پر اس قسم کا گھناؤنا الزام لگا کر انہیں مسجد سے نکالنے کیلئے اس سازش کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کی ہے، جب یہ ثابت ہو گیا تو ایسے سازشی امام کے پیچھے ہماری نماز کیا حکم رکھتی ہے؟ بڑے امام صاحب کی اس سازش کے ثابت ہونے پر اکثریت اراکین و مصلیٰ بڑے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت محسوس کرتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: مقتدیان مسجد مدراس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر سوال اپنی جگہ صحیح اور درست ہے کہ سوچ سمجھ کر نائب امام کو جھوٹا الزام لگا کر مسجد سے نکال دیا ہے، اور اس الزام کا جھوٹا ہونا ثابت بھی ہو چکا ہے، تو

بڑے امام جو اس ناجائز حرکت کے مرتکب ہیں وہ شرعاً فاسق ہو گئے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اب مسجد کے منتظمین اور ذمہ داران کو خود ہی اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ بڑے امام کے بارے میں کیا فیصلہ کریں، حدیث پاک میں ایسے امام کو امامت سے دستبردار ہو جانے کا حکم آیا ہے، جس سے مقتدی متفر ہوں، اور اس کے اندر خرابی کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔

عن عطاء بن دینا الہذلی، أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم، رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمة، باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامة المکتب الإسلامی ۳۷۵/۱، رقم: ۱۵۱۷)

بل مشی فی شرح المنیة علی أن الکراهة تقدیمہ کراهة تحریم . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، قبیل مطلب البدعة خمسة أقسام کراچی ۵۶۰/۱، زکریا ۲۹۹/۲)

عن أنس بن مالک قال: لعن رسول الله ﷺ ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (ترمذی شریف، کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له کارهون، النسخة الهندیة ۸۳/۱، دار السلام رقم: ۳۵۸، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۲۲۳/۱۳، رقم: ۶۷۰۷)

عن ابن عباس - رضی اللہ عنہ - عن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبراً: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن ابن ماجہ، الصلاة، باب من أم قوماً وهم له کارهون، النسخة الهندیة ۶۹/۱، دار السلام رقم: ۹۷۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۲۵)

امامت کے حصول کی خاطر موجودہ امام کے خلاف لوگوں کو اکسانے

والے کی امامت

سوال [۲۴۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

- (۱) جو شخص فسادی ہو مسجد میں روز نئے فتنہ و فساد کرتا رہتا ہو جس سے مسجد کے نظم و نسق میں خلل پڑتا ہو اور نقض امن کا بھی خطرہ ہو، ایسے شخص کے لئے شریعت کا کیا مسئلہ ہے؟
- (۲) جو شخص خود امامت حاصل کرنے کیلئے امام موجود کے خلاف لوگوں کو اکساتا ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

المستفتی: محمد عارف حسین، گڑیاں، نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) فتنہ و فساد ہر حال میں ناجائز اور ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے ”الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ“ (الآیۃ) فتنہ قتل سے بھی بڑی چیز ہے، مگر جس کے بارے میں آپ فتنہ کی نسبت فرما رہے ہیں، اور جس کو فتنہ سمجھ رہے ہیں، اس پر غور کرنیکی ضرورت ہے کہ وہ واقع میں فتنہ بھی ہے یا نہیں؟

(۲) اگر موجودہ امام متبع شریعت ہے اور قرآن کریم صحیح پڑھتا ہے، پھر اس کے خلاف اکسایا جا رہا ہے، تو اکسانا جائز نہیں ہے، اور اگر موجودہ امام متبع شریعت نہیں ہے، یا قرأت صحیح نہیں کرتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ ناراض ہیں، اور صحیح پڑھنے والے کو لانا چاہتے ہیں، اور آپس میں اس سلسلہ میں تبادلہ خیال کرتے ہیں، تو یہ اکسانا نہیں ہے، اس کی گنجائش ہے، بلکہ خود امام کو امامت چھوڑ دینی چاہئے۔

عن ابن مالکؒ قال: لعن رسول الله ﷺ رجلاً أقوماً وهم له

عن عمر و بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۸۳/۱ ، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

حاصل المسألة : كما قال الفقهاء: إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه ، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام . (العرف الشذی علی هامش الترمذی ، كتاب الصلاة ، باب ما جاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون ۸۶/۱)

لو أم قوماً وهم له كارهون ، فهو ثلثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه ، أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره . (طحطاوی علی المراقی ، كتاب الصلاة ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالكتاب دیوبند جدید / ۳۰۱ ، قدیم / ۱۶۴) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ صفر ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۵۱۹۳/۳۳)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/۲/۱۴۱۸ھ

جس سے لوگ ناراض ہوں اس کی امامت

سوال [۲۴۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص اپنی زبردستی یا تو نگری کی وجہ سے امامت کرے، اور مقتدی حضرات ایسے امام سے ۹۰ نوے فیصد ناراض ہیں، مگر بے بس ہیں چاہے اپنی جہالت محسوس کرتے ہوں، یا کسی فساد کی بناء صبر کر کے کراہیت کی نظر سے مجبوراً نماز پڑھتے ہوں، تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی

یا نہیں؟ مفصل جواب سے نوازیں؟

المستفتی: خلیل احمد، رتوپورہ، ٹھا کردوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر لوگوں کا ناراض ہونا امام کے اندر کسی شرعی قباحت کی وجہ سے ہے، تو اس امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور امام کو خود علیحدہ ہو جانا چاہئے، اور اگر امام کے اندر شرعی قباحت نہیں ہے، مقتدی لوگ محض بغض و عناد میں ناراض ہیں تو اسکے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہوگی، اور مقتدی لوگ گنہگار ہوں گے۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ثلاثة لا يقبل الله لهم صلاة، إمام قوم وهم له كارهون. (صحيح ابن حبان، ذكر نفى قبول الصلاة، عن أقوام بأعيانهم من أجل أوصاف ارتكبوها، دار الفكر ۹۷/۳، رقم: ۱۷۵۳)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۳/۱، دار السلام رقم: ۳۵۹)

ولو أم قوماً وهم له كارهون، أن الكراهية لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره (قوله) وإن هو أحق لا- والكراهية عليهم الخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئنه ۱۳/۱، كراچی ۵۵۹/۱، زکریا ۲۹۷/۲، ۲۹۸)

ومن أم قوماً وهم له كارهون، إن كانت الكراهية لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة، كره لهم ذلك، وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره، لأن الفاسق والجاهل يكرهان العالم والصالح. (المحيط البرهانی، كتاب

الصلاة، الفصل السادس، أحكام الإمامة والافتداء المجلس العلمي جدید ۲/ ۱۸۰، رقم: ۱۵۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۶ شوال ۱۴۰۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۹۴۶/۲۴)

گشت نہ کرانے کی وجہ سے کسی مقتدی کا امام صاحب سے ناراض ہو جانا

سوال [۲۴۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری محلہ کی مسجد کے امام صاحب ہیں، مسجد ہذا میں تبلیغی گشت کا سلسلہ تقریباً ۲۰ سال کے عرصہ سے جاری ہے، اس عرصہ میں امام صاحب ہی مستقل گشت کراتے ہیں، ایک روز امام صاحب کے رشتہ دار شدت کی بیماری میں گرفتار تھے، موصوف امام صاحب کو ان کی بیماری کی وجہ سے کافی آمدورفت کرنی پڑی، یہاں تک کہ گشت میں شرکت نہ کر سکے، اور عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد بیمار کی مزاج پرسی اور دوائی کیلئے پیسوں کی ضرورت تھی، اس سلسلہ میں گھر جانا پڑا اور عشاء کے بعد جا کر فجر کی نماز پھر پڑھائی، بعد ازیں مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ امام صاحب سے مجھے شکایت ہے، اور یہ کہا کہ امام صاحب سے حق کہوں گا، لوگوں نے جب پوچھا تو بتلایا کہ، امام صاحب نے گشت میں شرکت کیوں نہیں کی گھر پر بیوی کے پاس جانے کے لئے وقت ہے اور گشت کرانے کیلئے وقت نہیں ہے، اور امام صاحب جھوٹ بولتے ہیں، دوسرے دن جب امام صاحب سے گفتگو ہوئی تو ان صاحب نے فرمایا کہ آپنے گشت میں شرکت کیوں نہیں کی، امام صاحب نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا لیکن موصوف نے کوئی بھی وجہ نہیں سنی، اور یہ کہا کہ میں کچھ نہیں سن سکتا، امام صاحب نے کہا مسئلہ یہ ہے کہ گشت کوئی فرض عین نہیں ہے، اگر کسی ضرورت کی بنا پر ترک ہو بھی گیا تو کوئی گناہ نہیں ہوا، مزید امام صاحب نے یہ بھی کہا کہ حقیقی بات یہ ہے کہ گشت کی ذمہ داری امام صاحب پر ہرگز نہیں ہے، تو موصوف امام صاحب کا یہ جواب سن کر ناراض ہو کر

واپس چلے گئے، اور نماز امام صاحب کے پیچھے پڑھنا چھوڑ دی۔ شریعت کے رو سے جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

المستفتی: مصلیان مسجد، شیخ پوری، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل اپنے بیان میں سچا ہے تو مذکورہ حالات میں امام صاحب کے کسی عذر کی بنا پر گشت میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے کسی مقتدی نے ناراض ہو کر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، تو شرعاً امام صاحب پر کوئی الزام نہیں ہے، امام صاحب کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے، مخالف مقتدی گنہگار ہوگا۔

عن عمر و بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام ف قيل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۸۳/۱ ، دار السلام رقم: ۳۵۹)

لو أم قوماً وهم له كارهون ، فهو ثلثة أوجه (إلى قوله) ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه ، لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح الخ . (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان الأحق بالإمامة دار الكتاب دیوبند جدید/۳۰۱ ، قدیم/۱۶۴)

وإن كان هو أحق بالإمامة ومع هذا يكرهون إمامته ، لا يكره له أن يؤمهم : قال محمد رحمه الله تعالى! إذا عرف فرائض الصلاة ، ، وأدائها ، فلا معتبر لكرهه القوم . (الفتاویٰ التاتارخانیہ ، كتاب الكراهية والإستحسان ، الفصل الرابع ۵۹/۱۸ ، رقم: ۲۸۰۲۵ ، وهكذا في حاشية الطحطاوى على الدر المختار ،

کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/ ۳۴۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
 کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
 ۱۳ صفر ۱۴۰۹ھ
 (الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۰۷)

اکثر نمازیوں کی رضا مندی کے باوجود متولی کا امام کو معزول کرنا

سوال [۲۴۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص ایک مسجد میں چند سال سے جماعت کا متعین امام ہے، اب سے کچھ دنوں قبل متولیان حضرات نے متعینہ امام کو امامت کے مقام سے علیحدہ کر دیا ہے، اور کہا یہ حق ہم کو حاصل ہے، تو امام نے جمعہ کے بعد نمازیوں کے سامنے صورت حال کو پیش کیا، جس پر حاضرین میں سے اکثر نے یہ کہا کہ یہ عوام کا حق ہے، تم صرف متولیان کے کہنے پر مسجد چھوڑ کے نہ جانا اور یہ سب گفتگو بعض متولیان کی موجودگی میں بھی ہوئی نیز ایسی صورت حال کے تحت امام کا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور امام کو رکھنا یا نہ رکھنا یہ حق صرف متولیوں کا ہوگا یا غالبہ و رائے عامہ کا حق ہوگا؟

المستفتی: شمس الدین، بگرامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر موجودہ امام کے اندر کوئی قباحت و فتنہ انگیز بات نہیں ہے اس کے باوجود متولیان مسجد اس کو معزول کر رہے ہیں، تو ان کا معزول کرنا درست نہیں ہے، جبکہ اکثر اہل مسجد اس امام سے خوش ہیں، جیسا کہ قاضی خان و درمختار کی عبارت سے مستفاد ہے۔

البانی للمسجد أولى من القوم بنصب الإمام والمؤذن في المختار، إلا إذا عين القوم أصلح ممن عينه البانی. (درمختار علی هامش رد المختار، کتاب الوقف،

مطلب باع عقاراً ثم ادعى أنه وقف مصري ٤/٣٥٤، کراچی ٤/٤٣٠، زکریا ٦/٦٤٥)
 وكذلك لو نازعه أهل السكة في نصب الإمام والمؤذن كان ذلك
 إليه إلا إذا عين هو لذلك رجلاً وعين أهل السكة رجلاً آخر أصح ممن
 عينه الباني فحينئذ لا يكون الباني أولى. (قاضی خان علی هامش الہندیہ، کتاب
 الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً ٣/٢٩٧، جدید زکریا ٣/٢٠٧)

وقيد أيضاً بأن يكون الكارهون أكثر المأمومين ولا اعتبار بكرهه
 الواحد والإثنين، والثلاثة، إذا كان المؤتمون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود،
 کتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلامية بیروت
 ٥/٤٧٥، مطبوعه ميرته قديم ١/٣٣١، عون المعبود، باب الرجل يؤم القوم وهم له
 كارهون، دارالکتب العلمیہ بیروت ١/٢٣١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

ھ ۱۴۰۷/۸/۲۲

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۲۱۰)

نہی عن المنکر کی وجہ سے مقتدی کا امام سے ناراض ہونا

سوال [۲۴۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر امام خلاف
 شریعت مسجد میں کوئی بات یا کام دیکھے تو اس کو امام روکے اور اگر مقتدی ناراض ہوں تو کیا کرنا
 چاہئے، امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئلہ میں جبکہ امام کے خلاف شرع کام سے
 روکنے کی وجہ سے مقتدی ناراض ہوتے ہوں، تو ایسی صورت میں مقتدیوں کی ناراضگی کا کوئی
 اعتبار نہیں ہوگا، اور امام کے وہاں امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مقتدیوں کی بلا وجہ

ناراضگی کی وجہ سے خود مقتدی گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱۰۴/۳)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان یقال أشد الناس عذاباً یوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون ، قال هناد: قال جریر: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنی بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم علی من كرهه. (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۸۳/۱ ، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعی ، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بذل المجهود ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، دارالبشائر الإسلامية جدید بیروت ۴۷۵/۳ ، مطبوعه ميرثه قديم ۳۳۱/۱)

وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره ، لأن الفاسق والجاهل يكرهان العالم. (المحيط البرهانی ، كتاب الصلاة ، الفصل السادس أحكام الإمامة والإقتداء المجلس العلمي ، جدید ۱۸۰/۲ ، رقم: ۱۵۲۲)

وفي بعض الكتب: والكراهة على القوم وهو ظاهر ، لأنها ناشئة عن الأخلاق الذميمة. (البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، كوثنه ۳۴۸/۱ ، زكريا ۶۰۹/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۵/۲۷ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۳۳)

مقتدی کو تکمیل کرنے پر کیا امام پرتاوان لازم ہے؟

سوال [۲۴۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک روز

قبرستان کے کچھ درختوں کی شاخوں کو کاٹا جا رہا تھا کہ ایک صاحب شراب کے نشہ میں مست مسجد میں آئے اور امام صاحب سے کہا کہ آپ فی الفور مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں یہ اعلان کر دیجئے کہ میں نے قبرستان کے تمام درختوں کی قیمت تین ہزار روپیہ لگا دی ہے، اگر کوئی اس سے زائد دینا چاہے تو اس کو دیدیں، ورنہ میرے ہو گئے، امام صاحب نے حالات کی نزاکت سمجھتے ہوئے اعلان کر دیا بعد ازیں وہ شخص پھر دوبارہ آیا اور نشہ کی حالت ہی میں از خود اعلان کرنا شروع کر دیا، اعلان کے بعد امام صاحب نے اس کو سمجھا یا کہ بھائی صاحب مسجد اللہ کا گھر ہے اس میں شراب پی کر نہ آنا چاہئے، اتنا سنکر وہ شخص برہم ہو گیا اور گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہم مقتدیوں کو یہ بات ناگوار گذری اور ہم سب نے متفق ہو کر ان کو پولس کے حوالہ کر دیا، یہ شخص نماز تو پڑھتے نہیں، ان کے ایک بھائی نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے؟

المستفتی: مصلیان مسجد، شیخ پوری روڑ کی، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اس میں امام صاحب پر کوئی الزام نہیں، بلکہ مخالف مقتدی گناہ گار ہوگا۔

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالکراهة الدينية بسبب شرعی، فأما الکراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له کارهون، دارالبشائر الإسلامية جدید بیروت ۳/ ۷۵، مطبوعه ميرٹھ قدیم ۳۳۱/۱)

حاصل المسألة: كما قال الفقهاء: إن باعث الکراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فلا إثم عليه، وإن كان من جانب القوم فلا إثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذی علی هامش الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن أم

قوماً و ہم لہ کارہون ۸/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۰۷/۲۴)

امام کو جھاڑودینے پر مجبور کرنے والے کی نماز

سوال [۲۴۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں امام صاحب کو صف نہ بچھانے یا جھاڑو نہ دینے کی بنا پر امام یا مقتدیوں میں لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے، مقتدیوں میں سب سے گھٹیا کام مسجد میں جھاڑو دینا، صف بچھانا سمجھتے ہیں، تو ایسی صورت میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے اور امام کو نماز پڑھانا کیسا ہے؟

المستفتی: تسلیم احمد قاسمی، عسکری پور، چاند پور، بجنور
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسجد کے امام صاحب کو جھاڑو دینے اور صف بچھانے پر مجبور کرنے کا حق مقتدیوں کو نہیں ہے، جبکہ تقرر کے وقت ان امور کی انجام دہی امام صاحب کے ذمہ شامل نہ رہی ہو، بلکہ امام صاحب صرف اپنی امامت کے ذمہ دار ہیں، امام کے ساتھ تو عظمت کا معاملہ کرنا مقتدیوں پر لازم ہے۔

کثیر بن عبد اللہ ابن عمرو بن عوف المزني، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين، إلا صلحاً حرم حلالاً، أو أحل حلالاً، المسلمون على شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، الأحکام، باب ما ذکر عن رسول الله ﷺ فی الصلح بین الناس،

النسخة الهندية ۱/ ۲۵۱، دار السلام رقم: ۱۳۵۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۹/ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

۱۳/۳/۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۹۱۲)

امام مسجد کا مسجد کے اندر جھاڑو دینا

سوال [۲۴۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کا مستقل امام جوابل علم ہے، اس سے یہ کہنا کہ تم مسجد میں جھاڑو دو، درختوں میں پانی ڈالو اور ہر طرح صفائی کا اہتمام رکھو؟ جائز ہے یا نہیں؟ مسجد کا امام از روئے شرع شریف امیر جماعت کی حیثیت رکھتا ہے، نماز میں پوری اقتدا اسی کی کی جاتی ہے، علاوہ ازیں ایک امر قابل ذکر یہ ہے کہ اگر مقتدی کا یہ نظریہ ہو کہ امام جھاڑو لگائے، صفائی کرے، درختوں میں پانی ڈالے، تو ایسی حالت میں مقتدی مذکور کی نمازیں جو امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے، اس کی افادیت میں تو کوئی نمایاں فرق نہیں ہوتا؟ ان مختصر سطور کو ملاحظہ فرما کر از روئے شریعت اسلام سے آگاہی بخشیں، کہ امام سے حکماً کسی بھی خدمت کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب از جلد مرحمت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی: محمد یونس، معرفت ایس، ایم زردہ
کمپنی، مصطفیٰ آباد، نیر پریم ونڈر لینڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر وقت تقرری امام کا متولی سے جھاڑو صفائی درختوں میں پانی ڈالنے کا معاہدہ رہا ہے، تو معاہدہ کے مطابق امام صاحب سے مذکورہ خدمت لینا جائز ہے، اور اگر کوئی معاہدہ نہیں تھا، اور اب اس قسم کے کاموں کا پابند کیا جا رہا ہے، تو ذمہ داران مسجد کی جانب سے امام صاحب پر سخت ظلم و زیادتی ہے، نیز حدیث شریف میں علماء کی عزت و احترام کی ترغیب و تاکید آئی ہے، اور انکی تذلیل و توہین بالکل جائز نہیں ہے، البتہ اس طرح نظریہ رکھنے والے مقتدی کی نماز میں خرابی نہیں آئیگی، اور عدم احترام کا گناہ الگ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی جدید زیریا ۱۸۴/۳، قدیم ۹۲/۳، زکریا مطول ۲۷۰/۴)

کثیر بن عبد اللہ ابن عمرو بن عوف المزني، عن أبيه، عن جده، أن

رسول اللہ ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين، إلا صلحا حرم حلالاً، أو أحل حلالاً، المسلمون على شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، ابواب الأحکام، باب ما ذکر عن النبی ﷺ فی الصلح بین الناس، النسخة الهندية ۱/۲۵۱، دار السلام رقم: ۱۳۵۲)

أكرموا حملة القرآن فمن أكرمهم، فقد أكرمني الحديث: (السراج المنير للسيوطي ۱/۲۸۴، ۲۸۵)

أكرموا العلماء العاملين فإن تعاملوهم بالإجلال الأعظام والتوقير والاحترام والإحسان إليهم بالقول والعمل الخ. (السراج المنير ۱/۲۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ علم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ صفر ۱۴۰۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۲۵/۲۳)

فتنہ و فساد کی بنا پر امام کو مسجد سے ہٹا دینا

سوال [۲۳۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مدرسوں میں زکوٰۃ فطرہ خیرات چرم قربانی وغیرہ الخ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ان مدرسوں میں امداد کا فی نہ ہو، ہمارے یہاں ایک مسجد کے امام نے جو خود کو فاضل دارالعلوم وقف دیوبند بتاتے ہیں، مسجد میں جمعۃ الوداع کے خطبہ سے پہلے مدرسوں میں زکوٰۃ فطرہ خیرات چرم قربانی دینے کی خلاف بیان کرتے ہوئے پرجوش انداز میں کہا کہ مدرسوں میں مولوی ملاؤں نے کھانے پینے کا ڈھونگ بنا رکھا ہے، مدرسوں میں زکوٰۃ خیرات فطرہ چرم قربانی دینا ہرگز جائز نہیں ہے، بلکہ سخت حرام ہے، جبکہ دو تین ماہ قبل وہ خود مدرسوں میں پڑھاتے اور زکوٰۃ فطرہ وغیرہ وصول کرتے تھے، اب ایک اسکول میں ٹیچر ہیں، ان امام صاحب کا بیان صحیح ہے یا غلط ہے، اگر غلط

ہے تو ان امام صاحب پر مسجد میں علی الاعلان توبہ لازم ہے یا نہیں؟ اگر امام صاحب اپنے بیان پر مصر و بضد رہیں اور توبہ نہ کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جبکہ مسجد میں صحیح العقیدہ قاری و عالم موجود ہوں کیسا ہے؟ امام صاحب سے زیادہ تر نمازی ان کے اس بیان سے ناراض ہیں، امام صاحب کو مسجد سے نہ ہٹائے جانے پر فساد کا خطرہ ہے، ایسے حالات میں صحیح العقیدہ لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتی: منجانب مصلیان مسجد انصاریان، شاہ آباد رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جس امام کا بیان سوالنامہ میں درج کیا گیا ہے، اگر وہ واقع میں ایسا ہی ہے جیسا سوالنامہ میں ہے تو اس کا بیان غلط اور ناقابل اعتبار ہے، اگر دارالعلوم وقف سے فارغ ہے تو وہاں بھی طلبہ کو زکوٰۃ فطرہ خیرات چرم قربانی وغیرہ کے پیسے سے کھانا دیا جاتا ہے، اور مدارس کے طلبہ عام طور پر ان چیزوں کے مستحق ہوتے ہیں، اگر وہ اپنا مذکورہ بیان واپس نہیں لیتا ہے اور فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے، تو مسجد کے منتظمین کو کسی نیک صالح امامت کے لائق صحیح العقیدہ امام کا انتظام کر لینا چاہئے، تاکہ عوام اور مسجد فتنہ کا اکھاڑا بننے سے محفوظ ہو جائے۔

عن ابن عباس رض قال: قال رسول الله ﷺ: ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق

رؤوسهم شبراً: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة

باب من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية / ٦٩، دارالسلام رقم: ٩٧١)

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ كان يقول ثلاثة لا يقبل الله

منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب

الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ٨٨/١، دارالسلام رقم: ٥٩٣)

ومن أم قوماً وهم له كارهون، أن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق

بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً الخ. (شامی، زکریا کتاب الصلوٰۃ، باب

الإمامة ۲/۹۷، کراچی ۱/۵۵۹ المحيط البرهانی، کتاب الکراهية والإستحسان الفصل الرابع، المجلس العلمي جدید ۷/۵۱۴، ۵۱۵، رقم: ۹۴۵۵، ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة زکریا قدیم ۱/۸۷، جدید ۱/۱۴۴ (فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۰ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۱۴۴)

کسی ایک شخص کے کہنے پر بلا عذر شرعی امام کو ہٹانا

سوال [۲۴۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک قاری صاحب آٹھ سال سے امامت کر رہے ہیں، گاؤں کے سارے لوگ ان سے متفق ہیں، صرف ایک شخص یہ چاہتا ہے، کہ امام صاحب کو ہٹایا جائے، اور ان کی جگہ دوسرے امام کا انتخاب کیا جائے، بستی کے سارے لوگ ان سے خوش ہیں، ان کے ہٹنے سے بستی کا نظام خراب ہو رہا ہے، ان صاحب کے کہنے پر بستی والوں نے ان سے دریافت کیا کہ امام کو ہٹانے کا کوئی عذر پیش کیا جائے، جبکہ شرعی رو سے امام صاحب میں کوئی خامی نہیں ہے، ساری بستی ان سے متفق ہے، اس صورت میں ایک شخص کے کہنے پر بلا شرعی عذر کے امام صاحب کو ہٹانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ لیاقت علی، داسی پور، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب امام صاحب میں کوئی قباحت و برائی نہیں ہے تو صرف ایک شخص کی ناراضگی کی وجہ سے بلا وجہ آٹھ سالہ قدیم امام کو ہٹانا انتہائی ظلم و زیادت کی بات ہے، لہذا شرعاً ایسے امام کی امامت بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور جس شخص کو امام سے رنج ہے وہ خود اپنی اصلاح کرے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان یقال

أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون ، قال هناد : قال جرير : قال منصور : فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا : إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء في من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۸۳/۱ ، دارالسلام رقم : ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ، ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفساق ، يكره العالم والصالح الخ . (طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلاة ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۴ ، جدید دارالکتاب دیوبند ۳۰۱/۱)

وإن كان هو أحق بالإمامة منه ولا فساد فيه مع هذا يكرهون إمامته ، لا يكره له أن يؤمهم . (المحيط البرهانی ، كتب الكراهية والإستحسان ، المجلس العلمی جدید ۵۱۴/۷ ، ۵۱۵ ، رقم : ۹۴۵۵ ، ہندیہ ، کتاب الصلاة ، الباب الخامس فی الإمامة زکریا قديم ۸۷/۱ ، جدید ۱۴۴/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۱۰/۱۸ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ شوال ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۱۸۰/۳۹)

امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے والوں کی نماز

سوال [۲۴۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں ایک امام صاحب ہیں ، ان کے پیچھے پہلے سے سب لوگ نماز پڑھتے چلے آئے ہیں ، اب کچھ لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے ، ان لوگوں سے معلوم کیا گیا ہے ، آپ لوگ ان امام صاحب کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ، اس مسجد میں مدرسہ ہے یہ امام صاحب اس مدرسہ میں بچوں کو پڑھاتے ہیں ، رمضان میں مدرسہ کا چندہ کرنے کیلئے گئے ، جب وہ واپس آئے تب امام صاحب پر ان لوگوں نے الزام لگایا کہ تم نے ہمارے

مدرسہ کیساتھ فلاں مدرسہ کا بھی چندہ کیا ہے، اس پر امام صاحب نے جواب دیا وہ مدرسہ بھی مقامی ہے، آپ لوگ اس مدرسہ کے صدر مدرس صاحب و مہتمم صاحب کے پاس جا کر تحقیق کر لو کہ میں نے ان کے مدرسہ کا چندہ کیا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ ہمارے مدرسہ کا بھی چندہ کیا ہے، تو جو چور کا حال ہوتا ہے، وہی میرا حال کرنا، لیکن وہ لوگ بھی تحقیق کرنے کیلئے تیار نہیں ہوئے، اس کے بعد امام صاحب نے یہ جملے فرمائے، اگر میں نے اپنے مدرسہ کیساتھ کسی بھی مدرسہ کا چندہ کیا ہو تو قیامت میں میرا حشر کافروں کیساتھ ہو لیکن وہ لوگ نہیں مانے، اس کے بعد امام صاحب کہیں مہمانی کے لئے باہر گئے اگلے دن جب وہاں سے واپس آئے تو وہ سیدھے مدرسہ ہی میں تشریف لائے، کیونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا، ان کے پاس ایک تھیلہ تھا جو مسجد کے برآمدے میں رکھ دیا اور انھوں نے اندر مسجد میں نماز پڑھائی، نماز کے بعد امام صاحب اندر ہی سنتیں پڑھنے لگے اور کچھ لوگ مسجد کے برآمدے میں آ گئے، وہاں پر ایک صاحب نے دوسرے سے کہا امام صاحب کے تھیلے میں مدرسہ درویشاں کی رسید ہے، جس کے بارے میں امام صاحب نے چندہ نہ کر نیکی قسم کھائی تھی، اس پر کچھ لوگوں نے ان کے تھیلے کی تلاشی لی انکی عدم موجودگی میں جب امام صاحب اندر سے باہر آئے تو ان کے سامنے یہ سارا معاملہ آیا، اور انھوں نے کہا کہ تم لوگوں کو میری عدم موجودگی میں میرے تھیلے کی تلاشی لینا کب جائز تھا، اس پر ایک صاحب نے کہا کہ اگر تلاشی لے بھی لی تو کیا ہوا، تمہارے تھیلے میں ایسا کیا سامان تھا، امام صاحب نے کہا کہ میرے تھیلے میں رسید بھی نکلی یا نہیں؟ اس پر لوگوں نے جواب دیا کہ اس مدرسہ کی رسید نہیں نکلی اس پر امام صاحب نے کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ تلاشی لینے میں کیا ہوا تو میں یہ کہتا ہوں کہ میرے تھیلے میں ضروری سامان تھا، جس میں ایک تین سو پندرہ کا کارتوس تھا، لاؤ دیدو تم نے نکالا ہے، ان معترض لوگوں نے کہا کہ تم کارتوس رکھتے کیوں ہو، تو انھوں نے کہا اپنی حفاظت کیلئے اس پر ان لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، اس پر امام صاحب نے کہا کہ تم لوگ اتنا بڑا الزام لگا رہے

ہو اور تم کو میری قسم کا بھی یقین نہیں اور میرے تھیلے کی تلاشی بھی لی اور رسید بھی نہیں نکلی میں تم لوگوں کو اتنا بھی نہ کہوں اس کے بعد ان لوگوں نے جھوٹ کا الزام لگا کر نماز پڑھنی چھوڑ دی تو دریافت طلب امر حسب ذیل ہیں؟

(۱) چندہ دوسرے مدرسہ کا کرنا جس کا کوئی ثبوت نہیں، اس پر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تین سو پندرہ کا کارتوس تھیلے میں بتا دینا یہ جھوٹ میں شامل ہے کہ نہیں؟ اور اس پر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) امام صاحب کے اوپر جھوٹا بہتان لگانے والے لوگوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(۴) لوگ کہتے ہیں، امام صاحب اس جھوٹ کہنے کی وجہ سے فاسق ہو گئے، کیا امام صاحب پر فسق لازم آتا ہے یا نہیں؟ اور فاسق بتانے والوں پر شرعاً کیا حکم لاگو ہوگا؟

المستفتی: مولانا عبدالقدوس، سلیم پور گڑھی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوال میں مذکور تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحب پر مدرسہ درویشاں کے چندہ کرنے کا الزام لگایا ہے، اور امام صاحب کا چندہ نہ کرنا ثابت ہو چکا ہے، تو اس سے خود ان لوگوں کا امام صاحب پر جھوٹ اور بہتان باندھنا ثابت ہو چکا ہے، اسلئے وہ لوگ خود ہی جھوٹے ہیں، اور امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے کی وجہ سے سخت ترین گناہ کے مرتکب ہیں، اس طرح الزام لگانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، اور امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے والوں اور امام صاحب کی اتنی قسموں کے باوجود یقین نہ کرنے والوں پر توبہ کرنا اور تمام نمازیوں کے سامنے امام صاحب سے معافی مانگنا ضروری و لازم ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إن من الكبائر استطالة

المرء، في عرض رجل مسلم بغير حق. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب، باب فی

الغیبة، النسخة الهندية ۲/۶۶۹، دارالسلام رقم: ۸۷۷، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ۱۵/۸۵، رقم: ۸۳۳۶)

(۲) امام صاحب کا تھیلہ میں کارتوس بتانا خلاف واقعہ تو ہے لیکن اتنا بڑا جھوٹ نہیں ہے، جتنا بڑا جھوٹ تلاشی لینے والوں کا ہے، پھر بھی امام صاحب کو توبہ کر لینی چاہئے، اس کے بعد مذکورہ حالات میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست اور جائز ہے اس کے باوجود جو لوگ نماز نہیں پڑھیں گے وہ خود ہی گنہگار ہوں گے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضى الله تعالى عنه قال : كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفساق يكره العالم والصالح. (مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی قدیم، کتاب الصلاة، فصل فی بیان أحق الإمامة، قدیم ۱/۱۶۴، جدید دارالکتاب دیوبند ۱/۳۰۱)

وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره له ذلك، وفي بعض الكتب: والكره على القوم وهو ظاهر، لأنها ناشئة عن الأخلاق الذميمة. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۰۹، کوئٹہ ۱/۳۴۸ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۰۲۷)

دنیوی غرض کی وجہ سے امام صاحب سے ناراض ہونا

سوال [۲۴۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا دنیوی کسی وجہ سے بعض حضرات امام سے ناراض ہوں اور شرعاً امام کی کوئی کمزوری و کمی بتانے سے قاصر ہوں، ایسے میں ان کو فتنہ پروری سے روکا جائے یا امام کو امامت سے سبک دوش کیا جائے، مگر گذشتہ ائمہ حضرات کے ساتھ بھی ان حضرات کا غلط رویہ رہا ہے، اور اکثریت ائمہ حضرات کیساتھ رہی ہے؟

المستفتی: محمد اسلام، امر وہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب امام میں شرعی اعتبار سے کوئی نقص اور کمی نہیں، پھر بعض مقتدی محض دنیوی غرض سے ان سے ناراض ہوں، تو ایسے وقت میں امام کو معزول کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان مقتدیوں کو روکا جائے، جو ان سے ناراض ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہیں، اسلئے کہ بلا وجہ امام سے ناراض ہونا گناہ ہے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان یقال أشد الناس عذاباً یوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له کارهون، قال هناد: قال جریر: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقیل لنا: إنما عنی بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علی من کرهه. (سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له کارهون،

النسخة الهندية ۸۳/۱، دار السلام رقم: ۳۵۹)

ولو أم قوماً وهم له کارهون، أن الکراهة لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة منه کره له ذلك تحريماً (إلى قوله) وإن هو أحق لا، والکراهة عليهم الخ. (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۵۵۹/۱،

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۲۴۳، ہندیہ،

کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، زکریا قدیم ۱/۸۷، جدید ۱/۱۴۴

و خرج بقولنا أو لأمر يذم مالهو كرهوه لغير ذلك فلا كراهة

فی حقہ بل اللوم علیہم . (فیض القدیر ۳/۱۳۹، تحت رقم الحدیث ۲۹۴۸)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۰ھ/۶/۳

(الف فتویٰ نمبر: ۶۱۸۳/۳۴)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰ھ/۶/۳

امام کی مخالفت کرنے والے کی نماز کا حکم

سوال [۲۴۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے امام رکھا اور اس کے پس پشت کہتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، تو کیا اسکی امامت درست ہے، اور اس شخص کی نماز اس کے پیچھے ہو جائیگی یا نہیں؟ ایسا آدمی امامت کا مستحق ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتی: طاہر حسین، فاضل پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر امام کے اندر کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، بلکہ محض مزاج اور طبیعت کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے امام کی مخالفت کرتا ہے، تو امام کی امامت میں کوئی فرق نہیں آئے گا، وہی شخص گنہگار رہے گا۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان یقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإنم على من

کراہہ۔ (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً و هم له کارهون، النسخة الهندية ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له
التقدم الخ۔ (مراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۴،
دارالکتاب دیوبند / ۳۰۱)

إن باعث الكراهية الشرعية... وإن كان من جانب القوم فالإثم
عليهم لا عليهم۔ (العرف الشذی علی هامش الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء
فیمن أم قوماً و هم له کارهون ۸۶/۱) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۱۱/۲۰
۱۹ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۲۱۱/۳۱)

ناپسندیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال [۲۴۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے وہ غیر مسلم سے زیادہ دوستی رکھتا ہے، اور تعویذ وغیرہ کا کام بھی بہت کرتا ہے، نماز کی پابندی نہیں کر پاتا، اور اس کو امام رکھا ہے گاؤں کے لوگ اس سے ناراض ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ جبکہ گاؤں کے آدھے آدمی راضی ہوں اور آدھے ناراض ہوں، گاؤں میں پارٹی بندی ہوگئی ہے؟

المستفتی: معراج الدین، رحمانی جامعہ رادھنہ، کٹھور
باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسے ناپسندیدہ امام کے پیچھے اگرچہ نماز درست ہو جاتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ امام متقی پر ہیزگار اور دینی اعتبار سے لوگوں کا پسندیدہ ہو۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۸۴/۲، جدید ڈائجیل ۲۱۱/۶)

عن أنس بن مالک رض قال لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: رجلاً أم قوماً وهم له كارهون . (مسند البزار، مکتبہ العلوم والحکم ۳/۲۲۳، رقم: ۶۷۰۷)

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: اجعلوا أنتمكم خياركم ، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين الله عز وجل . (سنن الدار قطنی ، باب تخفيف القراءة ة لحاجة ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۷۴، رقم: ۱۸۶۳)

والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ. (الدر المختار علی هامش رد المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۴، کراچی ۱/۵۵۷، حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند ۱/۲۹۹)

كان الأعلم أفضل ، حتى قالوا: إن الأعلم إن كان ممن یجتنب الفواحش الظاهرة . (بدائع الصنائع ، کتاب الصلاة ، فصل فی بیان من هو احق بالإمامة بیروت ۱/۶۷۰، کراچی ۱/۱۵۷، زکریا ۱/۳۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۸۵۹)

امام کو منافق کہنے والے کی نماز کا حکم

سوال [۲۴۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنے امام کے بارے میں جس کے پیچھے وہ روزانہ نماز پڑھتا ہے، یہ الفاظ کہے، کہ یہ منافق ہے اور یہ کہے کہ عبد اللہ بن ابی سے بھی بڑھکر ہے قیامت کے دن جو جھوٹ بولنے والے ہوں گے، وہ یہی ہوں گے کیا ایسے مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جائیگی؟

المستفتی: عبدالرشید، نگینہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر وہ شخص محض عناد اور بغض کی بنا پر کہتا پھرتا ہے تو سخت گنہگار ہوگا امام کی نماز میں کراہت نہ ہوگی، بلکہ اس کی نماز میں کراہت آجائے گی، اور نماز بہر حال صحیح ہو جائے گی، لوٹائے کی ضرورت نہیں۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان یقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دار السلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم الصالح الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم ۱۶۴، دارالكتاب دیوبند ۱/۳۰۱)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهون إمامته لا يكره له أن يؤمهم به. (المحیط البرهانی، کتاب الكراهية الإستحسان، الفصل الرابع، المجلس العلمی جدید ۷/۵۱۵، رقم: ۹۴۵۵)

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكراهية الدينية بسبب شرعى، فأما الكراهية لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضاً بأن يكون الكارهون أكثر المأمومين ولا اعتبار بكراهية الواحد والإثنين والثلاثة، إذا كان المؤتممون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلامیہ ۵/۴۷۵، قديم مطبوعه

میرٹھ ۱/ ۳۳۱ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۴۶)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸ھ/ ۶/ ۱۷

امام صاحب کی بے عزتی کرنے والوں کی نماز کا حکم

سوال [۲۴۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے محلہ میں جو مسجد ہے، اس میں ایک امام صاحب امامت کرتے تھے، اور کئی سال تک امام رہے اسی درمیان چند لوگوں نے امام صاحب کو برا بھلا کہا اور گالی گلوچ کی مارنے پیٹنے کی نوبت بھی آئی تو امام صاحب چلے گئے، چند سال کے بعد پھر امام صاحب نے زید ہی کے محلہ کی مسجد میں آکر امامت شروع کر دی اور پھر زید کی معلومات کے مطابق جن لوگوں نے پہلی بار امام صاحب کو برا بھلا کہا تھا، انھوں نے کوئی معافی نہیں مانگی، اور وہ لوگ ان کے پیچھے نماز بھی پڑھ رہے ہیں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا ان امام صاحب کو ایسی جگہ امامت کرنی چاہئے، جہاں سے ان کو بے عزتی کے ساتھ نکالا گیا اور جن لوگوں نے بے عزت کیا تھا، تو کیا ان کی نماز ان کے پیچھے درست ہے، امام صاحب کی بے عزتی پڑھنے والے بچوں کو مارنے پر ہوئی تھی؟

المستفتی: رحیم احمد، افضل گڑھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جب امام صاحب کی بے عزتی کی گئی تھی اس وقت اگر امام صاحب میں کوئی شرعی قباحت نہیں تھی، تو امام صاحب کی امامت میں کسی قسم کی خرابی نہیں آئیگی، بچوں کو تعلیمی سلسلہ میں مارنا شرعی قباحت نہیں ہے، اور جن مقتدیوں نے امام صاحب کی تذلیل کی تھی ان پر لازم ہے کہ امام صاحب سے معافی مانگ لیں اور نماز بہر حال ان کی صحیح ہو جائیگی۔

عن أبي بكر صديق رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الخيانة والغش، النسخة الهندية ۱۵/۲، دارالسلام رقم: ۱۹۴۱، مسند البزار، مكتبه العلوم والحکم ۱۰۵/۱، رقم: ۴۳)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضى الله تعالى عنه قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عني بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۳/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفساق يكره العالم والصالح الخ. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم / ۱۶۴، دارالكتاب ديوبند ۱/ ۳۰۱)

فأما إن كان مستحقاً للإمامة فاللوم على من كرهه دونه، وشكى رجل إلى علي بن أبي طالب رضى الله عنه كان يصلى يقوم وهم له كارهون، فقال له: إنك لخروط يريد إنك متعسف في فعلك، ولم يردده على ذلك. (عون المعبود، الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالكتب العلمية بيروت قديم ۲۳۱/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۲/۱۴۱۶ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۴۳۱/۳۲)

امام سے ناراض ہو کر الگ نماز پڑھنا

سوال [۲۴۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بستی میں کچھ

لوگ جنکی تعداد تقریباً ۱۰۷۹ ہے، امام صاحب سے ناراض ہو کر الگ نماز پڑھنے لگے، معلوم کرنے پر ناراضگی کی وجوہات یہ آئیں کچھ نے کہا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں، اور کچھ نے ایک صاحب کے یہاں جو امام صاحب کے قریبی عزیز ہیں رات کے بیٹھنے پر ناراضگی کا اظہار کیا، کچھ نے کہا کہ ایک جماعت آئی ہوئی تھی، جماعت کے کسی فرد نے امام صاحب سے اپنے یا اپنے میں سے کسی نفر کے متعلق نماز پڑھانے کو کہا مگر امام صاحب نے انکار کرتے ہوئے خود ہی نماز پڑھائی اور کچھ نے امام صاحب کے درستگی اخلاق کی شکایت کی نوبت شدید تنازع کی صورت اختیار کر گئی بایں وجہ آپ شریعت کی روشنی میں ان تمام وجوہات کو سامنے رکھ کر صحیح جواب سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد سمر، فتن پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں یہ وجوہات ایسی نہیں ہیں کہ ان کی بنا پر چند افراد امام صاحب سے ناراض ہو کر الگ نماز پڑھ رہے ہیں، اور نہ ہی امام صاحب کا کوئی عمل ایسا ہے کہ جو قابل مؤاخذہ اور قابل گرفت ہو، لہذا چند افراد کا امام صاحب سے ناراض ہو کر الگ نماز پڑھنے کا یہ عمل درست نہیں ہے، رہی جھوٹ بولنے کی بات اگر واقعہ صحیح ہے کہ امام صاحب جھوٹ بولتے ہیں، تو ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اور جھوٹ بولنے کا جو الزام لگایا گیا ہے، اس کا شرعی ثبوت ہونا چاہئے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۳۶، جدید زکریا ۳/۷۶، زکریا مطول ۱۸۲/۴)

وقد قید ذلک جماعة من أهل العلم بالکراهة الدینیة بسبب شرعی، فأما الکراهة لغير الدین فلا عبرة بها، وقیدوه أيضا بأن یکون الکارهون أكثر المأمومین ولا عبرة بکراهة الواحد والإثنين والثلاثة، إذا کان المؤمنون جمعاً کثیراً. (بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون، دار البشائر الإسلامیہ بیروت ۳/۵۹۱، مطبوعه میرٹھ

قدیم ۱/ ۳۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۶ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۸۰۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۶/۷ھ

ذاتی اختلاف کی وجہ سے جماعت ثانیہ اور غلط قرآن پڑھنا

سوال [۲۴۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کو یا چند لوگوں کو اپنے متعینہ امام سے کچھ ذاتی رنجش یا قومی رنجش کے تحت اختلاف پیدا ہو گیا ہے، اور قومی رنجش ہے کہ قوم کے ٹرسٹیاں حضرات سے ٹرسٹ کا حساب و کتاب طلب کرنا ہے، اور ذاتی رنجش یہ ہے کہ حساب و کتاب طلب کرنے والے حضرات کا حمایتی اور مددگار سمجھ کر متعینہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے، اور اپنی نماز ادا کرنے کے لئے علیحدہ جماعت بناتے ہیں، اور ساتھ ہی لوگوں کو مسجد میں رہتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد جماعت میں متعینہ امام کے پیچھے شامل ہونے سے جماعتیوں کو روکتے ہیں، جس کی کچھ لوگوں نے گواہی بھی دی ہے، اور متعینہ امام کو اکثر جماعتیوں کی حمایت اور تعاون حاصل ہے، اور وہ فی الوقت پُجوۃ نمازوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھاتے ہیں، جس میں کثیر تعداد مقتدیوں کی حاضر ہوتی ہے۔

کیا متعینہ امام اور جماعت ہونے کے ساتھ بیک وقت ایک ہی مسجد میں فرض ادا کرنے کیلئے دوسری جماعت کا ہونا از روئے شرع محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلف صالحین و ائمہ کرام کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟ اور چونکہ دوسری جماعت کے لئے کوئی امام متعین نہیں ہے، لہذا وقت پر حاضرین میں جسکو مناسب سمجھتے ہیں اسکو امام بناتے ہیں، اور اکثر ان میں سے اصول و شرائط امامت سے بے خبر ہیں، اور بعض وقت تو واضح طور پر قرآن غلط پڑھتے ہیں، جیسے ”ذلک الکتاب لا ریب فیہ“ مذکورہ آیت کے ہر دو کاف کو ق پڑھتے ہیں، اور اولئک کا کاف بھی ق پڑھتے ہیں، اور سورہ لہب میں مالہ کی جگہ مآ لہ پڑھتے ہیں، اور

”سورۃ فیل والم نشرح“ میں وقف و ارسل علیہم پر زیر برکی غلطی کرتے ہیں، کیا مندرجہ بالا صورتوں کے ہوتے ہوئے نمازوں میں خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر خرابی پیدا ہوتی ہے تو ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور ایسے امام کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمس الدین، بلگرامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: امام کو ٹرسٹ حضرات سے حساب و کتاب لینے کا حق نہیں ہے، جبکہ امام ذمہ داران مسجد میں سے نہیں ہے، حساب و کتاب کا ذمہ دار وہی ہوگا جسکو قوم نے مکلف بنایا ہے، ہاں اگر مسجد کے اموال کو غیر مصرف میں خرچ کیا جا رہا ہے، تو ان کو حکمت اور نرمی سے سمجھایا جاسکتا ہے۔

كما قال تعالى: اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.

(النحل: الآية: ۱۲)

مسجد میں جماعت ہونے کی حالت میں اسی مسجد میں دوسری جماعت محض امام سے بغض اور ذاتی عداوت کی بنا پر کرنا اختلاف فی الدین کا باعث ہے جو کہ سخت گناہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا. (آل عمران: الآية: ۱۰۳)

ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان ويؤيده ما في الظهيرية ، لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية . (شامی ، کتاب الصلاة، باب

الجماعة فی المسجد ، کراچی ۱/۵۵۳، زکریا ۲/۲۸۹، مصری ۱/۴۰۹)

جبکہ صحیح خواں کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہیں ہے، تو جماعت علیحدہ قائم کر کے اسمیں قرآن کریم کو اس طرح غلط پڑھنا یہ قائم مقام اس کے ہے کہ قدرت کے ہوتے ہوئے کلام پاک کو غلط

پڑھنا اور بالقصد قرآن پاک کو غلط پڑھنا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

كما في الشامي: إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد الخ.

(شامی، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، زكريا ۲/۳۹۶، کراچی

۶۳۳/۱، مصری ۱/۴۶۸، کبیری، کتاب الصلاة/۱۴۷، قاضی خان علی هامش

الهنديہ، کتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة

زكريا ۱/۴۱، جديد زكريا ۱/۸۸) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

حفظ الرحمن غفرلہ

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

۱۴۰۷/۸/۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۲۸۱)

ناراض امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنا

سوال [۲۴۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا امام سے

کوئی غیر مشروع کلام ہو جاتا ہے، تو زید امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتا ہے، اور

اگر بالفرض زید امام صاحب کے پیچھے پڑھ لیتا ہے، تو زید اپنی نماز لوٹاتا ہے؟

المستفتی: رستم علی، مدرس مدرسہ

انصار العلوم، مٹھان، پاؤٹی، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: زید کا جس امام صاحب سے غیر مشروع کلام ہو گیا ہے،

اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہو گئی، لہذا نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ

امام کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۲۵۴)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه، ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم

لأن الجاهل والفاسق، يكره العالم والصالح الخ. (حاشية الطحطاوى على مراقی

الفلاح، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند ۱/۳۰۱، الفتاویٰ

التاتار خانہ، کتاب الکراہیۃ الفصل الرابع ۱۸/۵۹، رقم: ۲۸۰۲۵، المحيط البرہانی، کتاب الکراہیۃ والإستحسان، الفصل الرابع المجلس العلمی جدید ۷/۵۱، رقم: ۹۴۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۴۰/۵۹۹۷)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۶/۱/۱۴۲۰ھ

قطع تعلق کرنے والے امام کی اقتدا کرنا

سوال [۲۴۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جو مسجد کا امام ہے، اس نے اپنی سائیکل جس کے پہنچنے نہ صرف ناپاک ہیں بلکہ موسم برسات کی وجہ سے رڑ کے پہیوں پر سیلین اور کیچڑ لگی ہوئی ہے، وضو کی جگہ لاکر کھڑی کر دی، اس حرکت ناشائستہ کو دیکھ کر بکمر نے زید سے نہایت اخلاق کے ساتھ کہا کہ آپ وضو کرنے کی جگہ سائیکل نہ رکھیں، چونکہ سائیکل رکھنے کے بعد پہیوں کی نجاست غلیظہ و خفیہ اس فرش پر لگے گی، جس پر مقتدی پاؤں رکھ کر وضو کرتے ہیں، اور وہ نجاست بذریعہ فرش پیروں پر لگتی ہے، پاؤں بھی ناپاک اور فرش بھی ناپاک، دوسرے دن زید نے پھر روز اول والا عمل کیا اور سائیکل جائے وضو پر رکھ دی، بکمر نے اس بار فوراً جائے وضو سے سائیکل اٹھوا کر مسجد سے باہر رکھوا دی، اب زید سائیکل رکھنے سے تو باز آ گیا لیکن اس نے بکمر سے سلام و دعا ترک کر دیا، لہذا عرض ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ زید نے بکمر سے دعا و سلام و کلام بند کر دیا ہے، بکمر زید کے پیچھے نماز جماعت میں اقتدا نہ کرے تو بکمر گنہگار تو نہ ہوگا، بکمر زید کے پیچھے نماز باجماعت بحیثیت مقتدی ادا کر سکتا ہے؟ جبکہ زید نے بد اخلاقی کا ثبوت دیا، اچھی اور صحیح بات کو منع کرنے پر قلب کے اندر ہلکا سا بغض و عناد آ گیا؟ شریعت کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں؟ کرم ہوگا؟

المستفتی: محمد یونس، مصطفیٰ آباد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: صورت مذکورہ میں زید کی طرف سے سائیکل رکھنے میں کوتاہی ہے، مگر اہل مسجد پر لازم ہے کہ امام صاحب کی سائیکل رکھنے کیلئے کسی جگہ کا انتظام کریں نیز امام صاحب کی سائیکل کو لیکر بجائے باہر کر دینے کے کسی محفوظ جگہ میں رکھنا چاہئے تھا، آخروہ اسی مسجد کا امام ہے، اور امام کا احترام بہت ضروری ہے، حدیث شریف میں اسکی تاکید آئی ہے، نہ وضو کی جگہ پر سائیکل رکھنا مناسب ہے اور نہ ہی امام صاحب کی سائیکل کو باہر نکلوا دینا مناسب ہے، لہذا دونوں کی خامی ہے، اب دونوں کو آپس میں مل جانا چاہئے، اور امام کی سائیکل رکھنے کیلئے معقول جگہ کا انتظام کریں، نیک کام کیلئے نرمی کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ. (النحل . الآية : ۱۲)
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۴/۱۴۱۶ھ

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۲۱ رجب الثانی ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۴۲۳/۳۲)

بلاعذر شرعی امام سے ناراض ہو کر اقتدار ترک کرنا

سوال [۲۴۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں میں ایک معاملہ میں اختلاف کی وجہ سے دو پارٹیاں ہو گئی ہیں اب ان میں سے ایک پارٹی کا کہنا ہے کہ امام صاحب نے ہماری طرف سے گواہی نہیں دی ہم اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، جبکہ امام صاحب اس معاملہ میں کسی کی طرف نہ تھے، بالکل ان کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا ہے، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: محض قومی جھگڑے میں نہ پڑنے کی وجہ سے کسی فریق کا

امام سے ناراض ہو کر اس کے پیچھے نماز باجماعت نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے، امام صاحب کی امامت میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہے، بلکہ جو فریق نماز نہیں پڑھ رہا ہے، وہ عند اللہ سخت گنہگار ہوگا۔

كما في الهندية: رجل أم قوماً وهم له كارهون، إن كان الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له. (الهندية: كتاب الصلاة، الباب الخامس،

في الإمامة ذكرها قديم ۱/ ۸۶، ۸۷، حديث ۱/ ۴۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷ھ/۲۰۱۷

۱۴۱۷ھ/۲۰۱۷

(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۷۹۷)

مقتدیوں کو منافق کہنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۴۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، اس مسجد میں بعض مقتدیوں کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے امام صاحب ان مقتدیوں کو منافق کہتے ہیں، تو ایسی صورت میں مقتدیوں کو منافق کہنا کیسا ہے؟ اور اس امام کا نماز پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے؟ آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالمجید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: اگر مسائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو امام صاحب کا مقتدیوں کو منافق کہنا غلط ہے، ان مقتدیوں سے اپنی اس بات سے متعلق معافی مانگنا لازم ہے، کسی بھی مسلمان کو منافق کہنا درست نہیں ہے، جب تک کہ امام صاحب اپنی اس سخت مزاجی سے باز نہ آجائے اس وقت تک امام صاحب کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (مستفاد:

فتاویٰ دارالعلوم قدیم ۳/۱۹۲)

عن الحسن قال سمعت انس بن مالک ^{رض} قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم : ثلاثة رجل أمّ قوماً وهم له كارهون ، الحديث: (ترمذی شریف، الصلاة، باب ماجاء من أمّ قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهنديه ۸۲/۱، دارالسلام رقم: ۳۵۸)

إذا قذف مسلماً بغير الزنا فقال: يا فاسق أو يا خبيث لأنه اذاه و ألحق الشين به فوجب التعزير. (هدايه ، كتاب الحدود، باب حد

القذف ، فصل فى التعزير، اشرفيه ديوبند ۵۳۵/۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۳/صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۲/۱۴۳۵ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۹۰۴/۴۱)

غیر مقلدین اور بریلوی امام کی اقتداء

سوال [۲۴۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر مقلدین اور بریلوی کی نماز میں اقتدا کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مظہر الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: جو غیر مقلد ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف و صالحین کو سب و شتم اور برا بھلا نہیں کہتے اور حنفی مذہب کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز درست ہے، لیکن سب و شتم کرنے والے اور تقلید کو شرک کہنے والے غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ ہے، کیونکہ یہ فاسق ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۶۲/۹، جدید ڈائجیل ۶/۳۸۰، امداد الفتاویٰ ۱/۳۸۵، ۳۸۶)

إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح. (درمختار، كتاب الصلاة،

باب الإمامة كراچی ۱/۵۶۳، زکریا ۲/۳۰۲)

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه. (شامی،

کتاب الصلاة، باب الإمامة، کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲۹۹/۲

اور بریلوی بدعتی یہ شرعاً فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے، لیکن اگر کہیں ایسا ہو کہ اگر بریلوی کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو جماعت کی نماز سے محرومی ہو سکتی ہے، تو ایسے موقع پر تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں بریلوی فاسق کے پیچھے جماعت کیساتھ نماز پڑھ لینا بہتر ہے اس لئے کہ ترک جماعت کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لینا فقہاء نے اولیٰ اور بہتر بتلایا ہے۔

ولو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فصل الجماعة لكن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع - (إلی قوله) فإن أمکن الصلوة خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالافتداء أولى من الانفراد. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/۶۱۰، کوئٹہ ۱/۳۴۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۲/۲۹ھ

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۶۳۷)

حنفی کا وتر میں ائمہ حرم کی اقتدا کا حکم

سوال [۲۴۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سعودیہ عرب میں حکومت کا مسلک سلفیت کا ہے، جس کے تحت ہر امام کو دوسلام کے ساتھ تین وتر پڑھانا ضروری ہے، اور تیسری رکعت میں رکوع کے بعد لمبی قنوت پڑھتے ہیں، اور اسی طرح آٹھ رکعت تراویح پڑھانی ضروری ہیں، تو کیا زید کیلئے اس طرح آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھانی درست ہیں یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہیں تو کیا زید امامت چھوڑ دے اور حنفی المسلمک مقتدی حضرات و تر امام کے پیچھے پڑھیں یا گھر آ کر پڑھیں تشفی بخش جواب مرحمت فرمائیں دیں؟ نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عارف قاسمی، مقیم حال ریاض سعودیہ عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، کہ حجاز مقدس میں وتر کی نماز تین رکعت دو سلاموں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اور حنفی مسلک کے لوگ وہاں کے لوگوں کے ساتھ مل کر اسی طرح وتر کی نماز نہ پڑھیں گے، تو اختلاف و بحث بندی کا خطرہ ہے، نیز وہاں کے حاکم کا حکم بھی جماعت کی نماز میں ایک ہی طرح پڑھنے کا ہے، اگرچہ ہم حنفیہ کا رائج اور مفتیؒ یہ مسئلہ یہی ہے کہ تین رکعت وتر دو سلام کے ساتھ جائز نہیں ہے، ایک ہی سلام کے ساتھ واجب ہے، مگر ابو بکر جصاص اور علامہ ابن وہبان نے حنفی شخص کی نماز ایسے شخص کے پیچھے پڑھنا جائز لکھا ہے، جو دو سلاموں کے ساتھ پڑھتا ہو، (اس کی تفصیل معارف السنن ۴/۱۷۰، البحر الرائق ۲/۱۳۹ میں ملاحظہ فرمائیں) نیز ایک اصول اور ضابطہ یہ بھی ہے کہ حکم حاکم رافع اختلاف ہوا کرتا ہے، یعنی جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور حاکم ان اختلاف اقوال میں سے کسی ایک قول پر عمل کرنے کا حکم کرے، تو حاکم کے اس قول پر عمل کرنا لازم ہو جاتا ہے، اور وہاں پر بھی حکم حاکم یہی ہے کہ تین رکعت وتر کی نماز دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے، اسلئے حنفی مسلک کے لوگوں کیلئے وہاں کے ائمہ کے پیچھے وتر کی نماز انھیں کی طرح پڑھنا جائز اور درست ہوگا، اور حنفی امام کو وہاں کے لوگوں کے مسلک کے مطابق نماز پڑھنا بھی درست ہوگا۔ (تفصیل انوار رحمت/۶۸ میں ملاحظہ فرمائیں)

فكما أن النزاع يرتفع بالتعامل السابق فإنه يرتفع أيضا، بتقنين من قبل الحكومة إلى قوله: أن حكم الحاكم رافع للخلاف في الأمور المجتهد فيها الخ. (تكملة فتح الملهم، كتاب البيوع، باب بيع البعير واشتباء ركو به اشرفيه ديوبند ۱/۶۳۶)

ولا عبرة بحال المقتدى وإليه ذهب الجصاص وهو الذي اختاره لتوارث السلف، واقتداء أحدهم بالآخر بلا نكير مع كونهم مختلفين في الفروع، وكان شيخنا شيخ الهند محمود الحسن أيضا يذهب إلى

مذہب الجصاص . (فیض الباری، کتاب الغسل بامسح الید کراچی ۱/ ۴۵۲، ۳/ ۳۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۷/ شعبان ۱۴۲۶ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۹۴۰/۳۸)

حنفی کا قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے والے کی اقتدا کا حکم

سوال [۲۴۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سعودیہ عرب کی تمام مساجد میں خصوصاً ریاض میں سعودی حضرات ہی امام ہیں، اور سب تراویح میں قرآن کریم دیکھ کر ہی پڑھتے ہیں اور لقمہ دینے والے بھی دیکھ کر ہی لقمہ دیتے ہیں، اور مقتدی ہندی، پاکستانی بنگلہ دیشی ۲۵ فیصد یا اس سے زائد ہر مسجد میں ہوتے ہیں، جو اکثر حنفی المسلمک ہیں تو ان حضرات کی نماز ان دیکھ کر پڑھنے اور سننے والے اماموں کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ بصورت عدم جواز یہ حضرات تراویح کس طرح پڑھیں فرض نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنے کی صورت میں اختلاف کا اندیشہ ہے، مدلل جواب تحریر کریں؟

المستفتی: محمد عارف قاسمی، مقیم ریاض سعودیہ عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز میں قرآن کریم دیکھ کر قرأت کرنا مفسد صلاۃ ہے، اور امام محمدؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے مگر نماز فاسد نہیں ہوتی، یہ حضرات امامت ذکوان کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں، کہ وہ حضرت عائشہؓ کی تراویح میں امامت فرماتے تھے، اور پیچھے لقمہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا تھا، تو جلسہ ترویج میں قرآن کریم دیکھ کر شبہات زائل فرمالیا کرتے تھے، جس کو لوگوں نے قرآن دیکھ کر پڑھنے سے تعبیر کیا ہے، اور حضرت امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق بلا کراہت جائز ہے، یہ حضرات اور سلفی حضرات امامت ذکوان سے استدلال کرتے ہیں، اور غیر

مقلدین کی بات بھی عجیب و غریب ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے زمانے میں میں رکعت تراویح کا باضابطہ سلسلہ عمل میں آچکا تھا جس کو وہ نہیں مانتے ہیں، اور حضرت عائشہؓ کے غلام ذکوان کی امامت جو ان کا ذاتی عمل تھا، اور کسی بڑے صحابی سے اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے، اسکو اپنے لئے حجت بنا لیا ہے، خیر ہمیں غیر مقلدین کے مسلک پر نہیں جانا ہے، اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ حنفی حضرات کو حتی الامکان ایسے اماموں کے پیچھے تراویح پڑھنی چاہئے، جو بغیر دیکھے قرآن پڑھتے ہوں، اور اگر مجبوری میں قرآن دیکھ کر پڑھنے والوں کے پیچھے اپنی نماز پڑھ لی ہے، تو صاحبین کے مسلک کے مطابق ان کی نماز درست ہو جائے گی، فاسد نہیں ہوگی کراہت کے ساتھ درست سمجھی جائیگی۔

القرأة من المصحف فی الصلاة، مفسدة عند أبی حنیفة لأنه عمل
کثیر (أو لأنه تلحق منه) وعند أبی یوسف ومحمد يجوز لأن النظر فی
المصحف عبادة ولكنه یکره لمافیہ من التشبه بأهل الكتاب فی هذه الحالة
وبه قال الشافعی وأحمد وعند مالک وأحمد فی رواية لا تفسد فی النفل
فقط. (اعلاء السنن، کتاب الصلاة، باب فساد القرآن من المصحف، دارالکتب العلمیة
بیروت ۶۲/۵، کراچی ۵۱/۵، ۵۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۲۶/۸/۱۷ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۸۹۴۰/۳۸)

امام صاحب کی عدم موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانا

سوال [۲۴۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) مسجد میں نماز باجماعت کیلئے ایک وقت متعین ہے اور مقررہ امام صاحب وقت پر وہاں موجود نہیں ہیں، تو ایسی حالت میں کوئی دوسرا شخص امام بن کر نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا امام صاحب کا انتظار کرنا ضروری ہے اور اگر ضروری ہے تو کتنے وقت تک انتظار کریں؟

(۳) اگر انتظار کیلئے مقررہ وقت سے پہلے امام کی اجازت کے بغیر کسی شخص نے نماز پڑھادی تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) مسجد میں امام موجود ہے نماز کا وقت ہو رہا ہے، امام کو اس کا علم ہے، لیکن مقتدی حضرات امام کو ٹوکنا شروع کرتے ہیں کہ چلئے صاحب وقت ہو گیا کوئی کہتا ہے کہ نہیں ابھی میری گھڑی کے حساب سے آدھا منٹ یا کچھ کم باقی ہے، تو کیا یہ سب کچھ درست ہے اور اگر نہیں ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبداللہ، بھٹی محلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: (۱) جماعت کا وقت متعین و مقرر ہو اور اس مقررہ وقت پر امام صاحب کسی وجہ سے مسجد کو نہ آئے ہوں یا آنے میں دیر ہو جائے، تو ایسی صورت میں کوئی دوسرا قابل شخص ذمہ دار ان مسجد کی اجازت و ایما پر نماز پڑھا سکتا ہے۔ اسمیں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۸۱/۲، جدید ڈائجیل ۶/۳۴۳، احسن الفتاویٰ ۳/۳۰۱)

(۲) جماعت کے مقررہ وقت تک امام کا انتظار کرنا ضروری ہے اس کے بعد مقتدیوں پر امام کا انتظار کرنا لازم نہیں، لیکن چار پانچ منٹ کے اندر اندر امام کے آنیکی امید ہو تو اس کا انتظار کر لینا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۳۰۱، فتاویٰ رشیدیہ ۳۵۶)

(۴) مسجد کی گھڑی کو صحیح رکھنے کی کوشش کی جائے اور اسی گھڑی کے ٹائم سے نماز پڑھی جائے کسی اور کی گھڑی کے ٹائم کا اعتبار نہ کریں آپس میں بحث و مباحثہ کی کوئی ضرورت نہیں، مسجد کی گھڑی کا اعتبار ہے، اس سے سارا جھگڑا دور ہو جائے گا۔

قال ابن الہمام فی شرح الہدایۃ : الکلام المباح فی المسجد مکروہ

یأکل الحسنات. (مرقاۃ الفصول الثالث، قبیل باب الستر، ملتان ۲/۲۲۲، مصری

۱/۷۲، شامی، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره منها، مطلب فی الفرس فی

المسجد، زکریا ۲/۴۳۶، کراچی ۱/۶۶۲) فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:

کتبہ: بشیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۷/۵/۱۸ھ

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۵/۱۸ھ

(الف توئی نمبر: ۳۲/۳۸۳۲)

حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے نماز وتر کا حکم

سوال [۲۴۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں کوکن سے تعلق رکھنے والا ایک شافعی المسلک شخص ہوں، ایک مدت سے ہمارا قیام بمبئی میں ہی ہے، ہم جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، وہاں کے امام بھی شافعی ہیں جبکہ اطراف کی دیگر مساجد احناف ائمہ کی ہیں لیکن باعتبار مسلک کے ہمارے یہاں کسی قسم کا نزاع نہیں ہے، الحمد للہ شوافع احناف کی مساجد میں اور احناف شوافع کی مساجد میں نماز پڑھتے ہیں، اور دونوں ایک دوسرے کو بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں، اس وقت ہمارے یہاں دو مسئلے درپیش ہیں، جس کا تسلی بخش جواب مطلوب ہے۔

(۱) کیا حنفی کی شافعی امام کے پیچھے اول وقت میں نماز عصر پڑھنے سے نماز ادا ہو جائیگی؟

(۲) رمضان المبارک میں نماز وتر کی جماعت میں حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے اور شافعی مقتدی کی حنفی امام کے پیچھے نماز وتر ادا ہو جائیگی؟

ہماری شافعی مسجد میں اور بعض دیگر شافعی مساجد میں بھی عرصہ سے ایک معمول ہے کہ نماز وتر کا جب وقت آتا ہے، تو شافعی امام مسجد کے صحن میں آ جاتے ہیں، اس لئے کہ حضرات احناف کی کثرت ہے اور صحن مسجد عموماً حرم مسجد سے چھوٹا ہوتا ہے، لیکن بعض چند سالوں میں نمازیوں کی کثرت کی بنا پر مسئلہ ایک عجیب رخ اختیار کر گیا ہے، وہ اس طرح سے کہ بعض مساجد میں دونوں مقتدیوں کی کثرت ہو چکی ہے، مثلاً ہماری مسجد میں، اور مسجد میں چوں کہ

بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں، ایک احناف کی اندرونی حصہ میں۔

اور دوسری باہری حصہ میں شافعی حضرات نماز ادا کرتے ہیں۔

تو اس میں ہوتا یہ ہے کہ حنفی احباب مسجد کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھتے ہیں، اور مسجد کے دروازے بند کئے جاتے ہیں، لیکن احباب کی کثرت ہوتی ہے تو بعض احباب مسجد کے اوپری حصہ میں چلے جاتے ہیں، اسی طرح شوافع احباب بھی کثرت سے ہیں اور صحن مسجد میں دو ہی صفیں ہیں تو ان کے بھی بعض احباب اوپری حصے میں جاتے ہیں، اب مسجد کے اوپری حصے میں کچھ لوگ حنفی امام کی اقتدا کرتے ہیں جبکہ دوسرے حصہ میں کچھ سناھی شافعی امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں، یہ مسئلہ شافعی مساجد کا ہے، کیونکہ حنفی مساجد میں عموماً ایک ہی جماعت ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں ہم شافعی حضرات کو کیا کرنا چاہئے؟

(۱) آیا اسی طرح دو جماعتوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے؟

(۲) یا شافعی امام کے پیچھے سارے احباب نماز وتر ادا کر سکتے ہیں؟

(۳) یا وتر کی نماز میں سارے شوافع امام و مقتدی سب مل کر حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے پابند ہوں گے؟ جبکہ دیگر فرض نمازوں میں دونوں ایک دوسرے کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔

برائے مہربانی اس سلسلے میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں، ہمارے یہاں چند احباب یہ کہتے ہیں، کہ حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے نماز وتر نہیں ہوگی، جب کہ یہی احباب عمرہ وغیرہ کی مناسبت سے حرم میں وہاں کے امام کی اقتدا میں نماز وتر بھی ادا کرتے ہیں۔

لہذا یہ کیا بہتر نہیں ہوگا کہ جس مسلک کی مسجد ہے، اسی مسجد کے امام کی اقتدا میں سارے مصلیٰ نماز ادا کریں، چاہے امام شافعی ہو یا حنفی؟ برائے مہربانی جلد از جلد تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالمعید خلفی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) عصر کی نماز کے بارے میں حضرات امام مالکؒ،

امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا قول یہی ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، یہی حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے، اور اس بارے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے دو قول ہیں، پہلا قول جمہور کی طرح ہے یہی ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ دو مثل سے پہلے عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے، بلکہ دو مثل کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، اور حنفی مسلک کے فقہاء میں سے بعض نے قول اول کو زیادہ صحیح اور رائج کہا ہے، اور بعض نے قول ثانی کو زیادہ صحیح اور رائج قرار دیا ہے، اور یہی قول ظاہر الروایہ ہے، اور حنفی مسلک کے متاخرین نے اس قول کو اس لئے معمول بہ اور زیادہ صحیح قرار دیا ہے کہ اس میں احتیاط زیادہ ہے، تو حاصل یہ ہے کہ عصر کے وقت کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے شدت نہیں ہے، اس لئے شافعی امام کے پیچھے دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنا بلاشبہ جائز ہے، لیکن جن علاقوں میں کثرت سے حنفی لوگ ہوتے ہیں وہاں قول ثانی پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، نیز حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ نے یہی لکھا ہے کہ مثل اول یا مثل ثانی دونوں میں پڑھنے کا اختیار ہے، لہذا آپ کی مسجد میں حنفی مقتدیوں کے لئے شافعی امام کے پیچھے شافعی وقت کے مطابق عصر کی نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۲۹۹، جدید زکریا ۲۷۸، ۲۸۱، امداد الفتاویٰ/۱۵۳)

ووقت الظهر من زواله أى ميل ذكاء عن كبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه ، وعنه مثله وهو قولهما وزفرو الأئمة الثلاثة ، قال الإمام الطحاوى : وبه نأخذ ، وفي غرر الأذكار : وهو المأخوذ به ؛ وفي البرهان : وهو الأظهر لبيان جبرئيل ، وهو نص في الباب ، وفي الفيض : وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى . (در مختار مع الشامى ، كتاب الصلاة ، مطلب فى تعبدہ علیہ السلام کراچی ۳۵۹/۱، زکریا ۲/۱۴، ۱۵، الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر ، كتاب الصلاة ، دارالکتب العلمیۃ بیروت جدید ۱۰۵/۱، قدیم ۶۹/۱)

والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل ، وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلايتين في وقتيهما بالإجماع . (شامی ، کتاب الصلاة ، مطلب فی تعبده علیہ السلام کراچی ۱/۳۵۹ ، زکریا ۲/۱۴۱۵)

(۲) باتفاق حنفیہ وتر کی نماز تین رکعت ایک سلام کے ساتھ لازم ہے ، اور دو رکعت پر قعدہ کرنا واجب ہے ، اور اگر دو رکعت پر بالقصد سلام پھیر دیں گے تو جمہور احناف کے نزدیک وتر کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے ، لہذا حنفیہ کے نزدیک وتر کی نماز تین رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا لازم اور واجب ہے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک وتر کی نماز واجب بھی نہیں ہے ، اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنا لازم بھی نہیں ہے ، بلکہ سنت ہونے کے ساتھ ساتھ دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

وصح اقتداء من يرى الوتر واجباً بمن يراه سنة بشرط أن يصليه بسلام واحد؛ لأن الصحيح اعتبار رأي المقتدى. (شامی زکریا ۲/۳۳۹ ، کراچی ۱/۵۹۰ ، ۵۹۱)

وصح الشارح الزيلعي أنه لا يجوز اقتداء الحنفى بمن يسلم من الركعتين في الوتر. (البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الوتر والنوافل زکریا ۲/۶۸ ، کوئٹہ ۲/۳۹)

لہذا آپ کی مسجد کے لئے مناسب یہی ہے کہ عصر کی نماز میں حنفی مقتدی بلا تکلف شافعی امام کی اقتدا کر لیں اور وتر کی نماز میں حنفی شخص کو امام بنا دیا جائے اور شافعی حضرات وتر میں حنفی کی اقتدا کر لیں ، تاکہ حنفی کی واجب نماز صحیح طور پر ادا ہو جائے ، اور شافعی کی سنت نماز بہر حال ادا ہو جائے گی - اب رہی حرمین شریفین کی بات وہاں پر حنفی لوگوں کے لئے الگ سے وتر کی نماز باجماعت پڑھنے کی کوئی شکل نہیں ہے ، نہ حکومت کی طرف سے اس کی اجازت ہے اور نہ ہی حنفی لوگوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی میں

وتر کی جماعت الگ سے پڑھنے کی ہمت ہے، اس لئے ضرورت کی بنا پر امام بھٹو
اور ابن وہبان کے قول کے مطابق وہاں پر حنفی لوگوں کے لئے حنبلی امام کے پیچھے وتر
کی نماز کی گنجائش دی گئی ہے، لیکن یہ ضرورت ہندوستان میں نہیں ہے، اس لئے
ہندوستان میں حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے وتر کی نماز نہیں پڑھیں گے۔ فقط واللہ
سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ

(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۰۹۰/۳۹)

الجواب صحیح:

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۱/۶/۳ھ

